نہج البلاغہ

حضرت علی علیہ السلام کے خطبوں کا یہ گراں قدر مجموعہ جسے علامہ رضی علیہ الرحمہ کی کاوشوں نے تالیف کا پیراہن پہنایا ہے، نہ صرف عربی ادب کا خزانۂ عامرہ، قرشی فصاحت و بلاغت کا لازوال معجزہ اور علم معانی و بیان کی بہترین خوبیوں کا لطیف و شفاف سرچشمہ ہے بلکہ اس کی گود میں وہ سب کچھ موجود ہے جو دنیا کی تمام حکمت و فلسفہ تدبیر منزل و سیاست مدن معاشیات و اقتصادیات جیسے اہم موضوعات کو اپنا سرنامۂ بحث قرار دینے والی بسیط کتابوں میں مجموعی طور پر بھی موجود نہیں۔

یونان کی سرزمین پر نشو و نما پانے والے فلسفہ نے اپنے افادیات کی ہمہ گیری اور اپنے حقائق کائنات کا کھوج لگانے والے مشہور فلسفیوں کی حکیمانہ موشگافیوں سے ثقافتی ارتقا کا جو سنگِ بنیاد رکھا، اس سے نہ کسی کو انکار ہے نہ ہو سکتا ہے، بلاشبہ افلاطون و سقراط نے انسانی تفکر و ادراک کی ضیافت کے لئے جو کچھ کیا ہے اُسنے علمی حیثیت سے رہتی دنیا تک کے لئے اُن کو اُس زندگی کا مالک بنا دیا جسے زمانہ کے انقلابات و تغیرات کی تیز سے تیز ہوائیں بھی فنا کرنے پر قادر نہیں، اُن کی تحقیقات حکمت کے وہ روشن منارے ہیں جن سے تحقیق کی وادیوں میں بھٹکنے والے بہت کچھ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں، سحبان کی بلاغت عربی تاریخ کا ایک ناقابلِ انکار ذخیرہ ہے، اسلمائے ادب کی آرائش اور اسکی زلفوں کے سنوارنے میں عرب کی اس مشہور زمانہ شخصیت کی کارگزاریاں وہ حیثیت اختیار کر چکی ہیں جہاں کسی بہترین مذاقِ ادب رکھنے والے کے لئے جب بھی تمثیل کی منزل در پیش ہوتی ہے تو اس موقع پر خیال کا اس کی جانب متوجہ نہ ہونا ناممکن سی بات ہو جاتی ہے عمر ابن کلثوم، زہیر نابعہ اور امرأ القیس جیسے شعرا کی نازک خیالیاں اور جادو بیانیاں اُن کی دماغوں پر اثر انداز ہونے والی بہترین تخیلیں اور واقعات کو دل و دماغ پر چھا جانے والی محاکات کے طاقت سے سج دینے والی صلاحیتیں یہ بھی مسلمہ حقیقت کا درجہ رکھتی ہیں۔ ان کے اشعار کی طاقتیں وہ تھیں جن کے سامنے

نیزوں کی شرارہ خیزانیاں، تلواروں کی چمکتی ہوئی تیز دھاریں، تیروں کی سنگ خارا کے دل میں پیوست ہو جانے والی نوکیں بھی اپنی شکست کا اعتراف کرتی ہوئی نظر آتی تھیں۔ لیکن یہ میرا دعوٰی ہی نہیں بلکہ ایک واضح حقیقت ہے کہ عرب کے سرمایۂ ناز و افتخار ادیب خواہ انھوں نے جاہلیت کے آغوش میں پرورش پائی ہو یا اسلام کے افقِ فاران سے طالع ہونے والے آفتاب کی نور پاش کرنوں سے نورانیت کا اکتساب کیا ہو اُن کی تحریریں سلاست و روانی سجع و ترصیع، تخیّل و محاکات اور بیان کو سحر کا مرتبہ عطا کر دینے والی تمام معانی و بیان کی خوبیوں کی حامل ہونے کے باوجود حکمت و فلسفہ کے ان قیمتی دروس کی اُس طرح حامل نہیں جس طرح یونانی فلاسفہ کے مصنفات اُن سے مالا مال نظر آتے ہیں، یونہیں افلاطون و سقراط کی فلسفی نکتہ آفرینیاں اُن کے چمنستان تحقیق کے پھولوں کی رنگینی اُس شاعرانہ لطافت تعبیر کے حسن و جمال سے تہی دست نظر آتی ہے جس نے عربی ادب کے خد و خال کو اتنا سج دیا کہ اس کی ہر تشبیہ کو سحر حلال سے تعبیر کیا جانا ممکن ہے، اگر کسی مقام پر یہ دونوں چیزیں موجود ہیں تو وہاں اخلاقیات غائب ہیں، یہ بھی ہے تو میدان جنگ میں فوجوں کی کمان کرنے کے قواعد، عسکری اصول و ضوابط، سپاہیوں کو بہتر سے بہتر سپاہی کیونکر بننا چاہیئے، اس کی تشریحات فوجی ترتیب کے آئین جن کا ایک واعظ منبر نشین سے بظاہر کوئی قریبی تعلق نہیں، ان کا نمایاں طور پر فقدان ہے یہ سب کچھ مان لیجئے مگر اسے تو بہر حال تسلیم ہی کرنا ہوگا کہ مستقبل کے حوادث پر یقینی طور پر حکم لگانا اور اس کے متعلق ظن و تخمین سے نہیں بلکہ واقعی حیثیت سے اطلاعات کا فراہم کرنا یہ کوئی معمولی بات نہیں اور ممکن کی سطح ظاہر تک پہونچ کر رک جانے والی نگاہ کا مستقبل کے پردوں کو اٹھا کر کوئی ایسا حقیقت آگیں انکشاف پیش کرنا جسے حرف بحرف مستقبل صحیح ثابت کرے شاید اس سی دنیا کی کوئی ہستی انکار کرنے کی جرأت نہ کر سکے گی کہ یہ کام غیبی طاقت کی پشت پناہی کے بغیر قطعی ناممکن ہے اب ان امور کو سامنے رکھتے ہوئے کسی ایسے مرکز کی تلاش جہاں یہ تمام چیزیں آپ کو پورے کمال کے ساتھ موجود نظر آئیں کتنی دشوار گذار منزل ہوگی اسے آپ خود ہی سمجھ سکتے ہیں، یہاں پہونچنے کے بعد افلاطون و ارسطو جیسے مشاہیر فلاسفہ کے حکمی مولفات عربی فصاحت و بلاغت کے سرمایہ فخر و دفاتر اخلاق کے بہتر سے بہتر صحیفے عسکری نکات کی طرف رہنمائی کرنیوالے اعلیٰ سے اعلیٰ مصنفات سب پیچھے ہٹتے نظر آئینگے اور صرف ایک مجموعہ ساری دنیا میں آپ کو نظر آئے گا جو ان پاشاں امتیازات، متفرق خصائص اور بکھرے ہوئے فضائل کا شیرازہ بند کہا جا سکے اور وہ اسلام کے سب سے بڑے فلسفی، جزیرۃ العرب کے بزرگترین اخلاقی رہنما کائنات کی عظیم ترین شخصیت نور نگاہِ ابو طالب حضرت علی علیہ السلام کے خطب و ارشادات کا مجموعہ "نہج البلاغہ" ہوگا، یہ مجموعہ اپنی ادبی زور فصاحت و بلاغت کے سحر کار اثر اور اپنی مسلم الثبوت امتیازی خصوصیات کی بنا پر جو درجہ رکھتا ہے اُس کے متعلق اتنا تحریر کر دینا کافی ہے کہ اُسے اپنے ہوں یا غیر، یگانے ہوں یا بیگانے، موافق ہوں یا مخالف سب نے تحت کلام الخالق و فوق کلام المخلوق یعنی خالق کائنات کے معجز نما کلام قرآن مجید سے

CS CamScanner

مرتبہ میں کم' اور ساری دُنیا کے کلام سے مرتبہ میں بلند و بالا تسلیم کیا ہے۔ اس میں طبعیات، مابعد الطبعیات، الٰہیات و ریاضیات، معاشیات و نفسیات، اخلاق و حکم، مواعظ و عبر، تدبیر منزل و سیاستِ مُدن، فلکیات و ارضیات، حال و مستقبل کے متعلق جن گراں قدر خیالات کا اظہار کیا گیا ہے وہ اسلام کی اس سب سے بڑی شخصیت کی وہبی صلاحیتوں کو برافگندہ نقاب کرنے کے لیے کافی ہے۔

نہج البلاغہ کی جامعیت اوپر اجمالی طور پر جو کچھ تحریر کیا جا چکا ہے اُس سے آپ نہج البلاغہ کی جامعیت کے متعلق فیصلہ کرنے میں کافی مدد حاصل کر سکتے ہیں لیکن اس اجمال کی چونکہ ایک ہلکی سی تشریح مقصود ہے اس لیے اسے ایک علیحدہ مستقل سُرخی کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے' وہ کون کون سے موضوعات ہیں جن کے متعلق اس کتاب میں سیر حاصل مواد مہیّا کیا گیا ہے اس کا استقصاد تو بہت دشوار ہے لیکن سرسری طور پر اس کی فہرست ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

علم الالٰہیات خارج و ذہن دونوں منزلوں میں مادّہ کی ضرورت سے بے نیاز موجودات کی حقیقتوں کا جائزہ لے کر اُن کی پردہ پوش حالتوں پر بحث و تمحیص کرنا یہی علم الالٰہیات کا موضوع ہے اور اس میں جتنی دشواریاں ہیں اُنھیں آپ معمولی سے غور و فکر کے بعد محسوس کر سکتے ہیں۔ نظری چیزیں محتاجِ تفصیل ہوتی ہیں مگر یہ چیز تو بدیہی اور بالکل بدیہی ہے کہ مادّہ سے کنارہ کش دُنیا مادّہ کی پہلو نشین دُنیا سے بھی وسعت میں زیادہ ہے' مفاہیم کی گھنی آبادی حقائقِ علمیّہ و عملیّہ کے حسین چہرے اور وہ بے شمار حقائق جو ذہنی و مادی وجود میں مادّہ کی کوئی احتیاج نہیں رکھتے ان کا دائرہ وسیع اور بے انتہا وسیع ہے اور اُس کے اندر صرف خالقِ کائنات کی ہستی اپنی ثبوتی و سلبی صفتوں سمیت ہی نہیں بلکہ فلک کی ماہیّت جنّت و نار کی حقیقت' عرش و کرسی وغیرہ کی معلومات سبھی داخل ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ اس مقدس صحیفہ میں ان میں سے جس چیز کے متعلق آپ تلاش کیجیے آپ کو اتنا مواد دستیاب ہو گا جس سے بسیط سے بسیط تالیف کا مرتّب ہو جانا ممکن ہو سکے گا اجمالی طور پر ذیل میں جو فہرست درج کی جا رہی ہے وہ اس دعوے کا مکمل ثبوت فراہم کر دے گی۔

اللہ کیا ہے؟ علم معانی و بیان کی سیر کرنے والے بخوبی واقف ہیں کہ اطناب یعنی کسی مطلب کو زیادہ سے زیادہ الفاظ میں ادا کرنا' ایجاز یعنی کم سے کم لفظوں میں اسی مطلب کو ادا کرنے سے درجہ کے لحاظ سے پست حیثیت خیال کیا گیا ہے' ایک خطیب یا انشا پرداز کے لیے اپنے مطلب کو بسط دے کر بیان کرنا نسبتاً اس سے آسان ہو کہ اُسے سمیٹ کر کم سے کم لفظوں میں ادا کر دیا جائے' وہی مفہوم جسے تعبیرات کی فراوانی اور الفاظ کی دلپذیر کثرت سے سو صفحوں میں ادا کیا جاتا ہو اگر سمیٹ کر ایک سطر میں اس طرح ودیعت کر دیا جائے کہ مخاطب اُسے پوری طرح سمجھ لے تو اُسے حُسنِ ادا کا بہترین شاہکار سمجھنا چاہیے' علم کلام اسلامی علوم کا گُل سرسبد ہے اور اس کے متعلق ایک دو نہیں سیکڑوں ہزاروں کتابیں تالیفات کی صف میں موجود نظر آتی ہیں جن میں واجب الوجود کی حقیقت پر محققانہ انداز میں افادات پیش کیے گئے ہیں اور اس پر ایک دو نہیں ہزاروں صفحات کو سیاہ کر ڈالا گیا ہے' مجھے اس سے انکار نہیں کہ متکلمین کی یہ کاوشیں قابل صد تحسین و آفرین ہیں اور انھوں نے چمنستانِ افادت میں رنگا رنگ تحقیقات کی جو پُر بہار روشیں بنائی ہیں وہ ان کے بہترین سلیقہ ترتیب کی آئینہ دار ہیں

مگر گلشن کلام کے لاکھوں پھولوں کی رنگینیوں کو ایک پھول میں جمع کر دینا وہ مشکل مرحلہ تھا جہاں بادیہ پیمائے فکر کے قدم ڈگمگا رہے تھے اور دست و بازوئے بیان اس کے متعلق اپنی بے بسی کا اظہار کر رہے تھے لیکن خطیب منبر سلونی نے اس کو اس طرح سہل و آسان طریقہ پر انجام دے دیا کہ اطناب ایجاز کے قدموں پر سجدے کرتے نظر آنے لگا، کل مقامات کا استقصاء تو بہت دشوار ہے صرف چند چیزیں ملاحظہ کے لیے پیش کیجاتی ہیں۔

نہج البلاغہ ص۱۶۱ پر ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له الاول لا شئ قبله والاخر لا غاية له لا تقع الا وهام له على صفة ولا تعقد القلوب على كيفيته ولا تناله التجزية والتبعيض ولا تحيط به الابصار والقلوب (ترجمہ) "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، وہ ایسا اول ہے کہ کوئی شے اس سے پہلے نہیں، اور ایسا آخر ہے کہ کوئی اس کی حد نہیں انسانی اوہام اس کی کیفیات کا ادراک کرنے سے عاجز ہیں اور تقسیم اس تک پہنچ نہیں سکتی، دل اس کا ادراک اور آنکھیں اس کا نظارہ نہیں کر سکتیں"

یونہیں ایک اور مقام پر پھر ارشاد ہوتا ہے:- الحمد لله الدال على وجوده بخلقه وبمحدث خلقه على ازليته وباشتباههم ان لا شبه له لا تستلمه المشاعر ولا تحجبه السواتر انه احد بلا تاويل عدد والخالق لا بمعنى حركة ونصب والسميع لا باداة والبصير بلا تفريق آلة والشاهد لا بمماسة والبائن لا بتراخي مسافة والظاهر لا برؤية والباطن لا بلطافة عالم اذ لا معلوم ورب اذ لا مربوب وقادر اذ لا مقدور -

(ترجمہ) "تمام تعریفیں اس اللہ کیلیے سزاوار ہیں جو اپنے وجود پر اپنے مخلوقات کے ذریعہ دلیل قائم کرنے والا، اور اپنی فنا پذیر کائنات سے اپنی ازلیت کا ثبوت فراہم کرنے والا، ان کے صاحب مثل و نظیر ہونے سے یہ بتلانے والا ہے کہ اس کا کوئی مثل نہیں ہے، اس کو حواس چھو نہیں سکتے، پردے چھپا نہیں سکتے، وہ ایک ضرور ہے مگر عددی حیثیت سے نہیں خالق ہے مگر حرکت و تعب کے بغیر، سنتا ہے مگر کان کے واسطے سے نہیں، دیکھتا ہے مگر آنکھ کے ذریعے سے نہیں، پاس حاضر ہے مگر جسمانی اتصال کے ساتھ نہیں، جدا ہے مگر بعد مسافت اس کے ہمارے اور بین حائل نہیں، ظاہر ہے مگر دیکھا نہیں جا سکتا، مخفی ہے مگر لطیف ہونے کی جہت سے نہیں، وہ جب کہ ابھی جاننے والی چیز نہ تھی اس وقت سے جانتا ہے اور جب کوئی پرورش کیا جانے والا نہ تھا اس وقت سے پرورش کنندہ ہے اور جب کوئی متعلق قدرت چیز نہ تھی اس وقت سے قادر ہے"

یہ ایک ہلکا سا پرتو ہے اس تجلی کا جو افق الہیات پر ضیا بار ہو کر معرفت کی شب تاریک کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے روشن بنا گئی ذرا بنظر تعمق ملاحظہ فرمایئے تو آپ کو صاف محسوس ہو جائے گا کہ ایک دو نہیں بیسیوں کلام کے اتنے پیچیدہ مسائل تھے جن کو اس مختصر سی عبارت نے اتنا واضح کر دیا کہ جس کے بعد مزید تفصیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

تفصیل کے ساتھ ان حقائق کی باریکیوں کا جائزہ لینے میں تو بہت وقت صرف ہو گا جو اس مختصر سی عبارت میں بہترین حسن و خوبی سے جمع کیے گئے ہیں صرف اجمالی طور پر اندازہ کیجیے۔

اللہ کا کوئی شریک نہیں اور نفی اُس چیز سے کی جاتی ہے جو کسی ہستی و وجود کی مالک ہو اسلیے وہ ہے، وہ مرکب نہیں، وہ قابلِ رویت نہیں، وہ ازلی بھی ہے ابدی بھی، وہ قریب ہے اُس طرح جس طرح علت و معلول میں نزدیکی ہوتی ہے نہ اُس طرح جس طرح دو جسم ایک دوسرے سے متصل ہوں وہ باعتبار جسم بعید ہے مگر یہ بُعد بھی بے تعلقی کے ساتھ نہیں، کیا یہ تمام مسائل جن کے گیسوؤں کی آرائش کلام کے شانہ کشوں کا کام ہے اس عبارت میں پوری وضاحت کے ساتھ موجود نہیں؟

علم کلام کا ایک مسلمہ مسئلہ ہے کہ خدا میں صفات زائدہ کا وجود نہیں اس لیے کہ یہ امر بالکل واضح ہے کہ صفاتِ زائدہ کیلیے دو ہی صورتوں کا اقرار کرنا ممکن ہے، یا انھیں واجب تسلیم کیا جائیگا یا ممکن، کیونکہ کسی کا واجب و ممکن دونوں کی حدوں سے خارج ہونا عقلاً ناممکن ہے اس مسئلہ کو ماننے کے بعد صفاتِ زائدہ کو اگر واجب مانا جائیگا تو تعدد قدماء کی مشکل درپیش ہوگی، اور اگر انھیں ممکن مانا جائیگا تو اُن کا حادث ہونا ناگزیر فرض کرتے ہوے خدا کو محل حوادث فرض کرنا پڑیگا اور یہ چیز بھی اپنے مقام پر باطل قرار دی جا چکی ہے، اِس پیچیدہ مسئلہ کو نہج البلاغہ میں کس حسن و خوبی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے ملاحظہ ہو اول الدین معرفتہ و کمال معرفتہ التصدیق و کمال التصدیق بہ نفی الصفات عنہ لشہادہ کل صفۃ انہا غیر الموصوف و شہادہ کل موصوف انہ غیر الصفۃ ـــــــــ "دین کی پہلی منزل اس کی معرفت ہے، معرفت کا کمال اسکی تصدیق ہے، تصدیق کا کمال اُس سے صفات کی نفی کرنا ہے کیونکہ ہر صفت موصوف کی غیر اور ہر موصوف صفت کا غیر ہوتا ہے بنابریں صفات زائدہ کے فرض کرنے کا مطلب خدا کو صفات کے پہلو نشین ماننے کے مرادف ہوگا اور ایسا فرض کرنے کا صریحی مطلب یہ ہوگا کہ اُسے تقسیم کے قابل مان لیا جائے اور تقسیم اس کیلئے ناممکن ہے"۔ ایجاز و اختصار کے ساتھ اتنے اہم مسئلہ کو اتنے حسین استدلال کے ساتھ ثابت کر دینا یہی وہ چیز ہے جسے اس اہم کتاب کے خصوصیات میں شمار کیا جاتا ہے۔

واجب الوجود اجزاء سے بری ہے یہ بھی علم کلام کا اہم ترین مسئلہ ہے اور اس کی وجہ دوسری بڑی بڑی دلیلوں سے قطع نظر کرتے ہوئے بالکل واضح اور مختصر یہ ہے کہ تجزی مستلزم امکان ہے اور اللہ منزل امکان سے سربلند ہے اِس مسئلہ کے متعلق حضرت کا سابق افادہ لا تنالہ التجزئۃ یہ بتانے کے لیے بہت کافی ہے کہ خدا اجزاء سے بلند و بالا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ الٰہیات کے متعلق حضرت کے نیسان افادات کی گہر باریاں وہ ہیں جنھوں نے تفکر و تعقل کے خزانے کو اتنا مالامال کر دیا ہے کہ اُسے دوسرے کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کی ضرورت نہیں۔

رسولِ کریم کی حقیقی منزلت الٰہیات میں توحید اور اُس کے متعلقات کے بعد دوسرا مرتبہ رسالت کا ہے اس میں متکلمین کی جماعت کو قدم قدم پر جن جن اُلجھنوں کا سامنا کرنا پڑا ہے اور اُن کے قدموں نے جن جن مقامات پر ٹھوکریں کھائی ہیں اُن کی فہرست بہت طولانی ہے، مختصر یہ ہے کہ پیغمبر اسلام کی سیرت کا نقشہ کھینچنے والے قلموں کی گردش نے نبوت کے جو خط و خال پیش کیے ہیں ان کو دیکھنے کے بعد نبوت کا درجہ عام بشریت کے درجے سے بہت زیادہ اونچا نظر نہیں آتا، بانیِ اسلام کے اجداد کی شرک پرستی و صنم نوازی، پیغمبر اسلام کی وہ بلند شخصیت جس کی روحانی طہارت اُس

نقطۂ کمال تک پہنچی ہوئی تھی جہاں اپنے ہوں یا غیر، مسلم ہوں یا غیر مسلم سب اُس کا اعتراف کرنے پر مجبور تھے جس کو قرآن نے ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کے زیور سے آراستہ کر دیا تھا جس کا عرب کے متعصب افراد تک لوہا مانے ہوئے تھے اُس کے متعلق سوادِ اعظم کے وسیع النظر سیرت نگاروں اور متبحر متکلموں نے جو کچھ لکھا ہے وہ اُن افادات کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا جن کو نہج البلاغہ کے صفحات پر آپ ملاحظہ فرمائیں گے، مثال کے طور پر ملاحظہ ہو ص ۲۰۱ فاخرجه من افضل المعادن منبتا واعز الارومات مغرسا من الشجرة التی صدع منها انبیاءه وانتجب منها امناءه عترته خیر العتر واسرته خیر الاسر وشجرته خیر الشجر فھو امام من اتقی وبصیرة من اهتدی سراج لمع ضوءه وشهاب سطع نوره وزند برق لمعه سیرته القصد وسنته الرشد وکلامه الفصل وحکمه العدل۔

(ترجمہ) "پیغمبرِ اسلام کا حسب و نسب بہترین حسب و نسب، اُن کی عترت بہترین عترت تھی وہ پرہیزگاروں کے رئیس اور طالبانِ ہدایت کے راہبر تھے، اُن کی سیرت میانہ روی، اُن کی سنّت رشد و ہدایت، اُن کا کلام حق و باطل کے مابین فیصلہ کُن، اُن کے احکام مبنی بر انصاف تھے۔" اِس مختصر سی عبارت میں نبوّت کے متعلق جو پاکیزہ خیالات پیش کیے گئے ہیں اُن سے آپ محسوس کر سکتے ہیں کہ نبوّت کا معیار کتنا بلند ہے، اِس کے بعد قیامت کے متعلق اگر ملاحظہ فرمانا ہو تو سب سے پہلا خطبہ جس میں خلقتِ آدم کا تذکرہ فرمایا گیا ہے یا پھر خطبۂ اشباح کو اُٹھا کر ملاحظہ فرمایئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ نہج البلاغہ میں ان امور کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے وہ اتنا ہے کہ جس کے بعد ان مباحث کے متعلق دیگر کتب و اسفار کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔

طبعیات و ریاضیات علم ریاضی کے ماہرین اور طبعیات کے واقف کاروں نے صدیوں کی محنتوں اور عرق ریزیوں کے بعد ان علوم کے متعلق جن حقائق کا انکشاف کیا ہے اُن میں سے کوئی ایک حقیقت بھی ایسی نہیں جسے جزیرۃ العرب کے فلسفیِ اعظم، چشم و چراغ ابوطالب حضرت علی علیہ السلام نے اب سے تیرہ سو ۱۳۰۰ سال قبل دُنیا کے سامنے پیش نہ کر دیا ہو، ہم نے خطبہ اشباح کے حاشیے پر اُن کے متعلق ضروری تبصرے پیش کر دیے ہیں اور اُس مقام پر ناظرین ان کا مطالعہ کرنے کے بعد سیر کُن معلومات حاصل کر سکتے ہیں، بہر نہج علیحدہ علیحدہ سرخیاں قائم کر کے کہاں تک تبصرہ کیا جائے مختصر یہ ہے کہ نہج البلاغہ علوم و فنون کا وہ مقدس وادی ہے جس کے اندر کلیم منبرِ عصمت حضرت علی کے افادات کی تجلیاں ہر طرف نور پاش نظر آتی ہیں معلومات کا وہ پاک سرچشمہ ہے جس سے ہر علم کے تشنہ کام اپنی پیاس بجھا سکتے ہیں حکمت و فلسفہ کا وہ روشن منارہ ہے جس کے دامن تجلّی کی چھوٹ زندگی کے ہر شعبہ کو درخشاں بنا رہی ہے اور اُس کے دامن میں وعظ و نصیحت، قیادت عسکر، ملکی انتظامات، شخصی فرائض، منزلی ذمہ داریاں تمام چیزیں مجتمع نظر آتی ہیں۔

نہج البلاغہ کا اعجاز دُنیا کے تمام انشا پردازوں منبر نشین خطیبوں اور فلسفہ و حکمت، شعر و شاعری، اخلاق و آداب، وعظ و نصیحت جیسے موضوعات پر اظہار خیال کرنے والوں کے افکار کا جائزہ لیجیے اور اس

حقیقت سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ طبقات کے اختلاف اور زمانوں کے تفرقوں نے ان کے انداز تعبیر پر کیا کیا اثر ڈالے ہیں، اُن کی تصنیفات کا غائر نظر سے مطالعہ فرمایئے تو آپ کو یہ حقیقت نمایاں طور پر کار فرما نظر آئے گی کہ کارساز فطرت نے اُن میں سے ہر ایک کو اُس کی صلاحیت اور استعداد کے مطابق ایک مخصوص ذوق سے سرفراز فرمایا ہے، کسی کے خزانۂ استعداد میں مقالات نگاری کے جوہر ودیعت کیے ہیں تو کسی میں مکاتیب و مراسلات پر خامہ فرسائی کی بہترین قابلیت، کسی کی علمی آغوش کو نثر نگاری کے امتیاز سے مالا مال کیا ہے تو کسی کے فانوس کمال میں نظم کی درخشاں شمعیں روشن کی ہیں، کسی کے سپہر فضیلت پر طبعیاتی مسائل کے گوشوں پر چھوٹ ڈالنے والے مہر و ماہ کو سرگرم ضیا باری بنایا ہے تو کہیں میکدۂ ہیئت و ہندسہ و علم ریاضی کا ذوق رکھنے والوں کو کیف سرمستی کا پیغام دینے والے ساغر بھر کر سجا دیے ہیں لیکن یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ جب ایک بہترین مقالہ نگار مراسلہ نگاری کے میدان میں قدم ڈالتا ہے تو اُس کے کمال کی روشنی دھندلی پڑ جاتی ہے ایک المیہ نگار جب المیہ نگاری کی منزل سے ہٹ کر مزاحیہ نگاری کی طرف متوجہ ہوتا ہے، یا کوئی فلسفی فلسفی مضامین لکھتے لکھتے جب پند و نصیحت کی جانب رُخ کرتا ہے تو اُس کی روانی قلم میں فرق پیدا ہو جاتا ہے، لیکن نہج البلاغہ میں مختلف موضوعات و مختلف عناوین پر انسانی عقل کو متحیر بنا دینے والی فصاحت و بلاغت کے پیرایے میں جو کچھ فرمایا گیا ہے وہ ابتدا سے انتہا تک ایک ایسی لڑی کے مانند ہے جس کا ہر موتی آب و رنگ میں یکسانیت کا حامل ہو، اسی لیے اسے اسلوب بیان کی یکرنگی اور طرز بیان کی بلاغت کے اعتبار سے ایک اہم ترین ادبی معجزے کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے

نہج البلاغۃ اور شیعہ

شیعوں کے مختلف الخیال طبقے اور فرقے سب اس کعبۂ حقیقت کا طواف کرتے نظر آتے ہیں کہ نہج البلاغہ حضرت علی علیہ السلام کے خطبوں، فرمانوں، خطوں اور حکیمانہ ارشادوں کا وہ مجموعہ ہے جسے علّامہ سیّد رضی علیہ الرحمہ نے تالیف کر کے دُنیائے علم و ادب کے سامنے پیش کرنے کا فخر حاصل کیا، اس میں ایک لفظ اور ایک جملہ بھی ایسا نہیں ہے جسے الحاقی کہا جا سکے، اس کا واضح ترین ثبوت یہ ہے کہ الحاق یا اضافہ ایک ایسی چیز ہے جو عبارت کی یکرنگی میں فرق پیدا کر دیتی ہے اور دیکھنے والا صاف محسوس کر لیتا ہے کہ اصل یہاں تک ہے اور اضافہ والحاق یہاں سے شروع ہوتا ہے مخمل کے ٹکڑے کتنے ہی بیش قیمت ہوں لیکن ریشم کے پہلو میں جگہ پانے کے بعد ہمیشہ بے جوڑ نظر آتے ہیں، اس لیے جہاں تک بعض مقامات میں الحاق و اضافہ کا سوال ہے وہ تو ممکن ہی نہیں، جب غالب کی غزل میں میر کا ایک شعر بھی جگہ پانے کے بعد نہیں چھپ پاتا، آزاد کی نثر میں شبلی کی نثر کی آمیزش مخفی نہیں رہ پاتی، تو ایک بسیط اعلیٰ عربی نثر میں مختلف انشا پردازوں کی کاوشیں کیونکر سموئی جا سکتی ہیں یقین نہ آئے تو حریری کے کسی مقام میں بدیع الزمان ہمدانی کی کوئی عبارت کھپا کر اندازہ کر لیجیے کہ اضافہ اپنی نشان دہی کرتا ہے یا نہیں، اس لیے نہج البلاغۃ کے بعض مقامات کا حضرت علیؑ کے کلام سے متعلق ہونا اور بعض کا متعلق نہ ہونا یہ تو مذاقِ سلیم کے تسلیم کرنے کی بات ہی نہیں البتہ یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ کُل کلام کے متعلق کوئی دعوے کرنے والا یہ دعویٰ کر دے کہ یہ حضرت علیؑ کا کلام نہیں، لیکن ایسا کرنا ناممکن ہو کیونکہ نہج البلاغہ کے اکثر و بیشتر خطبوں کے متعلق

ثقات و متبحرین کی رائے اِس کے خلاف ہے اور ان کا کلام علی ہونا بتواتر ثابت ہے جسے آئندہ بسط و تفصیل کیساتھ پیش کیا جائے گا

علّامہ ابن خلکان اور نہج البلاغہ

اپنے تعصبات کی بنا پر جن لوگوں نے نہج البلاغہ کو کلام علیؑ ماننے سے انکار کیا ہے اُن کی تعداد انگلیوں پر شمار کرنے کے قابل ہے اور اُن کے ادلہ اتنے کمزور ہیں جن کے مقابلہ میں خانۂ عنکبوت بھی زیادہ طاقت رکھتا ہے اِن میں سب سے پہلے علّامہ ابن خلکان کا نام نظر آتا ہے، موصوف شریف مرتضیٰ کے حالات تحریر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔ اختلف الناس فی نهج البلاغة المجموع من کلام الامام علی ابن ابی طالب علیہ السلام هل هو جمعه ام اخیه الرضی وقد قیل انه لیس من کلام علی وانما الذی جمعه ونسبه الیه هو الذی وضعه والله اعلم لوگوں میں اس امر کے بارے میں اختلاف ہے کہ نہج البلاغہ جسے کلام علی کا مجموعہ کہا جاتا ہے اسے شریف مرتضیٰ نے جمع کیا ہے یا اُن کے بھائی عُلّامہ رضی نے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ حضرت علی کا کلام ہی نہیں بلکہ اسکے جامع و مؤلف خود شریف مرتضیٰ ہیں، اِس عبارت میں علمی حیثیت سے مختلف قابلِ اعتراض گوشے ہیں، سب سے پہلے تو یہی کہ نہج البلاغہ کی تالیف سیّد رضی نے کی ہے یا سید مرتضیٰ نے یہ امر محلِ اختلاف ہے ظاہر ہے کہ علامۂ موصوف کا یہ افادہ تحقیق کے بلند معیار سے بالکل گرا ہوا ہے اور صاحبانِ تحقیق کے لیے قطعی ناقابلِ التفات ہے کیونکہ علاوہ اِس کے کہ اہلِ علم کی ایک بڑی جماعت اس امر پر متفق الرائے ہے کہ یہ کلام سید رضی علیہ الرحمہ کی تالیف ہے خود سید رضی علیہ الرحمہ نے اپنے مقدمہ میں اسکی وضاحت کر دی ہے اور بتلا دیا ہے کہ اس کے مؤلف و جامع شریف مرتضیٰ نہیں بلکہ وہی ہیں، میرا خیال ہے کہ علامہ ابن خلکان جیسے باخبر کو یہ اشتباہ شاید اس بنا پر پیدا ہوا ہے کہ بعض اہلِ تاریخ نے علامہ رضی کو نام کی حیثیت سے نہیں لقب کی حیثیت سے اُن کے دادا ابراہیم کے لقب مرتضیٰ کے ساتھ موسوم کیا ہے تو اس بنا پر سیّد رضی یقینی حیثیت سے مرتضیٰ ہونے کے باوجود سیّد رضی ہی رہتے ہیں اور کسی صاحب تحقیق کے لیے یہ زیبا نہیں کہ وہ اس واضح حقیقت کے باوجود شبہ میں مبتلا ہو کر کم سوادی کا مظاہرہ کرے، یہ چیز تو آج بھی ممکن ہی نہیں بلکہ برابر ہوتی رہتی ہے کہ دو مختلف الاسم بھائیوں کو کسی ایک ایسے آبائی لقب کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے جو ان دونوں میں سے کسی ایک کا نام بھی ہوتا ہے تو کیا شریف رضی کے لیے یہ بات ممکن نہیں کہ انھیں ایک مشترک لقب کے ساتھ ملقب کیا گیا ہو اور اُن کا نام رضی اور لقب مرتضیٰ اور اُن کے بھائی کا نام اور لقب دونوں مرتضیٰ ہوں، پھر اس کے بعد "قیل" (کہا گیا ہے) کے لفظ کی کمزوری نے ایک بڑا ثبوت فراہم کر دیا ہے اس امر کا کہ علّامہ موصوف جس چیز کو پیش کر رہے ہیں اُس کے ضعف کی طرف متوجہ ہیں۔

علّامہ ذہبی کی ہرزہ سرائی

علّامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں شریف مُرتضیٰ کے حالات پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے نہج البلاغہ کے متعلق جو اظہارِ خیال کیا ہے وہ ضرور قابلِ توجہ ہے اور ذیل میں ہم اُس پر تفصیل کے ساتھ بحث کریں گے، موصوف رقم طراز ہیں:۔ الشریف المرتضی هو المتهم بوضع کتاب نهج البلاغة "شریف مرتضیٰ پر یہ الزام عائد کیا گیا ہے کہ انھوں نے نہج البلاغہ کو وضع کیا ہے"۔ جہاں تک موصوف کے اس جملے کا تعلق ہے سابق میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے اُس سے اسکی تحقیقی کمزوری واضح ہے کیونکہ پہلے یہ بتلایا جا چکا ہے کہ نہج البلاغہ علّامہ رضی

کی متعدد ناقابل انکار گواہیوں اور اجماع محققین کی بنا پر شریف مرتضیٰ کی نہیں شریف رضی کی تالیف ہے، اور لقب کا اشتراک ہے جو کہ حقیقتاً اس شبہ کے پیدا ہونے کا سبب بنا ہے، پھر اسکے بعد موصوف تحریر کرتے ہیں:۔ من طالع نهج البلاغة جزم انه مکذوب علی امیر المومنین علی ففیه السب الصریح والحط علی السیدین ابی بکر و عمر و فیه التناقض والاشیاء الرکیکة والعبارات فمن بعدهم له معرفة بنفس القرشیین و بنفس غیرهم ممن بعدهم جزم بان اکثره باطل "جو شخص نہج البلاغہ کا مطالعہ کرے اُسے معلوم ہوگا کہ اُسکی نسبت حضرت علی کی جانب بالکل غلط ہے کیونکہ اُسکے اندر شیخین پر کھلم کھلا سب وشتم ہے اور تناقض عبارات کے علاوہ وہ رکیک چیزیں ہیں جن کو دیکھ کر ایک ایسا شخص جو قریشی صحابہ اور اُن کے علاوہ اور دوسرے متاخرین کے نفوس پر اطلاع رکھتا ہے یہ قطعی فیصلہ کر سکتا ہے کہ اسکا اکثر حصہ باطل پر مشتمل ہے۔"

علامہ ذہبی نے اپنے انکار کی عمارت جن بنیادوں پر بلند کی ہے انہیں دو چیزیں یا صرف دو چیزیں ہیں، پہلے یہ کہ حضرت نے سب وشتم فرمایا ہے اس سلسلے میں چند چیزیں قابل غور ہیں کیا کسی شخص کی واقعی اخلاقی و معاشرتی کمزوریوں اور عیبوں کا اظہار مورخانہ حیثیت سے سب وشتم کے حدود میں داخل ہے اسکا تو صریحی مطلب یہ ہوگا کہ دنیا کا کوئی مورخ کسی شخص کی زندگی کے روشن و تاریک صفحات زندگی پر روشنی ڈالتے وقت تاریک صفحہ حیات کے متعلق کچھ لکھ ہی نہ سکے، دیانتدار مورخ کا فریضہ ہے کہ وہ زندگی کے اچھے اور برے دونوں رخوں کا جرأت کے ساتھ جائزہ لے، توہین کے مقصد سے نہیں بلکہ اس نقطہ نگاہ سے کہ اُس نے جیسا محسوس کیا ہے دیسا ہی بتلائے، اُسکا فرض ہے کہ وہ کسی عیب کو جذبات محبت یا خوف کی بنا پر مخفی نہ رکھے، اب یہ اور بات ہے کہ کسی کا صفحہ زندگی تاریک ہی تاریک ہو اور کہیں خوبی کا نام و نشان ہی نہ ہو، اس لحاظ سے حضرت علی علیہ السلام نے جن جن مقامات پر شیخین کی بدکرداریوں پر روشنی ڈالی ہے اُسی علمی سطح سے نیچے اتر کر سب وشتم سے کیوں تعبیر کیا جائے یہ کیوں نہ کہا جائے کہ آپ نے ایک سچے اور لومۃ لائم کا خوف نہ کرنے والے دیانتدار سیرت نگار کی طرح سیرت نگاری کا ایک مقدس کام انجام دیا ہے، علاوہ بریں نہج البلاغہ میں جس مقام پر واضح انداز میں ابوبکر، عمر و عثمان کے متعلق واقعی عیوب کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ خطبہ شقشقیہ ہے جس کے متعلق علامہ ذہبی کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسکے متعلق تقریباً تواتر ہے کہ وہ حضرت علیؑ کا کلام ہے بنا بریں ایک ایسے کلام کی بنیاد پر جس کا بطریق تواتر حضرت علیؑ کا کلام ہونا ثابت ہے کل نہج البلاغہ کے کلام علیؑ ہونے سے انکار کرنا حماقت و سفاہت نہیں تو اور کیا ہے، خطبہ شقشقیہ حضرت علی ہی کا کلام ہے اس پر ذیل کے شواہد ملاحظہ ہوں، علامہ ابن ابی الحدید تحریر فرماتے ہیں:۔ لقد وجدت کثیرا من هذه الخطبة فی تصانیف شیخنا ابی القاسم البلخی امام البغدادیین من المعتزلة وکان فی دولة المقتدر قبل ان یخلق الرضی بمدة طویلة و وجدت کثیرا منها فی کتاب ابی جعفر بن قبه احد متکلمی الامامیه و هو الکتاب المشهور المعروف بکتاب الانصاف وکان ابوجعفر هذا من تلامذة الشیخ ابوالقاسم البلخی ومات فی ذلك العصر قبل ان یکون الرضیؒ موجودا ونقل عن الشیخ ابی عبد الله

ابن احمد المعروف بابن الخشاب انہ قال واللہ وقفت علی ہذہ الخطبۃ فی کتب صنفت قبل ان یخلق الرضی بمائتی سنۃ ولقد وجدتہا مسطورۃ بخطوط اعرفہا واعرف خطوط من ہو من العلماء واہل الادب قبل ان یخلق النقیب ابو احمد والد الرضی ونقل عن شیخہ ابی الخیر مصدق ابن شبیب الواسطی انہ لما قال لابن الخشاب القول انہا منحولۃ فقال لا واللہ انی لا علم انہا کلامہ کما اعلم انک مصدق قال فقلت لہ ان کثیراً من الناس یقولون انہا من کلام الرضی فقال انی للرضی ولغیر الرضی ہذا النفس وہذا الاسلوب قد وقفنا علی رسائل الرضی وعرفنا طریقتہ وفنہ فی الکلام المنثور ولا یقع مع ہذا الکلام فی خل ولا خمر" میں نے حضرت علی علیہ السلام کے اس خطبہ کے بیشتر اجزا کو ابوالقاسم بلخی امام البغدادین کی تصانیف میں موجود پایا ہے اور یہ علامہ رضی کی پیدائش سے بہت پیشتر مقتدر باللہ کے عہد حکومت میں تھے۔ اسی خطبہ کا ایک بڑا حصہ میں نے امامیہ فرقہ کے ایک متکلم ابوجعفر بن علی آلی کی کتاب الانصاف میں پایا ہے۔ یہ ابوجعفر شیخ ابوالقاسم بلخی کے شاگردوں میں سے ہیں۔ ان کا انتقال سید رضی کی ولادت سے قبل ہو چکا تھا۔ شیخ ابوعبداللہ بن احمد المعروف با بن الخشاب سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ بخدا میں اس خطبہ پر اُن تصانیف کے ذریعہ سے مطلع ہوا ہوں جو سید رضی کی ولادت سے دو سال قبل تدوین کی جا چکی تھیں نیز میں نے اس خطبہ کو ان تحریروں کے ساتھ لکھا ہوا پایا ہے جن کو میں پہچانتا ہوں اور جنکے اُن لکھنے والوں کی بھی مجھے معرفت حاصل ہے جو صاحبان علم و ادب میں سے تھے اور سید رضی کے والد نقیب ابواحمد سے بھی مقدم ہیں۔ ابوالخیر مصدق بن شبیب واسطی سے منقول ہے کہ جب اُنھوں نے ابن الخشاب سے یہ پوچھا کہ آپ کا یہ خیال ہے کہ یہ خطبہ منگھڑت ہے تو اُنھوں نے جواب دیا کہ نہیں میں تو یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ یہ حضرت علی کا کلام ہے۔ جس طرح تم اس کی تصدیق کرتے ہو۔ ابوالخیر کہتے ہیں کہ میں نے پھر پوچھا کہ اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ سید رضی علیہ الرحمہ کا کلام ہے اس پر ابوالخشاب نے جواب دیا کہ رضی یا رضی کے علاوہ کسی اور شخص کو یہ طرز نگارش کہاں نصیب۔ میں رضی کے رسائل اور نثر میں ان کے انداز سے واقف ہوں وہ تو اس سے کچھ ربط ہی نہیں رکھتے"۔

ابوالسعادت مبارک مجدالدین بن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ نے اپنی کتاب نہایۃ فی غریب الحدیث والاثیر میں اس خطبہ کے پندرہ الفاظ کو منتخب کرکے اُن کی تشریحات لغویہ تحریر کی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ موصوف اس خطبہ کا کلام علی ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو نہج البلاغہ میں ہے طفقت ارتای بین ان اصول بید جذاء او اصبر علی طخیۃ عمیاء۔ ابن اثیر نہایہ میں لکھتے ہیں جذ (لغت) منہ حدیث علی اصول بید جذاء ویروی بالحاء المہملۃ (حذ ذ) وحدیث علی اصول

بیدجدّاء یروی بالجیم فکانھا بالجیم اشبہ - نہج البلاغہ میں ہے فصاحبھا کراکب الصعبۃ ان اشنق لھا خرم وان اسلس لھا تقحم - نہایہ میں ابن اثیر لکھتے ہیں اشنق فی حدیث علی اشنق لھا خرم - نہج البلاغہ میں ہے لکن اسففت اذا اسفوا وطرت اذا طاروا نہایہ میں تحریر ہے سفف فی حدیث علی لکنی اسففت اذا اسفوا نہج البلاغہ میں ہے الی ان قام ثالث القوم نافجاً حضنیہ بین نثیلہ ومعتلفہ نہایہ میں ابن اثیر لکھتے ہیں نفج منہ حدیث علی نافجاً حضنیہ ایضاً لغت نثل فی حدیث علی بین نثیلہ ومعتلفہ نہج البلاغہ میں ہے قام معہ بنوابیہ یخضمون مال اللہ خضمۃ الابل نبتۃ الربیع خضم نہایہ میں ابن اثیر لکھتے ہیں کہ خضم لغت فی حدیث فقام الیہ بنوابیہ یخضمون مال اللہ خضمۃ الابل نبتۃ الربیع نہج البلاغہ میں ہے مجتمعین حولی کربیضۃ الغنم نہایہ میں ہے ربض منہ حدیث علی والناس حولی کربیضۃ الغنم نہج البلاغہ میں ہے ولکنھم حلیت الدنیا فی اعینھم وراقھم زبرجھا نہایہ میں ابن اثیر لکھتے ہیں زبرج فی حدیث علی حلیت الدنیا فی اعینھم وراقھم زبرجھا نہج البلاغہ میں ہے اما والذی فلق الحبۃ وبرء النسمہ نہایہ میں ابن اثیر لکھتے ہیں فلق منہ حدیث علی الذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ نسم منہ حدیث علی والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ نہج البلاغہ میں ہے لالفیتم دنیاکم ھذہ ازھد عندی من عفطۃ عنز نہایہ میں ابن اثیر لکھتے ہیں ولکانت دنیاکم ھذہ اھون علی من عفطۃ عنز عطف فی حدیث علی ولکانت دنیاکم ھذہ اھون علی من عطفۃ عنز نہج البلاغہ میں ہے تلک شقشقۃ ھدرت ثم قرت - نہایہ میں ابن اثیر لکھتے ہیں منہ فی حدیث علی فی خطبۃ لہ تلک شقشقۃ ھدرت ثم قرت - غور فرمائیے علامہ ابن اثیر کا اتنے مقامات پر اس حقیقت کا اعتراف کرنا کہ یہ الفاظ حضرت علی کے ہیں اور "فی خطبۃ لہ" کے جملہ سے اس امر کا اشارہ کرنا کہ یہ خطبہ حضرت علی ہی کا ہے کیا واضح ثبوت اس امر کا نہیں ہے کہ اس خطبہ کو الحاقی کہنے والے بالکل غلط گو ہیں - صرف علامہ جزری ہی نہیں بلکہ جیسا کہ التوضیحات الحقیقۃ فی خطبۃ شقشقیہ میں مولوی سید علی اکبر صاحب ابن حضرت سلطان العلماء طاب ثراہ نے تحریر فرمایا ہے - علامہ ابن میثم علیہ الرحمہ کی یہ گواہی واضح طور پر موجود ہے کہ انھوں نے اس خطبہ کو ایک ایسے نسخہ میں لکھا ہوا دیکھا ہے جس پر خط ابن الفرات وزیر مقتدر باللہ موجود تھا اور یہ سید رضی علیہ الرحمہ سے ساٹھ سال پیشتر کی شخصیتوں میں شمار کیا جاتا ہے نیز یہ کہ سبط ابن جوزی نے یہ خطبہ اپنی کتاب تذکرہ خواص الامہ میں ابوالقاسم انباری سے اور انھوں نے باسناد خود اسے عکرمہ سے نقل کیا ہے اور علاء الدولہ سمنانی نے اپنی کتاب عروۃ الوثقی میں واضح طور پر اعتراف کیا ہے کہ یہ خطبہ بلا کسی شک وشبہہ کے حضرت علی ہی کا کلام ہے - اب تک جو کچھ

حوالۂ قلم کیا گیا وہ حقیقتاً اس دعوے کا ثبوت تھا کہ نہج البلاغہ میں خصوصیت کے ساتھ خطبۂ شقشقیہ حضرت علیؑ ہی کا کلام ہے ان تمام پیش کردہ شواہد کا مطالعہ فرمانے کے بعد آپ اندازہ فرمائینگے کہ جس سب و شتم والے خطبہ کی بنا پر اُنھیں کل نہج البلاغہ کے متعلق اس امر کا انکار کرنے کی ضرورت درپیش ہوئی کہ وہ کلام علی علیہ السلام ہے وہی اتنی مستحکم شہادتوں اور نا قابل انکار گواہیوں سے اُن کا مسلم الثبوت کلام ہے بنا بریں اصولی حیثیت سے اساس استدلال کے ساقط ہو جانے کے بعد عمارت کو خود بخود ہی ساقط ہو جانا چاہئے۔ ان تمام امور سے قطع نظر کرتے ہوئے اگر علامہ ذہبی کے اس استدلال کو مان لیا جائے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلیگا کہ ایسے تمام کلام جو بقول علامہ موصوف سب و شتم پر مشتمل ہیں اُنھیں اُنکے واقعی قائلین کی طرف منسوب ہی نہ کیا جائے مگر بڑی مشکل یہ ہے کہ میکدۂ وحی کے اکثر و بیشتر ساغروں میں بھی یہی بادہ چھلکتا ہوا نظر آتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں سورۂ ن والقلم کے اندر یہ آیت موجود ہے کہ ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذالک زنیم عیب جو بڑا چغلخور پرلے درجہ کا بخیل حد سے گذر جانے والا تند مزاج گنہگار اور اس کے علاوہ حرامی بچی ہے۔ تو کیا یہ آیت قرآن مجید کی آیتوں سے خارج کر دینے کے قابل آیت بن گئی۔ علامہ ذہبی آئیں اور اس کا فیصلہ فرمائیں۔ مغیرہ بن شعبہ کو اکابر صحابہ کی صف میں شمار کیا جاتا ہے۔ اگر صحابہ کی بدکرداریوں کا پردہ فاش کرنا غیبت ہی تو قرآن میں خالق کائنات نے اُسکو ایک صحابی کے حق میں کیوں روا رکھا۔ پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ کیا صحابہ نے آپس میں ایک دوسرے کی قدح نہیں کی ہے۔ تاریخ کی مستند شہادتیں اس قسم کے ایک دو نہیں سیکڑوں مناظر پیش کرتی ہیں جہاں صحابہ نے ایک دوسرے کو برے لفظوں سے یاد کیا ہے تو کیا آپ ان سب کے کلام کے متعلق یہی کہیں گے کہ یہ اُنکا کلام نہیں۔ میرے خیال میں ایسا کہنا حماقت کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اسکے بعد علامہ ذہبی نے جو اُو باتیں لکھی ہیں کہ اسمیں رکیک باتیں اور معاذ اللہ فصاحت و بلاغت سے گری ہوئی عبارتیں ہیں۔ یہ ایک ایسا مہمل دعوٰی بے دلیل ہے جس کے متعلق اذا مروا باللغو مروا کراما کی تلاوت کرکے خاموش ہی ہو جانا زیادہ بہتر ہے۔ اب وہ شواہد ملاحظہ فرمائیے جو کل نہج البلاغہ کے کلام حضرت علیؑ ہونے پر روشنی ڈالتے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو۔

علامہ احمد بن منصور گازرونی لکھتے ہیں۔

ومن تامل فی کلامه وکتبه وخطبه ورسالاته علم ان علمه لایوازی علم احد وفضائله لا یشاکل فضائل احد بعد محمد صلی الله علیه وسلم ومن جملتها کتاب نهج البلاغة لقد وقف دونه فصاحة الفصحاء وبلاغة البلغاء وحکمة الحکماء "جس شخص نے حضرت علیؑ کے کلام ان کے کتب و رسائل اور خطب و حکم وغیرہ کا بغور مطالعہ کیا ہے وہ اس امر کے تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ آنحضرت کا علم وہ ہے جس کا کوئی علم اور آپ کے فضائل وہ ہیں جن کا عالم میں کسی کے فضائل مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ان فضیلتوں میں

سب سے نمایاں فضیلت کا ثبوت آپکی کتاب نہج البلاغہ ہے یہی وہ کتاب ہے جس کے سامنے فصحائے زمانہ کی فصاحت ابکار بلاغت کی بلاغت اور تمام حکمائے روزگار کی حکمت پست نظر آتی ہے"۔ مفتاح الفتوح تذکرہ علی بن ابیطالبؑ۔

ملا یعقوب لاہوری افادہ فرماتے ہیں:۔

من اراد مشاهدة بلاغته و مسامعة بلاغته فلينظر الى نهج البلاغة ولا ينبغي لاحد ان ينسب هذا الكلام الى رجل شيعي وما ذكر فيه من بعض الالفاظ الموهم بخلاف اهل السنة فعلى تقدير ثبوته له محامل وتاويلات وقال البلغاء ان كلامه تحت كلام الخالق وفوق كلام المخلوق "جو شخص حضرت علیؑ کی فصاحت کو دیکھنا اور ان کی بلاغت کو سننا چاہے اس کے لیے مناسب ہے کہ وہ نہج البلاغہ کا مطالعہ کرے بلاشبہ کسی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ ایسے فصیح و بلیغ کلام کو ایک شیعہ شخص کی جانب نسبت دے رہا یہ امر کہ اس میں کہیں کہیں ایسے الفاظ موجود ہیں جو سنی عقائد کے خلاف ہیں اور ان سے مذہب اہلسنت کی مخالفت کا وہم پیدا ہوتا ہے تو یہ کوئی ایسی بات نہیں جسکی وجہ سے نہج البلاغہ کے کلام علی ہونے سے انکار کر دیا جائے ان کو بر تقدیر تسلیم مختلف توجیہات وتاویلات سے درست ثابت کیا جا سکتا ہے اور بلغاء کا یہ مسلمہ ہے کہ علی بن ابیطالبؑ کا یہ مجموعہ خدا کے کلام سے ماتحت اور دنیا کے تمام کلاموں سے بالاتر ہے۔ شرح تہذیب الکلام۔

علامہ تفتازانی کا اقرار:۔

علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں لکھتے ہیں وايضاً هوافصحهم لساناً على مايشهد به كتاب نهج البلاغه علاوہ اور فضیلتوں کے حضرت علی کی نمایاں فضیلت یہ بھی ہے کہ آپ سب سے زیادہ فصیح تھے اس حقیقت کی گواہ آپ کی کتاب نہج البلاغہ ہے۔

شیخ احمد بن مصطفےٰ المعروف بہ طاشکبری زادہ کا اعتراف

فاضل موصوف کتاب شقائق نعمانیہ فی علماء الدولۃ العثمانیہ میں رقمطراز ہیں العالم الفاضل الكامل المولى قوام الدين يوسف المشتهر بقاضى بغداد كان من بلاد العجم فى مدينة شيراز وكان قاضيا ببغداد مدة فلما حدثت فتنته ابن اردبيل ارتحل الى ماردين وسكن هناك مدة ثم ارتحل الى بلاد الروم واعطاه السلطان بايزيد خان بروسه ثم اعطاه احدى المدارس ثم ارتحل الى جوار الرحمن فى اوائل سلطنة السلطان سليم خان كان شريفاً عالماً صالحاً متشرعاً زاهداً اذا هيبته ووقار صنف شرحا جامعاً للتجريد وشرح نهج البلاغة للامام الهمام على بن ابيطالب عليه السلام "عالم، فاضل وکامل مولی قوام الدین جو کہ قاضی بغداد کے لقب کے ساتھ مشہور ہیں یہ بلاد عجم کے رہنے والے تھے اور ایک عرصہ تک بغداد میں منصب قضا پر فائز رہے جب ابن اردبیل کا فتنہ وقوع پذیر ہوا تو یہ مقام ماردین کی طرف کوچ کر گئے اور ایک مدت تک وہیں اقامت گزیں رہے بعد ازاں یہ سفر پیمائے بلاد روم ہوئے اور

وہاں ان کو بایزید خاں نے ایک مدرسہ حوالہ کر دیا جسمیں تدریس کا کام انجام دیتے رہے تا اینکہ اوائل سلطنت سلطان سلیم خاں میں انکا انتقال ہوگیا۔ یہ بہت ہی شریف باعلم صالح پابند شریعت صاحب ہیبت و وقار اور زاہد تھے۔ انھوں نے تجرید کی جامع فوائد شرح تحریر کی ہے اور حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام کی کتاب نہج البلاغہ کی شرح لکھی ہے۔ صرف مسلمان ہی نہیں بہت سے باخبر غیر مسلمین بھی ہیں جنھوں نے اس حقیقت کے سامنے سر تسلیم خم کیا ہے کہ نہج البلاغہ حضرت علی ہی کا کلام ہے۔ چنانچہ عبدالمسیح انطاکی صاحب جریدۃ العمران لکھتے ہیں کہ لاجدال ان سیدنا علیاً امیرالمؤمنین ھو امام الفصحاء واستاذ البلغاء واعظم من خطب وکتب فی اھل ھذہ الصناعۃ وھذا الکلام قد قیل فیہ انہ بحق فوق کلام المخلوق وتحت کلام الخالق قال ھذا کل من عرف فنون الکتابۃ واشتغل فی صناعۃ التحریر بل ھو استاذ کتاب العرب ومعلمھم بلا مراء فما من ادیب اریب حاول اتقان صناعۃ التحریر الا وبین یدیہ القرآن ونہج البلاغۃ ذالک کلام الخالق وھذا الکلام اشرف المخلوقین" اس امر میں کسی لڑنے جھگڑنے کا امکان نہیں کہ حضرت علی فصحائے عالم کے رئیس اور بلغائے روزگار کے استاد ہیں اور تمام خطیبوں اور انشا پردازوں سے انکا مرتبہ بلند و برتر ہے اور یہ نہج البلاغہ وہی کلام ہے جسکے بارے میں یہ بات بالکل سچ کہی گئی ہے کہ یہ خالق کے کلام سے پست اور تمام مخلوق کے کلام سے بلند ہے یہ معمولی لوگوں کا نہیں اُن لوگوں کا مقولہ ہے جو فنون انشا پردازی میں کمال رکھتے ہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت علی عرب کے تمام انشا پردازوں کے معلم اور استاد ہیں اور اس میں کسی اختلاف کی گنجائش نہیں کہ دنیا کا جو شخص بھی فن انشا پردازی میں سرحد کمال تک پہونچنا چاہتا ہو اُس کے لیے قرآن مجید اور نہج البلاغہ کو اپنے سامنے رکھنا ضروری ہے۔ یہ قرآن خالق کا اور نہج البلاغہ بہترین مخلوقات عالم حضرت علی کا کلام ہے ——— ایک دوسرے عیسائی عالم فوا دافرام بستانی استاذ العرب العربیہ فی کلیۃ القدیس یوسف بھی ہیں جنھوں نے نہج البلاغہ کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ اننا نبدء الیوم بنشر منتخبات من نہج البلاغۃ للامام علی بن ابیطالب علیہ السلام اول مفکر فی الاسلام" ہم نہج البلاغہ کے کچھ منتخبات کے نشر کا آغاز کر رہے ہیں یہ نہج البلاغہ حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام کا مقدس کلام ہے۔ بیشک آپ ہی ہیں جنکو اسلام کا سب سے پہلا مفکر کہا جا سکتا ہے"۔ تعصب کی تاریک فضا سے ہٹ کر ان سنگیں شہادتوں کا مطالعہ کرنے کے بعد فیصلہ فرمائیے کہ کیا اسکے بعد بھی یہ کہنے کی کوئی گنجائش باقی رہ جاتی ہے کہ نہج البلاغہ حضرت علی کا کلام نہیں ہے۔ ان تمام حقائق سے قطع نظر کرتے ہوئے اس امر کو بھی پیش نظر رکھئے کہ سید رضی علیہ الرحمہ کی شخصیت دیانت و صداقت کے اعتبار سے مشہور ہے۔ غور تو فرمائیے ایک ایسی شخصیت جو خلیفۃ المسلمین کی جانب سے نقابت اشراف کے جلیل ترین منصب پر فائز ہو اور اپنے دور میں فقہ و اصول کلام و حدیث وغیرہ کا مرکز سمجھی جاتی ہو اُسکے لیے کیونکر یہ بات ممکن ہو سکتی ہے کہ وہ تہمت طرازی

اور کذب سے کام لیتے ہوئے کسی اور پر نہیں حضرت علی پر بہتان وافترا باندھے اور اُن کے متعلق صریحی جھوٹ سے کام لے۔

ایک قابل توجہ نکتہ

سید رضی علیہ الرحمہ کی علمی صلاحیتیں جس دور میں علمی آفاق پر اپنی ضیا بار کرنوں کی چھوٹ ڈال کر اُس کے تاریک شبستانوں کو نورانی بنا رہی تھیں۔ یہ وہی زمانہ ہے جس میں ایک دو نہیں بیسیوں اہلسنت کے باسواد علماء سید رضی کے دوش بدوش موجود تھے اُن کی موجودگی میں بہت دشوار تھا کہ کوئی ایک لفظ بھی ایسا لکھ دیا جاتا جو تحقیق واعتبار کے درجہ سے ساقط ہو چہ جائیکہ ایک پوری بسیط کتاب کا وضع کرکے اُس کو اسلام کی ایک عظیم ترین شخصیت کی طرف نسبت دیدینا۔ ظاہر ہے کہ اگر واقعاً ایسا ہوتا تو باخبر علما کی جانب سے اعتراضات ہوتے گرفتیں ہوتیں اور کھلم کھلا سید کی شخصیت کو متہم کرنے کے لیے اُن کے خلاف مورچہ بندی کی جاتی لیکن ایسا نہ ہونا خود واضح ثبوت ہے اس ناقابلِ انکار درخشاں حقیقت کا کہ وہ اس کو جعلی یا وضعی نہیں سمجھتے تھے۔ علامہ سید رضی علیہ الرحمہ کی بلند شخصیت کا اگر آپ اندازہ کرنا چاہتے ہوں تو ابو منصور عبد الملک بن محمد ثعالبی معاصر سید رضی علیہ الرحمہ کا یہ افادہ ملاحظہ فرمائیے:۔ الباب العاشر فی ذکر الشریف ابی الحسن الموسوی النقیب وغرر من شعرہ وھو محمد بن الحسین بن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجوھھم ومولدہ ببغداد سنۃ تسع وخمسین وثلثمائۃ وابتدء بقول الشعر بعد ان جاوز العشر سنین بقلیل وھو ابرع انشاء الزمان وانجب سادۃ العراق یتحلی مع محتدہ الشریف ومفخرہ المنیف بادب ظاھر وفضل باھر وخط من جمیع المحاسن وافر ثم ھو اشعر الطالبین من مضی منھم ومن غبر علی کثرۃ شعرائھم المغلقین کالحمانی وابن طباطبا وابن الناصر وغیرھم ولو قلت انہ اشعر قریش لم ابعد عن الصدق "دسواں باب شریف ابوالحسن موسوی نقیب اور اُن کے درخشاں اشعار کے بارے میں ہے اُن کا نسب یہ ہے۔ محمد بن حسین بن موسی بن محمد بن موسیٰ بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین علیہ السلام خدا ان سب کے چہروں کو عزت کرامت فرمائے۔ یہ بغداد میں ۳۵۹ھ میں پیدا ہوئے آپ کا سن شریف دس سال سے متجاوز نہ ہونے پایا تھا کہ آپ نے شعر کہنا شروع کیا اور آپ اپنے زمانہ کے کامل ترین انشا پرداز اور عراق کے سادات میں سب سے زیادہ شریف ونجیب تھے۔ آپ اپنی نسبی شرافت کے علاوہ واضح ادب درخشاں فضل وشرف اور تمام علمی اور عملی خوبیوں سے آراستہ وپیراستہ اور علوئین میں سب سے زیادہ اچھا مذاق ادب رکھنے والے تھے اور حمانی ہوں یا ابن طباطبا۔ ابن ناصر ہوں یا ان کے علاوہ کوئی ادیب، کوئی بھی ان کا مدمقابل نہیں۔ اگر انھیں اشعر قریش کہا جائے تو حرف بحرف صحیح ہوگا۔ موصوف کا سن وفات ۴۰۶ھ اور محل دفن محلہ کرخ مسجد انبارین ہے۔ کیا ایسی بلند ترین شخصیت کے متعلق یہ خیال بھی کیا جاسکتا ہے کہ وہ کسی کتاب کو صرف دنیا کو دھوکا اور فریب دینے کی نیت سے غلط طریقہ پر کسی جانب منسوب کردے۔ خود غور کیجئے ایسا جلیل کلام جو مستقبل میں دنیائے ادب کا

گل سرسبد شبستان فصاحت کا روشن چراغ گلشن فصاحت و بلاغت کا سدا بہار نہال بار ور اور فلک اعجاز و کرامت کا اختر تابندہ بننے والا تھا کوئی شخص یہ سمجھنے کے باوجود کہ اُس کی نسبت حاصل ہو جانے کے بعد اُسے اقلیم فصاحت و بلاغت کی تاجداری مل سکتی ہے اپنی طرف نسبت دینے کے بجائے کسی دوسرے کی طرف نسبت دے ہی کیسے سکتا ہے۔ دلوں میں شہرت خواہی کے جذبے فطری طور پر موجود ہوتے ہیں اور شہرت کا میدان وہ ہے جس میں خون کے رشتے بھی اس قسم کے ایثار کے نمونے پیش کرنے سے قاصر ہیں چہ جائیکہ مذہبی رابطے بلا شبہہ یہ مجموعہ سید رضی علیہ الرحمہ کی تالیف ہوتا تو وہ اسے حضرت علی کی طرف نسبت دینے کے بجائے اپنی ہی طرف نسبت دیتے۔

نہج البلاغہ کی شرحیں

مشکل سے نہج البلاغہ کے علاوہ کوئی ایسی کتاب دستیاب ہو گی جس کی اتنی شرحیں لکھی گئی ہوں۔ ذیل میں شروح نہج البلاغہ کی ایک اجمالی فہرست درج کی جاتی ہے۔ (۱) شرح علامہ ابن ابی الحدید معتزلی (۲) شرح قوام الدین یوسف ابن حسن (۳) مفتی ابن عبد ربہ (۴) حسن نائل مرصفی۔ یہ سب شارحین علمائے اہلسنت سے تعلق رکھتے ہیں۔ شیعہ علماء میں سے جن جن لوگوں نے اس مقدس کتاب کی شرحیں لکھی ہیں اُن کے اسماء حسب ذیل ہیں۔ (۱) علامہ حبیب سید علی بن ناصر (۲) علامہ قطب الدین راوندی۔ ان کی شرح کا نام منہاج البراعہ ہے (۳) علامہ نبیل جلیل سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ (۴) علامہ ابن میثم بحرانی (۵) شیخ جلیل قطب الدین محمد بن حسین اسکندری۔ انکی شرح کا نام اصباح ہے (۶) شیخ حسین بن شہاب الدین حیدر علی عاملی کرکی (۷) شیخ نظام الدین علی بن الحسین ابن نظام الدین جیلانی ان کی شرح کا نام انوار الفصاحۃ و اسرار البلاغہ ہے (۸) علامہ سید میرزا علاء الدین محمد ابن ابی تراب الحسین مشہور بہ فاضل گلستانہ ان کی شرح کا نام حدائق الحدائق ہے (۹) فاضل زواری۔ ان کی شرح کا نام روضۃ الابرار ہے (۱۰) ملا فتح اللہ کاشانی (۱۱) علامہ سید ماجد بن محمد بحرانی۔ علاوہ بریں اور بھی شرحیں ہیں جن کا تفصیلی تذکرہ اس محل پر باعث طول ہو اس لیے اُن کے تذکرہ کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ یہ ایک مشہور مسلمہ ہو کہ کسی متن کی شرحوں کا زیادہ ہونا جلالت متن کی دلیل ہوتا ہے۔ اس لیے نہج البلاغہ کی شرحوں کی کثرت سے یہ فیصلہ کرنا آسان ہے کہ اُس کی منزلت کتنی رفیع ہی۔

ایک اور شبہہ اور اُسکا جواب

کچھ لوگوں نے نہج البلاغہ کے کلام علیؑ ہونے سے اس بنا پر بھی انکار کیا ہے کہ اس میں صدر اول میں جو تحریر کا انداز یا خطابت کا ایک خاص ڈھنگ تھا وہ اکثر و بیشتر مقامات پر نظر نہیں آتا۔ مثلاً عبارت میں محاسن لفظی و معنوی کا التزام، سجع و ترصیع کی مراعات۔ یہ صدر اول کے خطباء کا دستور نہیں تھا۔ ان کی عبارتیں ان تکلفات سے

۱۷

پاک ہوتی تھیں نہج البلاغہ میں ان چیزوں کی بھرمار سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اس کی وضع صدر اول کے بعد ہوئی ہے۔ اُس استدلال میں جو ذہن اور کمزوری ہے وہ ارباب نظر سے پوشیدہ نہیں۔ کیا قرآن مجید میں صناعات موجود نہیں ہیں؟ کیا اُس میں کثیر مقامات پر سجع دستیاب نہیں ہوتا؟ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے معمولی فہم و ادراک رکھنے والے بھی انکار نہیں کر سکتے۔ غور فرمائیے کیا ربك فكبر میں صنعت قلب موجود نہیں؟ کیا فاما الیتیم فلا تقهر واما السائل فلا تنهر میں صنعت سجع موجود نہیں؟ ایک دو نہیں بے شمار مقامات پہ قرآن مجید میں صنائع و بدائع کا استعمال موجود ہے تو اس نظریہ کی بنا پر دو باتوں میں سے ایک بات کا قائل ہونا ضروری ہے یہ چیزیں صنائع و بدائع سے خارج ہیں یا یہ کلام صدر اول کا کلام ہی نہیں مگر ان دونوں باتوں کا اقرار ناممکن ہے۔ قرآن یقینی طور پر صدر اول سے متعلق ہے اور یہ تمام چیزیں مسلم طور پر صنائع و بدائع کی حد میں داخل نہیں بنا بریں نتیجہ بالکل واضح ہے کہ سجع یا دیگر محاسن کلام کی وجہ سے نہج البلاغہ کے متعلق یہ شبہہ کرنا کہ وہ حضرت علی کا کلام نہیں بالکل غلط ہے۔ بیشک علم معانی و بیان کی تدوین صدر اول کے بعد ہی ہوئی جس طرح کہ علم نحو و صرف وغیرہ کی تدوین تفصیلی طور پر صدر اول کے بعد ہی ہوئی ہے۔ لیکن ان تمام علوم کے اصول صدر اول یا اُس کے قبل ہی کے زمانہ سے ماخوذ ہیں فرق جو کچھ ہے وہ اتنا ہے کہ ان علوم کی تدوین کے بعد سجع و ترصیع یا دیگر صنائع و بدائع ارباب فن کی صحت و غلطی کے لئے ایک معیار کی حیثیت اختیار کر گئے اور قبل میں وہ خود ان اصول و ضوابط کے استخراج و استنباط کا سرچشمہ و منبع تھے۔ بنا بریں ان کے وجود سے تو بہرحال انکار ہی نہیں کیا جا سکتا ہے صرف اُن کی حیثیت کے متعلق غور و خوض کیا جانا ممکن ہے۔ بحروں کا وجود بہت بعد میں ہوا ہے لیکن جاہلیت یا ابتدائے اسلام کے جتنے اشعار آپ ملاحظہ فرمائیں گے وہ کسی نہ کسی بحر کے پابند نظر آئیں گے تو کیا اس کا یہ مطلب ہو گا کہ یہ تمام کے تمام اشعار وضعی ہیں بالکل واضح ہے کہ ایسا کہنا ناممکن ہے۔ جاہلیت کے زمانہ میں الفاظ کو جن صرفی قواعد کی پابندیوں کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے اُن کا اُس وقت نام و نشان بھی نہ تھا اور واضعین صرف نے انھیں بہت بعد میں وضع کیا ہے مگر ان تمام چیزوں کے باوجود آپ اس انکار پہ قادر نہیں کہ انکا تعلق زمانۂ جاہلیت سے نہیں ہے اور ضرور ہے بس بات اتنی سی ہے کہ اُس دور میں ان ضوابط و قواعد کی روشنی میں انکا استعمال نہیں کیا گیا اور بعد میں ان کی رعایت ان اصول و ضوابط کے ماتحت کی گئی۔ ذوق سلیم موزونیت کا سرچشمہ ہے اور خوش طبعی کسی تتبع کے بغیر خود ہی محاسن کلام کی خالق بن جایا کرتی ہے اکثر اُن عورتوں تک کو جنھیں فنی نکات کی ہوا تک نہیں لگی ہے یہ کہتے سنا گیا ہے کہ ہمارے کلام میں سکتہ آ ہی نہیں سکتا۔ یہ تو بہت دور کے دور کی بات ہے یا جاہل لوگوں کی زبان سے اتفاقی طور پر ایسے کلام بعض وقت آ جاتے ہیں جو اُنھوں نے شعر کی نیت سے استعمال نہیں کیے تھے مگر وہ حقیقتاً شعر تھے تو کیا فطرت کے اس تلقین سے کہے ہوئے جرم کی بنا پر وہ اُس سزا کے مستوجب ہیں کہ ان کے کلام کو اُن کا کلام ہی نہ سمجھا جائے

۱۸

نہیں اور ہرگز نہیں۔ کچھ لوگوں نے نفس سجع ہی کو عیب قرار دیا ہے اور اُس پر دلیل یہ پیش کی ہے کہ پیغمبر اسلام نے سجع کی مخالفت فرمائی ہے۔ اس سے کم سے کم اتنا تو استدلال کرنے کا موقع مل ہی جاتا ہے کہ سجع جسے عہد متاخر سے متعلق قرار دیا جاتا ہے اُس کا وجود عہد نبوی سے ثابت ہے ورنہ اگر سجع کا وجود ہی نہ تھا تو ممانعت کس چیز کی گئی ہے۔ رہ گیا اس حدیث کی صحت کا سوال تو وہ اس سے واضح ہے کہ پیغمبر اسلام نے خود اپنے کلام میں اکثر و بیشتر مقامات پر سجع کی مراعات فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر ارشاد فرمایا ہے گیا ہے کچھ عورتوں کو مخاطب کلام قرار دے کر کہ ارجعین مازورات غیر ماجورات۔ صرفی قاعدہ سے اس محل پر مازورات کے بجائے موزورات ہونا چاہیے تھا لیکن صرف سجع کا خیال کرتے ہوئے صرفی نقصان و عیب کا خیال کیے بغیر مازورات کا موزورات کے بجائے استعمال وزنی ثبوت ہے اس حقیقت کا کہ پیغمبر اسلام کی نگاہ میں سجع کی اہمیت کیا تھی۔ رہ گیا یہ امر کہ اگر سجع کوئی اچھی چیز تھی تو قرآن پورا کا پورا سجع میں کیوں نازل نہ کیا گیا۔ اس کے دو جواب ہیں۔ اوّل یہ کہ قرآن تقریباً کل کا کل ہی سجع کی صنعت پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ سورۂ رحمٰن، سورۂ دہر، سورۂ والشمس، سورۂ کہف، سورۂ قمر، سورۂ طٰہٰ، سورۂ نمل، سورۂ اعلیٰ اور دیگر سوروں کا مطالعہ کرنے سے اس حقیقت کا ثبوت فراہم ہوتا ہے دوسرے یہ کہ جن بعض مقامات پر سجع سے انحراف پایا جاتا ہے اُس کی ایک خاص وجہ ہے جسے صاحب مثل السائر نے تحریر فرمایا ہے کہ

اکثر القرآن مسجوع حتی ان السورة لتاتی کلھا مسجوعة وما منع ان یاتی القرآن کلہ مسجوعا الا انہ سلک مسالک الایجاز والاختصار والسجع لا یوائی کل موضع من الکلام علی حد الایجاز و الاختصار فترک استعمالہ فی جمیع القرآن لھذا السبب وھھنا وجہ اخر ھوا قوی من الاوّل۔

قرآن کا اکثر و بیشتر حصہ مشتمل بر سجع ہے یہاں تک کہ بعض سورہ تو ایسے ہیں جو از اول تا آخر صنعت سجع کے حامل ہیں جن بعض مقامات پر سجع کا استعمال نہیں ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کلام موجز و مختصر ہے اور سجع کی وجہ سے جن بعض مقامات پر ایجاز سے ہٹنا ناگزیر ہوگیا تھا وہاں اُسے ایک ادبی مصلحت کی وجہ سے نظر انداز کیا گیا اور جو صنعت ایجاز اُس سے بھی زیادہ قوی تھی اُسے اختیار کیا گیا۔ کچھ لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ نہج البلاغہ میں ایسے الفاظ و اصطلاحات ملتے ہیں جو صدر اول کے بعد کے پیدا شدہ ہیں جیسے کہ ازلیت کیفیت تجزی وغیرہ۔ ان الفاظ کا نہج البلاغہ میں موجود ہونا گویا ان کے نزدیک ثبوت ہے اس امر کا کہ یہ کلام ہی مولد اور بعد کی پیداوار ہے مگر افسوس ہے کہ انھوں نے شبہہ کی عمارت بلند کرتے وقت یہ خیال نہ کیا کہ اُنھوں نے جن الفاظ کو مولد تسلیم کرتے ہوئے نہج البلاغہ میں اُن کی موجودگی کی بنا پر اُسے کلام علی ہی ماننے سے انکار کر دیا۔ ان کو عہد متاخر کے واضعین الفاظ و اصطلاحات کی وضع و تخلیق کا نتیجہ قرار ہی کیوں دیا جائے یہ کیوں نہ کہا جائے کہ ان فنی الفاظ و اصطلاحات کے واضع و موجد متاخرین نہیں بلکہ حضرت علی بن ابی طالب ہیں۔ آپ نے جس طرح علم نحو وغیرہ کا سنگ بنیاد رکھ کر اُس کی واضعیت کا امتیاز حاصل فرمایا ہے اُسی طرح آپ ان الفاظ کے بھی موجد ہیں علاوہ

برایں مولد اُس لفظ کو کہتے ہیں جس کا اہل لغت نے کہیں تذکرہ نہ کیا ہو اور وہ کسی ایسے شخص کے کلام میں مذکور ہو جس کا قول سند ہونیکے اعتبار سے قابل احتجاج نہ ہو۔ اگر کسی کلمہ کا اہل لغت نے تذکرہ نہ کیا ہو اور وہ کسی ایسے شخص کے کلام میں دستیاب ہو جس کا قول مستند سمجھا جاتا ہو تو اُس کو مولد کہنا صحیح ہوگا۔ مثلاً اگر کوئی اردو کا لفظ اردو لغت میں موجود نہو مگر غالب۔ میر۔ سودا یا آتش وغیرہ نے استعمال کیا ہو تو انکا استعمال خود ثبوت ہوگا اس امر کا کہ یہ لغت اردو کے دائرہ میں داخل ہے اور ارباب لغت کا اُسے اپنے دامن میں جگہ نہ دینا یہ اُن کی فروگذاشت ہے ثقات کے کلام محاوروں سے نہیں، محاورے ثقات کے کلام سے بنا کرتے ہیں۔ اس اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت علی علیہ السلام جیسی مستند شخصیت کے کلام میں ایسے لغات کی موجودگی جو معاجم عربیہ میں موجود نہ ہوں۔ اگر ثابت بھی ہو جائے تو انھیں مولد سے تعبیر نہ کیا جاسکے گا کیونکہ ان کی شخصیت استعمال الفاظ میں لغت کی نہیں لغت الفاظ کی جمع و تالیف میں اُن کے استعمال کا محتاج ہے۔

ایک اور مہمل ایراد

بعض لوگوں نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ نہج البلاغہ میں کہیں کہیں دخیل کے آثار بھی محسوس ہوتے ہیں یعنی ایسے الفاظ بھی نظر آتے ہیں جو دراصل عربی نہیں ہیں اور اُنھیں دوسری زبانوں سے عربی اصول و قواعد کے لحاظ سے بلا کسی تغیر کے یا معمولی سے تغیر کے ساتھ حاصل کیا گیا ہے جیسا کہ اسکے ثبوت میں خطبہ قاصعہ کو پیش کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ دخیل کی موجودگی ہیں اس شبہہ کی قوی بنیاد ہے کہ یہ الفاظ بعد میں کسی مصلحت کی بناء پر اضافہ کئے گئے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس اعتراض کی بنیاد پر اول تو کل نہج البلاغہ کے متعلق یہ کہنا کہاں تک درست ہو سکتا ہے کہ وہ موضوع ہو کیونکہ اس صورت میں زیادہ سے زیادہ اُن الفاظ کو الحاقی کہا جاسکتا ہے جنکے دخیل ہونے کا ثبوت فراہم ہو جائے نہ کہ کل نہج البلاغہ کو۔ دوسرے یہ کہ اگر دخیل کے وجود ہی کو وضع و الحاق کی اساس مانا جائے تو پھر قرآن کے متعلق کیا کہا جائیگا جس کے متعلق محی الدین خیاط مصری ترجمہ دیوان ابو تمام میں تحریر فرماتے ہیں کہ تری بعض الکتبۃ والشعراء یابی ویانف عن استعمال الدخیل ولم یعلم ان القران الکریم نفسہ استعمل الدخیل مع وجود المرادف لہ "تم دیکھتے ہو کہ بعض انشا پرداز اور شعراء دخیل کے استعمال سے ناخوشگواری محسوس کرتے ہیں حالانکہ اُنھیں یہ بات معلوم نہیں کہ قرآن کریم نے خود اپنی اعجازی شان کے باوجود دخیل کا استعمال کیا ہے جیسا کہ خط قرطاس وغیرہ اس کے شاہد ہیں۔

نہج البلاغہ کے متعلق اُسکے بعض شارحین کے خیالات

شیخ محمد حسن نائل مرصفی مدرس المنان لکلیۃ العزیزۃ الکبری بمصر تحریر فرماتے ہیں:۔ ولقد کان المجلی فی ھذہ

۲۰

الحلیۃ علی صلوات علیہ وما احسبنی احتاج فی اثبات ھذا الامر الی دلیل وبرھان اکثر من نھج البلاغۃ ذلک الکتاب الذی اقامۃ اللہ حجۃ واضحۃ علی ان علیا قد کان احسن مثال حی لنور القران واعجازہ وحکمتہ وبلاغتہ وعلمہ وھدایتہ اجتمع لعلی فی ھذہ الکتاب ما لم یجتمع لکبار الحکما وافذاذ البلغا ونوابغ الفلاسفہ والربانیین من ایات الحکمۃ السامیہ و وقواعد السیاسیہ المستقیمہ "میدان فصاحت و بلاغت کے جواد سابق حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ اس دعوی کے اثبات کیلئے نہج البلاغہ کے بعد کسی دلیل کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ یہ کتاب وہ ہے جسے اللہ نے اس امر کی واضح حجت قرار دیا ہے کہ حضرت علی قرآن کے نور و اعجاز، اسکی حکمت و بلاغت اور علم و ہدایت کی زندہ مثال تھے۔ اس کتاب میں وہ سب کچھ موجود ہے جسے آپ بلند و بالا حکمت کے آیات اور مستقیم سیاست کے قواعد کی حیثیت سے بڑے بڑے حکما، شہرۂ آفاق بلغا، اور باکمال ربانی فلاسفہ کے یہاں بھی نہ پا سکیں گے"۔ فاضل موصوف کے اس افادہ نے نہج البلاغہ کی اہمیت کے ساتھ ساتھ یہ بھی ثابت کر دیا کہ یہ مجموعہ درحقیقت حضرت علی علیہ السلام ہی کا کلام ہے اور اسے سید رضی یا کسی اور کی تصنیف قرار دینا قطعی غلط ہے۔

فاضل غمرادی کا افادہ

شارح مرصفی کی شرح نہج البلاغہ کا جو بسیط مقدمہ دار الکتب العربیہ الکبری کے مصحح محمد زہری غمرادی نے تحریر کیا ہے اس میں وہ تحریر فرماتے ہیں: "لقد اشتملت مقالاتہ علی المواعظ الزھدیہ والمناھج السیاسیہ والزواجر الدینیہ والحکم النفیسہ والاداب الخلقیہ والدرر التوحیدیہ والاشارات الغیبیہ و الردود علی الخصوم والنصائح علی وجہ العموم وقد احتوی علی غرر کلامہ کرم اللہ وجہہ کتاب نھج البلاغہ الذی جمعہ وھذبہ ابو الحسن محمد بن الطاھر المشھور بالشریف الرضی" حضرت علی علیہ السلام کے مقالات راہنمائے زہد موعظوں، سیاسی شاہراہوں، دینی جھڑکیوں، نفیس حکمتوں، اخلاقی تعلیموں، توحید کے جواہر پاروں، غیبی اشاروں، مخالفوں کے دندان شکن جوابوں اور ہمہ گیر نصیحتوں پر مشتمل ہے آپکے درخشاں کلام کی جامع وہ کتاب نہج البلاغہ ہے جسے ابو الحسن محمد بن طاہر المعروف بہ سید رضی علیہ الرحمہ نے تالیف کیا ہے"۔

یہ استشہاد بھی سابق کے استشہاد کی طرح نہج البلاغہ کی جلالت قدر و عظمت مرتبت کیساتھ اس حقیقت کا پردہ چاک کرتا ہے کہ رضی علیہ الرحمہ اسکے جامع کی حیثیت رکھتے ہیں اور درحقیقت یہ کلام حضرت علی کا ہے۔ جس کتاب سے مذکورہ بالا اشہادتیں درج کی گئی ہیں اسکے ٹائیٹل پر مصطفی البابی جو کہ علمائے اہلسنت میں سے ہیں یہ عبارت تحریر کرتے ہیں:۔ الجزء الاول من کتاب نھج البلاغۃ الجامع الکتب ورسائل مولانا امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام جمعہ الامام اللغوی محمد بن احمد الحسینی الملقب بشریف الرضی۔

"یہ کتاب نہج البلاغہ کا جو کہ ہمارے سید و آقا حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام کے کتب و رسائل کا مجموعہ ہے

۲۱

اور جیسے لغت عربی کے مسلم الثبوت امام محمد بن احمد حسینی الملقب بہ شریف رضی نے تالیف کیا ہے اسکا پہلا جزو ہے یہ گواہی بھی اپنے اختصار کے باوجود نہج البلاغہ کے کلام علیؑ ہونے کا واضح ثبوت ہے۔

علامہ محمد بن عبدربہ کا افادہ :-

وبعد اوفى بي حكم القدر له الاطلاع على نهج البلاغه صدفة بلا تعمل اصبته على تغير حال بال وتزاحم اشغال وعطلة من اعمال فحسبته تسليه وحيلة فتصفحت بعض صفحاته وتاملت جملا من عباراته من مواضع مختلفات ومواضع متفرقات فكان يخيل لي في كل مقام ان حروبا شبت وغارات شنت وان للبلاغة دولة وللفصاحة صولة وان للاوهام عرامه وللريب دعارة وان جحافل الخطبه وكتائب الذرابة في عقود النظام وصفوف الانتظام تنافح بالصفيح الابلج والقويم الاملج وتمتلج المهج برواضع الحجج فتفل من دعارة الوساوس وتصيب مقاتل الخوانس فما انا الا والحق منتصر والباطل منكسر ومرج الحق في خمود وهرج الريب في ركود وان مدبر تلك الدولة و باسل تلك الصولة هو حامل لوائها الغالب امير المؤمنين علي بن ابيطالب بل كنت حينما انتقلت من موضع الى موضع احس بتغير المشاهد وتحول المعاهد فتارة كنت اجدني في عالم يعمره من المعاني ارواح عاليه في حلل من العبارات الزاهية تطوف على النفوس الزاكية وتدنوا من القلوب الصافيه توحي اليها رشادها وتقوم منها مرادها وتنفر بها عن مداحض المزال الى جواد الفضل والكمال وطورا كانت تنكشف لي الجمل عن وجوه باسرة وانياب كاشرة وارواح في اشباح النمور ومخالب النسور قد تحفزت للوثاب ثم انقضت للاختلاب فخلبت القلوب عن هواها واخذت الخواطر دون مرماها واغتالت فاسد الاهواء وباطل الآراء واحيانا كنت اشهد عقلا نورانيا لا يشبه خلقا جسدانيا فصل عن الموكب الالهي واتصل بالروح الانساني فخلعه عن غاشيات الطبيعة وسما به الى الملكوت الاعلى ونما به الى مشهد النور الاجلى و سكن به الى عمار جانب التقديس بعد استخلاصه عن شوائب التلبيس وانات كاني اسمع خطيب الحكمة ينادي باعلياء الكلمه واولياء امر الامة يعرفهم مواقع الصواب ويبصرهم مواضع الارتياب ويحذرهم مزالق الاضطراب ويرشدهم الى دقائق السياسة ويهديهم طرق الكياسة ويرتفع بهم الى منصات الرياسة ويصعدهم شرف القدس ويشرف بهم على حسن المصير ذلك الكتاب الجليل هو جملة ما اختاره الشريف الرضي رحمه الله من كلام سيدنا ومولانا امير المؤمنين علي بن ابي طالب عليه السلام جمع متفرقه وسماه بهذا الاسم نهج البلاغة ولا اعلم اسما اليق بالدلالة على معناه منه وليس في وسعي ان اصف هذا الكتاب بازيد مما دل عليه

۲۲

ولا ان اتبجّح فی بیان مزیتہ فوق ما اتی بہ صاحب الاختیار کما ستراہ فی مقدمۃ الکتاب ولو لا ان غرائز الجبلۃ و قواضی الذمۃ تفرض علینا عرفان الجمیل لصاحبہ وشکر المحسن علی احسانہ لما احتجنا الی تنبیہ ما اودع نہج البلاغۃ من فنون الفصاحۃ و ما خص بہ من وجوہ البلاغۃ خصوصا وھو لم یترک غرضا من اغراض الکلام الا اصابہ و لم یدع للفکر ممرا الا اجابہ ۔۔۔ الا ان عبارات الکتاب لبعد عہدھا منا و انقطاع اھل جیلنا عن اصل لساننا قد نجد فیھا غرائب الفاظ فی غیر وحشۃ وجزالۃ ترکیب من غیر تعقید فربما وقف فہم المطالع دون الوصول الی مفاھیم بعض المفردات او مضامین بعض الجمل ولیس ذلک ضعفا فی اللفظ وھنا فی المعنی وانما ھو قصور فی ذھن المتناول الخ ۔ میں نے جب فیصلہ فرمائے قضا و قدر کے فرمان کے مطابق اپنے بدلے ہوئے نظام حالات اضطراب فکر اور فراوانی اذکار کے عالم میں سرسری طور پر مفکر اسلام حضرت علی علیہ السلام کے مجموعہ کلام نہج البلاغہ کا مطالعہ کیا تو وہ میرے اضطراب کے لیے پیغام سکون اور خاطر پریشاں کے لیے اذکار کی زنجیروں سے رہائی دلانے والا بن گیا ۔ میں نے اس مبارک کتاب کے مختلف مقامات دیکھے ان تمام مقامات کا مطالعہ کرتے وقت کسی مقام پر تو جنگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے دشمن کی صفوں پر دار ہو نیوالی غارتیں نظر آئیں اور میں نے دیکھا کہ بلاغت کی حکومت ہی فصاحت حملہ کر رہی ہے ۔ واہمے اپنی بدسرشتی اور شکوک اپنی بدخلقی کے ساتھ صف آرا ہیں اور علوی خطابت کے لشکر اور حیدری تیزی زبان کی فوجیں پرے باندھے ہوئے فصاحت کی درخشاں شمشیر اور بلاغت کے گندم گوں نیزوں سے دشمنان حق کا خون دل چوس رہی ہیں ۔ شکوک کی بدسرشتی کو شکست دے رہی اور برے ارادوں کو ہلاک کر رہی ہیں ۔ اور گویا میں اس منظر کو دیکھ رہا ہوں کہ باطل کی فوجیں ٹوٹ رہی ہیں حق فتحیاب ہو رہا ہے ۔ شک کی بیچینی کی آگ بجھ رہی ہے اور شبہہ کا اضطراب مٹ رہا ہے اور اس سلطنت کا تاج علی بن ابیطالب کے سر پر ہے اور اس میدان کے مرد صرف وہی ہیں ۔ بلکہ میری حالت تو یہ تھی کہ جب میں ایک عبارت سے دوسری عبارت تک پہونچتا تھا تو نقشہ ہی دوسرا نظر آتا کبھی میں اپنے کو ایسی دنیا میں پاتا تھا جہاں مفاہیم کی بلند روحیں عبارتوں کے دلآویز پیراہن پہنے ہوئے آباد ہیں اور دلوں کے پاکیزہ کاشانوں کا طواف کر رہی ہیں اور صاف ضمیروں کے پہلو میں ایک ہمدم کی طرح بیٹھی ہوئی انھیں رشد و ہدایت کے افسانے سنا کر ان کی کجی کو درست کر رہی ہیں اور خطا و لغزش کے مقامات سے ہٹا کر فضل و کمال کی منزل کی طرف رہنمائی کر رہی ہیں ۔ کسی مقام پر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بگڑے ہوے چہرے کھلے ہو کر دندان تیز حملوں کے پیکر میں رونما ہیں ۔ اور روحیں چیتوں کے جبڑوں اور گدھوں کے پنجوں سمیت حملوں کی تیاری کر رہی ہیں پھر یکایک انھوں نے حملہ کر کے سب کے دل ان کی خواہشوں کی جانب سے موڑ دیا اور بری خواہشیں ان کے دل سے نکال لیگئیں ۔ پھر کسی محل پر یہ دیکھتا تھا کہ ایک نورانی عقل جس کو کسی جسمانی چیز سے کوئی مشابہت ہی نہیں اپنے لشکر سے جدا ہو کر انسانی روح کے پہلو میں آئی اور اسے اس طبیعت کے پردوں سے معرا کر کے ملکوت اعلی کی منزل تک

CS CamScanner

بلند کر دیا اور ترقی دیکر وہاں پہونچا دیا ہے جو کہ درخشاں ترین نور کی شہادت گاہ ہے اور مکر و فریب کے شائبوں سے چھٹکارہ دیکر پہلوئے پاکیزگی کی آبادی میں سکونت گزیں بنا دیا ہے۔ اس عالم سے پلٹتا ہوں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خطیب حکمت بزرگان دین اور اولیائے امت کو ندا دے رہا ہے اور راستی کے مقامات پہنچوا رہا ہے مواضع شک و ریب سے بچا رہا اور قواعد سیاست اور آداب فہم و فراست کی تعلیم دے رہا ہے جس سے وہ منصہ ریاست پر فائز ہوں اور بلندی تدبیر پر پہونچ کر خوبی انجام سے کامیاب ہوں۔ وہ کتاب جسمیں ان اوصاف کا خزانہ ہے وہی مجموعہ ہے جسے سید رضی علیہ الرحمہ نے حضرت علی بن ابیطالب کے پراگندہ و متفرق کلام کے منتخب و چیدہ حصوں سے تالیف کر کے نہج البلاغہ کے مبارک نام کے ساتھ موسوم قرار دیا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ اس سے زیادہ کوئی اور موزوں و مناسب نام تھا بھی نہیں یقیناً میرے امکان سے باہر ہے کہ میں اس کتاب کی جتنی کہ خود اس کے نام نے اس کی جانب رہبری کی ہے اُس سے زائد رہبری کر سکوں اور ترجمانی امتیاز و شرف کے محل میں شریف رضی نے جو کچھ وارد کر دیا ہے اُس سے زائد بیان کر سکوں بیشک اگر صاحب احسان کی معرفت اور محسن کے احسان پر اُسکے شکر کرنے کو فطرت کی طبعی قوتیں اور ذمہ داری کے احکام ہم پر فرض نہ کر دیتے تو نہج البلاغہ کے اندر جو مختلف فصاحت کے شعبے اور بلاغت کے خصائص ودیعت کیے گئے ہیں نہیں ہرگز اُن کی جانب متوجہ کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ بلاشبہہ یہی وہ کتاب ہے جسے اغراض کلام میں سے کوئی غرض ایسی نہیں چھوڑی ہے جسے پا نہ لیا ہو اور فکر کا کوئی راستہ ایسا باقی نہیں رکھا ہے جس کو طے نہ کیا ہو مگر چونکہ عبارات کتاب میں ہمارے عہد کے بعد اور اصل زبان سے ناواقفیت کیوجہ سے کچھ وحشت سے دور غریب الفاظ اور تعقید سے پاک جزیل شاندار ترکیبیں ایسی دستیاب ہوتی ہیں جن تک مطالعہ کرنے والوں کا فہم اکثر اپنے قصور کی بناء پر نہیں پہونچ پاتا۔ اس لیے میں نے اُس کی یہ شرح لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔" علامہ ابن عبدربہ نے انتہائی فصاحت و بلاغت کے ساتھ جو کچھ کہا ہے وہ اس کتاب کی عظمت پر روشنی ڈالنے کیلیے بہت کافی ہے۔

تیئیسواں خطبہ (۲۳)

۱۸

جس میں آپ نے مسائل شرعیہ میں اختلاف علماء کی مذمت فرمائی ہو

تَرِدُ عَلَى أَحَدِهِمُ الْقَضِيَّةُ فِي حُكْمٍ مِنَ الْأَحْكَامِ

ان فتوی دینے والوں کی حالت یہ ہے کہ ان میں سے ایک کے پاس کسی شرعی حکم کے متعلق کوئی مسئلہ آتا ہے

فَيَحْكُمُ فِيهَا بِرَأْيِهِ ثُمَّ تَرِدُ تِلْكَ الْقَضِيَّةُ بِعَيْنِهَا عَلَى غَيْرِهِ

تو وہ اپنی رائے سے اس کے بارے میں حکم صادر کر دیتا ہے یہی مسئلہ بعینہ دوسرے

فَيَحْكُمُ فِيهَا بِخِلَافِهِ ثُمَّ يَجْتَمِعُ الْقُضَاةُ بِذَلِكَ عِنْدَ الْإِمَامِ

پر وارد ہوتا ہے وہ اس کے مخالف حکم دیتا ہے پھر یہ سب قاضی اپنے اس امام کے پاس جاکر اکٹھا ہوتے ہیں

الَّذِي اسْتَقْضَاهُمْ فَيُصَوِّبُ آرَاءَهُمْ جَمِيعاً وَإِلَهُهُمْ وَاحِدٌ

جس نے انھیں منصب قضا سپرد کیا ہے تو وہ ان سب کی رایوں کو ٹھیک قرار دیکر ان پر صاد کر دیتا ہے انکا خدا ایک

وَنَبِيُّهُمْ وَاحِدٌ وَكِتَابُهُمْ وَاحِدٌ أَفَأَمَرَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى

ہے رسول ایک کتاب (قرآن) ایک ہے (پھر یہ اختلاف کہاں سے آیا) کیا اللہ نے ان کو

بِالِاخْتِلَافِ فَأَطَاعُوهُ أَمْ نَهَاهُمْ عَنْهُ فَعَصَوْهُ أَمْ أَنْزَلَ

اختلاف کا حکم دیا تھا جسکی انھوں نے فرمانبرداری کی یا اس نے انکو روکا تھا مگر انھوں نے اسکی نافرمانی کی یا

اللَّهُ دِيناً نَاقِصاً فَاسْتَعَانَ بِهِمْ عَلَى إِتْمَامِهِ أَمْ كَانُوا شُرَكَاءَهُ

خدا نے اپنا دین ناکمل اتارا تھا جسکے پورا کرنے پر انکی مدد چاہی یا یہ اس کے شریک ہیں کہ ان کا حق ہے

فَلَهُمْ أَنْ يَقُولُوا وَعَلَيْهِ أَنْ يَرْضَى أَمْ أَنْزَلَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ

جو چاہیں کہیں اور اسکا فرض ہے کہ وہ اسپر راضی ہو جائے یا خدا نے تو شریعت کامل نازل کی تھی مگر

دِيناً تَامّاً فَقَصَّرَ الرَّسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ عَنْ تَبْلِيغِهِ

پیغمبر نے اسکی تبلیغ کرنے اور اسے ادا کرنے میں تقصیر و کوتاہی کی مگر خدا نے تو قرآن میں (ایک مقام پر) فرمایا ہے

وَأَدَائِهِ وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ يَقُولُ «مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ

کہ ہم نے قرآن میں کوئی بات چھوڑی ہی نہیں ہے (دوسرے مقام پر ارشاد کیا ہے کہ) قرآن میں ہر

مِنْ شَيْءٍ» وَقَالَ فِيهِ تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ وَذَكَرَ أَنَّ الْكِتَابَ يُصَدِّقُ

چیز کا بیان ہے پھر ذکر کیا ہے کہ قرآن کے بعض حصے بعض حصوں کی تصدیق کرتے ہیں اور یہ کہ اسمیں کسی قسم کا

بَعْضُهُ بَعْضاً وَأَنَّهُ لَا اخْتِلَافَ فِيهِ فَقَالَ سُبْحَانَهُ «وَلَوْ كَانَ

اختلاف نہیں چنانچہ فرمایا ہے کہ اگر یہ قرآن اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف سے آیا ہوتا تو یہ لوگ (یقیناً)

علامہ ابن ابی الحدید نے اپنی مشہور و معروف شرح میں اس خطبہ کی تفصیل کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ امیرالمومنین نے اس خطبہ میں احکام شرعیہ میں جو لوگ اجتہاد کرتے ہیں اور جنکا نظریہ تصوب ہے انکی رد فرمائی ہے علامہ ممدوح کا یہ خیال اس بنا پر قابل تامل ہے کہ انھوں نے حضرت کے اس کلام کو مطلق اجتہاد کی رد پر محمول کیا ہے جسمیں سنی مجتہدین کے پہلو بہ پہلو شیعہ مجتہدین بھی عموم رد میں شامل ہو جاتے ہیں حالانکہ واقعہ بالکل اس کے خلاف ہے اور اس مقام پر حضرت کا منشار صرف ان لوگوں کی رد ہے جو اجتہاد بالرائے اور اجتہاد بالقیاس سے کام لیتے ہیں فرقہ شیعہ ان دونوں کا مخالف ہے۔ جہانتک اجتہاد بالرائے کا تعلق ہے جب تک مجتہدین شیعہ حدیث و سنت کے حکم صریح کا پتہ نہیں چلا لیتے اس وقت تک کوئی فیصلہ نہیں کرتے۔ رہ گیا قیاس تو ائمہ طاہرین نے نعلے...

مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا) وَاِنَّ

اس میں بہت سے اختلافات پاتے سنو! کتاب الٰہی کا ظاہر دلفریب

الْقُرْاٰنَ ظَاهِرُهٗ اَنِيْقٌ وَبَاطِنُهٗ عَمِيْقٌ لَا تَفْنٰى عَجَائِبُهٗ

باطن بہت ہی گہرا ہے نہ اس کے عجائب فنا پذیر ہوں گے اور نہ اس کے غرائب

وَلَا تُكْشَفُ الظُّلُمَاتُ اِلَّا بِهٖ وَلَا تَنْقَضِيْ غَرَائِبُهٗ

کبھی ختم ہونے پر آئیں گے اور تاریکیاں اسی سے دور کیجا سکتی ہیں

چوبیسواں خطبہ ۲۴

19

جس میں آپ نے اشعث ابن قیس کو ڈانٹا ہے!

(واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے) کہ حضرت مسجد کوفہ کے منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے آپ کے اثنائے کلام میں کوئی ایسی بات آ گئی جس پر قیس کے لڑکے اشعث نے اعتراض کیا اور یہ کہا کہ یہ بات آپ کے نقصان کی ہے فائدہ کی نہیں ہے حضرت نے اُسے تیز نگاہ سے دیکھا اور پھر ارشاد فرمایا کہ

مَا يُدْرِيْكَ مَا عَلَيَّ مِمَّا لِيْ عَلَيْكَ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَلَعْنَةُ اللَّاعِنِيْنَ حَائِكٌ ابْنُ

تجھے کیا معلوم کہ میرے لیے کونسی بات مضر اور کونسی مفید ہے تجھ پر خدا کی لعنت تمام کرنیوالوں کی لعنت جولاہے جولاہے کے لڑکے منافق کافر کے فرزند خدا ایک مرتبہ تجھے (کفار)

حَائِكٍ مُنَافِقٌ ابْنُ كَافِرٍ وَاللّٰهِ لَقَدْ اَسَرَكَ الْكُفْرُ مَرَّةً وَالْاِسْلَامُ

نے اسیر کیا دوبارہ (اہل) اسلام نے مگر ان دونوں قیدیوں میں سے کسی ایک سے بھی تیرے مال و دولت اور حسب و نسب نے تجھے رہائی نہ دی اور اگر ایسا شخص (جو)

اُخْرٰى فَمَا فَدَاكَ مِنْ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مَالُكَ وَلَا حَسَبُكَ وَاِنَّ امْرَاً دَلَّ

اپنی قوم کی طرف (دشمنوں کی) تلوار کو راہنمائی کرے وہ سزاوار ہے اس بات کا کہ اپنے اس سے بدخواہ رکھیں اور بیرانے اسکے شر سے اپنے کو محفوظ

عَلٰى قَوْمِهِ السَّيْفَ وَسَاقَ اِلَيْهِمُ الْحَتْفَ لَحَرِيٌّ اَنْ يَمْقُتَهُ الْاَقْرَبُ

خیال نہ کریں علامہ رضی فرماتے ہیں کہ کلام کے ابتدائی حصہ میں آپ نے جو بات فرمائی ہے اس سے آپکا مقصد یہ ہے کہ ایسے ایک دفعہ حالت

وَلَا يَاْمَنُهُ الْاَبْعَدُ قَالَ السَّيِّدُ اَنَّهٗ اُسِرَ فِي الْكُفْرِ مَرَّةً وَفِي الْاِسْلَامِ مَرَّةً

کفر میں اور ایک دفعہ حالت اسلام میں اسیر کیا گیا رہا حضرت کا یہ قول کہ دل علی قومہ السیف اس سے اپنی قوم کی طرف تلوار کو راہ دکھا

اُخْرٰى وَاَمَّا قَوْلُهٗ دَلَّ عَلٰى قَوْمِهِ السَّيْفَ فَاَرَادَ بِهٖ حَدِيْثًا كَانَ

سے ایک واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے (جس کی تفصیل یہ ہے کہ) اشعث سرزمین یمامہ میں خالد ابن ولید کی ہمراہی میں تھا یہاں ا

لِلْاَشْعَثِ مَعَ خَالِدِ ابْنِ الْوَلِيْدِ بِالْيَمَامَةِ غَرَّ فِيْهِ قَوْمَهٗ وَمَكَرَ بِهِمْ حَتّٰى

نے اپنی قوم کو فریب دیا اور ان کے ساتھ مکاری کی تا اینکہ خالد ابن ولید نے ان پر حملہ کر دیا اسی بنا پر اشعث (کی)

اَوْقَعَ بِهِمْ خَالِدٌ وَكَانَ قَوْمُهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ يُسَمُّوْنَهٗ عُرْفَ النَّارِ وَهُوَ اسْمٌ لِلْغَادِرِ عِنْدَ(هُمْ)

قوم نے اس کا نام عرف النار آگ لگانے والا رکھ دیا جو کہ ان کے نزدیک بے وفائی کرنے والے کا نام (تھا)

۱؎ اشعث اور اسکا باپ قیس یمن میں چادر بننے کا کام کرتے تھے۔ بنیہ چونکہ نقصان عقل کی دلیل سمجھا جاتا ہے اس لئے مقام مذمت میں آپنے اس کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ۱۲

پچیسواں خطبہ ٢٥

جسمیں آپ نے بے بصیرت افراد کو مرنے کے بعد درپیش ہونیوالے ہولناک واقعات سے مطلع فرمایا ہے

فَإِنَّكُمْ لَوْ عَايَنْتُمْ مَا قَدْ عَايَنَ مَنْ مَاتَ مِنْكُمْ

خدا کی نافرمانی کرنیوالو! اگر تم اپنی آنکھوں سے وہ چیزیں دیکھ لیتے جنکو تم میں سے مرجانیوالے دیکھ چکے ہیں تو تم یقیناً کانپ جاتے

لَجَزِعْتُمْ وَوَهِلْتُمْ وَسَمِعْتُمْ وَأَطَعْتُمْ وَلٰكِنْ

اور تمھاری گھگی بندھ جاتی (اور اسکے بعد) آوازِ حق کو سنتے بھی اور اس کی اطاعت بھی کرتے لیکن (مشکل تو یہ ہے) جو چیزیں

مَحْجُوبٌ عَنْكُمْ مَا قَدْ عَايَنُوا۔ وَقَرِيبٌ مَا يُطْرَحُ الْحِجَابُ

انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں وہ تمھاری نگاہوں سے اوجھل اور پوشیدہ ہیں لیکن (بس عنقریب) (اُن

وَلَقَدْ بُصِّرْتُمْ إِنْ أَبْصَرْتُمْ وَأُسْمِعْتُمْ إِنْ سَمِعْتُمْ وَهُدِيتُمْ

مناظر پر سے) پردہ اٹھا ہی چاہتا ہے بلاشبہہ اگر تم دیدۂ دل سے دیکھنا چاہتے تو تمھیں کونسی چیز تھی جو دکھائی

إِنِ اهْتَدَيْتُمْ بِحَقٍّ أَقُولُ لَكُمْ لَقَدْ جَاهَرَتْكُمُ

نہیں گئی (ہر چیز دکھائی گئی تھی) اگر سننے پر آمادہ ہوتے تو ہر چیز تمھیں سنا دی گئی تھی ہدایت کے طلبگار ہوتے تو ہدایت بھی کر دی گئی

الْعِبَرُ وَزُجِرْتُمْ بِمَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ وَمَا يُبَلِّغُ عَنِ اللّٰهِ

تھی سچ کہتا ہوں کہ عبرتیں اور نصیحتیں انجام کار کو تم پر اچھی طرح کھول چکی ہیں اور جو چیزیں قابل اجتناب ہیں ان سے تمھیں روکا جا چکا ہے رہ گئی

بَعْدَ رُسُلِ السَّمَاءِ إِلَّا الْبَشَرُ

پیغام حق کی تبلیغ تو اس فرض کو آسمانی پیغمبروں (فرشتوں) کے بعد انسان ہی انجام دے گا

اس خطبہ میں حضرت نے مرنے کے بعد انسان کو جن ہولناک واقعات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اُن سے خوف زدہ فرمایا ہے اور حق کے مخالفین کو اطاعت کی جانب رغبت دلائی ہے۔ ١٢

چھبیسواں خطبہ ٢٦

جس میں آپ نے معصیت کاروں کو زجر و توبیخ فرمائی ہے

فَإِنَّ الْغَايَةَ أَمَامَكُمْ وَإِنَّ وَرَاءَكُمُ السَّاعَةَ تَحْدُوكُمْ

سرشتگان غفلت! دیکھو (انجام کی) منزل آخر تمھارے سامنے اور (موت کی ہولناک) گھڑی تمھارے پیچھے

تَخَفَّفُوا تَلْحَقُوا فَإِنَّمَا يُنْتَظَرُ بِأَوَّلِكُمْ آخِرُكُمْ (أَقُولُ

ہے اور وہ تمھیں ہنکا کر آگے بڑھا رہی ہے (سفر بہت لمبا ہے اپنے کو گناہوں سے) ہلکا کرو (تب کہیں)

إِنَّ هٰذَا الْكَلَامَ لَوْ وُزِنَ بَعْدَ كَلَامِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَبَعْدَ

مطلوب حقیقی سے بغلگیر ہو گے تمھارے اول کے لیے تمھارے آخر کا انتظار کیا جا رہا ہے علامہ رضی فرماتے ہیں

حاشیہ خطبہ ٢٦

فان الغایۃ غایۃ سے مراد یہاں جنت و دوزخ ہے کیونکہ انسان کی انتہا ان ہی دونوں میں سے کسی ایک تک ہو گی جیسا کہ قرآن مجید نے بھی اشارہ کیا ہے کہ فریق فی الجنت و فریق فی السعیر یعنی تم میں سے ایک گروہ جنت میں اور دوسرا جہنم میں ہوگا اسی بنا پر حضرت نے اُن کے لیے لفظ غایۃ کا استعمال فرمایا۔ ١٢

الْمَطَرِ اِلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا قُسِمَ لَهَا مِنْ زِيَادَةٍ وَنُقْصَانٍ فَاِذَا

ہر نفس کیلئے عطا کی زیادتی اور کمی کے ساتھ اسکی قسمت کے پیمانہ سے نازل ہوتے ہیں (مقدر میں زیادہ ہے تو زیادتی کے ساتھ

رَاٰى اَحَدُكُمْ لِاَخِيْهِ غَفِيْرَةً فِيْ اَهْلٍ اَوْ مَالٍ اَوْ نَفْسٍ فَلَا

اور کم ہے تو کمی کے ساتھ لہٰذا اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے کسی عزیز (شخص) کے لئے) اہل و عیال، مال و منال اور عزیزوں کی کثرت دیکھے

تَكُوْنَنَّ لَهٗ فِتْنَةً فَاِنَّ الْمَرْءَ الْمُسْلِمَ مَا لَمْ يَغْشَ دَنَاءَةً

تو اسے رشک نہ ہونا چاہیے بیشک مسلمان آدمی جب تک ایسا کمینہ پن (حسد) اختیار نہیں کرتا

تَظْهَرُ فَيَخْشَعُ لَهَا اِذَا ذُكِرَتْ وَتُغْرٰى بِهَا لِئَامُ النَّاسِ كَانَ

جو اگر ظاہر ہو جائے تو اسکے تذکرے سے اسکی نگاہ نیچی ہو اور رذیلوں کو اسکی ہتک حرمت کا موقع ہاتھ آجائے اسوقت تک وہ اس کامیاب جواری

كَالْفَالِجِ الْيَاسِرِ الَّذِيْ يَنْتَظِرُ اَوَّلَ فَوْزَةٍ مِنْ قِدَاحِهٖ

کے مانند ہے جو اپنے جوے کے تیروں سے اس پہلی کامیابی کا انتظار کر رہا ہو جو اسکے لیے غنیمت کو لازم کر دے اور اس سے

تُوْجِبُ لَهُ الْمَغْنَمَ وَيُرْفَعُ بِهَا عَنْهُ الْمَغْرَمُ وَكَذٰلِكَ الْمَرْءُ

اس کا گھاٹا دور ہو جائے (اسی کامیاب جواری کے مانند (نفع حاصل کرنے میں)

الْمُسْلِمُ الْبَرِيْءُ مِنَ الْخِيَانَةِ يَنْتَظِرُ مِنَ اللهِ اِحْدَى

وہ مسلمان آدمی بھی ہے جو بد دیانتی سے مُبرّا ہو یہ (ایماندار شخص) اپنے خدا سے دو اچھائیوں میں سے ایک اچھائی کا انتظار کرتا ہے اگر

الْحُسْنَيَيْنِ اِمَّا دَاعِيَ اللهِ فَمَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لَهٗ وَاِمَّا

موت سر پر آگئی ہے تو خدا کی طرف بلانیوالے فرشتہ ملک الموت کا پس خدا کے پاس اس کے لیے جو کچھ ہے وہ اچھا ہی ہے اور اگر حیات باقی ہے

رِزْقَ اللهِ فَاِذَا هُوَ ذُوْ اَهْلٍ وَمَالٍ وَمَعَهٗ دِيْنُهٗ وَحَسَبُهٗ

تو اسکی عطا کی ہوئی روزی کا کہ اسوقت (جبکہ روزی ملجائے گی) اسکے پاس مال اولاد اور اسکے پہلو میں خاندانی شرافت اور دین (سب) ہوگا

اِنَّ الْمَالَ وَالْبَنِيْنَ حَرْثُ الدُّنْيَا وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ حَرْثُ

مال اور اولاد تو دنیا کی کھیتی ہے اور نیک عمل آخرت کی کھیتی ہے کبھی ان دونوں کو خدا بعض کے اندر جمع کر دیتا ہے

الْاٰخِرَةِ وَقَدْ يَجْمَعُهُمَا اللهُ لِاَقْوَامٍ فَاحْذَرُوْا مِنَ اللهِ

خدا نے اپنے جس عذاب سے تمکو ڈرایا ہے اس سے خوف کرو اور ڈرو ایسا خوف کہ جس میں کوئی کمی نہ ہو نیک کام کرو

مَا حَذَّرَكُمْ مِنْ نَفْسِهٖ وَاخْشَوْهُ خَشْيَةً لَيْسَتْ بِتَعْذِيْرٍ

مگر کسی کو دکھانے یا سنانے کے لئے نہیں کیونکہ جو شخص غیر خدا کے (دکھانے یا سنانے کے) لئے عمل کرے گا خدا

وَاعْمَلُوْا فِيْ غَيْرِ رِيَاءٍ وَلَا سُمْعَةٍ فَاِنَّهٗ مَنْ يَعْمَلْ لِغَيْرِ اللهِ

اس کو اسی کے حوالے کر دے گا (اور خود اسے کوئی جزا نہ دے گا) ہم خدا سے شہیدوں کے ایوانوں

يَكِلْهُ اللهُ لِمَنْ عَمِلَ لَهٗ نَسْاَلُ اللهَ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ

نیکبختوں کی زندگی اور انبیاء و مرسلین کی رفاقت کے طلب گار ہیں

اس خطبہ میں چند اخلاقی نصائح کا تذکرہ فرمایا گیا ہے فقرا ان لوگوں پر حسد نہ کریں جنھیں پروردگار عالم نے اپنی رحمت سے نعمتوں کے ذخیرے عطا فرمائے ہیں صاحبان دولت و ثروت امیرانہ جاہ و جلال اور رئیسانہ شوکت و شان کے نشہ میں مفلوک الحال انسانوں کی طرف سے بے پروائی اختیار کرنے کے جرم کا ارتکاب نہ کریں یہ وہ گرانمایہ اخلاقی پند ہیں جنھیں پیش نظر رکھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کے بعد صحیح انسانیت کے درجہ کو حاصل کیا جا سکتا ہے من یعمل لغیر اللہ اس کلام میں حدیث قدسی کے اس مضمون کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ من عمل لی عملا اشرک فیہ غیری وکلتہ لشریکہ۔ جو لوگ عمل کرتے ہیں میرے لئے اور اسمیں میرے غیر کو میرا شریک بناتے ہیں مثلاً نماز پڑھتے ہیں میرے لئے اور قصد و مقصد یہ اپنے تقوے کا رعب جمانا ہوتا ہے یا یہ کہ روزہ رکھتے ہیں میرا گرد کھانا ہوتا ہے دوسرے لوگوں کو کہ ہم اتنے متقی و پرہیزگار ہیں تو ایسے لوگوں کو میں انھیں لوگوں کے لئے چھوڑ دونگا جنکے دکھانے یا جنکے راضی خوشنود کرنے کیلئے اس نے یہ اعمال کئے ہیں ۱۲

وَمُعَايَشَةَ السُّعَدَاءِ وَمُرَافَقَةَ الْأَنْبِيَاءِ

دولت و ثروت کے خزینہ دار ہو اتم یاد رکھو کہ کوئی شخص وہ کتنا ہی بڑا سرمایہ دار کیوں نہو

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا يَسْتَغْنِي الرَّجُلُ وَإِنْ كَانَ ذَا مَالٍ عَنْ

اپنے (عزیز) خاندان والوں اور ان کے ہاتھوں اور زبان کی اعانت و دفاع سے بے پروا نہیں ہو سکتا

عَشِيرَتِهِ وَدِفَاعِهِمْ عَنْهُ بِأَيْدِيهِمْ وَأَلْسِنَتِهِمْ وَهُمْ

لوگوں میں سب سے زیادہ اس کی غیبت میں اسکی حفاظت کرنے والے اسکی پراگندگی کو دور کرنے والے

أَعْظَمُ النَّاسِ حَيْطَةً مِنْ وَرَائِهِ وَأَلَمُّهُمْ لِشَعَثِهِ وَأَعْطَفُهُمْ

اور اگر مصیبت نازل ہو جائے تو اس پر اس کی ہمدردی کرنے والے یہی ہوتے ہیں

عَلَيْهِ عِنْدَ نَازِلَةٍ إِذَا نَزَلَتْ بِهِ وَلِسَانُ الصِّدْقِ يَجْعَلُهُ

علاوہ بریں انسان کا وہ ذکر خیر جسے اللہ لوگوں میں جاری رکھتا ہے اس مال و دولت سے کہیں بہتر

لِلْمَرْءِ فِي النَّاسِ خَيْرٌ لَهُ مِنَ الْمَالِ يُورِثُهُ (مِنْهَا) أَلَا لَا

ہے جسے وہ مرتے وقت ترکہ بنا کر چھوڑ جائے گا (اسی خطبہ کا ایک ٹکڑا)

يَعْدِلَنَّ أَحَدُكُمْ عَنِ الْقَرَابَةِ يَرَى بِهَا الْخَصَاصَةَ أَنْ

خبردار تم میں سے اگر کوئی شخص اپنے عزیز و اقارب کو فقیری میں مبتلا دیکھے تو ان کو اتنا مال صرف کر کے

يَسُدَّهَا بِالَّذِي لَا يَزِيدُهُ إِنْ أَمْسَكَهُ وَلَا يَنْقُصُهُ

فاقوں سے بچانے سے باز نہ رہے کہ اگر وہ اس کو روک رکھے تو اسکی دولت میں اضافہ نہو گا اور اگر دے ڈالے

إِنْ أَهْلَكَهُ وَمَنْ يَقْبِضْ يَدَهُ عَنْ عَشِيرَتِهِ فَإِنَّمَا

تو اس سے کوئی کمی واقع نہوگی وہ شخص جو اپنی قوم کی اعانت کرنے) سے اپنا ہاتھ روک لیتا ہے (اسے

تُقْبَضُ مِنْهُ عَنْهُمْ يَدٌ وَاحِدَةٌ وَتُقْبَضُ مِنْهُمْ عَنْهُ

سمجھنا چاہیئے) کہ اسکا ان کے لئے ایک ہاتھ اور ان کے اس کے لئے بہت سے ہاتھ رک جاتے ہیں دیکھو جس کا

أَيْدٍ كَثِيرَةٌ وَمَنْ تَلِنْ حَاشِيَتُهُ يَسْتَدِمْ مِنْ قَوْمِهِ الْمَوَدَّةَ (أَقُولُ

پہلو نرم (برتاؤ) اچھا ہوتا ہے وہ اپنی قوم سے لا فانی محبت حاصل کرتا ہے میں کہتا ہوں

الْغَفِيرَةُ هٰهُنَا الزِّيَادَةُ وَالْكَثْرَةُ مِنْ قَوْلِهِمْ لِلْجَمْعِ الْكَثِيرِ

غفیرہ کے معنے یہاں زیادتی اور کثرت کے ہیں اور یہ ماخوذ ہے عربوں کے اس قول سے جس میں

الْجَمُّ الْغَفِيرُ وَالْجَمَّاءُ الْغَفِيرُ وَيُرْوَى عَفْوَةً مِنْ أَهْلٍ أَوْ مَالٍ

کہ وہ جم غفیر کا استعمال کرتے ہیں کثیر جماعت کیلئے اور بعض روایتوں میں غفیرہ کے بجائے عفو وارد ہوا ہے

وَالْعَفْوَةُ الْخِيَارُ مِنَ الشَّيْءِ يُقَالُ أَكَلْتُ عَفْوَةَ الطَّعَامِ أَيْ

جسکے معنے بہتر چیز کے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے اکلت عفوۃ الطعام یعنے میں نے اچھا کھانا کھایا

CS CamScanner

خِيَارَهُ وَمَا أَحْسَنَ الْمَعْنَى الَّذِي أَرَادَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اور کتنا بہتر ہے وہ مضمون جو حضرت نے اپنے اس قول
بِقَوْلِهِ وَمَنْ يَقْبِضْ يَدَهُ عَنْ عَشِيرَتِهِ إِلَى تَمَامِ الْكَلَامِ
میں ادا فرمایا ہے ومن یقبض ید ہ عن عشیرتہ تا آخر کلام
فَإِنَّ الْمُمْسِكَ خَيْرَهُ عَنْ عَشِيرَتِهِ إِنَّمَا يُمْسِكُ نَفْعَ يَدٍ
پس بیشک اپنے خاندان سے اپنی نیکی کو روکنے والا شخص تو صرف ایک ہاتھ کے
وَاحِدَةٍ فَإِذَا احْتَاجَ إِلَى نُصْرَتِهِمْ وَاضْطُرَّ إِلَى مُرَافَدَتِهِمْ
نفع کو روکتا ہے لیکن اسے جب انکی نصرت کی احتیاج اور اعانت کی مجبوری درپیش ہوتی ہے
قَعَدُوا عَنْ نَصْرِهِ وَتَثَاقَلُوا عَنْ صَوْتِهِ فَمُنِعَ تَرَافُدَ الْأَيْدِي
تو یہ اسکی مدد کرنے سے باز رہتے اور اسکی آواز کی جانب سے بہرے بنجاتے ہیں اور اسطرح یہ بہت سے ہاتھوں کی مدد
الْكَثِيرَةِ وَتَنَاهُضَ الْأَقْدَامِ الْجَمَّةِ
اور بہت سے پیروں کے اٹھنے سے محروم رہجاتا ہے

انتیسواں خطبہ ۲۹

جس میں آپ نے اپنے ثبات قدم کا تذکرہ کیا ہے اور پرہیزگاری کی طرف لوگوں کو دعوت دی ہے

وَلَعَمْرِي مَا عَلَيَّ مِنْ قِتَالِ مَنْ خَالَفَ الْحَقَّ وَ
جو حق کے مخالف اور گمراہی کی راہوں میں ہاتھ پیر مارنیوالے ہیں میں ان سے لڑنے میں سستی اور نرمی سے کام
خَابَطَ الْغَيَّ مِنْ إِدْهَانٍ وَلَا إِيهَانٍ فَاتَّقُوا
نہیں لیتا، پس بندگان خدا خدا سے ڈرو اور اسکے غضب سے بھاگ کر اسکی رحمت کے دامن
اللهَ عِبَادَ اللهِ وَامْضُوا فِي الَّذِي نَهَجَهُ
میں پناہ لو اور اس نے تمہارے لئے جو راہ کشادہ اور روشن کردی ہے اس پر چلو اور جو چیزیں تم پر لازم کردی ہیں
لَكُمْ وَقُومُوا بِمَا عَصَبَهُ بِكُمْ فَعَلِيٌّ ضَامِنٌ لِفَلْجِكُمْ
ان کی پابندی رکھو۔ اسکے بعد اگر تمہیں (دنیا دی) کامیابی نہ عطا ہوگی تو علیؑ تمہارے مستقبل (آخرت)
آجِلًا إِنْ لَمْ تُمْنَحُوهُ عَاجِلًا
کی کامیابی کا ذمہ لیتا ہے

حاشیہ خطبہ ۲۹
اس خطبہ میں امیر المومنینؑ نے اپنی شجاعت ثبات قدم اور مخالفین حق سے جنگ کے مستحکم عزم کا اظہار فرمایا ہے اور ان لوگوں کو متنبہ فرمایا ہے جو خدا کی اطاعت سے انکار کرتے ہیں فَفِرُّوا مِنَ اللّٰهِ اِلَی اللّٰهِ یہ جملہ ادبی خوبیوں کے ساتھ بہترین فلسفی نکتہ کا حامل ہے یونان کے مشاہیر فلاسفہ نے فلسفہ الٰہیات کے سلسلہ میں جو کچھ لکھا ہے اسکا مجموعی وزن بھی اس مختصر سے جملہ کے مقابلہ میں سبک نظر آتا ہے۔ خدا سے بھاگ کر خدا ہی کی طرف پلٹ آؤ۔ اس مختصر جملہ میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ خدا سے بچنے خدا کے غضب سے بھاگ کر اگر جاؤ تو کہیں اور نہیں اس کے رحمت کے آغوش میں۔ ۱۲

تیسواں خطبہ ۳۰

وَقَدْ تَوَاتَرَتْ عَلَيْهِ الْأَخْبَارُ بِاسْتِيلَاءِ أَصْحَابِ مُعَاوِيَةَ
جب متواتر حضرت کو اپنے مقبوضہ شہروں پر اصحاب معاویہ کے غالب آنے

عَلَى الْبِلَادِ وَقَدِمَ عَلَيْهِ عَامِلَاهُ عَلَى الْيَمَنِ وَهُمَا عُبَيْدُ اللّٰهِ
کی خبریں پہونچیں اور آپ کے دونوں عامل عبید اللہ

بْنُ عَبَّاسٍ وَسَعِيدُ بْنُ نِمْرَانَ لَمَّا غَلَبَ عَلَيْهِمَا بُسْرُ بْنُ
ابن عباس اور سعید ابن نمران بسر ابن ابی ارطاۃ سے

أَبِي أَرْطَاةَ فَقَامَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ ضَجِرًا
مغلوب ہو کر آپ کے پاس کوفہ بھاگ آئے۔ تو آپ نے اپنے اصحاب کے

بِتَثَاقُلِ أَصْحَابِهِ عَنِ الْجِهَادِ وَمُخَالَفَتِهِمْ لَهُ فِي الرَّأْيِ فَقَالَ
جنگ سے جی چرانے اور رائے کی مخالفت کرنے سے تنگ دل ہو کر ارشاد فرمایا

مَا هِيَ إِلَّا الْكُوفَةُ أَقْبِضُهَا وَأَبْسُطُهَا إِنْ لَمْ تَكُونِي إِلَّا
بس کوفہ ہی ہے اور میرے قبضہ میں کوئی شہر نہیں اسی کو کھولتا اور بند کرتا ہوں سو اگر تو ہی میرے قبضہ میں

أَنْتِ تَهُبُّ أَعَاصِيرُكِ فَقَبَّحَكِ اللّٰهُ (وَتَمَثَّلَ بِقَوْلِ الشَّاعِرِ
رہ گیا ہے اور تجھ میں بھی میری مخالفت کے بگولے اٹھ رہے ہیں تو خدا تیرا بھی برا کرے اور پھر آپ نے شاعر کا یہ شعر بطور مثل پڑھا

لَعَمْرُ أَبِيكَ الْخَيْرِ يَا عَمْرُو إِنَّنِي	عَلَى وَضَرٍ مِنْ ذَا الْإِنَاءِ قَلِيلِ
اے عمرو تیرے اچھے باپ کی قسم مجھے اس برتن سے بس تھوڑی	سی چکنائی ہی ملی ہے اور اسکے سوا کچھ نہیں

(ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ) أُنْبِئْتُ بُسْرًا قَدِ اطَّلَعَ الْيَمَنَ وَ
پھر فرمایا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ بسر یمن پہونچ گیا اور بخدا مجھے اندیشہ ہے کہ یہ لوگ تمہاری لیے دولت پر عنقریب غالب ہو جائیں

إِنِّي وَاللّٰهِ لَأَظُنُّ أَنَّ هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ سَيُدَالُونَ مِنْكُمْ
گے کیونکہ یہ اپنے باطل پر مجتمع ہیں اور تم اپنے حق سے پراگندہ ہو تم اپنے امام کی (میری)

بِاجْتِمَاعِهِمْ عَلَى بَاطِلِهِمْ وَتَفَرُّقِكُمْ عَنْ حَقِّكُمْ وَبِمَعْصِيَتِكُمْ
حق میں نافرمانی کرتے ہو اور یہ لوگ باطل میں اپنے امیر (معاویہ) کی اطاعت کرتے ہیں وہ امانت کو

إِمَامَكُمْ فِي الْحَقِّ وَطَاعَتِهِمْ إِمَامَهُمْ فِي الْبَاطِلِ وَبِأَدَائِهِمُ
اپنے سردار تک پہنچا دیتے ہیں اور تم اس میں خیانت کرتے ہو اور وہ اپنے شہروں میں

الْأَمَانَةَ إِلَى صَاحِبِهِمْ وَخِيَانَتِكُمْ وَبِصَلَاحِهِمْ فِي
امن و امان سے رہتے ہیں اور تم فساد کرتے ہو اب تمہاری نوبت) یہانتک پہونچ گئی ہے

حاشیہ خطبہ ہذا

ابن ابی الحدید معتزلی نے خطیب منبر سلونی کے اس خطبہ کو حضرت کا آخری خطبہ کہا ہے اس میں آپ نے اپنے اصحاب کی بزدلانہ حرکات پر نفرین کی ہے اور انکو دشمن کی چالوں سے متنبہ کیا ہے۔ بسر ابن ابی ارطاۃ جس کا اس خطبہ میں تذکرہ ہے اسکو معاویہ نے سنہ ۴۰ھ میں حجاز پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا تھا اسوقت حجاز میں حضرت ابو ایوب انصاری حاکم تھے۔ یہ سیاسی مصالح کی بنا پر حضرت علی کے پاس کوفہ چلے آئے بسر کو میدان خالی ملا اور اُس نے مدینہ پر پورا پورا تسلط حاصل کر لیا۔ جہاں سے اس نے یمن کا رخ کیا جہاں عبید اللہ ابن عباس حاکم تھے بسر کی ظالمانہ حرکات نے انھیں بھی یمن چھوڑ کر کوفہ کا رخ اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ عبید اللہ ابن عباس خود تو کوفہ چلے گئے مگر ان کے دو کمسن بچے ابھی یمن ہی میں رہ گئے جنھیں بسر نے بیدردی کے ساتھ قتل کر ڈالا جب کوفہ میں حضرت علی کو اس واقعہ جانکاہ کی خبر ملی تو آپ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص جاریہ کی کمان میں دو ہزار سوار دیکر بسر کی سرکوبی کا انتظام کیا مقام نجران میں حضرت علی کی اس فرستادہ فوج سے بسر کا مقابلہ ہوا بسر تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگ کھڑا ہوا بسر کا تعاقب کرتے ہوئے جاریہ مکہ تک پہونچے یہاں معاویہ کے نصب کردہ والی کی حیثیت سے کام کر رہے تھے انھوں نے جاریہ کی آمد سے خوفزدہ ہو کر فرار اختیار کیا جاریہ نے مکہ میں داخل ہو کر لوگوں کو حضرت علی کے خلاف جو پروپگنڈا کیا گیا تھا اسکی حقیقت سے آگاہ کیا جسکے بعد اہل مکہ دوبارہ پھر دائرۂ اطاعت امیر المومنینؑ میں داخل ہونے کا شرف حاصل کر سکے جب بسر کی تلاش میں ناکامیاب ہو کر جاریہ کوفہ واپس آئے تو غضبناک ہو کر حضرت نے بسر کے حق میں دعائے بد فرمائی اللھم اسلبہ دینہ و عقلہ پروردگار! بسر کی عقل اور دین دونوں کو سلب فرما کے حضرت کی اس دعا کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ بسر کا دماغ خراب ہو گیا۔ کامل ابن اثیر ص ۱۵۳ جلد ۳

بِلَادِهِمْ وَفَسَادِكُمْ فَلَوِ ائْتَمَنْتُ أَحَدَكُمْ عَلَى قَعْبٍ لَخَشِيتُ

کہ اگر میں تم میں سے کسی کو لکڑی کے پیالے کا امین قرار دوں تو ڈر دل

أَنْ يَذْهَبَ بِعَلَاقَتِهِ اَللّٰهُمَّ إِنِّي قَدْ مَلِلْتُهُمْ وَمَلُّونِي وَسَئِمْتُهُمْ

کہ کہیں وہ اسے ڈوری اور دستہ سمیت غائب نہ کردے بار الہا میں انسے دل تنگ ہوگیا ہوں یہ مجھ سے دل تنگ ہو گئے ہیں میں ان سے اکتا گیا ہوں

وَسَئِمُونِي فَأَبْدِلْنِي بِهِمْ خَيْرًا مِنْهُمْ وَأَبْدِلْهُمْ بِي

اور یہ مجھ سے اکتا گئے ہیں تو اب ان سے بہتر لوگ مجھے اور مجھ سے بد تر سردار

شَرًّا مِنِّي اَللّٰهُمَّ مِثْ قُلُوبَهُمْ كَمَا يُمَاثُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ

عطا فرما پروردگار ان کے دلوں کو اس طرح گھلا دے جس طرح پانی میں نمک گھلایا جاتا ہے

أَمَا وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ أَنَّ لِي بِكُمْ أَلْفَ فَارِسٍ مِنْ بَنِي

سنو خدا کی قسم! تو میرا دل چاہتا ہے کہ کاش تم سب کے عوض میں مجھے ایک ہزار سوار قبیلہ بنی فراس

فِرَاسِ بْنِ غَنْمٍ ثُمَّ تَمَثَّلَ بِقَوْلِ الشَّاعِرِ

بن غنم کے مل جائیں۔ پھر شاعر کا یہ شعر بطور مثل آپ نے پڑھا

هُنَالِكَ لَوْ دَعَوْتَ أَتَاكَ مِنْهُمْ | فَوَارِسُ مِثْلُ أَرْمِيَةِ الْحَمِيمِ

وہاں اگر تو انکو پکارے گی تو تیرے پاس انکے وہ سوار آئینگے جو (تیز رفتاری میں) موسم گرما کے بادلوں کے مانند ہیں

ثُمَّ نَزَلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الْمِنْبَرِ أَقُولُ الْأَرْمِيَةُ جَمْعُ رَمِيٍّ

پھر اسکے بعد حضرت منبر سے اتر آئے (علامہ رضی فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ ارمیہ رمی کی جمع ہے اور رمی بادل

وَهُوَ السَّحَابُ وَالْحَمِيمُ هٰهُنَا وَقْتُ الصَّيْفِ وَإِنَّمَا خَصَّ

کہتے ہیں اور حمیم سے مراد موسم گرما ہے اور شاعر نے خاص طور پر

الشَّاعِرُ سَحَابَ الصَّيْفِ بِالذِّكْرِ لِأَنَّهُ أَشَدُّ جُفُولًا وَأَسْرَعُ

موسم گرما کے بادلوں کا اسلئے ذکر کیا ہے کہ وہ بہت تیز رفتار اور ہلکے ہونے کی وجہ

خُفُوفًا لِأَنَّهُ لَا مَاءَ فِيهِ وَإِنَّمَا يَكُونُ السَّحَابُ ثَقِيلَ السَّيْرِ لِامْتِلَائِهِ

سے سبک السیر ہوتے ہیں کیونکہ ان میں پانی نہیں ہوتا اور بادل پانی سے بھر ہونے کی وجہ سے

بِالْمَاءِ وَذٰلِكَ لَا يَكُونُ فِي الْأَكْثَرِ إِلَّا زَمَانَ الشِّتَاءِ وَإِنَّمَا أَرَادَ

سست رفتار ہوتے ہیں اور یہ (بادلوں کا پانی سے بھر ہونا) زیادہ تر جاڑوں کے موسم میں ہوتا ہے بہر طور شاعر

الشَّاعِرُ وَصْفَهُمْ بِالسُّرْعَةِ إِذَا دُعُوا وَالْإِغَاثَةِ إِذَا اسْتُغِيثُوا

مقصد ان لوگوں کا تیز رفتاری کے ساتھ وصف کرنا ہے جبکہ انکو مدد کیلئے پکارا جائے اور انکی فریاد رسی کی طرح کرنا ہے جبکہ ان سے فریاد کی

وَالدَّلِيلُ عَلَى ذٰلِكَ قَوْلُهُ هُنَالِكَ لَوْ دَعَوْتَ أَتَاكَ مِنْهُمْ

دلیل اس پر شاعر کے شعر کا وہ پہلا مصرع ہے جس میں اس نے کہا ہے کہ ہنالک

ﮯ یہ قبیلہ اپنی شجاعت اور بہادری کے لحاظ سے عرب میں خاص شہرت کا مالک تھا ۱۲

اکتیسواں خطبہ ۳۱[۱]

اس میں حضرت نے عربوں کے حالات پر روشنی ڈالی ہے

إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآلِهِ نَذِيرًا
پروردگار عالم نے محمد ابن عبد اللہ کو ساری دنیا کے لئے اپنے عذاب سے ڈرانے والا

لِلْعَالَمِينَ وَأَمِينًا عَلَى التَّنْزِيلِ وَأَنْتُمْ مَعْشَرَ الْعَرَبِ عَلَى
اور اپنے احکام کا امین بنا کر اس وقت مبعوث فرمایا جب اے گروہ عرب تم بدترین دین پر

شَرِّ دِينٍ وَفِي شَرِّ دَارٍ مُنِيخُونَ بَيْنَ حِجَارَةٍ خُشْنٍ وَحَيَّاتٍ
اور بدترین گھر میں سخت پتھروں اور مہلک سانپوں کے درمیان اقامت گزین تھے

صُمٍّ تَشْرَبُونَ الْكَدِرَ وَتَأْكُلُونَ الْجَشِبَ وَتَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ
میلا پانی پیتے اور غلیظ اور سخت قسم کی غذائیں کھاتے تھے اور آپس میں ایک دوسرے کا خون بہاتے

وَتَقْطَعُونَ أَرْحَامَكُمْ الْأَصْنَامُ فِيكُمْ مَنْصُوبَةٌ وَالْآثَامُ
اور قطع رحم کیا کرتے تھے بت تمہارے اندر پرستش کے لئے نصب تھے اور گناہ

بِكُمْ مَعْصُوبَةٌ (وَمِنْهَا) فَنَظَرْتُ فَإِذَا لَيْسَ لِي مُعِينٌ إِلَّا
تم سے مضبوطی کیساتھ جکڑے ہوئے تھے (اسی خطبہ کا ایک اور حصہ) جسوقت منصب خلافت مجھ سے چھینا گیا تو میں نے (چاروں طرف) نظر کی اور سوائے اہلبیت

أَهْلُ بَيْتِي فَضَنِنْتُ بِهِمْ عَنِ الْمَوْتِ وَأَغْضَيْتُ بِهِمْ عَلَى
کے علاوہ کسی کو اپنا مددگار نہ پایا تو میں نے خاموشی اختیار کی) اور ان کو موت کے حوالے کرنے سے بخل کیا اور اپنی حالت کو اُن سے پوشیدہ رکھا

الْقَذَى وَشَرِبْتُ عَلَى الشَّجَى وَصَبَرْتُ عَلَى أَخْذِ الْكَظَمِ
در انحالیکہ آنکھوں میں خس و خاشاک کھٹک رہا تھا اور حلق میں پھنسی ہوئی ہڈی پر پانی پیا اور غصہ کے فرو کرنے

وَعَلَى أَمَرَّ مِنْ طَعْمِ الْعَلْقَمِ (مِنْهَا) وَلَمْ يُبَايِعْ حَتَّى شَرَطَ أَنْ
اور حنظل کے مزے سے زیادہ کڑوی تکلیفوں پر صبر کیا (اسی خطبہ کا ایک حصہ) عمر عاص نے اسوقت تک معاویہ کی بیعت

يُؤْتِيَهُ عَلَى الْبَيْعَةِ ثَمَنًا فَلَا ظَفِرَتْ يَدُ الْبَائِعِ وَخَزِيَتْ أَمَانَةُ
کی جبتک یہ شرط نہ کر لی کہ معاویہ اسے بیعت کی اجرت دیگا پس بیعت کرنے والے کا ہاتھ کامیاب نہ ہو اور خریدار بیعت

الْمُبْتَاعِ فَخُذُوا لِلْحَرْبِ أُهْبَتَهَا وَأَعِدُّوا لَهَا عُدَّتَهَا فَقَدْ
کا عہد و پیماں ذلیل و خوار ہو جائے اے میرے اصحاب جنگ کے ہتھیار سنبھال لو اور اسکا سامان مہیا کر لو کیونکہ اس کے

شَبَّ لَظَاهَا وَعَلَا سَنَاهَا وَاسْتَشْعِرُوا الصَّبْرَ فَإِنَّهُ أَدْعَى إِلَى النَّصْرِ
شعلے بھڑک اٹھے ہیں اور اسکی روشنی بلند ہو گئی ہے صبر کو اپنا شعار قرار دو کیونکہ فتح و ظفر کی طرف بلانے کا یہی سب سے بہتر ذریعہ ہے

[۱] یہ خطبہ نہروان کی طرف کوچ کرنے سے پہلے ارشاد ہوا ہے اس میں حضرت نے عرب کی اُس حالت کا تذکرہ فرمایا ہے جو ظہور اسلام سے پیشتر تھی ...... مورخین نے بھی مقامات پر عربوں کی معاشرت کی نقاب کشائی کی ہے وہ اس پر دوہاتھ از دواج لباس نقل و حرکت کے ساتھ ساتھ انکے کھانے پینے کی چیزوں کا بھی تذکرہ کیا ہے اس تذکرہ پر نظر ڈالنے کے بعد سطحی نظر رکھنے والے انسان بھی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ دنیا کی کسی قوم نے بھی ایسے بدتر کھانوں کو اپنے لئے منتخب نہیں کیا جیسے کہ عربوں نے زمانہ جاہلیت میں اپنے لئے منتخب کئے تھے مثلاً سوسمار کی ہڈیوں کا باریک پسا ہوا آٹا جسے وہ ستو کے طور پر گرمیوں میں استعمال کرتے تھے یا اونٹ کے پیشاب میں حل کیا ہوا خون جسے دھوپ میں خشک کرکے جیسے کرادیکی روٹی پکاکر کھاتے تھے۔

[۲] اکثر بے بصیرت لوگ حضرت پر اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ سواد اعظم کے اصول اگر مقدوح تھے اور غصب خلافت کے نظریہ کی بنیاد پر سابقہ تینوں خلافتیں ناقابل رواداری بن گئی تھیں تو حضرت علی نے اُنکے خلاف تلوار کیوں استعمال نہیں کی حضرت علی کا سابقہ خلافتوں کے دور میں شمشیر کا بے نیام نہ کرنا ہمارے سامنے یہ ناقابل انکار اصول پیش کرتا ہے کہ ہمیں سواد اعظم کی شمشیر ظلم و ستم کے مقابلہ میں علوی سیرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے خاموشی اختیار کرنا چاہئے اور سیاسی یا غیر سیاسی حقوق کی مانگ اور اپنے نظریۂ استقلال کو باقی رکھنے کی تمام کوششوں کو بالائے طاق رکھکر کوئی ایسی صورت رونما نہ ہونے دینا چاہیے جس سے رواداری کے مزاج میں برہمی پیدا ہو حضرت نے اس کلام میں اُن تمام وجوہ کو بے نقاب کرکے پیش کر دیا ہے جنکی بنا پر اپنی جانب سے خاموشی برتی گئی اور اسکو سواد اعظم نے رواداری پر محمول قرار دیا۔ کیا فاذا لیس لی معین کا فقرہ اس حقیقت کو واضح نہیں کر دیتا کہ حضرت کی خاموشی کا زیادہ تر سبب اعوان و انصار کا فقدان ہے یعنی دوسرے لفظوں میں قوت سے ٹکر لینے والے اسباب کا موجود نہ ہونا تھا اگر اعوان و انصار موجود ہوتے تو حضرت علی خلافت الٰہیہ کی پاکیزہ روح کو فنا کرنے کے لئے جب نام نہاد خلافت کا احداث کیا گیا تھا اور شکل خیراز بکیر نے اپنے حقوق حاصل کرنے کے سلسلہ میں اس کے ساتھ متصادم ہونے سے کبھی گریز نہ کرتے چاہے اسمیں خود ساختہ خلافت کی اساس کو سخت سے سخت نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہی کیوں نہ ہوتا۔ ... اس کلام میں عاص کے فرزند رشید عمرو کے حکومت شام کے ساتھ روابط اور نا کشی اخلاص کا پول کھولا گیا ہے کہ عمرو ابن العاص کی تخت شام کے ساتھ وفاداری کسی دینی جذبہ کے ماتحت نہ تھی بلکہ اسکا مقصد خود غرضی نفس پرستی اور دنیاوی جاہ و جلال کا حصول تھا چنانچہ علامہ ابن ابی الحدید نے اس مطلب کی توضیح کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ معاویہ نے پہلی مرتبہ جب عمرو ابن العاص کو دعوت نامہ (باقی ۲۷۶ پر)

ستائیسواں خطبہ ۲۷

شجاعت کی تعریف اور بزدلی کی مذمت

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ الْجِهَادَ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَتَحَهُ اللّٰهُ

خدا کی حمد و ثنا کے بعد واضح ہو کہ جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جسے خدا نے اپنے خاص دوستوں

لِخَاصَّةِ أَوْلِيَائِهِ وَهُوَ لِبَاسُ التَّقْوَى وَدِرْعُ اللّٰهِ الْحَصِينَةُ

کے لیے کشادہ کر دیا ہے یہ پرہیزگاری کا لباس خدا کی مستحکم زرہ اور اس کی دشمنوں کے ضرر سے

وَجُنَّتُهُ الْوَثِيقَةُ فَمَنْ تَرَكَهُ رَغْبَةً عَنْهُ أَلْبَسَهُ اللّٰهُ

بچانے والی مضبوط سپر ہے جو شخص اس کو متنفر ہو کر چھوڑ دے گا خدا اسے رسوائی کا لباس

ثَوْبَ الذُّلِّ وَشَمِلَهُ الْبَلَاءُ وَدُيِّثَ بِالصَّغَارِ وَالْقَمَاءِ وَ

پہنائے گا اور ذلتیں اور بلائیں اسے گھیر لیں گی سخت ذلت و خواری کے ساتھ اسے رسوا کیا جائے گا

ضُرِبَ عَلَى قَلْبِهِ بِالْأَسْدَادِ وَأُدِيلَ الْحَقُّ مِنْهُ بِتَضْيِيعِ

اس کے دل پر بے عقلی کے پردے ڈال دیئے جائیں گے شرف جہاد کو ضائع کر دینے کی وجہ سے حق اس کی طرف سے پھیر لیا جائے گا

الْجِهَادِ وَسِيمَ الْخَسْفَ وَمُنِعَ النَّصَفَ أَلَا وَإِنِّي قَدْ

اسے سختی سے ذلت میں مبتلا کیا جائے گا اور انصاف سے محروم رکھا جائے گا سنو میں نے تم کو

دَعَوْتُكُمْ إِلَى قِتَالِ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَيْلًا وَنَهَارًا وَسِرًّا وَ

اس قوم (معاویہ والوں) سے لڑنے کی طرف شب و روز ظاہر و مخفی ہر طریقہ سے دعوت دی

إِعْلَانًا وَقُلْتُ لَكُمُ اغْزُوهُمْ قَبْلَ أَنْ يَغْزُوكُمْ

اور یہ کہا کہ دیکھو قبل اس کے کہ وہ تم سے لڑیں تم ان سے جنگ کر لو کیونکہ

فَوَاللّٰهِ مَا غُزِيَ قَوْمٌ فِي عُقْرِ دَارِهِمْ إِلَّا ذَلُّوا فَتَوَاكَلْتُمْ

بخدا وہ لوگ جن سے ان کے گھروں کے اندر جنگ کی گئی وہ ہمیشہ ذلیل ہی ہوئے

وَتَخَاذَلْتُمْ حَتَّى شُنَّتِ الْغَارَاتُ عَلَيْكُمْ وَمُلِكَتْ عَلَيْكُمُ

مگر تم نے ایک دوسرے پر ٹالا اور آپس میں ترک نصرت کی تا آنکہ غارتیں تم پر لاگا دی گئیں اور تمہارے وطن تم سے چھین لیے گئے

الْأَوْطَانُ وَهٰذَا أَخُو غَامِدٍ وَقَدْ وَرَدَتْ خَيْلُهُ الْأَنْبَارَ

اور یہ غامدی (معاویہ) اس کے سوار انبار کے شہر میں داخل ہوئے۔ انہوں نے حسان ابن حسان بکری کو قتل کر دیا

وَقَدْ قَتَلَ حَسَّانَ بْنَ حَسَّانَ الْبَكْرِيَّ وَأَزَالَ خَيْلَكُمْ

اور تمہارے سواروں کو ان کی چھاؤنیوں سے نکال دیا اور مجھے تو یہاں تک معلوم ہوا ہے کہ اس فوج کا کوئی شخص مسلمان عورت اور دوسری ذمی

(بقیہ صفحہ ٢٧٥)

بھیجا تو اس نے شام کی طلب کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ علی کا مقابلہ وہ نہیں کر سکتے جن کی رگوں میں نفاق کا خون ہے کر دشمن بدل دیا ہے دوبارہ جب مصر کی گورنری بطور رشوت پیش کی گئی اس وقت ان بزرگ نے اپنے مقام سے حرکت کی اور معاویہ کی بیعت کر کے تخت شام کی بنیادوں کو مستحکم بنانے کے لیے مکاری و سیہ کاری اور سیاسی چالبازی کی وہ مکروہ نمائش کی جو تاریخ اسلام کی پیشانی کا بدنما ترین داغ بن کر رہ گئی۔ ابن ابی الحدید معتزلی نے ان بزرگوار کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے اسے ذیل میں قلمبند کیا جاتا ہے وما زال عمرو ملحداً ما تردد قط فی الالحاد والزندقة وكان معاوية مثله ويكفي من تلاعبهما بالاسلام حديث السرار المروي عمرو بن العاص ہمیشہ پرستار الحاد رہا اسے چاہے حق میں اشتباہ ہو گیا ہو لیکن کفر و الحاد کے باب میں کبھی شک نہیں ہوا ان کے امیر معاویہ بھی انہیں کے مانند کافر و زندیق تھے اسلام کے ساتھ ان دونوں نے جو جو کھیل کھیلے ان کو حدیث سرار حجت اتمام کرنے کے لیے کافی ہے۔

(حاشیہ صفحہ ٢٧٦)

اس خطبہ میں حضرت نے جہاد کی اہمیت واضح فرماتے ہوئے اپنے اصحاب کو ان کے جنگ سے جان چراتے اور دشمن کے مقابلہ سے بھاگنے پر نفرین فرمائی ہے۔ . . . . . .

جہاد کی تعلیم اسلام کے اُن فرعی احکام کی ایک اہم ترین کڑی ہے جن کا دارومدار عقلی مصالح و حکم پر ہے معاشرت و تمدن کی مثال بالکل جسم جیسی ہے اور ظاہر ہے کہ جب انسانی جسم میں کوئی عضو فاسد ہو جاتا ہے اور اس کا کام سے متصل دوسرے صحیح اعضاء جسم کے بھی متضرر ہونے کا سامان ہوتا ہے تو اس وقت عقل کا حکم یہ تعلیم دیتا ہے کہ زحمت کے سب سے پہلے مرحلہ میں اس کو جسم سے علیحدہ کر دیا جائے بالکل یونہی انسانی معاشرت و تمدن کے اعضاء میں سے جب کوئی عضو فاسد ہو جاتا ہے اور اس کے فساد کے دوسرے صحیح اعضا معاشرت کی طرف منجر ہونے کا خطرہ محسوس ہونے لگتا ہے تو عقل سلیم متقاضی ہوتی ہے کہ معاشرت و تمدن کے فاسد حصہ کو قطع کر کے صحیح حصہ کو خطرات سے محفوظ و مصون بنا دیا جائے اسی ضرورت کا احساس ہر ایک طبیب کا فرض ہے جو بشریت کی اجتماعی زندگی کیلئے شفا کا پیغامبر بن کر آیا ہو یہی وجہ ہے کہ جہاد کو امیر المومنینؑ نے باب من ابواب الجنۃ کے عظیم ترین جملہ سے یاد کیا ہے حضرت کے کلام میں جہاد کی تعبیر دروازہ جنت کے ساتھ ایک لطیف ترین تعبیر ہے مقصد یہ ہے کہ جنت میں داخلہ اس وقت تک ناممکن ہے جب تک انسان جہاد کی منزل (باقی ٢٧٧ پر)

عَنْ مَسَالِحِهَا وَلَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ الرَّجُلَ مِنْهُمْ كَانَ يَدْخُلُ

کے یہاں گھس آتا تھا اور اس کے خلخال گردن بند کنگن گوشوارے چھین لیتا تھا

عَلَى الْمَرْأَةِ الْمُسْلِمَةِ وَالْأُخْرَى الْمُعَاهَدَةِ فَيَنْتَزِعُ حِجْلَهَا

اور وہ بیچاری سوائے فریاد کرنے اور طالب رحم ہونے کے

وَقُلْبَهَا وَقَلَائِدَهَا وَرِعَاثَهَا مَا تَمْتَنِعُ مِنْهُ إِلَّا بِالْاِسْتِرْجَاعِ

اور کسی طرح نہ بچ سکتی تھی مختصر یہ کہ یہ لوگ مالا مال ہو کر پلٹے نہ ان میں سے کسی کو زخم لگا اور نہ

وَالْاِسْتِرْحَامِ ثُمَّ انْصَرَفُوا وَافِرِينَ مَا نَالَ رَجُلًا مِنْهُمْ كَلْمٌ وَلَا

کسی کا خون بہایا گیا اب اس کے بعد کوئی مسلمان رنج میں مر جائے

أُرِيقَ لَهُمْ دَمٌ فَلَوْ أَنَّ امْرَأً مُسْلِمًا مَاتَ مِنْ بَعْدِ هٰذَا أَسَفًا

تو وہ قابل ملامت نہ ہوگا بلکہ میرے نزدیک وہ حقدار ہی اس کا ہوگا

مَا كَانَ بِهِ مَلُومًا بَلْ كَانَ بِهِ عِنْدِي جَدِيرًا فَيَا عَجَبًا وَاللّٰهِ

بہت ہی حیرت خیز ہے اور بخدا دل کو مردہ کر دیتا ہے اور غم سے سینہ کو بھر دیتا ہے یہ امر کہ یہ لوگ

يُمِيتُ الْقَلْبَ وَيَجْلِبُ الْهَمَّ اجْتِمَاعُ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ عَلَى

اپنے باطل پر مجتمع اور تم لوگ اپنے حق سے متفرق ہو تمہارا برا ہو تم ہمیشہ مغموم و محزون رہو جبکہ تم ایسا

بَاطِلِهِمْ وَتَفَرُّقُكُمْ عَنْ حَقِّكُمْ فَقُبْحًا لَكُمْ وَتَرَحًا حِينَ

نشانہ بن گئے ہو جس پر تیر چلائے جا رہے ہیں تمہیں لوٹا جا رہا ہے تم اس کا جواب نہیں دیتے تم سے جنگ

صِرْتُمْ غَرَضًا يُرْمَى يُغَارُ عَلَيْكُمْ وَلَا تُغِيرُونَ وَتُغْزَوْنَ وَلَا

کی جا رہی ہے اور تم خاموش ہو خدا کی نافرمانیاں ہو رہی ہیں اور تم راضی ہو جب میں تم سے

تَغْزُونَ وَيُعْصَى اللّٰهُ وَتَرْضَوْنَ فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِالسَّيْرِ

گرمی کے موسم میں ان کی طرف جانے کیلئے کہتا ہوں تو تم کہتے ہو ابھی سخت گرمی ہے ہمیں اتنی مہلت دیجئے

إِلَيْهِمْ فِي أَيَّامِ الْحَرِّ قُلْتُمْ هٰذِهِ حَمَارَّةُ الْقَيْظِ أَمْهِلْنَا

کہ گرمی کم ہو جائے جب جاڑے کے زمانہ میں ان کی طرف جانے کے لئے کہتا ہوں تو تم کہتے ہو کہ ابھی تو کڑاکے کا جاڑا ہے ہمیں

يَنْسَلِخْ عَنَّا الْبَرْدُ كُلُّ هٰذَا فِرَارًا مِنَ الْحَرِّ وَالْقُرِّ فَأَنْتُمْ

ہمیں اتنی مہلت دیجئے کہ سردی ختم ہو جائے یہ سب کچھ بخدا اس لئے ہے کہ تم گرمی و سردی سے بھاگتے ہو

وَاللّٰهِ مِنَ السَّيْفِ أَفَرُّ يَا أَشْبَاهَ الرِّجَالِ وَلَا رِجَالَ حُلُومُ

جب تمہاری یہ حالت ہے کہ گرمی و سردی سے بھاگتے ہو تو تلوار سے تو بدرجہ اولیٰ بھاگو گے اے مردصورت لوگوں جن کی

الْأَطْفَالِ وَعُقُولُ رَبَّاتِ الْحِجَالِ لَوَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَرَكُمْ وَلَمْ

اور عورتوں کی عقل والے نامردوں کاش میں نے تمہیں نہ دیکھا

(بقیہ صفحہ ۲۷۶)

نے ذکر کئے انسان کو صراط مستقیم سے دو ہی چیزیں منحرف کرتی ہیں نفس امارہ کی ریشہ دوانیاں شیطان کی فریب کاریاں ان دونوں کو شکست دینا ہر اس شخص کا فرض ہے جو فردوس بریں کی جاودانی نعمتوں سے متمتع ہونے کا ارادہ رکھتا ہو دوسرے لفظوں میں یوں سمجھنا چاہیے کہ جنت کے داخلہ کیلئے دو دروازے کا طے کرنا ضروری ہے نفس کو شکست دینا اور دشمنان اسلام کے علم کفر و طغیان کا سرنگوں کرنا اور یہ دونوں چیزیں مفہوم جہاد میں داخل ہیں —— ۲۔ غامدین کا ایک قبیلہ تھا یہاں غامد سے مراد سفیان بن عوف ہے جسے معاویہ نے منصب امارت دیکر عراق کے مختلف مقامات پر لوٹ مار کرنے کے لئے مامور کیا تھا

ابن اثیر جزری نے اپنی تاریخ کامل کے صفحہ ۱۵۰ پر سنہ ۳۹ھ کے حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے اس واقعہ کی حسب ذیل تفصیلات قلمبند کی ہے طول کے خیال سے عربی عبارت کو ترک کیا جاتا ہے اور صرف ترجمہ پر اکتفا کی جاتی ہے سنہ ۳۹ھ میں معاویہ نے حضرت علی کی قوت کو منتشر و پراگندہ بنانے کے لئے یہ تدبیر اختیار کی کہ اپنے لشکر کے مختلف حصے قرار دیکر انہیں عراق کے اوپر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ نعمان بن بشیر عین التمر پر ایک ہزار اور بقولے دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ حملہ آور ہوا مالک ابن کعب کے ڈیڑھ سو سپاہیوں نے قلت تعداد کے باوجود انتہائی بے جگری کے ساتھ مقابلہ کیا اور نعمان کو شکست کھا کر بھاگنا پڑا دوسری طرف سفیان بن عوف نے چھ ہزار فوج لیکر انبار پر حملہ کیا انبار کی فوجی چھاؤنی پر کمیل ابن زیاد مامور تھے لیکن یہ اس امر کی اطلاع پاکر کہ مقام قرقیسا کے لوگ ہیت کو تاراج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ہیت چلے گئے تھے اور حسان ابن حسان بکری کو چھاؤنی کی نگرانی سپرد کر دی تھی سفیان ابن عوف اپنے کثیر لشکر کیساتھ جب انبار میں داخل ہوا تو اسے چھاؤنی سپاہیوں سے خالی ملی اس نے موقع غنیمت سمجھ کر حسان کو مع ان کے تیس سپاہیوں کے قتل کر دیا اور انبار کو لوٹ کر شام واپس چلا گیا۔

اَعْرِفْكُمْ مَعْرِفَةً وَاللّٰهِ جَرَّتْ نَدَمًا وَاَعْقَبَتْ سَدَمًا

اور شرمانا ہوتا کیونکہ بخدا ایسی معرفت تو ہے جس نے مجھے شرمندہ کیا اور انجام ندامت کو عقب میں لائی

قَاتَلَكُمُ اللّٰهُ لَقَدْ مَلَأْتُمْ قَلْبِيْ قَيْحًا وَشَحَنْتُمْ صَدْرِيْ

خدا تمہیں غارت کرے تم نے میرے دل کو پیپ اور میرے سینہ کو غیظ و غضب سے

غَيْظًا وَجَرَّعْتُمُوْنِيْ نُغَبَ التَّهْمَامِ اَنْفَاسًا وَاَفْسَدْتُمْ عَلَيَّ

بھر دیا کہ مجھے ہر ہر سانس پر رنج و غم کے گھونٹ پلائے اور میری رائے پر عمل

رَاْيِيْ بِالْعِصْيَانِ وَالْخِذْلَانِ حَتّٰى قَالَتْ قُرَيْشٌ اِنَّ ابْنَ

نہ کرکے اور میری نافرمانی کرکے میری تدبیروں کو بیکار بنادیا تا اینکہ قریش یہ تک کہہ بیٹھے

اَبِيْ طَالِبٍ رَجُلٌ شُجَاعٌ وَلٰكِنْ لَا عِلْمَ لَهٗ بِالْحَرْبِ

کہ ابو طالب کا فرزند بہادر تو ضرور ہے مگر اسے لڑائی کا فن معلوم نہیں

لِلّٰهِ اَبُوْهُمْ وَهَلْ اَحَدٌ مِنْهُمْ اَشَدُّ لَهَا مِرَاسًا وَاَقْدَمُ

خدا انکے آباؤ اجداد کا بھلا کرے انمیں کوئی ایک بھی ایسا ہے جو لڑائی کا مجھ سے زیادہ

فِيْهَا مَقَامًا مِنِّيْ لَقَدْ نَهَضْتُ فِيْهَا وَمَا بَلَغْتُ الْعِشْرِيْنَ

تجربہ رکھنے والا اور اسمیں مجھ سے آگے بڑھ جانیوالا ہو کیونکہ میں تو میدان جنگ میں اس وقت

وَهَا اَنَا ذَا قَدْ ذَرَّفْتُ عَلَى السِّتِّيْنَ وَلٰكِنْ لَا رَاْيَ لِمَنْ لَا يُطَاعُ

اٹھ کھڑا ہوا جب میرا سن بیس سال کا بھی نہ تھا اور اب تو میں ساٹھ سے بھی اوپر ہوں مگر جسکی بات نہ مانی جائے اسکی کوئی تدبیر ہی نہیں

تیتیسواں خطبہ ۳۳

۲۸

جس میں آپ نے دنیا سے نفرت اور آخرت کی طرف رغبت دلائی ہے :-

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الدُّنْيَا قَدْ اَدْبَرَتْ وَاٰذَنَتْ بِوَدَاعٍ وَاِنَّ

حمد خدا کے بعد (واضح ہو) کہ دنیا منہ موڑ چکی اور اپنے وداع کا اعلان کر چکی اور آخرت

الْاٰخِرَةَ قَدْ اَقْبَلَتْ وَاَشْرَفَتْ بِاطِّلَاعٍ اَلَا وَاِنَّ الْيَوْمَ

متوجہ اور ظاہر ہونے قریب بھی ہو چکی ہے۔ دیکھو آگاہ ہو جاؤ کہ آج کا دن

الْمِضْمَارَ وَغَدًا السِّبَاقَ وَالسَّبَقَةُ الْجَنَّةُ وَالْغَايَةُ النَّارُ

بدن کو لاغر بنانے کا ہے اور کل آگے بڑھنا ہے۔ اور سبقت جنت اور غایت جہنم ہے

اَفَلَا تَائِبٌ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ قَبْلَ مَنِيَّتِهٖ اَلَا عَامِلٌ لِنَفْسِهٖ

تو کیا تم میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو موت آنے سے پہلے اپنی خطاؤں سے توبہ کرے اور اپنی شدت

لہ مضمار اس مدت کا نام ہے جس میں گھوڑوں کو بہتر قسم کے چارے دیکر اس لئے لاغر کیا جاتا ہے کہ وہ گھوڑدوڑ کے میدان میں دوسرے گھوڑوں سے سبقت کریں یہ مدت زیادہ تر چالیس یوم کی ہوتی ہے۔

قَبْلَ يَوْمِ بُؤْسِهٖ اَلَا وَاِنَّكُمْ فِيْ اَيَّامِ اَمَلٍ مِنْ وَرَائِهٖ

اور اپنی سختی کے دن سے قبل اپنے فائدہ کیلئے کام کرلے آگاہ ہو کر آج تم امید کے زمانہ میں ہو جسکے پیچھے

اَجَلٌ فَمَنْ عَمِلَ فِيْ اَيَّامِ اَمَلِهٖ قَبْلَ حُضُوْرِ اَجَلِهٖ نَفَعَهٗ

موت ہے تو جس نے اپنی امید کے زمانہ میں موت کے آنے سے پہلے نیک کام کرلیا اس کو اس کا عمل فائدہ

عَمَلُهٗ وَلَمْ يَضْرُرْهُ اَجَلُهٗ وَمَنْ قَصَّرَ فِيْ اَيَّامِ اَمَلِهٖ قَبْلَ

پہونچائے گا اور اسکی موت اسکو نقصان نہ پہونچا سکے گی اور جس نے اپنی امید کے زمانہ میں موت کے آنے سے پیشتر کوتاہی کی

حُضُوْرِ اَجَلِهٖ فَقَدْ خَسِرَ عَمَلَهٗ وَضَرَّهٗ اَجَلُهٗ اَلَا فَاعْمَلُوْا

اس کا عمل رائگاں گیا اور اسکی موت اسکو نقصان پہونچانے کی دیکھو اطمینان کے دنوں میں

فِي الرَّغْبَةِ كَمَا تَعْمَلُوْنَ فِي الرَّهْبَةِ اَلَا وَاِنِّيْ لَمْ اَرَ كَالْجَنَّةِ

اسی طرح عمل کرو جس طرح خوف کے عالم میں کرتے ہو میں نے نہ تو کوئی نعمت جنت جیسی دیکھی

نَامَ طَالِبُهَا وَلَا كَالنَّارِ نَامَ هَارِبُهَا اَلَا وَاِنَّهٗ مَنْ لَا يَنْفَعُهُ الْحَقُّ

جسکے مشتاق اس طرح محو خواب ہوں اور جہنم جیسا عذاب بتا دیکھا جس سے بھاگنے والے اس طرح غفلت کی نیند سو رہے ہیں یاد رکھو جسے حق نفع نہ پہنچائے گا

يَضُرُّهُ الْبَاطِلُ وَمَنْ لَمْ يَسْتَقِمْ بِهِ الْهُدٰى يَجُرُّ بِهِ

اُسے باطل نقصان پہونچا دے گا اور جسے ہدایت سیدھے راستہ پر نہ لگائے گی اُسے گمراہی کھینچکر ہلاکت کی منزل تک پہونچا دے گی

الضَّلَالُ اِلَى الرَّدٰى اَلَا وَاِنَّكُمْ قَدْ اُمِرْتُمْ بِالظَّعْنِ وَدُلِلْتُمْ

آگاہ ہو کر تمھیں سفر کا حکم دیا جا چکا ہے اور زاد راہ کی طرف

عَلَى الزَّادِ وَاِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ اتِّبَاعُ الْهَوٰى وَ

راہبری کردی گئی ہے سنو مجھے دو چیزوں کا تم سے بہت زیادہ خوف ہے ایک خواہشات نفس کی پیروی

طُوْلُ الْاَمَلِ تَزَوَّدُوْا مِنَ الدُّنْيَا مَا تُحْرِزُوْنَ اَنْفُسَكُمْ بِهٖ

دوسرے لمبی امیدیں (ان کو چھوڑو) اور دنیا سے وہ توشہ اپنے ساتھ لے لو جس سے کل قیامت کے دن اپنے نفسوں کو عذاب سے

غَدًا اَقُوْلُ لَوْ كَانَ كَلَامٌ يَاْخُذُ بِالْاَعْنَاقِ اِلَى الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا

بچا سکو۔ علامہ رضی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کلام لوگوں کی گردنیں پکڑ کر دنیا سے منقطع

وَيَضْطَرُّ اِلٰى عَمَلِ الْاٰخِرَةِ لَكَانَ هٰذَا الْكَلَامَ وَكَفٰى بِهٖ قَاطِعًا

اور آخرت کے کام کرنے پر مجبور کرسکتا ہے تو وہ صرف یہی کلام ہے اور تنہا یہی کلام

لِعَلَائِقِ الْاٰمَالِ وَقَادِحًا زِنَادَ الْاِتِّعَاظِ وَالْاِزْدِجَارِ وَمِنْ

آرزوؤں کے رشتوں کو قطع کرنے اور وعظ و نصیحت حاصل کرنے کے چقماق سے آگ برآمد کرنے کے لئے کافی ہے اور اس کلام میں

اَعْجَبِهٖ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلَا وَاِنَّ الْيَوْمَ الْمِضْمَارَ وَغَدًا

سب سے زیادہ عجیب تر حضرت کا یہ قول ہے کہ الا و ان الیوم المضمار و غدا

السِّبَاقَ وَالسَّبَقَةُ الْجَنَّةُ وَالْغَايَةُ النَّارُ) فَإِنَّ فِيهِ مَعَ فَخَامَةِ

السباق والسبقۃ الجنۃ والغایۃ النار اس میں لفظوں کی جزالت اور

اللَّفْظِ وَعِظَمِ قَدْرِ الْمَعْنَى وَصَادِقِ التَّمْثِيلِ وَوَاقِعِ التَّشْبِيهِ

معانی کی جلالت قدر سچی تمثیل اور واقعی تشبیہ کے علاوہ

سِرًّا عَجِيبًا وَمَعْنًى لَطِيفًا وَهُوَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ (وَالسَّبَقَةُ

ایک عجیب ادبی راز اور لطیف مفہوم ہے اور وہ حضرت کا یہ قول ہے کہ السبقۃ

الْجَنَّةُ وَالْغَايَةُ النَّارُ) فَخَالَفَ بَيْنَ اللَّفْظَيْنِ لِاخْتِلَافِ

الجنۃ والغایۃ النار کہ حضرت نے دو مختلف لفظ رکھکر اوس فرق کو بتادیا

الْمَعْنَيَيْنِ وَلَمْ يَقُلِ السَّبَقَةُ النَّارُ كَمَا قَالَ السَّبَقَةُ الْجَنَّةُ

جو دونوں معنوں میں ہے کیونکہ آپنے جس طرح بہشت کیلئے السبقۃ الجنۃ فرمایا اس طرح جہنم کیلئے السبقۃ النار ارشاد نہیں کیا

لِأَنَّ الِاسْتِبَاقَ إِنَّمَا يَكُونُ إِلَى أَمْرٍ مَحْبُوبٍ وَغَرَضٍ

کیونکہ استباق آگے بڑھنا ایسی ہی غرض کیلئے ہوتا ہے جو محبوب و مطلوب ہو

مَطْلُوبٍ وَهَذِهِ صِفَةُ الْجَنَّةِ وَلَيْسَ هَذَا الْمَعْنَى

اور یہ بات جنت کو تو حاصل ہے مگر جہنم کو حاصل نہیں

مَوْجُودًا فِي النَّارِ نَعُوذُ بِاللهِ مِنْهَا فَلَمْ يَجُزْ أَنْ يَقُولَ

ہم خدا سے اوس سے پناہ مانگتے ہیں تو اسکے لئے السبقۃ النار کہنا بھی جائز نہ تھا اسلئے حضرت نے اسکے لئے الغایۃ النار فرمایا کیونکہ غایۃ

وَالسَّبَقَةُ النَّارُ بَلْ قَالَ وَالْغَايَةُ النَّارُ لِأَنَّ الْغَايَةَ يَنْتَهِي

(انجام) کو ہر شخص ہو پہنچتا ہے چاہے وہ اس سے خوش ہو یا ناخوش تو یہ لفظ اس جگہ

إِلَيْهَا مَنْ لَا يَسُرُّهُ الِانْتِهَاءُ وَمَنْ يَسُرُّهُ ذَلِكَ فَصَلَحَ أَنْ يُعَبَّرَ

بالکل اسی طرح ہے جس طرح قرآن میں لفظ مصیر اور مال ہے

بِهَا عَنِ الْأَمْرَيْنِ مَعًا فَهِيَ فِي هَذَا الْمَوْضِعِ كَالْمَصِيرِ وَالْمَآلِ

کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے قل تمتعوا فان مصیرکم الی النار یعنے ان لوگوں سے کہدو کہ خیر دنیا کا مزا

قَالَ اللهُ تَعَالَى (قُلْ تَمَتَّعُوا فَإِنَّ مَصِيرَكُمْ إِلَى النَّارِ)

چکھ لو آخر تو تمکو جہنم کی طرف جانا ہی ہے کہ اس مقام پر

وَلَا يَجُوزُ فِي هَذَا الْمَوْضِعِ أَنْ يُقَالَ سَبْقَتَكُمْ بِسُكُونِ الْبَاءِ

سبقتکم الی النار با کے سکون کے ساتھ بجائے مصیرکم الی النار کہنا جائز نہیں ہے

إِلَى النَّارِ) فَتَأَمَّلْ ذَلِكَ فَبَاطِنُهُ عَجِيبٌ وَغَوْرُهُ بَعِيدٌ

اس باریکی پر خوب غور کرو کیونکہ اس کا باطن عجیب اور اسکی گہرائی بہت زیادہ لطافت پر مشتمل ہے

وَكَذٰلِكَ أَكْثَرُ كَلَامِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ (وَفِي بَعْضِ النُّسَخِ) وَقَدْ

اور حضرت کا زیادہ تر کلام ایسا ہی ہے اور نہج البلاغہ کے بعض نسخوں میں ہے

جَاءَ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى (وَالسُّبْقَةُ الْجَنَّةُ) بِضَمِّ السِّينِ

کہ ایک دوسری روایت میں السبقۃ الجنۃ بھی وارد ہوا ہے سبقہ کی سین کے پیش کے ساتھ

وَالسُّبْقَةُ عِنْدَهُمْ اسْمٌ لِمَا يُجْعَلُ لِلسَّابِقِ إِذَا سَبَقَ

سبقہ عربوں کے نزدیک اُس مال و متاع کا نام ہے جو آگے بڑھ جانے والے کے لئے بطور انعام

مِنْ مَالٍ أَوْ عَرَضٍ وَالْمَعْنَيَانِ مُتَقَارِبَانِ لِأَنَّ ذٰلِكَ لَا

مقرر کیا جاتا ہے نیز سُبقہ بضم سین اور سَبقہ بفتح سین دونوں باعتبار معنی ایک دوسرے سے قریب تر ہیں

يَكُونُ جَزَاءً عَلَى فِعْلِ الْأَمْرِ الْمَذْمُومِ وَإِنَّمَا يَكُونُ

کیونکہ انعام بھی کسی برے کام کے بدلے میں نہیں ہوتا بلکہ اچھے ہی کام کے بدلے اور عوض میں

جَزَاءً عَلَى فِعْلِ الْأَمْرِ الْمَحْمُودِ

دیا جاتا ہے

چونتیسواں خطبہ ٣٤

جسمیں آپنے اپنے اصحاب کی حالت پر روشنی ڈالی ہے اور اُنھیں جنگ کیلئے آمادہ فرمایا ہے

أَيُّهَا النَّاسُ الْمُجْتَمِعَةُ أَبْدَانُهُمْ الْمُخْتَلِفَةُ أَهْوَاؤُهُمْ

اے وہ لوگو! جنکے اعضاء تو ملے ہوئے نظر آتے ہیں مگر انکی خواہشیں مختلف و پراگندہ ہیں

كَلَامُكُمْ يُوهِي الصُّمَّ الصِّلَابَ وَفِعْلُكُمْ يُطْمِعُ

تمہاری باتیں تو سخت پتھروں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہیں مگر تمہارا عمل تمہارے بارے میں

فِيكُمُ الْأَعْدَاءَ تَقُولُونَ فِي الْمَجَالِسِ كَيْتَ وَكَيْتَ

تمہارے دشمنوں کو لالچ دلاتا ہے مجلسوں میں بیٹھکر کہتے ہو کہ یہ کر لیں گے وہ کر لیں گے

فَإِذَا جَاءَ الْقِتَالُ قُلْتُمْ حِيدِي حَيَادِ مَا عَزَّتْ

اور جب لڑائی کا وقت آتا ہے تو کہتے ہو کہ لڑائی دور ہو ، دور ہو جس نے تمہیں دعوت دی

دَعْوَةُ مَنْ دَعَاكُمْ وَلَا اسْتَرَاحَ قَلْبُ مَنْ قَاسَاكُمْ

اُس کا بلانا راس نہ آیا اور جو تمہارا شریک غم ہوا اُس کے دل کو کبھی راحت نہ ملی

أَعَالِيلُ بِأَضَالِيلَ دِفَاعَ ذِي الدَّيْنِ الْمَطُولِ لَا

تمہارے عذر گمراہی کے حیلے ہیں تم ٹال مٹول کرنے والے قرضدار کی طرح لڑائی کو ٹال رہے ہو

حاشیہ خطبہ ۲۴

بعض روایتوں میں بجائے الجنۃ کے النار بھی وارد ہوا ہے اگر اس روایت کو صحیح مانا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ تم جو کہتے ہو اس پر عمل نہیں کرتے۔

غفلۃ من غیر ورع کی قید سے خاص فائدہ حاصل کیا گیا ہے تدابیر کی جانب سے غفلت کا ارتکاب صاحب ورع و تقویٰ افراد کی جانب سے بھی ہوتا ہے اور ان افراد کی جانب سے بھی ہوتا ہے جن کا تقویٰ اور پرہیزگاری سے کوئی تعلق نہیں ہوتا من غیر ورع کی قید سے اس امر کو واضح کیا گیا ہے کہ دنیوی مصالح کی جانب سے تغافل کا ظہور اگر کسی متقی اور پرہیزگار کی جانب سے ہو تو یہ مذموم نہیں بلکہ محمود ہے اور اسی کی جانب پیغمبر اسلام نے بھی اشارہ فرمایا ہے کہ اکثر اہل الجنۃ البلہ زیادہ تر جنت میں وہی پرہیزگار لوگ ہوں گے جو دنیاوی تدابیر کی جانب سے غفلت برتتے ہیں اور دنیا کے حاصل کرنے میں کسی قسم کا اہتمام نہیں کرتے۔ ۱۲

يَمْنَعُ الضَّيْمَ الذَّلِيلُ وَلَا يُدْرَكُ الْحَقُّ إِلَّا بِالْجِدِّ

سچ ہے ذلیل آدمی ظلم وستم کو روک نہیں سکتا اور حق بغیر کوشش کے پایا نہیں جا سکتا

أَيَّ دَارٍ بَعْدَ دَارِكُمْ تَمْنَعُونَ وَمَعَ أَيِّ إِمَامٍ

اپنا گھر چھن جانے کے بعد کس کے گھر کی حفاظت کروگے اور میرے بعد کس امام کی معیت میں

بَعْدِي تُقَاتِلُونَ الْمَغْرُورُ وَاللّٰهِ مَنْ غَرَرْتُمُوهُ وَ

جہاد کروگے بخدا جسے تم اپنے فریب اعتماد میں مبتلا کردو وہ بڑے ہی دھوکے میں ہے

وَمَنْ فَازَ بِكُمْ فَقَدْ فَازَ وَاللّٰهِ بِالسَّهْمِ الْأَخْيَبِ وَ

اور جو تمہارے ذریعہ سے کامیاب ہوا اس نے اس تیر کے ذریعہ سے کامیابی حاصل کی جسکا غنیمت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا

مَنْ رَمَى بِكُمْ فَقَدْ رَمَى بِأَفْوَقَ نَاصِلٍ أَصْبَحْتُ

جس نے تم سے دشمن پر تیر چلوائے اس نے گویا سوفار شکستہ تیر چلائے

وَاللّٰهِ لَا أُصَدِّقُ قَوْلَكُمْ وَلَا أَطْمَعُ فِي نَصْرِكُمْ

میں بخدا اب اس حالت میں ہو گیا ہوں کہ نہ تو تمہاری کسی بات کو باور کرسکتا ہوں نہ تمہاری مدد کی طمع کرسکتا ہوں

وَلَا أُوعِدُ الْعَدُوَّ بِكُمْ مَا بَالُكُمْ مَا دَوَاؤُكُمْ

اور نہ دشمن کو تم سے ڈرا سکتا ہوں یہ تمہارا کیا حال ہے تمہاری کیا دوا ہے اور تمہارا کیا علاج ہے

مَا طِبُّكُمْ الْقَوْمُ رِجَالٌ أَمْثَالُكُمْ أَقَوْلًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَغَفْلَةً

آخر یہ شام والے بھی تم ہی جیسے مرد ہیں (جنکے ساتھ جنگ کرنے سے تم منھ چرا رہے ہو) تم بے سمجھی کی باتیں کرتے ہو پرہیزگاری

مِنْ غَيْرِ وَرَعٍ وَطَمَعًا فِي غَيْرِ حَقٍّ

کے بغیر تدبیروں سے غفلت برتتے ہو اور بغیر استحقاق دشمنوں پر فضیلت لے جانے کی خواہش رکھتے ہو۔

پینتیسواں خطبہ ۳۵

مقتل عثمان کی توضیح اور اپنی بے تعلقی کا اظہار

لَوْ أَمَرْتُ بِهِ لَكُنْتُ قَاتِلًا أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ لَكُنْتُ

اگر میں قتل عثمان کا حکم دیتا تو قاتل ہوتا یا اس سے لوگوں کو باز رکھتا تو مددگار کہا جاتا مگر

نَاصِرًا غَيْرَ أَنَّ مَنْ نَصَرَهُ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَقُولَ خَذَلَهُ

جس نے عثمان کی مدد کی وہ کب یہ کہہ سکتا ہے کہ جس نے مدد نہیں کی میں اس سے بہتر ہوں

مَنْ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ وَمَنْ خَذَلَهُ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَقُولَ

اور اسی طرح جس نے عثمان کی مدد نہیں کی وہ کہاں یہ کہہ سکتا ہے

حاشیہ خطبہ ۳۵
اس خطبہ میں حضرت نے قتل عثمان سے اپنی بے تعلقی کا اظہار فرمایا ہے ۱۲

نُصْرَةَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي وَأَنَا جَامِعٌ لَكُمْ أَمْرَهُ اسْتَأْثَرَ

کہ جس نے اسکی مدد کی وہ مجھ سے بہتر ہے بس تمہارے سامنے اس معاملہ کے ہر پہلو کو جمع کئے دیتا ہوں سنو عثمان

فَأَسَاءَ الْأَثَرَةَ وَجَزِعْتُمْ فَأَسَأْتُمُ الْجَزَعَ وَلِلَّهِ حُكْمٌ

نے خود رائی کی اور بری طرح تم نے بے صبری کی اور برے انداز سے اب خدا کا

وَاقِعٌ فِي الْمُسْتَأْثِرِ وَالْجَازِعِ

جو فیصلہ ہے وہ اس خود رائی کرنے والے اور ان بے صبری کرنے والوں کے درمیان وقوع پذیر ہوکر رہے گا

چھتیسواں خطبہ ۳۶

اسوقت جبکہ حضرت نے عبداللہ ابن عباس کو جنگ جمل سے پہلے زبیر ابن عوام کے پاس روانہ فرمایا تاکہ انھیں اطاعت کے دائرہ میں پھر واپس لے آئیں تو ارشاد فرمایا کہ

لَا تَلْقَيَنَّ طَلْحَةَ فَإِنَّكَ إِنْ تَلْقَهُ تَجِدْهُ كَالثَّوْرِ عَاقِصًا

سنو ابن عباس طلحہ سے نہ ملنا کیونکہ تم اس سے ملوگے تو اسے اس بیل کے مانند متکبر پاؤگے جو اپنے سینگ

قَرْنَهُ يَرْكَبُ الصَّعْبَ وَيَقُولُ هُوَ الذَّلُولُ وَلَكِنِ الْقَ

موڑے ہوئے ہو سرکش سواری پر سوار ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ مطیع ہے البتہ زبیر سے

الزُّبَيْرَ فَإِنَّهُ أَلْيَنُ عَرِيكَةً فَقُلْ لَهُ يَقُولُ لَكَ ابْنُ

ملاقات کرنا کیونکہ وہ نرم طبیعت ہے اور اس سے کہنا کہ تم سے تمہارے ماموں زاد بھائی نے کہا ہے

خَالِكَ عَرَفْتَنِي بِالْحِجَازِ وَأَنْكَرْتَنِي بِالْعِرَاقِ فَمَا عَدَا

کہ حجاز میں تو تم نے مجھے خلیفہ جانا اور عراق میں جاکر مجھ سے ناآشنا بن گئے جو چیز

مِمَّا بَدَا أَقُولُ هُوَ أَوَّلُ مَنْ سُمِعَتْ مِنْهُ هَذِهِ الْكَلِمَةُ

کہ ظاہر ہو چکی تھی اس سے تمہیں کس چیز نے پھیر دیا (قول رضی) میں کہتا ہوں کہ حضرت علی ہی وہ شخص ہیں جن سے سب سے پہلے یہ کلمہ سنا گیا ہے

أَعْنِي فَمَا عَدَا مِمَّا بَدَا

یعنی فما عدا مما بدا حضرت سے پہلے کسی سے ایسا رفیع المرتبت کلمہ نہیں سنا گیا

۱؎ چونکہ زبیر کی والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب خواہر ابو طالب تھیں اسلئے حضرت نے انکو زبیر کا ماموں زاد بھائی ارشاد فرمایا۔ ۱۲

سینتیسواں خطبہ ۳۷

جس میں آپ نے اپنے زمانہ کے لوگوں کے حالات پر روشنی ڈالی ہے

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا قَدْ أَصْبَحْنَا فِي دَهْرٍ عَنُودٍ وَزَمَنٍ كَنُودٍ

ایہا الناس! ہم نے اس جفاکار زمانہ اور سخت دور میں صبح کی ہے

يعد فيه المحسن مسيئا ويزداد الظالم عتوا لا ننتفع

جسمیں نیکوکار شخص بدکردار شمار کیا جاتا ہے ظالم اپنی سرکشی میں بڑھتا جاتا ہے جو چیزیں ہمیں معلوم ہیں ان سے فائدہ

بما علمنا ولا نسأل عما جهلنا ولا نتخوف قارعة حتى

نہیں اٹھاتے جن چیزوں سے ناواقف ہیں انکو جاننے والوں سے دریافت نہیں کرتے اور جبتک کوئی مصیبت ہمپر نہیں آتی ڈرتے

تحل بنا فالناس على اربعة اصناف منهم من لا

نہیں (اس زمانہ میں) چار ہی قسم کے لوگ ہیں بعض وہ ہیں جن کو زمین میں فساد کرنے سے

يمنعهم الفساد الا مهانة نفسه وكلالة حده و

صرف انکے نفس کی دنائت ساز و سامان کی خرابی اور مال و دولت کی کمی

نضيض وفره ومنهم المصلت لسيفه والمعلن بشره

باز رکھے ہوئے ہے بعض وہ جنھوں نے اپنی شمشیر نیام سے باہر نکال لی ہے اپنے شر کا اعلان کردیا ہے

والمجلب بخيله ورجله قد اشرط نفسه واوبق دينه

اپنے سواروں اور پیادوں کو اکٹھا کرلیا ہے اور اپنے نفس کو شرارت پر آمادہ کرلیا اور اپنے دین کو تباہ و برباد کر

لحطام ينتهزه او مقنب يقوده او منبر يفرعه ولبئس

صرف اس دنیا کیلئے جسکو وہ حاصل کررہے ہیں اس لشکر کیلئے جسکی قیادت کررہے ہیں اور اس منبر کیلئے جس پر بلند ہیں

المتجر ان ترى الدنيا لنفسك ثمنا ومما لك عند

یہ تو بڑی ہی بری تجارت ہے کہ تم دنیا کو اپنے نفس کی قیمت اور تمہارے لئے جو خدا کے

الله عوضا ومنهم من يطلب الدنيا بعمل الآخرة

پاس اجر ہے اس کا عوض قرار دیدو بعض وہ ہیں جو آخرت کے کام کرکے دنیا کے طلبگار رہیں

ولا يطلب الآخرة بعمل الدنيا قد طامن من شخصه

لیکن دنیا میں نیک کام کرکے آخرت کے طلبگار نہیں انھوں نے اپنے جسم کو لپیٹ کردیا ہے اپنے قدموں کو نزدیک

وقارب من خطوه وشمر من ثوبه وزخرف من نفسه

رکھا اپنے دامن کو گردان لیا امانت کیلئے اپنے نفس کو آراستہ بنا لیا

للامانة واتخذ ستر الله ذريعة الى المعصية ومنهم

اور خدا کے پردہ کو معصیت کا ذریعہ قرار دیدیا ہے بعض وہ ہیں

من ابعده عن طلب الملك ضؤولة نفسه وانقطاع

جنکو ان کے نفس کی حقارت اور ذرائع کے منقطع ہونے نے طلبگاری ملک و دولت سے

سببه فقصرته الحال على حاله فتحلى باسم القناعة

دور کردیا ہے پس انکی موجودہ حالت نے چونکہ انکو انکی اسی پہلی حالت پر روک رکھا ہے اسلئے انھوں نے اپنے کو قناعت کے نام سے آراستہ

لہ ۵ مومنین کے نفوس کو جنت کے عوض میں خداوند عالم نے خرید لیا ہے جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوا ہے کہ ان اللہ اشتری من المومنین انفسهم واموالهم بان لهم الجنة حضرت فرماتے ہیں کہ جس نفس کی قیمت جنت قرار دی گئی ہے تم دنیا کو اسکی قیمت قرار دیکر اسکو سبک نہ کرو ۔ ۱۲

وَتَزَيَّنَ بِلِبَاسِ أَهْلِ الزَّهَادَةِ وَلَيْسَ مِنْ ذٰلِكَ فِي مَرَاحٍ

اور زاہدوں کے لباس سے مزین بنا لیا ہے حالانکہ صبح و شام (کے ایک لمحہ) میں بھی انکا اہل زہد سے کوئی ربط نہیں

وَلَا مَغْدًى وَبَقِيَ رِجَالٌ غَضَّ أَبْصَارَهُمْ ذِكْرُ الْمَرْجِعِ وَ

باقی رہے وہ لوگ جنکی نگاہوں کو قیامت کی یاد نے پست اور

أَرَاقَ دُمُوعَهُمْ خَوْفُ الْمَحْشَرِ فَهُمْ بَيْنَ شَرِيدٍ نَادٍّ وَ

آنسوؤں کو محشر کے خوف نے رواں بنا دیا تو ان میں سے کوئی راندہ اور کنارہ کش ہے تو

خَائِفٍ مَقْمُوعٍ وَسَاكِتٍ مَكْعُومٍ وَدَاعٍ مُخْلِصٍ وَثَكْلَانَ

کوئی خوف زدہ ذلیل و خوار کوئی دہن بستہ ساکت خلوص کیسا تھ حق کی دعوت دینے والا ہے تو کوئی

مُوجَعٍ قَدْ أَخْمَلَتْهُمُ التَّقِيَّةُ وَشَمِلَتْهُمُ الذِّلَّةُ فَهُمْ فِي

غمگین نالہ کناں ظالموں کے خوف نے انکو گوشہ نشین بنا دیا اور ذلت نے انکا چارو ناچار احاطہ کر رکھا ہے یہ لوگ

بَحْرٍ أُجَاجٍ أَفْوَاهُهُمْ ضَامِزَةٌ وَقُلُوبُهُمْ قَرِحَةٌ قَدْ وُعِظُوا

ایک کھاری سمندر میں (اس طرح پڑے ہوئے) ہیں کہ انکے منہ بند اور دل زخمی ہیں انھوں نے لوگوں کو پند و نصیحت کی

حَتّٰى مَلُّوا وَقُهِرُوا حَتّٰى ذَلُّوا وَقُتِلُوا حَتّٰى قَلُّوا فَلْتَكُنِ

تا اینکہ تھک گئے یہ اتنا دبائے گئے کہ (بظاہر) ذلیل اور اتنے مارے گئے کہ بہت کم ہو گئے تو دیکھو

الدُّنْيَا فِي أَعْيُنِكُمْ أَصْغَرَ مِنْ حُثَالَةِ الْقَرَظِ[1] وَقُرَاضَةِ الْجَلَمِ[2]

دنیا کو تمہاری نگاہ میں قرظ کے بھوسے اور بھیڑ بکری کے قینچی سے ترشے ہوئے بالوں سے بھی زیادہ حقیر ہونا چاہیے

وَاتَّعِظُوا بِمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ قَبْلَ أَنْ يَتَّعِظَ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ

اور جو لوگ تم سے پہلے گذر چکے ہیں ان سے عبرت حاصل کرو قبل اس کے کہ تمہارے بعد والے تم سے سبق لیں

وَارْفُضُوهَا ذَمِيمَةً فَإِنَّهَا رَفَضَتْ مَنْ كَانَ أَشْغَفَ بِهَا

اور اسے ذلیل سمجھ کر چھوڑ دو اس لیے کہ اس نے جو تم سے زیادہ اس پر فریفتہ تھے ان کا بھی ساتھ نہ دیا

مِنْكُمْ. أَقُولُ هٰذِهِ الْخُطْبَةُ رُبَّمَا نَسَبَهَا مَنْ لَا عِلْمَ لَهُ إِلٰى

(علامہ رضی فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ اس خطبہ کو بعض ناواقفوں نے معاویہ کی طرف منسوب کیا

مُعَاوِيَةَ وَهِيَ مِنْ كَلَامِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

ہے حالانکہ یہ امیر المومنین ؑ کے (بلند پایہ کلاموں میں سے) ایک کلام ہے

الَّذِي لَا يُشَكُّ فِيهِ وَأَيْنَ الذَّهَبُ مِنَ الرَّغَامِ وَالْعَذْبُ

جس میں کوئی شک و شبہہ نہیں اور بھلا سونے کو مٹی سے اور آب شیریں کو

مِنَ الْأُجَاجِ وَقَدْ دَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ الدَّلِيلُ الْخِرِّيتُ

آب شور و تلخ سے ربط ہی کیا اور اس خیال کی صحت پر رہنما نے جیسے اور

[1] درخت سلم کے پتے ۔ ۱۲

[2] اس قینچی کو کہتے ہیں جس سے اون کاٹا جاتا ہے ۔

وَنَقَدَهُ النَّاقِدُ الْبَصِيرُ عَمْرُو بْنُ بَحْرٍ الْجَاحِظُ فَإِنَّهُ ذَكَرَ

ناقد بصیر علامہ عمرو ابن بحر جاحظ نے بھی تنقید و تحقیق کے بعد نقل فرمایا ہے اور اپنی مشہور کتاب

هٰذِهِ الْخُطْبَةَ فِي كِتَابِ الْبَيَانِ وَالتَّبْيِينِ وَذَكَرَ مَنْ

البیان والتبیین میں اس خطبہ کا بھی ذکر کیا ہے اور ان لوگوں کا بھی ذکر کیا ہے جنھوں نے اس خطبہ کو

نَسَبَهَا إِلٰى مُعَاوِيَةَ ثُمَّ قَالَ هِيَ بِكَلَامِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

معاویہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور اس کے بعد کہا ہے کہ یہ خطبہ حضرت علی کے کلام سے بہت زیادہ

أَشْبَهُ وَبِمَذْهَبِهِ فِي تَصْنِيفِ النَّاسِ وَبِالْإِخْبَارِ عَمَّا هُمْ

مشابہ اور لوگوں کی تقسیم فرمانے اور وہ جس طریقہ پر

عَلَيْهِ مِنَ الْقَهْرِ وَالْإِذْلَالِ وَمِنَ التَّقِيَّةِ وَالْخَوْفِ أَلْيَقُ

ہیں اور ذلت و تقیہ میں زندگی بسر کرتے ہیں اسکی خبر دینے پر حضرت کا جو انداز خاص تھا اس سے بہت زیادہ مناسب ہے

قَالَ وَمَتٰى وَجَدْنَا مُعَاوِيَةَ فِي حَالٍ مِنَ الْأَحْوَالِ

پھر وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے معاویہ کو کب کسی ایک حالت میں ایسا پایا کہ

يَسْلُكُ فِي كَلَامِهِ مَسْلَكَ الزُّهَّادِ وَمَذَاهِبَ الْعُبَّادِ

اس نے اپنے کلام میں ارباب زہد و ورع کی روش اختیار کی ہو اور وہ عبادت گذاروں کے راستہ پر گامزن ہوا ہو

اڑتیسواں خطبہ ۳۸

۳۳

اسوقت جب جنگ کرنے کیلئے آپ مدینہ سے باہر تشریف لائے عبداللہ بن عباس کا بیان ہے کہ منزل ذی قار میں امیرالمومنین جسوقت جوتی ٹانک رہے تھے اسوقت میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے دریافت فرمایا کہ ابن عباس اسکی کیا قیمت ہوگی؟ میں نے عرض کیا کہ میرے خیال میں تو کچھ بھی نہیں آپنے جواب دیا کہ اگر خلافت کے ذریعہ سے میں حق کا قیام اور باطل کی بیخکنی نہ کردوں تو اس جوتی کی قیمت اس سے زیادہ ہوگی بعدازاں آپ نے مندرجۂ ذیل خطبہ ارشاد فرمایا

إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنَ

بیشک پروردگار عالم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو اسوقت مبعوث برسالت فرمایا جب عرب والوں میں سے

الْعَرَبِ يَقْرَأُ كِتَابًا وَلَا يَدَّعِي نُبُوَّةً فَسَاقَ النَّاسَ حَتّٰى

کوئی ایک شخص بھی نہ تو کتاب پڑھتا تھا اور نہ نبوت کا مدعی تھا حضرت نے انکی راہنمائی فرمائی تا اینکہ انھیں

۱؎ اس جملہ میں اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جسوقت آنحضرت مبعوث برسالت ہوئے تو اسوقت کچھ لوگ بت پرستی کررہے تھے اور کچھ لوگ جیسے کہ یہود و نصاریٰ ان اصل کتاب جو کہ تحریف ہو چکی وجہ سے اسکی تلاوت و قرأت سے معذور تھے۔ ۱۲

بَوَّأَهُمْ مَحَلَّتَهُمْ وَبَلَّغَهُمْ مَنْجَاتَهُمْ فَاسْتَقَامَتْ قَنَاتُهُمْ وَ
ان کو ٹھکانے لگا دیا اور انکی جو منزل نجات تھی وہاں تک انھیں پہونچا دیا پس انکے نیزے (حالات) سیدھے (درست) اور

اطْمَأَنَّتْ صَفَاتُهُمْ أَمَا وَاللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَفِي سَاقَتِهَا حَتّٰى
انکے پتھر (دل) مطمئن ہو گئے آگاہ ہو کر بخدا جہالت و گمراہی کے ہنکانے والے لوگوں میں میں ہی تھا تا اینکہ

وَلَّتْ بِحَذَافِيرِهَا مَا ضَعُفْتُ وَلَا جَبُنْتُ وَإِنَّ مَسِيرِي
وہ بالکل دور ہو گئی نہ میں کسی ناجز ہوا نہ خوفزدہ اور میرا یہ سفر بھی

هٰذَا لِمِثْلِهَا فَلَأَنْقُبَنَّ الْبَاطِلَ حَتّٰى يَخْرُجَ الْحَقُّ مِنْ جَنْبِهِ
ویسا ہی ہے (جیسا کہ زمانہ رسول میں ہوتا تھا) تو میں یقینا باطل کو شگافتہ کروں گا تاکہ حق اس کے پہلو سے نکل آئے

مَا لِي وَلِقُرَيْشٍ وَاللّٰهِ لَقَدْ قَاتَلْتُهُمْ كَافِرِينَ وَلَأُقَاتِلَنَّهُمْ
قریش مجھے جانتے کہاں ہیں بخدا اس وقت ان سے لڑا جب یہ کافر تھے اور اب بھی ان سے ضرور جنگ کروں گا جبکہ یہ

مَفْتُونِينَ وَإِنِّي لَصَاحِبُهُمْ بِالْأَمْسِ كَمَا أَنَا صَاحِبُهُمُ الْيَوْمَ
فتنہ اور سرکشی میں مبتلا ہو گئے ہیں کل بھی انکے لئے ویسا ہی میں ساتھی تھا جیسا کہ آج ہوں (مری شجاعت و بہادری میں کوئی فرق نہیں آیا ہے

سلہ انکے پتھر مطمئن ہو گئے اس سے اس امر کی طرف کنایہ فرمایا ہے کہ انکے نفوس مطمئن ہو گئے اسی طرح واستقامت قناتہم انکے نیزے سیدھے ہو گئے اس سے اس امر کی طرف کنایہ فرمایا ہے کہ انکے حالات درست ہو گئے تھے

اونتالیسواں خطبہ ۳۹

۳۷

جسمیں لوگوں کو آپنے اہل شام سے جنگ کرنے پر آمادہ فرمایا ہی

أُفٍّ لَكُمْ لَقَدْ سَئِمْتُ عِتَابَكُمْ أَرَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ
افسوس ہے تمھیں ملامت کرتے کرتے تھک گیا (ہیچ ہتاؤ) کیا تم دنیا کی زندگی

الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ عِوَضًا وَبِالذُّلِّ مِنَ الْعِزِّ خَلَفًا
کو آخرت کا عوض اور ذلت و خواری کو عزت کا جانشین بنانے کے لئے راضی ہو

إِذَا دَعَوْتُكُمْ إِلٰى جِهَادِ عَدُوِّكُمْ دَارَتْ أَعْيُنُكُمْ كَأَنَّكُمْ
میں جب تم کو تمھارے دشمنوں سے جہاد کرنے کی دعوت دیتا ہوں تو تمھاری آنکھیں اس طرح گردش کرنے لگتی ہیں گویا تم

مِنَ الْمَوْتِ فِي غَمْرَةٍ وَمِنَ الذُّهُولِ فِي سَكْرَةٍ يُرْتَجُ
موت کی شدت اور بیہوشی مرگ کی غفلت میں مبتلا ہو میری کسی بات کو تم سمجھتے ہی نہیں

عَلَيْكُمْ حَوَارِي فَتَعْمَهُونَ فَكَأَنَّ قُلُوبَكُمْ مَأْلُوسَةٌ فَأَنْتُمْ
جب ہی تو حیران و سرگرداں ہو رہے ہو غرض تمھارے دل دیوانے ہو رہے ہیں اور تم عقل سے

لَا تَعْقِلُونَ مَا أَنْتُمْ لِي بِثِقَةٍ سَجِيسَ اللَّيَالِي وَمَا أَنْتُمْ
بیگانے ہو گئے ہو اب تم قیامت تک میرے لئے نہ قابل وثوق و اعتماد رہے نہ ایسے رکن

بِرُكْنٍ يُمَالُ بِكُمْ وَلَا زَوَافِرُ عِزٍّ يُفْتَقَرُ إِلَيْكُمْ مَا أَنْتُمْ إِلَّا

[illegible]

كَإِبِلٍ ضَلَّ رُعَاتُهَا فَكُلَّمَا جُمِعَتْ مِنْ جَانِبٍ انْتَشَرَتْ

[illegible]

مِنْ آخَرَ لَبِئْسَ لَعَمْرُ اللّٰهِ سُعْرُ نَارِ الْحَرْبِ أَنْتُمْ تُكَادُونَ

[illegible]

وَلَا تَكِيدُونَ وَتُنْتَقَصُ أَطْرَافُكُمْ فَلَا تَمْتَعِضُونَ لَا يُنَامُ

[illegible]

عَنْكُمْ وَأَنْتُمْ فِي غَفْلَةٍ سَاهُونَ غُلِبَ وَاللّٰهِ الْمُتَخَاذِلُونَ

[illegible]

وَايْمُ اللّٰهِ إِنِّي لَأَظُنُّ بِكُمْ أَنْ لَوْ حَمِسَ الْوَغَى وَاسْتَحَرَّ

[illegible]

الْمَوْتُ قَدِ انْفَرَجْتُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ انْفِرَاجَ الرَّأْسِ

[illegible]

وَاللّٰهِ إِنَّ امْرَأً يُمَكِّنُ عَدُوَّهُ مِنْ نَفْسِهِ يَعْرُقُ لَحْمَهُ وَ

[illegible]

يَهْشِمُ عَظْمَهُ وَيَفْرِي جِلْدَهُ لَعَظِيمٌ عَجْزُهُ ضَعِيفٌ مَا

[illegible]

ضُمَّتْ عَلَيْهِ جَوَانِحُ صَدْرِهِ أَنْتَ فَكُنْ ذَاكَ إِنْ شِئْتَ

[illegible]

فَأَمَّا أَنَا فَوَاللّٰهِ دُونَ أَنْ أُعْطِيَ ذٰلِكَ ضَرْبٌ بِالْمَشْرَفِيَّةِ

[illegible]

تَطِيرُ مِنْهُ فَرَاشُ الْهَامِ وَتَطِيحُ السَّوَاعِدُ وَالْأَقْدَامُ وَ

[illegible]

يَفْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا يَشَاءُ

اس کے بعد خدا جو چاہے گا وہ کرے گا

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ لِي عَلَيْكُمْ حَقًّا وَلَكُمْ عَلَيَّ حَقٌّ فَأَمَّا

[illegible]

[illegible]

حَقُّكُمْ عَلَيَّ فَالنَّصِيحَةُ لَكُمْ وَتَوْفِيرُ فَيْئِكُمْ عَلَيْكُمْ وَتَعْلِيمُكُمْ

تمہارا حق مجھ پر یہ ہے کہ میں تمہیں نصیحت کروں تمہارے اموال غنیمت کو پورا پورا تمہارے سپرد کر دوں تمہیں تعلیم دوں

كَيْلَا تَجْهَلُوا وَتَأْدِيبُكُمْ كَيْمَا تَعْلَمُوا وَأَمَّا حَقِّي عَلَيْكُمْ فَالْوَفَاءُ

تاکہ تم ناواقف نہ رہو اور ادب سکھاؤں کہ باخبر ہو جاؤ اور میرا حق تم پر یہ ہے کہ بیعت کے عہد و پیمان کو

بِالْبَيْعَةِ وَالنَّصِيحَةُ فِي الْمَشْهَدِ وَالْمَغِيبِ وَالْإِجَابَةُ حِينَ

پورا کرو سامنے اور پس پشت (ہر حال میں) خیر خواہ رہو جب تمہیں پکاروں

أَدْعُوكُمْ وَالطَّاعَةُ حِينَ آمُرُكُمْ

تو میری آواز پر لبیک کہو اور جب تم کو حکم دوں تو فرمانبرداری کرو

چالیسواں خطبہ ۴۰

واقعۂ تحکیم[1] پر اظہار خیال

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَإِنْ أَتَى الدَّهْرُ بِالْخَطْبِ الْفَادِحِ وَالْحَدَثِ

حمد خدا ہی کیلئے سزاوار ہے چاہے زمانہ مشکل حالات اور بڑے سے بڑے حادثوں ہی میں کیوں نہ مبتلا کر دے

الْجَلِيلِ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ

اس کے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا بس ایک ہی ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے

لَيْسَ مَعَهُ إِلٰهٌ غَيْرُهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

نہ اس کے علاوہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا معبود اور محمد اس کے (برگزیدہ) بندے اور پیغامبر ہیں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ

انپر اور انکے اہلبیت طاہرین پر وہ اپنی رحمت نازل فرمائے

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ مَعْصِيَةَ النَّاصِحِ الشَّفِيقِ الْعَالِمِ الْمُجَرِّبِ

بعد ازاں واضح ہو کہ مہربان عالم اور تجربہ کار ناصح کی نافرمانی

تُورِثُ الْحَسْرَةَ وَتُعْقِبُ النَّدَامَةَ وَقَدْ كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ

(ہمیشہ) سرگشتگی و حیرانی کو پیدا کرتی اور انجام ندامت و پشیمانی کو انکے عقب میں لاتی ہے۔ دیکھو میں نے تمہیں

فِي هٰذِهِ الْحُكُومَةِ أَمْرِي وَنَخَلْتُ لَكُمْ مَخْزُونَ رَأْيِي لَوْ

اس پنچائت کے بارے اپنے حکم سے آگاہ کر دیا تھا اور اپنی قیمتی رائے اخلاص کیساتھ تمہارے لئے پیش کر دی تھی

كَانَ يُطَاعُ لِقَصِيرٍ أَمْرٌ فَأَبَيْتُمْ عَلَيَّ إِبَاءَ الْمُخَالِفِينَ الْجُفَاةِ

کاش کہ قصیر کی کوئی ایک ہی بات مان لی گئی ہوتی۔ مگر تم نے تو جفاکار مخالفوں اور پیمان

[1] تحکیم کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ صفین کی جنگ میں جب عمرو عاص کو اپنی کامیابی سے مایوسی ہو گئی اور عراقی سپاہیوں کے دلیر حملوں اور مالک اشتر کی چمکتی ہوئی شمشیر کے جوہروں نے لشکر شام کے ہوش و حواس گم کر دیئے تو اس وقت اس نے معاویہ کو مشورہ دیا کہ قرآن کو نیزوں کی انیوں پر بلند کر کے عراق کے نبرد آزما لشکر سے کہا جائے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان یہ خدا کی کتاب موجود ہے اگر اس بات کو منظور کر لیا گیا تو جنگ کے ہولناک نتائج سے سر دست نجات مل جائیگی چنانچہ قرآن نیزوں پر بلند کئے گئے اور نتیجہ وہی ہوا جیسا عمرو عاص سمجھ رہا تھا کہ عراقی لشکر کی تمامتر توجہ اس نئی پیشکش کی طرف مبذول ہو گئی اور ان کی اکثریت نے نعرے بلند کرنا شروع کیے کہ ہمیں اللہ کی کتاب کا فیصلہ منظور ہے امیرالمومنینؑ نے بہت کچھ نصیحت کی کہ اس فریب میں مبتلا نہ ہو یہ صرف تمہاری اس فتح کو جو بالکل تم سے نزدیک آگئی ہے ناکامیاب کرنے کیلئے چال چلی جا رہی ہے بڑھو جنگ کرو اور معاویہ اور اسکے ابن ابی معیط حبیب ابن ابی سرح ضحاک جیسے مکار سپہ سالاروں کے دھوکے میں نہ آؤ یہ نہ صاحب دین و قرآن ہیں نہ صاحب ایمان مگر اس کا یہ جواب دیا گیا کہ آپ خود ہی بتایئے کہ یہ امر کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ہمیں قرآن کی طرف بلایا جائے اور اس دعوت کو رد کر دیں اور تھوڑی ہی دیر میں نوبت یہانتک ہو گئی کہ مسعر ابن فدکی تمیمی اور زید ابن حصین طائی نے مع ان لوگوں کے جو بعد میں خوارج ہو گئے تھے حضرت کو دھمکی دی کہ اگر آپ نے اس دعوت کو منظور نہ کیا اور جنگ جاری رکھی تو ہم اسکے ساتھ وہی سلوک کرینگے جو عثمان کے ساتھ کر چکے ہیں مالک اشتر جو حملوں پر حملے کرتے ہوئے قلب فوج شام کے قریب پہنچ چکے تھے انکو واپس بلا لینے پر انکی طرف سے شدید زور دیا گیا امیرالمومنینؑ نے مجبور ہو کر مالک اشتر کو واپس بلایا مالک اشتر پر ابھی واقعات پوری طرح واضح نہ ہوئے تھے اسلئے پہلے تو انھوں نے واپس آنے سے انکار کیا مگر بعد میں خود اپنی ہی فوج کے اندر انتشار اور ابتری پھیلتے ہوئے دیکھ کر واپس آگئے اور یہ بالکل واقعہ ہے کہ عمرو عاص کی اس پرفریب سیاست نے عراق کے سیدھے سادے سپاہیوں کے دماغ پر کچھ اس طرح تسلط حاصل کر لیا تھا کہ اگر مالک اشتر دوبارہ طلبی پر واپس نہ آتے تو وہ حضرت کو زندہ نہ پاتے بالآخر حکمین کے تقرر کی صلاح ہوئی اور معاویہ [illegible]

وَالْمُنَابِذِيْنَ الْعُصَاةِ حَتّٰی ارْتَابَ النَّاصِحُ بِنُصْحِهٖ وَضَنَّ الزَّنْدُ

شکن نافرمانوں کی طرح میری بات ماننے سے انکار کیا تا اینکہ ناصح کو اپنی نصیحت (کے برمحل ہونے) میں شبہہ ہو اور چقماق نے

بِقَدْحِهٖ فَكُنْتُ وَاِیَّاكُمْ كَمَا قَالَ اَخُوْ هَوَازِنَ

اپنی آگ کو سامنے آنے سے بخل کیا بس ہم اور تمہاری مثال بالکل ویسی ہی تھی جیسا کہ بنی ہوازن کے شاعر نے کہا ہے کہ

اَمَرْتُكُمْ اَمْرِیْ بِمُنْعَرَجِ اللِّوٰی		فَلَمْ تَسْتَبِیْنُوا النُّصْحَ اِلَّا ضُحَی الْغَدِ

میں نے اپنی رائے منزل منعرج اللوی تمہیں بتلا دی تھی مگر تم نے میری بدخلوص نصیحت کا فائدہ دوسرے دن کے وقت چاشت سے پہلے نہ جانا

اکتالیسواں خطبہ ۴۱

اہل نہروان کی تخویف کے بارے میں

فَاَنَا نَذِیْرٌ لَّكُمْ اَنْ تُصْبِحُوْا صَرْعٰی بِاَثْنَاءِ

میں تمہیں ڈرانے والا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اس نہر کے درمیان

هٰذَا النَّهْرِ وَبِاَهْضَامِ هٰذَا الْغَائِطِ عَلٰی غَیْرِ

اس گڑھے کے نرم و ہموار زمینوں میں اس طرح ہلاک ہو جاؤ کہ نہ تمہارے پاس تمہارے خدا کی جانب سے

بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا سُلْطَانٍ مُّبِیْنٍ مَّعَكُمْ

(مقرر کی ہوئی) حجت ہو اور نہ تمہارے ساتھ کوئی واضح اور روشن دلیل و برہان ہو

قَدْ طَوَّحَتْ بِكُمُ الدَّارُ وَاحْتَبَلَكُمُ الْمِقْدَارُ

دار دنیا نے تمہیں متحیر و سرگشتہ بنا دیا اور تمہارے پست مرتبہ نے تمہیں دشمن کے دام فریب میں پھنسا دیا

وَقَدْ كُنْتُ نَهَیْتُكُمْ عَنْ هٰذِهِ الْحُكُوْمَةِ

اس پنچایت سے تو میں نے تمہیں پہلے ہی روکا تھا

فَاَبَیْتُمْ عَلَیَّ اِبَاءَ الْمُخَالِفِیْنَ الْمُنَابِذِیْنَ حَتّٰی

مگر تم نے عہد شکن مخالفوں کے مانند میری بات ماننے سے انکار کر دیا اور نوبت یہاں تک

صَرَفْتُ رَاْیِیْ اِلٰی هَوَاكُمْ وَاَنْتُمْ مَعَاشِرُ اَخِفَّاءُ

پہونچی کہ میں اپنی رائے (کے رخ کو) کو جو تمہاری خواہشات کی طرف موڑ دیا اور تم لوگ سر

الْهَامِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ وَلَمْ اٰتِ لَا اَبَا لَكُمْ بُجْرًا

خود بیوقوف بیوقوف ہو ہی رہتے جو ہونا چاہئے تھا ہو ہی گیا (تم ہمیشہ ذلیل ہی رہو) میں نے کوئی بری بات تمہارے سامنے پیش نہیں کی

وَلَا اَرَدْتُ لَكُمْ ضُرًّا

اور نہ میں نے تمہارے لئے نقصان ہی کا ارادہ کیا تھا۔

(بقیہ صفحہ ۲۸۹)

ابو موسیٰ کا فریب قرار دیا جائے عہد نامہ فریقین کی دستخطوں سے پایۂ تکمیل تک پہونچا مگر مالک اشتر تھے جنہوں نے حضرت علی کی طرف سے اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا دونوں حکم نے باتفاق رائے طے کیا کہ علی و معاویہ دونوں کو معزول کر کے مسلمانوں کو اختیار دیا جائے کہ وہ جس کو چاہیں منتخب کریں جب اس فیصلہ کے اعلان کا مقررہ وقت آیا تو عمرو ابن عاص نے ابو موسیٰ سے خواہش کی کہ وہ چونکہ ماشاء اللہ سن رسیدہ بزرگ ہیں اس لئے پہلے وہ اعلان کریں ابو موسیٰ اس فریب کو نہ سمجھ پائے یا کچھ گرویدہ ہو کر دانستہ انہیں پھنس گئے اور انہوں نے عمرو ابن عاص سے پہلے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ ہم دونوں نے طے کیا ہے کہ میں اور عمرو ابن عاص علی دونوں باتفاق رائے علی اور معاویہ کو معزول کر دیں اور مسلمانوں کو اختیار دیں کہ وہ جسے چاہیں اپنی مرضی سے خلیفہ منتخب کر لیں چنانچہ میں فیصلہ کے ماتحت میں علی اور معاویہ دونوں کو معزول کرتا ہوں عمرو ابن عاص نے اس کے بعد کھڑے ہو کر کہا کہ اے لوگو تم گواہ رہنا کہ ابو موسیٰ نے اپنے رفیق علی کو معزول کر دیا جنگ میں بھی انہیں معزول کرتا ہوں اور اس کے بجائے معاویہ کو نصب کرتا ہوں اس فیصلہ کو سنکر شام والوں نے عراق والوں پر بہت فقرے کسے اور عراقی اس کو بہت نادم و شرمندہ ہونا پڑا۔

ک یہ ایک مثل ہے جسے اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب کسی نصیحت کرنے والے کی نصیحت لوگ نہ سنیں اور بعد میں شرمندہ و پشیمان ہوں اس کی تفصیل یہ ہے کہ عرب کے ایک عالی خاندان جذیمہ ابرش نے جزیرہ کی ملکہ زباء کے باپ کو قتل کر دیا تھا زباء نے اپنے باپ کے خون کا انتقام لینے کی یہ تدبیر نکالی کہ جذیمہ ابرش کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا جسے اس نے منظور کر لیا جذیمہ ابرش کے غلام قصیر نے بہت منع کیا اور کہا یہ دعوت فریب سے خالی نہیں مگر اس نے اس کی بات نہ مانی اور زباء سے عقد کرنے کیلئے جزیرہ میں وارد ہوا زباء نے پہلے تو اس کا بہت پاک استقبال کیا مگر بعد میں موقع پا کر قتل کر دیا اسی وقت سے یہ جملہ بطور مثل زبان زد ہو گیا کہ لو کان یطاع لقصیر امر کاش قصیر کی بات مان لی گئی ہوتی۔

حاشیہ صفحہ ہٰذا **ک** مراد اس سے درید ابن صمہ شاعر ہے اس کا واقعہ یہ ہے کہ اس نے اپنے بھائی عبداللہ کو جنگ اور سلطنت قبیلہ بنی غطفان کو شکست دیکر بہت سا مال غنیمت لیے ہوئے واپس آ رہا تھا مشورہ دیا تھا کہ وہ اور اس کے دوسرے ساتھی منزل منعرج اللوی میں قیام پذیر نہ ہوں کیونکہ ممکن ہے کہ شکست خوردہ دشمن دوبارہ ترتیب قائم کر کے اچانک حملہ کر دیں مگر اس کی بات نہ مانی گئی اور مقام منعرج اللوی میں رات کو قیام کر لیا گیا صبح کو دشمنوں نے اچانک حملہ کیا جس میں عبداللہ مارا گیا اور درید کسی نہ کسی طرح اپنی جان بچا کر میدان سے نکل گیا اور اس نے وہ قصیدہ نظم کیا جس کا یہ ایک شعر لکھا ہے۔ **ک** نہروان بغداد سے چار میل دور واسط اور بغداد کے درمیان ایک مشہور مقام ہے جہاں (باقی ۲۹۱ پر)

(بقیہ صفحہ ۲۹۰)
حضرت نے خوارج کی سرکوبی فرمائی تھی حکمین کا فیصلہ سنکر مسلمان کئی گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے انھیں میں سے ایک گروہ خوارج کا بھی تھا جس نے پہلے تو تحکیم کے فیصلہ پر ناراضگی ظاہر کی اور بعد میں لا حکم الا اللہ کا نعرہ لگا کر حضرت علی پر خطا کا الزام لگایا اور کہا کہ آپ نے خدا کا حکم چھوڑ کر پنچوں کے حکم کو اختیار کیا اس وجہ سے معاذ اللہ آپ کافر ہو گئے لہذا توبہ کیجئے تو ہم آپکا ساتھ دینگے آپ نے جواب دیا کہ میں تو خود ہی اس کے خلاف تھا تمہیں لوگوں نے اسکو قبول کیا جسپر آخر میں میں نے مجبور ہو کر خاموشی اختیار کی مگر انھوں نے اپنے اصرار سے انحراف نہ کیا اور ۱۰ ار شوال ۳۷ھ میں عبد اللہ ابن وہب کو اپنا سردار بنا کر خفیہ مقام حروراء سے عسکر نہروان میں آکر قیام کیا اور طرح طرح کی فتنہ پردازیاں شروع کر دیں جس سے تنگ آکر حضرت نے بہت کچھ وعظ و نصیحت کے بعد ان کا مقابلہ کیا جسمیں سوائے دس آدمیوں کے اور باقی تمام لشکر سپاہی مارے گئے۔

سـ۳ کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ تمہارے باپ زمین سے چپکا رہے وہ میں یہ ترجمہ کیا گیا ہے کہ ذلت و خواری کبھی تمہارا ساتھ نہ چھوڑے اور تم ہمیشہ ذلیل ہی رہو

بیالیسواں خطبہ ۴۲ ـ۱

۳۷

اصحاب رسولؐ کی کیفیت

فَقُمْتُ بِالْأَمْرِ حِيْنَ فَشِلُوْا وَتَطَلَّعْتُ حِيْنَ تَقَبَّعُوْا

میں امر خدا کے ساتھ کھڑا ہوا جب لوگوں نے بزدلی دکھائی کھلکر سامنے آیا جبوقت انھوں نے گریبانوں میں سر چھپا لئے

وَنَطَقْتُ حِيْنَ تَعْتَعُوْا وَمَضَيْتُ بِنُوْرِ اللّٰهِ حِيْنَ وَقَفُوْا

(حق فضا بالکیا تھا) گویا ہوا جبکہ وہ لکنت کر رہے تھے اور ربانی نور کی روشنی میں (علوم کی راہوں پر) گزر گیا جبکہ وہ سر دہ و حیران کھڑے تھے

وَكُنْتُ اَخْفَضَهُمْ صَوْتًا وَاَعْلَاهُمْ فَوْتًا فَطِرْتُ بِعِنَانِهَا

میں انہیں سب سے زیادہ نرم آواز اور باعتبار سبقت بلند تر تھا پس (فضیلتیں ہی ہیں) جنکی لگام کو ہاتھ میں لیکر میں اڑا

وَاسْتَبْدَدْتُ بِرِهَانِهَا كَالْجَبَلِ لَا تُحَرِّكُهُ الْقَوَاصِفُ

اور تنہا میں نے انکی بازی جیت لی (اور اس سلسلہ میں میں) اُس پہاڑ کے مانند ثابت قدم رہا جسے نہ جھکڑ کی آندھیاں جنبش دے سکیں

وَلَا تُزِيْلُهُ الْعَوَاصِفُ لَمْ يَكُنْ لِاَحَدٍ فِيَّ مَهْمَزٌ

نہ تیز و تند ہوائیں انکو انکی جگہ سے ہٹا سکیں نہ میرے بارے میں کسی ایک شخص کے لئے مذمت کرنے کی گنجائش تھی

وَلَا لِقَائِلٍ فِيَّ مَغْمَزٌ اَلذَّلِيْلُ عِنْدِيْ عَزِيْزٌ حَتّٰى اٰخُذَ

اور نہ کسی قائل کیلئے عیب جوئی کا محل یاد رکھو میرے نزدیک ہر ذلیل عزت دار ہے تا اینکہ میں اس کا حق (واپس) لے لوں

الْحَقَّ لَهٗ وَالْقَوِيُّ عِنْدِيْ ضَعِيْفٌ حَتّٰى اٰخُذَ الْحَقَّ

اور ہر طاقتور کمزور ہے یہاں تک کہ اس سے (کمزوروں کا غصب کیا ہوا) حق واپس لوں

مِنْهُ رَضِيْنَا عَنِ اللّٰهِ قَضَاءَهٗ وَسَلَّمْنَا لِلّٰهِ اَمْرَهٗ

ہم خدا کے فیصلوں پر رضامند اور اس کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں

اَتَرَانِيْ اَكْذِبُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ اتہام لگاؤں گا

وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَاَنَا اَوَّلُ مَنْ صَدَّقَهٗ فَلَا اَكُوْنُ اَوَّلَ

حالانکہ میں ہی وہ ہوں جس نے سب سے اول انکی تصدیق کی ہے تو میں وہ پہلا انسان

مَنْ كَذَبَ عَلَيْهِ فَنَظَرْتُ فِيْ اَمْرِيْ فَاِذَا طَاعَتِيْ

نہیں ہونگا جو انپر جھوٹ (اتہام) لگائے سنو جب اپنے معاملہ پر میں نے غور کیا تو کیا دیکھا کہ مجھ پر حکم رسول کی اطاعت اپنی بیعت لینے سے

قَدْ سَبَقَتْ بَيْعَتِيْ وَاِذَا الْمِيْثَاقُ فِيْ عُنُقِيْ لِغَيْرِيْ ـ۲

پہلے واجب ہو چکی ہے اور میری گردن میں (دشمنوں سے امداد امر خلافت میں جنگ نہ کرنے کا) عہد و پیمان پڑا ہوا ہے

حاشیہ صفحہ ھذا

ـ۱ یہ خطبہ امیر المومنینؑ نے جنگ نہروان کے بعد ارشاد فرمایا ہے ۱۲

ـ۲ اس جملہ میں حضرت نے ابوبکر کی طرف اشارہ فرمایا ہے جنہوں نے فدک کے معاملہ میں پیغمبر پر افترا پردازی سے کام لیا۔ ۱۲

تینتالیسواں خطبہ ۴۳

۳۸

وَإِنَّمَا سُمِّيَتِ الشُّبْهَةُ شُبْهَةً لِأَنَّهَا تُشْبِهُ الْحَقَّ

شبہ کا نام شبہہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ حق کو باطل سے مشابہ بنا دیتا ہے

فَأَمَّا أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ فَضِيَاؤُهُمْ فِيهَا الْيَقِينُ وَدَلِيلُهُمْ

پس شک وشبہہ (کی تاریکی) میں اولیاء خدا کیلئے انکا یقین روشنی اور ہدایت کی راہ راست (رکا نقد)

سَمْتُ الْهُدَىٰ وَأَمَّا أَعْدَاءُ اللّٰهِ فَدُعَاؤُهُمْ فِيهَا

راہنما ہوتا ہے رہ گئے دشمنان خدا تو انکی دعوت اس شک و شبہہ کی ظلمت میں

الضَّلَالُ وَدَلِيلُهُمُ الْعَمَىٰ فَمَا يَنْجُو مِنَ الْمَوْتِ مَنْ

گمراہی اور اُن کی راہبر نابینائی اور بے بصیرتی ہوتی ہے (یاد رکھو) جو موت سے ڈرتا ہے وہ اُس سے

خَافَهُ وَلَا يُعْطَى الْبَقَاءَ مَنْ أَحَبَّهُ

بچ نہیں سکتا اور جو بقار (دوام) کو دوست رکھتا ہے اسے وہ ملتی نہیں

چوالیسواں خطبہ ۴۴

۳۹

اس میں آپنے اپنے اصحاب کو زجر و توبیخ فرمائی ہے

مُنِيتُ بِمَنْ لَا يُطِيعُ إِذَا أَمَرْتُ وَلَا يُجِيبُ إِذَا دَعَوْتُ

میں اُن لوگوں میں مبتلا ہوں جنھیں جب حکم دیتا ہوں تو اطاعت نہیں کرتے اور جب پکارتا ہوں تو جواب نہیں دیتے

لَا أَبَا لَكُمْ مَا تَنْتَظِرُونَ بِنَصْرِكُمْ رَبَّكُمْ أَمَا دِينٌ يَجْمَعُكُمْ

تم ہمیشہ ذلیل رہو اپنے خدا (کے دین) کی نصرت کرنے میں آخر انتظار کس امر کا کر رہے ہو کیا تمہارا کوئی دین نہیں جو تمہیں اکٹھا کرے

وَلَا حَمِيَّةَ تُحْمِشُكُمْ أَقُومُ فِيكُمْ مُسْتَصْرِخًا وَأُنَادِيكُمْ

اور نہ حمیت و غیرت رہی رہ گئی) ہے جو تمھیں جوش دلائے میں تمہارے اندر کھڑا ہوا چیخ رہا ہوں اور فریاد دی کر

مُتَغَوِّثًا فَلَا تَسْمَعُونَ لِي قَوْلًا وَلَا تُطِيعُونَ لِي أَمْرًا

تمھیں پکار رہا ہوں مگر تم لوگ نہ میری کوئی بات مانتے ہو اور نہ میرے کسی حکم کی اطاعت کرتے ہو

حَتَّىٰ تَكَشَّفَ الْأُمُورُ عَنْ عَوَاقِبِ الْمَسَاءَةِ فَمَا

تا اینکہ ان امور کے نتائج بد کے ساتھ کھل کر سامنے آجاتے ہیں (اسوقت تمھیں احساس ہوتا ہے کہ میں کیا کہہ رہا تھا

ے ۳۹ھ میں معاویہ نے نعمان بن بشیر کو دو ہزار فوج کیساتھ مقام عین التمر میں قتل و غارت کرنے کے لئے بھیجا یہاں مالک ابن کعب امیر المومنین کی طرف سے مامور تھے انھوں نے حضرت کو صورت حال کی اطلاع دی اور آپ سے کمک طلب کی حضرت نے لوگوں کو مالک کی مدد کرنے کیلئے پرجوش الفاظ میں نصیحت کی مگر جب انھوں نے پہلو تہی کی تو آپنے تنگ آکر یہ کلام ارشاد فرمایا۔

يُدْرَكُ بِكُمْ ثَارٌ وَلَا يُبْلَغُ بِكُمْ مَرَامٌ دَعَوْتُكُمْ إِلَى

پس تمھاری مدد سے نہ کوئی انتقام لیا جا سکتا ہے اور نہ تمھاری اعانت سے کوئی مقصد ہی حاصل ہو سکتا ہے تمھارے بھائیوں ہی کی

نَصْرِ إِخْوَانِكُمْ فَجَرْجَرْتُمْ جَرْجَرَةَ الْجَمَلِ الْأَسَرِّ وَتَثَاقَلْتُمْ

مدد کیلئے میں نے تمھیں دعوت دی تھی مگر تم بلبلائے درد ناک اونٹ کے مانند بلبلانے اور لاغر و زخمی پشت شتر کی طرح سستی و گرانباری کا

تَثَاقُلَ النِّضْوِ الْأَدْبَرِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ مِنْكُمْ جُنَيْدٌ

اظہار کرنے لگے اس کے بعد (تمھارے سپاہیوں کا) ایک چھوٹا سا مضطرب اور کمزور لشکر میری طرف اس طرح نکل کر آیا

مُتَذَائِبٌ ضَعِيفٌ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ

جیسے کہ اُن کو موت کی طرف کھینچ کر لے جایا جا رہا ہے اور وہ اس کی مہیب صورت کو

يَنْظُرُونَ (أَقُولُ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُتَذَائِبٌ أَيْ

اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں (جناب سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ حضرت کے اس قول میں متذائب کے معنی

مُضْطَرِبٌ مِنْ قَوْلِهِمْ تَذَاءَبَتِ الرِّيحُ أَيِ اضْطَرَبَ

مضطرب کے ہیں اور یہ ماخوذ ہے عربوں کے اس قول سے کہ تذائبت الریح یعنے اضطراب میں ہوا ہے اس کی رفتار پراگندہ و منتشر ہوگئی

هُبُوبُهَا وَمِنْهُ يُسَمَّى الذِّئْبُ ذِئْبًا لِاضْطِرَابِ مِشْيَتِهِ

اور بھیڑیے کا نام ذئب اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ اس کی رفتار میں اضطراب ہوتا ہے

پینتالیسواں خطبہ ۴۵

جب آپ نے خوارج کا یہ قول سنا کہ لا حکم الا للہ حکم بس خدا ہی کا ہے تو آپ نے فرمایا

كَلِمَةُ حَقٍّ يُرَادُ بِهَا الْبَاطِلُ نَعَمْ إِنَّهُ لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ وَ

یہ کلمہ حق ہے مگر اس سے (مفہوم) غلط مراد لیا گیا ہے ہاں بیشک حکم خدا ہی کا ہے مگر

لَكِنْ هَؤُلَاءِ يَقُولُونَ لَا إِمْرَةَ إِلَّا لِلَّهِ وَإِنَّهُ لَا بُدَّ لِلنَّاسِ

یہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ حکومت بھی اس کے علاوہ کسی کی نہیں حالانکہ لوگوں کیلئے ایک حاکم کا ہونا

مِنْ أَمِيرٍ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ يَعْمَلُ فِي إِمْرَتِهِ الْمُؤْمِنُ وَيَسْتَمْتِعُ

ضروری ہے وہ چاہے نیکوکار ہو یا بدکار تاکہ اسکی حکومت میں مومن عمل (کرتا) رہے اور کافر لذات دنیا سے

فِيهَا الْكَافِرُ وَيُبَلِّغُ اللَّهُ فِيهَا الْأَجَلَ وَيُجْمَعُ بِهِ الْفَيْءُ

بہرہ یاب ہو اور خدا لوگوں کو اس (کے سایۂ امن) میں اُن کے منتہائے عمر تک پہنچا دے

وَيُقَاتَلُ بِهِ الْعَدُوُّ وَتَأْمَنُ بِهِ السُّبُلُ وَيُؤْخَذُ بِهِ

مال غنیمت اس کے ذریعہ سے جمع ہو دشمنوں سے اس کی ہمراہی میں جنگ کی جائے راستے اسکی وجہ سے محفوظ رہیں اور

لہ حضرت نے اس کلام میں اس مطلب پر روشنی ڈالی ہے کہ لا حکم الا للہ کا نظریہ اپنے مقام پر اس لحاظ سے ٹھیک صحیح ہے کہ احکام کو جو اسی کی ذات سے مختص ہیں اور ان میں قضا و قدر کے علاوہ اور کسی کا دخل ممکن نہیں مگر انکا مقصد حکم سے حکم تکوینی نہیں بلکہ تشریعی ہے اور لا حکم الا للہ کے نظریہ کا اس مراد کے لحاظ سے باطل ہونا واضح ہے کیونکہ یہ امر ظاہر ہے کہ اکثر فروعی احکام غیر منصوص اور اجتہاد سے اخذ کئے ہوئے ہیں اور یہی تمہ وہ احکام الٰہیہ ہیں اور اجتہاد کرنے والے انسان ہی ہوتے ہیں لہٰذا اس بنا پر لا حکم الا للہ کا نظریہ فی نفسہ تو صحیح ہے مگر انکی مراد باطل ہے۔

لِلضَّعِيفِ مِنَ الْقَوِيِّ حَتّٰى يَسْتَرِيحَ بَرٌّ وَيُسْتَرَاحَ مِنْ فَاجِ

اسکی امداد سے طاقت والوں سے کمزوروں کا حق واپس لیا جائے تاکہ نیکوکار آسودہ حال اور بدکار دنیا کے لئے راحت پائے

وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا سَمِعَ تَحْكِيمَهُمْ

ایک دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب آپ نے خارجیوں کے قول لا حکم الا للہ کو سنا تو ارشاد فرمایا

قَالَ) حُكْمَ اللّٰهِ أَنْتَظِرُ فِيكُمْ (وَقَالَ) أَمَّا الْإِمْرَةُ الْبَرَّ

میں تمہارے بارے میں خدا ہی کے حکم کا انتظار کر رہا ہوں اور پھر فرمایا کہ اچھی حکومت میں پرہیزگار

فَيَعْمَلُ فِيهَا التَّقِيُّ وَأَمَّا الْإِمْرَةُ الْفَاجِرَةُ فَيَتَمَتَّعُ فِيهَا

عمل (خیر) کرتے ہیں اور بری حکومت میں کافر مزے اڑاتے

الشَّقِيُّ إِلَى أَنْ تَنْقَطِعَ مُدَّتُهُ وَتُدْرِكَهُ مَنِيَّتُهُ

تا اینکہ انکی مدت (حیات) تمام ہو اور انکی موت انھیں پالے

چھیالیسواں خطبہ ۴۶

وفاداری کے بیان میں

إِنَّ الْوَفَاءَ تَوْأَمُ الصِّدْقِ وَلَا أَعْلَمُ جُنَّةً أَوْقَى

بیشک وفا سچائی کی ہمزاد ہے اور میرے علم میں کوئی سپر ایسی نہیں جو اس سے زیا

مِنْهُ وَلَا يَغْدِرُ مَنْ عَلِمَ كَيْفَ الْمَرْجِعُ وَلَقَدْ أَصْبَحْنَا

حفاظت کرنیوالی ہو اور جو یہ جانتا ہے کہ اسے (اپنے خدا کیطرف) کیونکر پلٹ کر جانا ہے وہ کبھی بیوفائی کرے گا نہیں مگر ہم ایسے

فِي زَمَانٍ قَدِ اتَّخَذَ أَكْثَرُ أَهْلِهِ الْغَدْرَ كَيْسًا

زمانہ میں ہیں کہ اکثر اہل زمانہ نے غداری کو ہوشمندی کی سمجھ رکھا ہے

وَنَسَبَهُمْ أَهْلُ الْجَهْلِ فِيهِ إِلَى حُسْنِ الْحِيلَةِ مَا

اور جاہلوں نے انکو انکے طرز عمل میں حسن تدبیر کی طرف نسبت دیدی ہے۔ آخر ا

لَهُمْ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ قَدْ يَرَى الْحُوَّلُ الْقُلَّبُ وَجْهَ الْحِيلَةِ وَدُونَ

ہوکیا گیا ہے خدا انھیں غارت کرے ہوشیار و تجربہ کار کبھی حیلہ کا رخ جانتا ہے مگر اس کے سا

مَانِعٌ مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ وَنَهْيِهِ فَيَدَعُهَا رَأْيَ عَيْنٍ بَعْدَ الْقُدْرَ

خدا کے اوامر و نواہی کی ایک منع کرنے والی (روک) ہے جسکی وجہ سے وہ اسے آنکھوں سے دیکھ کر باوجود قدرت رکھنے کے

عَلَيْهَا وَيَنْتَهِزُ فُرْصَتَهَا مَنْ لَا حَرِيجَةَ لَهُ فِي الدِّين

اسے چھوڑ دیتا ہے اور معاویہ جیسے دین میں شامل (ہونے) کا دعوٰی کرنے کے باوجود کسی گناہ سے پرہیز نہ کرنیوالے اسے غنیمت سمجھ لیتا ہے

له امیر المومنین ع نے اس کلام میں ان لوگوں کے خیال کی پرزور رد فرمائی ہے جو آپ پر غیر سیاست داں ہونے کا شبہ کرتے ہیں اور اس حقیقت پر پردہ ڈالتے ہیں کہ ملکی نظم و نسق کے سلسلہ میں جن جن امور کا فرمانروا کو لحاظ کرنا ہوتا ہے اور سیاست کو جن جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے آپ ان سب کو پوری طرح ملحوظ رکھتے تھے مگر اپنی اتباع حق و دینداری کی بنا پر کسی گناہ کی تخفیف اور ذلیل سیاست کو برتنا اپنے شایان شان نہیں سمجھتے تھے۔ معاویہ اپنی بیدینی کی بنا پر بے خوف ہو کر استعمال کرتا تھا۔

۴۲

سینتالیسواں خطبہ ۴۷

آسمیں حضرت نے لوگوں کو خواہشات کی پیروی اور طول امل سے منع فرمایا ہے

اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْكُمُ اثْنَانِ اِتِّبَاعُ
اے گروہ مردم سب سے زیادہ خوفناک چیزیں جنکا تم پر عقاب نازل ہونے سے میں ڈر رہا ہوں وہ اول خواہشات نفس کی
الْهَوٰی وَطُوْلُ الْاَمَلِ فَاَمَّا اِتِّبَاعُ الْهَوٰی فَیَصُدُّ عَنِ
پیروی دوسرے دور دراز امیدیں پس خواہشات نفس کی پیروی تو حق (تک پہنچنے) سے باز رکھتی
الْحَقِّ وَاَمَّا طُوْلُ الْاَمَلِ فَیُنْسِی الْاٰخِرَةَ اَلَا وَاِنَّ الدُّنْیَا
اور امید کی درازی آخرت کو فراموش کرا دیتی ہے۔ دیکھو آگاہ ہو جاؤ کہ دنیا
قَدْ وَلَّتْ حَذَّاءَ فَلَمْ یَبْقَ مِنْهَا اِلَّا صُبَابَةٌ كَصُبَابَةِ
تیزی کے ساتھ منہ موڑ چکی ہے اور اب اس کے پیمانہ میں بجز اس تری کے کچھ بھی باقی نہیں رہا
الْاِنَاءِ اِصْطَبَّهَا صَابُّهَا اَلَا وَاِنَّ الْاٰخِرَةَ قَدْ اَقْبَلَتْ
جو برتن کی اس نمی کے مانند ہے جس کو کہ انڈیلنے والے نے الٹ دیا ہو اور آخرت سامنے آگئی ہے
وَلِكُلٍّ مِّنْهُمَا بَنُوْنَ فَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الْاٰخِرَةِ وَلَا
اور ان میں سے ہر ایک کے فرزند ہیں تو دیکھو تم مادر آخرت کے فرزند بنجاؤ اور مادر دنیا کے
تَكُوْنُوْا اَبْنَاءَ الدُّنْیَا فَاِنَّ كُلَّ وَلَدٍ سَیُلْحَقُ بِاُمِّهٖ یَوْمَ
فرزند نہ بنو کیونکہ بہت جلدی قیامت کے دن ہر فرزند اپنی ماں سے ملحق کیا جائیگا
الْقِیَامَةِ وَاِنَّ الْیَوْمَ عَمَلٌ وَّلَا حِسَابٌ وَّغَدًا حِسَابٌ وَّلَا عَمَلٌ
آج دنیا میں عمل کا وقت ہے حساب کا وقت نہیں ہے کل قیامت کے دن حساب کا وقت ہوگا عمل کا نہ ہوگا
اَقُوْلُ الْحَذَّاءُ السَّرِیْعَةُ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّرْوِیْهِ جَذَّاءَ
سید رضی فرماتے ہیں کہ حذاء کے معنے تیز رفتار کے ہیں اور کچھ لوگ ایسے جیم اور ذال کے ساتھ جذاء روایت کرتے ہیں

۴۳

اڑتالیسواں خطبہ ۴۸

جسکو حضرت نے اس وقت ارشاد فرمایا جبکہ معاویہ کے پاس جریر ابن عبداللہ بجلی کو بھیجنے کے بعد ہی آپ کے اصحاب نے آپ کو اہل شام سے جنگ کیلئے تیار ہو جانے کا مشورہ دیا

اِنَّ اسْتِعْدَادِیْ لِحَرْبِ اَهْلِ الشَّامِ وَجَرِیْرٌ عِنْدَهُمْ اِغْلَاقٌ
شام والوں سے جنگ کرنے کیلئے میری تیاری جبکہ جریر ابھی انھیں کے پاس ہے (اور جواب لے کر واپس نہیں آیا ہے)

ط۱ جریر بن عبداللہ کو امیرالمومنین نے جو نامہ دیکر بھیجا تھا اس کا مضمون یہ تھا کہ اے معاویہ تمام مہاجرین انصار نے میری بیعت قبول کرلی ہے لہذا تو بھی میری بیعت قبول کرلے معاویہ یہ چاہتے تو جواب دینے میں بمصلحت تاخیر سے کام لیتا رہا اور جب دیکھا کہ جریر اس کے کسی دھوکہ میں آنے کے لئے تیار نہیں تو نامہ کی پشت پر یہ جواب لکھکر واپس کردیا کہ آپ کو کس نے حاکم بنایا ہے کہ آپ مجھے معزول کر رہے ہیں

بِالشَّامِ وَصَرَفْتُ اَهْلَهُ عَنْ خَيْرٍ اِنْ اَرَادُوهُ وَلٰكِنْ قَدْ وَقَّتُّ

سرزمین شام کیلئے صلح کا دروازہ بند کر دینا اور وہاں کے رہنے والوں نے اگر بیعت کا ارادہ کیا بھی ہے تو گویا ان کو روگردان بنا دینا ہوگا

لِجَرِيرٍ وَقْتًا لَا يُقِيمُ بَعْدَهُ اِلَّا مَخْدُوعًا اَوْ عَاصِيًا وَالرَّأْيُ عِنْدِي

لیکن میں نے جریر کیلئے ایک وقت معین کر دیا ہے کہ جسکے بعد وہ دو ہی صورتوں سے وہاں ٹھہر سکتا ہے یا (معاویہ کا) فریب خوردہ ہو کر یا نافرمان

مَعَ الْاَنَاةِ فَاَرْوِدُوا وَلَا اَكْرَهُ لَكُمُ الْاِعْدَادَ

بنکر میری رائے نرمی کے ساتھ (معاملہ کرنے کی) ہے تو ذرا نرمی کرو البتہ میں تیاری کو تمہارے لیے برا نہیں سمجھتا

وَلَقَدْ ضَرَبْتُ اَنْفَ هٰذَا الْاَمْرِ وَعَيْنَهُ وَقَلَّبْتُ ظَهْرَهُ وَبَطْنَهُ فَلَمْ

میں نے اس (جنگ) کے مسئلہ پر اچھی طرح غور کر لیا ہے اور اسکے ظاہر و باطن ہر رخ کو الٹ پلٹ کر خوب دیکھ لیا ہے جسکے بعد

اَرَ لِي اِلَّا الْقِتَالَ اَوِ الْكُفْرَ اِنَّهُ قَدْ كَانَ عَلَى النَّاسِ وَالٍ اَحْدَثَ

میں اپنے لئے سوائے اس کے کوئی گنجائش نہیں پاتا کہ یا جنگ کروں یا کافر بن جاؤں حقیقتاً (عثمان) امت پر ایک ایسا حاکم تھا جس نے

اَحْدَاثًا وَاَوْجَدَ لِلنَّاسِ مَقَالًا فَقَالُوا ثُمَّ نَقَمُوا فَغَيَّرُوا

بہت سی بدعتیں جاری کیں اور لوگوں کیلئے نکتہ چینی کے موقع فراہم کئے تو پہلے لوگوں نے زبان سے عیب نکالے پھر انہوں نے انکار کر کے اس کی حالت بدل دی

اونچالیسواں خطبہ ۴۹

جب مصقلہ بن ہبیرۃ شیبانی معاویہ کے پاس بھاگ کر چلا گیا۔

قَبَّحَ اللّٰهُ مَصْقَلَةَ فَعَلَ فِعْلَ السَّادَاتِ وَفَرَّ فِرَارَ الْعَبِيدِ فَمَا

خدا مصقلہ کو اپنی رحمت سے دور رکھے اس نے کام سرداروں جیسا کیا اور بھاگا غلاموں کی طرح ابھی

اَنْطَقَ مَادِحَهُ حَتّٰى اَسْكَتَهُ وَلَا صَدَّقَ وَاصِفَهُ حَتّٰى

مدح کرنے والے کو اس نے بولنے بھی نہ دیا تھا کہ خاموش کر دیا اور ثنا کرنے والے کی تصدیق بھی نہ کی تھی کہ اسے سرزنش کر دی

بَكَّتَهُ وَلَوْ اَقَامَ لَاَخَذْنَا مَيْسُورَهُ وَانْتَظَرْنَا بِمَالِهِ وُفُورَهُ

اگر وہ قیام پذیر رہتا اور فرار نہ کرتا تو ہم اس سے جتنا اس کے مقدور میں ہوتا لے لیتے اور بقیہ کیلئے اسکی دولت کے بڑھنے کا انتظار کرتے

پچاسواں خطبہ ۵۰

اسمیں حضرت نے حمد خدا کے بعد قبائح دنیا کا تذکرہ فرمایا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ غَيْرَ مَقْنُوطٍ مِنْ رَحْمَتِهِ وَلَا مَخْلُوٍّ مِنْ نِعْمَتِهِ

حمد اس خدا ہی کے لئے مخصوص ہے جس کی رحمت سے کوئی نا امید نہیں جس کی نعمت سے کوئی خالی نہیں

۵۱ مطلب یہ ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے مجھے خبر دی تھی کہ یا علی تم ناکثین و مارقین و قاسطین سے جنگ کرو گے اگر اس وقت میں ان سے جنگ نہیں کرتا تو قول پیغمبر کی معاذ اللہ تکذیب لازم آئے گی علاوہ بریں انکے افعال یقینی طور پر منکرات میں داخل ہیں اور منکرات کے دفع پر قادر ہونے کے باوجود انکا دفع نہ کرنا اور احکام خدا و رسول کو سبک ہوتا ہوا دیکھنا یہ بھی کفر ہے۔

۵۲ اس کلام میں حضرت نے بدعات عثمان کی جانب اشارہ فرمایا ہے جنہوں نے اسلام میں جن جن شرمناک بدعتوں کو رواج دیا اور جو جو افسوسناک تغیرات مذہب کے نام پر کئے انھوں نے اسلام کے نظریات اور مسلمانوں کی اخلاقی حالت پر بہت برا اثر ڈالا اسوقت ان افسوسناک بدعات کی تفصیل پیش کرنا مقصود نہیں صرف انکا ایک ہلکا سا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔ (۱) ان لوگوں کو ولایت مسلمین کے بڑے عہدے سونپے جو صرف وجہ ناقابل اعتماد اور پست اخلاق تھے اور صرف قرابتداری کے پاس و لحاظ میں آنکھیں بند کر لی تھیں چنانچہ ولید ابن عقبہ جیسے شرابخوار کو جو کہ شراب کے نشہ کے عالم میں نماز پڑھاتا تھا کوفہ کا اور سعید ابن عاص جیسے فاسق و فاجر کو کوفہ کی امارت پر (۲) حکم ابن ابی العاص کو مدینہ واپس بلا لیا تھا کہ اسکو رسول اللہ نے مدینہ سے نکالا تھا اور متعدد سفارشوں کے باوجود خلیفہ اول نے اسکو مدینہ میں آنے کی اجازت نہ دی اور اس طرح حکم رسول اور اس کے باوجود کہ بیعت میں سیرت خلفائے سابقین کے مطابق عمل کرونگا سیرت خلیفہ دوم کے خلاف عمل کیا۔ (۳) اپنے قرابتداروں پر اسلامی خزانہ کا روپیہ بیدریغ خرچ کیا جو دیانت کے بالکل خلاف تھا اور صفائی میں وہ دلیل پیش کی جس نے ان کے ساتھ ساتھ خلیفہ اول اور خلیفہ ثانی کے دامن تدین کو بھی داغدار بنا دیا چنانچہ علامہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب عثمان پر اعتراض کیا گیا کہ انہوں نے قریش کے صرف چار آدمیوں کو کس حق سے چار لاکھ دینار کی خطیر رقم دیدی جبکہ انھیں سے بعد میں اپنی لڑکیوں کی تزویج کی اور مروان کو ایک لاکھ اشرفیاں کیوں عطا کیں تو انھوں نے جواب دیا کہ ان ابابکر و عمر کانا یتناولان من هذا المال ذوی ارحامهما وانی ناولت منه صلة چونکہ اسلامی خزانہ سے ابوبکر و عمر بھی اپنے قرابتداروں کو دیا کرتے تھے اس لئے میں نے بھی دیا اور اسلامی خزانہ پر ابوبکر و عمر کیلئے کب صحیح تھا جو ان کے لئے بھی جو امر ثابت ہو جائے (۴) ... صحابی رسول ... سے پوچھا گیا (باقی صفحہ ۲۰۲)

وَلَا مَايُوسٍ مِنْ مَغْفِرَتِهٖ وَلَا مُسْتَنْكِفٍ مِنْ عِبَادَتِهٖ

جسکی مغفرت سے کوئی مایوس نہیں اور جسکی پرستش سے کوئی تنگ و عار محسوس کرنے والا نہیں

اَلَّذِي لَا تَبْرَحُ مِنْهُ رَحْمَةٌ وَلَا تُفْقَدُ لَهٗ نِعْمَةٌ وَالدُّنْيَا

وہ ایسا ہے کہ جسکی رحمت لافانی اور جس کی نعمت لازوال ہے (سنو) دنیا وہ

دَارٌ مُنِيَ لَهَا الْفَنَاءُ وَلِاَهْلِهَا مِنْهَا الْجَلَاءُ وَهِيَ حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ

گھر ہے جسکے لئے خود فنا ہونا اور اسکے باشندوں کیلئے اس سے جلاوطن ہونا مقدر ہو چکا ہے یہ (مذاق اہل زمانہ میں) شیریں اور (نگاہ اہل آفاق میں) بہت ہی سرسبز و شاداب ہے

وَقَدْ عَجِلَتْ لِلطَّالِبِ وَالْتَبَسَتْ بِقَلْبِ النَّاظِرِ

اور اپنے طالب کے لئے تیز رفتاری کے ساتھ حرکت کرتی اور اپنے ناظر کے دل سے چمٹ جاتی ہے

فَارْتَحِلُوْا عَنْهَا بِاَحْسَنِ مَا بِحَضْرَتِكُمْ مِنَ الزَّادِ وَلَا

تو دیکھو جو تمھارے پاس بہترین زاد راہ ہے اسے لے کر یہاں سے کوچ کر جاؤ اور

تَسْاَلُوْا فِيْهَا فَوْقَ الْكَفَافِ وَلَا تَطْلُبُوْا مِنْهَا اَكْثَرَ

مقدار ضرورت سے زیادہ کا اس میں رہ کر سوال نہ کرو اور زادراہ کے علاوہ

مِنَ الْبَلَاغِ

اس سے کسی چیز کے طلبگار نہ ہو

خطبہ ۵۱

سفر شام کے موقع پر

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ

بار الہا میں تجھ سے سفر کی سختی بازگشت کے غم واندوہ اور گھر پلٹ کر اپنے

الْمُنْقَلَبِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ اَللّٰهُمَّ

نفس اپنے اہل و عیال اور اپنی اولاد اور مال کو بری حالت میں دیکھنے سے پناہ مانگتا ہوں بار الہا

اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَاَنْتَ الْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ

تو سفر میں (میرا) ساتھی اور میرے اہل و عیال کی حفاظت کرنے میں میرا قائم مقام ہے

وَلَا يَجْمَعُهُمَا غَيْرُكَ لِاَنَّ الْمُسْتَخْلَفَ لَا يَكُوْنُ مُسْتَصْحَبًا

اور تیرے علاوہ ان دونوں باتوں (مصاحبت و خلافت) کو کوئی دوسرا جمع نہیں کر سکتا کیونکہ جسے خلیفہ بنایا جائے گا

وَالْمُسْتَصْحَبُ لَا يَكُوْنُ مُسْتَخْلَفًا

وہ ایسا نہ ہوگا جسے ہمراہ لیجایا جائے اور جسے ہمراہ لیجایا جائے وہ وہ نہ ہوگا جسے اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑ دیا جائے

(بقیہ صفحہ ۲۹۶) کہ تم لوگوں نے کس بنا پر عثمان کو کافر خیال کیا؟ انھوں نے جواب دیا کہ تین چیزوں کی وجہ سے جعل المال دولة بين الاغنياء وجعل المهاجرين من اصحاب رسول الله بمنزلة من حارب الله ورسوله وعمل بغير كتاب الله اول یہ کہ انھوں نے دولت کو ہیر پھیر کر تونگروں ہی تک محدود کر دیا تھا دوسرے اصحاب رسول کو کفار حربی کے برابر بنا دیا تھا تیسرے یہ کہ انھوں نے کتاب خدا کے خلاف عملدرآمد کیا۔ حالانکہ عمار یاسر وہ ہیں جنکے متعلق یہ حدیث ہے کہ من ابغض عمارا ابغضه الله جو عمار کا دشمن ہے اُس کا خدا دشمن ہے۔ ضرب عمار کی روایت کو صاحب روضۃ الاحباب کے علاوہ اعثم کوفی جیسے متعصب مورخ نے کتاب الفتوح میں تفصیل کے ساتھ وارد کیا ہے (۵) ابوذر جیسے جلیل صحابی رسول کو جلاوطن کیا۔ (۶) اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو قتل کر دے تو اوس کو حد جاری کرنا واجب ہے مگر عثمان نے خلیفہ ثانی کے پاس قرابت میں حد واجب کو نظر انداز کر دیا اور ہرمزان کا قاتل ہونے کے باوجود عبیداللہ ابن عمر ابن خطاب پر حد جاری نہیں کی۔

سے اس نے امیرالمومنینؑ کے عامل معقل ابن قیس ریاحی سے بنی ناجیہ کے کچھ قیدی خرید کر آزاد کر دئے تھے جب معقل نے اس سے قیمت کا مطالبہ کیا تو یہ مطالبہ کی ادائیگی سے بچنے کے لئے شام معاویہ کے پاس بھاگ کر چلا گیا۔

خطبہ ۵۲

کوفہ کی آیندہ حالت کے بیان میں

كَأَنِّي بِكِ يَا كُوفَةُ تُمَدِّينَ مَدَّ الْأَدِيمِ الْعُكَاظِيِّ

اے کوفہ میں گویا دیکھ رہا ہوں کہ تجھے عکاظی چمڑے کے مانند کھینچا

تُعْرَكِينَ بِالنَّوَازِلِ وَتُرْكَبِينَ بِالزَّلَازِلِ وَإِنِّي لَأَعْلَمُ

حوادث وآفات سے رگڑا اور (بنیاد امن کو ہلا دینے والے) زلزلوں کی پشت پر سوار کیا جا رہا ہے

أَنَّهُ مَا أَرَادَ بِكِ جَبَّارٌ سُوءًا إِلَّا ابْتَلَاهُ اللَّهُ بِشَاغِلٍ

مگر جانتا ہوں تیرے ساتھ جو متکبر جفاکار بھی بدی کا ارادہ کریگا خدا اسے کسی نہ کسی درد میں مبتلا اور ایک نہ ایک

وَرَمَاهُ بِقَاتِلٍ

قاتل کے حوالے کردے گا

خطبہ ۵۳

ساکنان فرات کی امداد کے سلسلہ میں

الْحَمْدُ لِلَّهِ كُلَّمَا وَقَبَ لَيْلٌ وَغَسَقَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كُلَّمَا

حمد بس خدا ہی کیلئے سزاوار ہے جبتک رات آتی اور تاریک ہوتی اور ستائش اللہ ہی کیلئے زیبا ہے

لَاحَ نَجْمٌ وَخَفَقَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ غَيْرَ مَفْقُودِ الْإِنْعَامِ

جب تک کوئی ایک ستارہ چمکتا اور غروب ہوتا رہے اور تمام تعریفیں اسی معبود حقیقی کیلئے مخصوص ہیں

وَلَا مُكَافَإِ الْإِفْضَالِ

جس کا انعام کبھی نہ کم ہونے والا اور جسکی کرم گستری ناقابل معاوضہ ہے

أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ بَعَثْتُ مُقَدِّمَتِي وَأَمَرْتُهُمْ بِلُزُومِ هَذَا

بعد ازاں واضح ہو کہ میں نے اپنے لشکر کے مقدمہ (ہراول) کو روانہ کر دیا ہے اور اس کے سپاہیوں کو

الْمِلْطَاطِ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرِي وَقَدْ أَرَدْتُ أَنْ أَقْطَعَ هَذِهِ

حکم دیا ہے وہ فرات کے اس کنارے پڑے رہیں تا اینکہ میرا فرمان انکے پاس آئے اور خود میں نے ارادہ کیا ہے کہ

النُّطْفَةَ إِلَى شِرْذِمَةٍ مِنْكُمْ مُوَطِّنِينَ أَكْنَافَ دِجْلَةَ

میں اس نہر کو پار کر کے تمہارے اس مختصر گروہ تک جا پہنچوں جنھوں نے دجلہ کے کنارے سکونت اختیار کر لی ہے اور

---

۵۱ یہ بازار عکاظ کا چمڑا۔ عکاظ مکہ کے ساتھ نخلہ اور طائف کے درمیان ایک مقام تھا جہاں ذیقعدہ کے مہینے میں عربوں کا ایک مخصوص بازار لگتا تھا اور بیس روز تک مسلسل لگا رہتا تھا۔

۵۲ حضرت کی یہ پیشینگوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی چنانچہ علامہ فتح اللہ کاشانی نے تحریر فرمایا ہے کہ اسلام میں جتنی عظیم بلائیں اور مصیبتیں نازل ہوئیں انکا ابتدائی نقطہ کوفہ ہی نظر آتا ہے جیسا کہ زیاد ابن ابیہ اور اس کے شقی ترین زمانہ فرزند عبیداللہ ابن زیاد کے طرز عمل سے واضح ہے

۵۳ چنانچہ حجاج بن یوسف جس نے اہل کوفہ پر بہت ہی زیادہ مظالم کئے تھے اسکے متعلق تاریخ بتلاتی ہے کہ اس کے پیٹ میں سانپ بچھو پیدا ہو گئے تھے جنکی وجہ سے اس کی موت واقع ہوئی نیز زیاد فالج میں اور عبیداللہ ابن زیاد جذام میں مبتلا ہوا عمرو ابن ہبیرہ برص میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوا اور اسی طرح آج تک کوفہ پر ظلم وستم کرنے والوں کے متعلق جو ارشاد فرمایا وہ پورا ہو کر رہا ۔۱۲۔

فَانْهَضْهُمْ مَعَكُمْ إِلَى عَدُوِّكُمْ وَاجْعَلْهُمْ مِنْ

انھیں ابھار کر تمھارے ساتھ تمھارے دشمنوں کی طرف بھیج دوں اور انکو تمھارے لئے مددگار

أَمْدَادِ الْقُوَّةِ لَكُمْ

طاقتوں میں سے ایک طاقت قرار دیدوں

خطبہ ۵۴

اسمیں حضرت نے پروردگار عالم کے صفات کا تذکرہ فرمایا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي بَطَنَ خَفِيَّاتِ الْأُمُورِ وَدَلَّتْ عَلَيْهِ

حمد اُس خدا ہی کیلئے سزاوار ہے جو مخفی امور سے واقف ہے اور جس اسکے وجود پر ہستی کے آثار و علامات

أَعْلَامُ الظُّهُورِ وَامْتَنَعَ عَلَى عَيْنِ الْبَصِيرِ فَلَا عَيْنُ

مستقل دلیل بنے ہوئے ہیں اور چشم بینا پر اس کی رویت ممتنع و محال ہے سو جس نے

مَنْ لَمْ يَرَهُ تُنْكِرُهُ وَلَا قَلْبُ مَنْ أَثْبَتَهُ يُبْصِرُهُ سَبَقَ

اسے دیکھا نہیں ہے اسکی آنکھ اسکا انکار نہیں کر سکتی اور جس نے اسے مان لیا ہے اس کا دل اس کی کنہ حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتا

فِي الْعُلُوِّ فَلَا شَيْءَ أَعْلَى مِنْهُ وَقَرُبَ فِي الدُّنُوِّ فَلَا شَيْءَ

وہ بلندی میں سب سے آگے ہے کوئی شے اس سے بلند تر نہیں اور نزدیکی میں سب سے قریب ہے کوئی

أَقْرَبُ مِنْهُ فَلَا اسْتِعْلَاؤُهُ بَاعَدَهُ عَنْ شَيْءٍ مِنْ

چیز اس سے قریب تر نہیں پس نہ اس کی بلندی نے اسے اسکی مخلوقات میں سے کسی سے دور کیا

خَلْقِهِ وَلَا قُرْبُهُ سَاوَاهُمْ فِي الْمَكَانِ بِهِ لَمْ يُطْلِعِ

اور نہ اسکی نزدیکی نے انکو مکان اور جگہ میں اس کے برابر بنا یا

الْعُقُولَ عَلَى تَحْدِيدِ صِفَتِهِ وَلَمْ يَحْجُبْهَا عَنْ وَاجِبِ مَعْرِفَتِهِ

اس نے نہ عقلوں کو اپنی کنہ حقیقت پر مطلع کیا اور نہ انھیں اپنی واجبی معرفت سے باز ہی رکھا

فَهُوَ الَّذِي تَشْهَدُ لَهُ أَعْلَامُ الْوُجُودِ عَلَى إِقْرَارِ قَلْبِ ذِي

وہ وہی معبود ہے جس کے لئے ہستی کے نشانات کافروں کے دلی اقرار پر گواہی دے رہے ہیں

الْجُحُودِ تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَقُولُ الْمُشَبِّهُونَ بِهِ وَالْجَاحِدُونَ

خدا بلا شبہ اُن باتوں سے بہت بلند ہے جسکے مخلوقات سے اُسے مشابہ قرار دینے والے یا

لَهُ عُلُوًّا كَبِيرًا

اس کے وجود کا انکار کرنے والے قائل ہیں

ف اس کے وجود کی طرف [illegible] رہنمائی کرتے ہیں [illegible] اصل ذات [illegible] [illegible] مخلوقات کی [illegible] [illegible] [illegible] اسکی وجود [illegible] [illegible] قائم کر دیا [illegible]

ف اسی طرح [illegible] فارسی کے شاعر نے اس طرح ادا کیا ہے

[illegible] درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتر یست معرفت کردگار

خطبہ ۵۵

اسمیں حضرت نے اجمالاً اسباب گمراہی پر روشنی ڈالی ہے

إِنَّمَا بَدْءُ وُقُوعِ الْفِتَنِ أَهْوَاءٌ تُتَّبَعُ وَأَحْكَامٌ تُبْتَدَعُ

یقیناً فتنوں کے وقوع پذیر ہونے کا آغاز ان پیروی کی ہوئی نفسانی خواہشوں اور خود ساختہ حکموں ہی سے ہوتا ہے

يُخَالَفُ فِيهَا كِتَابُ اللَّهِ وَيَتَوَلَّى عَلَيْهَا رِجَالٌ رِجَالاً عَلَى

جنمیں کتاب خدا کی مخالفت کیجاتی ہے اور جن (کی بنیاد) پر لوگ دین خدا کے خلاف (نص سے عدول کرکے) غیر منصوص فرد

غَيْرِ دِينِ اللَّهِ فَلَوْ أَنَّ الْبَاطِلَ خَلَصَ مِنْ مِزَاجِ الْحَقِّ لَمْ

اپنا ولی امر بنالیتے ہیں اگر باطل حق کی آمیزش سے خالی ہوتا تو طالبان حق پر

يَخْفَ عَلَى الْمُرْتَادِينَ وَلَوْ أَنَّ الْحَقَّ خَلَصَ مِنَ الْبَاطِلِ

پوشیدہ نہ رہتا اور اگر حق باطل کے میل سے پاک ہوتا تو دشمنوں

انْقَطَعَتْ عَنْهُ أَلْسُنُ الْمُعَانِدِينَ وَلَكِنْ يُؤْخَذُ مِنْ

کی زبانیں اس کی مخالفت کرنے سے بند ہو جاتیں لیکن دشواری تو یہ ہے کہ) کچھ حصہ حق سے لیا

هَذَا ضِغْثٌ وَمِنْ هَذَا ضِغْثٌ فَيُمْزَجَانِ فَهُنَالِكَ

جاتا ہے اور کچھ باطل سے اور ان دونوں کو ملا دیا جاتا ہے بس اسی مقام پر

يَسْتَوْلِي الشَّيْطَانُ عَلَى أَوْلِيَائِهِ وَيَنْجُو الَّذِينَ سَبَقَتْ

شیطان اپنے حلقہ بگوشوں پر قابو پا لیتا ہے اور صرف وہی لوگ نجات پاتے ہیں

لَهُمْ مِنَ اللَّهِ الْحُسْنَى

جنکے لئے خدا کی عنایت و مہربانی کی بہتری پہلے سے موجود ہے

خطبہ ۵۶

جب صفین میں معاویہ کے ساتھیوں نے حضرت کے اصحاب سے پہلے پہونچکر فرات کے گھاٹ پر قبضہ جما لیا اور انپر پانی بند کردیا تو آپنے فرمایا

قَدِ اسْتَطْعَمُوكُمُ الْقِتَالَ فَأَقِرُّوا عَلَى مَذَلَّةٍ وَتَأْخِيرِ

یہ لوگ (اصحاب معاویہ) تم سے جنگ کا کھانا مانگ رہے ہیں تو یا ذلت و خواری اور پست مرتبہ (منزل) میں پڑے رہو اور یا

مَحَلَّةٍ أَوْ رَوُّوا السُّيُوفَ مِنَ الدِّمَاءِ تَرْوَوْا مِنَ الْمَاءِ فَالْمَوْتُ

رہ نہیں (تو تلواروں کو خون سے سیراب کردو تم پانی سے سیراب ہو جاؤ گے اگر تم

فِي حَيَاتِكُمْ مَقْهُورِينَ وَالْحَيَاةَ فِي مَوْتِكُمْ قَاهِرِينَ أَلَا وَإِنَّ مُعَاوِيَةَ

شکست کھا گئے تو تمہاری زندگی میں تمہاری موت ہے اور اگر فتحیاب ہو گئے تو موت میں تمہاری زندگی ہے۔ آگاہ ہو کر معاویہ

قَادَ لُمَةً مِنَ الْغُوَاةِ وَعَمَّسَ عَلَيْهِمُ الْخَبَرَ حَتَّى جَعَلُوا نُحُورَهُمْ

گمراہوں کی ایک جماعت کو اپنے ہمراہ کھینچ کے آیا ہے اور حق کی دلیل کو ان پر پوشیدہ کر دیا ہے تا اینکہ انھوں نے اپنے گلوں کو

أَغْرَاضَ الْمَنِيَّةِ

موت کا نشانہ قرار دیدیا ہے

خطبۂ ۵۷

اس میں حضرت نے دنیا سے لوگوں کو نفرت دلائی ہے

أَلَا وَإِنَّ الدُّنْيَا قَدْ تَصَرَّمَتْ وَآذَنَتْ بِوَدَاعٍ وَتَنَكَّرَ

آگاہ ہو کہ دنیا اپنی مدت تمام کر چکی اور اپنے رخصت ہونے کی اطلاع دے چکی ہے اس کی اچھائیاں

مَعْرُوفُهَا وَأَدْبَرَتْ حَذَّاءَ فَهِيَ تَحْفِزُ بِالْفَنَاءِ سُكَّانَهَا

ناپید ہو چکیں اور وہ تیزی کے ساتھ منھ موڑ چکی ہے یہ (بیوفا) دنیا فنا کے ہاتھوں اپنے رہنے والوں کو موت کی طرف ڈھکیلتی

وَتَحْدُو بِالْمَوْتِ جِيرَانَهَا وَقَدْ أَمَرَّ مِنْهَا مَا كَانَ حُلْواً

اور موت سے اپنے ہمسایوں کو (آخرت کی طرف) ہنکا کر لے جاتی ہے اس کا شیریں پانی تلخ

وَكَدِرَ مِنْهَا مَا كَانَ صَفْواً فَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا إِلَّا سَمَلَةٌ كَسَمَلَةِ

اور صاف و شفاف چشمہ مکدر ہو چکا ہے اور اس میں سے اب کچھ بھی باقی نہیں رہا بجز اس تری جو

الْإِدَاوَةِ أَوْ جُرْعَةٌ كَجُرْعَةِ الْمَقْلَةِ لَوْ تَمَزَّزَهَا الصَّدْيَانُ

اس نمی کے مانند ہے جو برتن کی تہہ میں باقی رہ جاتی ہے یا اس گھونٹ کے مانند جو مقلہ کے گھونٹ کے مثل ہے جسے اگر

لَمْ يَنْقَعْ فَأَزْمِعُوا عِبَادَ اللهِ الرَّحِيلَ عَنْ هَذِهِ الدَّارِ

پیاسے چوسیں تو سیراب نہوں بس بندگان خدا اس دنیا سے کوچ کرنے کا عزم کر لو

الْمَقْدُورِ عَلَى أَهْلِهَا الزَّوَالُ وَلَا يَغْلِبَنَّكُمْ فِيهَا الْأَمَلُ

جس کے ساکنوں کیلئے موت مقدر ہے اور دیکھو اس میں امیدیں تم پہ غلبہ نہ حاصل کریں

وَلَا يَطُولَنَّ عَلَيْكُمُ الْأَمَدُ فَوَاللهِ لَوْ حَنَنْتُمْ حَنِينَ

اور اسکی قلیل مدت کو تم اپنے لئے زیادہ نہ سمجھ لو بخدا اگر تم گم کردہ سرگشتہ و حیران

الْوُلَّهِ الْعِجَالِ وَدَعَوْتُمْ بِهَدِيلِ الْحَمَامِ وَجَأَرْتُمْ جُؤَارَ

اونٹنیوں کی طرح نالہ کناں ہو اور کبوتر کی درد بھری آواز کے ساتھ خدا کو پکارو اور زاہد تکلیں

---

۱ سابق میں اس خطبہ کے چیدہ حصے ذکر ہو چکے ہیں مگر یہاں چونکہ دو مختلف راویوں میں یہ خطبہ مختلف الفاظ کے ساتھ وارد ہوا ہے اسلئے اس مقام پر اسے علیحدہ ذکر کیا گیا۔ ۱۲

۲ بفتح میم و سکون قاف اس سنگریزے یا پتھر کو کہتے ہیں جس سے پانی کی تقسیم کی جاتی جبکہ وہ بہت ہی مختصر مقدار میں ہو جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اسے پانی میں ڈبو کر اسکی تری سے کیے بعد دیگرے ہر شخص اپنا خشک حلق تر کر لیتا ہے۔ ۱۲

مُتَبَتِّلِ الرُّهْبَانِ وَخَرَجْتُمْ اِلَى اللّٰهِ مِنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ

راہبوں کے مانند بلند آواز سے فریاد و زاری کرو اور مال و اولاد سب سے کنارہ کش ہو کر اللہ کا تقرب

اِلْتِمَاسَ الْقُرْبَةِ اِلَيْهِ فِي ارْتِفَاعِ دَرَجَةٍ عِنْدَهٗ اَوْ غُفْرَانِ

حاصل کرنے کیلئے عمل بڑھا تاکہ تمہارا کوئی درجہ اس کی بارگاہ میں بلند ہو جائے یا کوئی ایسا گناہ بخشدیا جائے جسکو اس کے

سَيِّئَةٍ اَحْصَتْهَا كُتُبُهٗ[۱] وَحَفِظَهَا رُسُلُهٗ لَكَانَ قَلِيْلًا فِيْمَا اَرْجُوْ

نامہ عمل نے شمار اور اسکے فرشتوں نے محفوظ کر لیا ہے تو یہ تمام چیزیں اسکے اس ثواب کے مقابلہ میں کم ہونگی جسکا میں تمہارے لئے

لَكُمْ مِنْ ثَوَابِهٖ وَاَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ عِقَابِهٖ وَتَاللّٰهِ لَوْ

امیدوار ہوں نیز اس عذاب کے مقابلہ میں جس کے تم پر نازل ہونیکا مجھے خوف ہے۔ اور خدا کی قسم اگر

انْمَاثَتْ قُلُوْبُكُمْ انْمِيَاثًا وَسَالَتْ عُيُوْنُكُمْ مِنْ رَغْبَةٍ

تمہارے دل (یاد الٰہی میں) گھل جائیں اور اس کے اجر کے شوق اور اسکے عذاب کے خوف سے تمہاری آنکھیں

اِلَيْهِ اَوْرَهْبَةٍ مِنْهُ دَمًا ثُمَّ عُمِّرْتُمْ فِي الدُّنْيَا مَا الدُّنْيَا

سر شک خونین بہائیں پھر اس کے بعد تمہیں جب تک دنیا باقی ہے اس وقت تک

بَاقِيَةٌ مَا جَزَتْ اَعْمَالُكُمْ وَلَوْ لَمْ تُبْقُوْا شَيْئًا مِنْ جُهْدِكُمْ

زندہ رکھا جائے تب بھی تمہارے اعمال اگرچہ تم اپنی کوشش کا کوئی دقیقہ باقی نہ اٹھا رکھو

اَنْعُمَهٗ عَلَيْكُمُ الْعِظَامَ وَهُدَاهُ اِيَّاكُمْ لِلْاِيْمَانِ

نیز جو اسکی عظیم کرم فرمائیاں ہیں اور اس نے منزل ایمان کیطرف جو تمہیں راہبری فرمائی ہے اسکی مکافات نہیں کر پائیگے

خطبہ ۵۸

اس میں حضرت نے بیان فرمایا ہے کہ قربانی کا جانور کیسا ہونا چاہیئے

وَمِنْ كَمَالِ الْاُضْحِيَةِ اسْتِشْرَافُ اُذُنِهَا وَسَلَامَةُ

قربانی کے جانور کا کمال اسکے کانوں کا درست اور آنکھوں کا

عَيْنِهَا فَاِذَا سَلِمَتِ الْاُذُنُ وَالْعَيْنُ سَلِمَتِ

صحیح و سالم ہونا ہے اگر آنکھ کان درست ہیں تو قربانی

الْاُضْحِيَةُ وَتَمَّتْ وَلَوْ كَانَتْ عَضْبَاءَ الْقَرْنِ تَجُرُّ رِجْلَهَا

درست اور کامل ہے چاہے اسکا پیدائشی سینگ شکستہ اور اسکے پیر میں تھوڑا سا لنگ ہی کیوں نہ ہو جسکی وجہ سے

اِلَى الْمَنْسَكِ

وہ اپنا پیر کھینچتا ہوا مقام ذبح تک آئے

[۱] کتب سے مراد تمہارے اعمال ہیں اور رسل کے لفظی معنی تو پیغمبروں کے ہیں مگر یہاں مراد کاتبان اعمال ہیں۔ ۱۲

خطبہ ٥٩

اس وقت سے متعلق جبکہ آپ نے اپنے اصحاب کو اہل شام کے ساتھ مقاتلہ کرنے سے روکا اور انھوں نے آپ پر اجازت جنگ حاصل کرنے کے لئے ہجوم کیا

فَتَدَاكُّوا عَلَيَّ تَدَاكَّ الْاِبِلِ الْهِيمِ يَوْمَ وِرْدِهَا قَدْ

ان لوگوں نے اس طرح ہجوم کیا جس طرح پیاسے اونٹ جبکہ انکے چرواہوں نے

اَرْسَلَهَا رَاعِيهَا وَخُلِعَتْ مَثَانِيهَا حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهُمْ

چھوڑ دیا ہو اور انکے پیروں کی رسیاں کھول دی گئی ہوں پانی پینے کے دن ایک دوسرے پر ٹوٹتے ہیں یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ

قَاتِلِيَّ اَوْ بَعْضُهُمْ قَاتِلُ بَعْضٍ لَدَيَّ وَقَدْ قَلَّبْتُ

کہیں یہ لوگ مجھے یا میرے سامنے آپس میں ایک دوسرے کو مار نہ ڈالیں. مگر اب یہی میری مخالفت کر رہے ہیں) میں نے اس امر کو

هٰذَا الْاَمْرَ بَطْنَهُ وَظَهْرَهُ فَمَا وَجَدْتُنِي يَسَعُنِي اِلَّا

(کو) اچھی طرح غور کیا اور مجھ اسکے اپنے لیے کوئی گنجائش محسوس نہ کی کہ ان سے جنگ

قِتَالُهُمْ اَوِ الْجُحُودُ بِمَا جَاءَنِي بِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

کروں یا ان چیزوں کا منکر ہو جاؤں جنکو حضرت محمد (خدا کی جانب سے اپنے ساتھ) لائے ہیں

وَاٰلِهٖ فَكَانَتْ مُعَالَجَةُ الْقِتَالِ اَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ مُعَالَجَةِ

تو جنگ کا معالجہ میرے لئے عقاب الٰہی کے معالجہ سے زیادہ

الْعِقَابِ وَمَوْتَاتُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَيَّ مِنْ مَوْتَاتِ الْاٰخِرَةِ

سہل و آسان اور دنیا کی موت آخرت کی موت کی بہ نسبت مجھے سبک نظر آئی

سلہ ملا فتح اللہ کاشانی تحریر فرماتے ہیں کہ جنگ کی اجازت دینے میں حضرت اس مصلحت کی بنا پر تاخیر کر رہے تھے کہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ جس چیز کی طرف جانے سے اُسے روکا جاتا ہے اُدھر ہی جانے کی اسے ضد ہوتی ہے لہذا ہو سکتا ہے کہ اسی تدبیر سے ان کا شوق جنگ بڑھ جائے نیز یہی مصلحت تھی کہ تاخیر کیو جہ سے ممکن ہے کہ وہ لوگ راہ راست پر آجائیں اور مسلمان کشت و خون سے محفوظ رہیں ۔ ١٢

خطبہ ٦٠

جب جنگ صفین میں آپ کے اصحاب کے اجازت جنگ ملنے میں تاخیر محسوس کی اور اس پر معترض ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ

اَمَّا قَوْلُكُمْ اَكُلَّ ذٰلِكَ كَرَاهِيَةَ الْمَوْتِ فَوَاللّٰهِ مَا اُبَالِي

تمہارا یہ کہنا کہ یہ سب کچھ (جنگ کی اجازت دینے میں تاخیر) موت کو مکروہ و ناپسند سمجھنے کی وجہ سے ہے تو خدا کی قسم مجھے تو کبھی پرواہ

اَدَخَلْتُ اِلَى الْمَوْتِ اَوْ خَرَجَ الْمَوْتُ اِلَيَّ وَاَمَّا قَوْلُكُمْ

ہی نہیں کرتا ہوں کہ میں موت (پر وارد) ہو جاؤں یا موت مجھ پر وارد ہو جائے رہ گیا تمہارا یہ قول کہ

شَكًّا فِي اَهْلِ الشَّامِ فَوَاللّٰهِ مَا دَفَعْتُ الْحَرْبَ يَوْمًا اِلَّا

یہ تاخیر شام والوں کے بارے میں) کسی شک کی بنا پر ہے تو بخدا میں نے ایک دن بھی لڑائی کو نہیں ٹالا مگر

وَاَنَا اَطْمَعُ اَنْ تَلْحَقَ بِیْ طَائِفَةٌ فَتَهْتَدِیَ بِیْ وَتَعْشُوَ

اس لالچ میں کر اٹکار کی ایک گروہ ہی مجھ سے ملحق ہو کر میری بدولت ہدایت پا جائے اور میرے نور (عصمت) کو دیکھکر

اِلٰی ضَوْئِیْ وَذٰلِكَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَقْتُلَهَا عَلٰی ضَلَالِهَا

اس سے فیضیاب ہونے کا قصد کرے اور یہ چیز مجھے بہت زیادہ پسند ہے بہ نسبت اسکے کہ میں انسے انکی گمراہی کی حالت میں جنگ کروں

وَاِنْ كَانَتْ تَبُوْءُ بِاٰثَامِهَا

اگرچہ وہ (اس حالت میں مارے جائیں گے (تو) پہلے ہی گناہوں کو سمیٹ کر جائینگے

خطبہ ۶۱

اس حضرت نے موقف جہاد میں پیغمبر کے سچے صحابیوں کی شجاعت واستقلال کا تذکرہ فرمایا ہے

وَلَقَدْ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ نَقْتُلُ

ہم رسول خدا کے ساتھ (میدان جہاد میں) اپنے (کافر) بزرگوں۔ لڑکوں۔ بھائیوں اور چچاؤں

اٰبَاءَنَا وَاَبْنَاءَنَا وَاِخْوَانَنَا وَاَعْمَامَنَا مَا یَزِیْدُنَا ذٰلِكَ

کو قتل کرتے تھے اور یہ چیز اگر ہمارے اندر کسی امر کا اضافہ کرتی تھی تو وہ صرف

اِلَّا اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا وَّمُضِیًّا عَلَی اللَّقَمِ وَصَبْرًا عَلٰی

ایمان کا تسلیم و رضا کا صراط مستقیم پر چلنے سوزش غم پر صبر کرنے

مَضَضِ الْاَلَمِ وَجِدًّا فِیْ جِهَادِ الْعَدُوِّ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ

اور دشمنان اسلام کے ساتھ جہاد کرنے میں جد وجہد (کو باقی رکھنے) کا (میدان جنگ میں) ایک شخص ہم میں کا ہوتا تھا

مِنَّا وَالْاٰخَرُ مِنْ عَدُوِّنَا یَتَصَاوَلَانِ تَصَاوُلَ الْفَحْلَیْنِ

اور ایک شخص ہمارے دشمنوں میں سے اور یہ دونوں دو قوی نردوں کی طرح ایک دوسرے پر حملہ کرتے تھے

یَتَخَالَسَانِ اَنْفُسَهُمَا اَیُّهُمَا یَسْقِیْ صَاحِبَهٗ كَاْسَ الْمَنُوْنِ

اور ایک دوسرے کی جان لے لینا چاہتے تھے کہ دیکھیں کون اپنے مقابل کو موت کا پیالہ پلاتا ہے

فَمَرَّةً لَّنَا مِنْ عَدُوِّنَا وَمَرَّةً لِّعَدُوِّنَا فَلَمَّا رَاَی اللّٰهُ

تو کبھی (کامیابی کی دولت) ہمارے دشمنوں سے نکلکر ہمارے پاس آتی تھی اور کبھی ہمارے پاس سے نکلکر ہمارے دشمنوں کے پاس چلی جاتی

صِدْقَنَا اَنْزَلَ بِعَدُوِّنَا الْكَبْتَ وَاَنْزَلَ عَلَیْنَا النَّصْرَ

آخرکار جب خدا نے ہماری سچائی دیکھ لی تو ہمارے دشمنوں پر ذلت وخواری اور ہم پر اپنی فتح وظفر نازل فرمائی

حَتَّی اسْتَقَرَّ الْاِسْلَامُ مُلْقِیًا جِرَانَهٗ وَمُتَبَوِّءًا اَوْطَانَهٗ

یہاں تک کہ اسلام اپنی گردن (مومنین کے دلوں اور انکے وطنوں میں) اپنا سینہ ٹیک کر (آرام و اطمینان کیساتھ) متمکن وجاگزین ہو گیا

وَلَعَمْرِي لَوْ كُنَّا نَأْتِي مَا أَتَيْتُمْ مَا قَامَ لِلدِّينِ عَمُودٌ وَلَا

اپنی زندگی کی قسم اگر ہم بھی وہی کام کرتے جو تم نے کئے تو نہ (فقر) اسلام کا کوئی ستون بلند ہوتا اور نہ

اخْضَرَّ لِلْإِيمَانِ عُودٌ وَايْمُ اللهِ لَتَحْتَلِبُنَّهَا دَمًا

اسکی کوئی شاخ سرسبز و شاداب ہوتی اور تم بخدا ابھی موجودہ روش سے) ان سب کا خون ہی دودھ پیتے

وَلَتُتْبِعُنَّهَا نَدَمًا

اور اسکے عقب میں ندامت و پشیمانی اٹھاتے

خطبہ ۶۲

۵۶

جس میں آپ نے اپنے اصحاب سے خطاب فرمایا ہے

أَمَا إِنَّهُ سَيَظْهَرُ عَلَيْكُمْ بَعْدِي رَجُلٌ رَحْبُ الْبُلْعُومِ

یاد رکھو میرے بعد تم پر بہت جلد ایک کشادہ حلق بھاری بھرکم توند والا شخص (معاویہ)

مُنْدَحِقُ الْبَطْنِ يَأْكُلُ مَا يَجِدُ وَيَطْلُبُ مَا لَا يَجِدُ فَاقْتُلُوهُ

غلبہ حاصل کرے گا وہ جو پاتا ہے اسے کھا لیتا ہے اور جو نہیں پاتا اسکا طلبگار رہتا ہے (تمہیں اگر یہ ہاتھ لگ جائے) تو

وَلَنْ تَقْتُلُوهُ أَلَا وَإِنَّهُ سَيَأْمُرُكُمْ بِسَبِّي وَالْبَرَاءَةِ مِنِّي

اسے قتل کر دینا مگر میں جانتا ہوں کہ تم اسے ہرگز قتل نہ کر سکو گے دیکھو یہ عنقریب تم کو مجھے دشنام دینے اور مجھ سے تبرا کرنے

أَمَّا السَّبُّ فَسُبُّونِي فَإِنَّهُ لِي زَكَاةٌ وَلَكُمْ نَجَاةٌ وَأَمَّا

کا حکم دیگا تو جہاں تک دشنام کا تعلق ہے تم مجھے دشنام دے لینا کیونکہ وہ میرے لئے سبب پاکیزگی اور تمہارے لئے ذریعہ

الْبَرَاءَةُ فَلَا تَتَبَرَّأُوا مِنِّي فَإِنِّي وُلِدْتُ عَلَى الْفِطْرَةِ

نجات ہوگی رہ گیا تبرا تو مجھ سے تبرا نہ کرنا کیونکہ میں فطرت اسلام پر پیدا ہوا ہوں

وَسَبَقْتُ إِلَى الْإِيمَانِ وَالْهِجْرَةِ

اور ایمان اور ہجرت کیجانب میں نے پیشقدمی کی ہے

خطبہ ۶۳

۵۷

اسمیں حضرت نے خوارج سے خطاب کیا ہے

أَصَابَكُمْ حَاصِبٌ وَلَا بَقِيَ مِنْكُمْ آبِرٌ أَبَعْدَ إِيمَانِي بِاللهِ

پتھراؤ کرنیوالی بادتند تمہیں تکلیف میں مبتلا کرے اور تم میں کوئی اصلاح کرنیوالا باقی نہ رہے کیا خدا پر ایمان

سلہ یہ ایک خاص عربی محاورہ ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ تم اسلام و ایمان کو اپنے فائدے حاصل کرنے کے لئے نقصان پہونچا دیتے۔

سلہ اس سے معاویہ کی جانب اشارہ فرمایا گیا ہے مورخین نے لکھا ہے کہ معاویہ کو علت جوع البقر تھی جتنا بھی کھاتا تھا اسکی بھوک کم نہ ہوتی تھی اور یہ پیغمبر کی اس بددعا کا اثر تھا جس میں آپنے فرمایا تھا کہ اللھم لا تشبع بطنہ پروردگارا تو کبھی اسے شکم سیر نہ کرنا اسی امر کو ایک شاعر نے بھی اپنے شعر میں بیان کیا ہے وصاحب لی بطنہ کالھاویہ کان فی امعائہ معاویہ میرا ایک ساتھی ہے جس کا شکم جہنم کے مانند ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اسکے پیٹ میں معاویہ اترا ہوا ہے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس سے حجاج بن یوسف یا زیاد ابن ابوسفیان مراد ہے لیکن پہلا قول سیاق عبارت کو دیکھتے ہوئے زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ ۱۲

سلہ معاویہ کا امیر المومنین علیہ السلام پر سب و شتم کرانا ناقابل انکار حقیقت ہے خود اسکا سب و شتم کرنا تو ترمذی کی اس روایت سے واضح ہے کہ ان معاویۃ اذا قنت سب علی علی معاویہ قنوت میں حضرت علی پر سب و شتم کرتا تھا اور دوسروں کو اسکا حکم دیتا نصائح کافیہ کی اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ معاویہ جب کسی سے بیعت لیتا تھا تو حضرت پر تبرا اسکی خاص شرط ہوتی تھی معاویہ کی اس جاری کی ہوئی مذموم بدعت کا سلسلہ متواتر جاری رہا اور عمر ابن عبد العزیز کے دور خلافت میں جاکر ختم ہوا

سلہ یہ حضرت نے اس لئے ارشاد فرمایا کہ چونکہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ذکر المومن لبوء ھو زکوۃ لہ کسی مومن کا بدی کے ساتھ ذکر کرنا اُسکے لئے سبب پاکیزگی ہے سلہ اس سے حضرت نے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ آپ کے ماں باپ مومن تھے سلہ حضرت علی کی سبقت الی الاسلام ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار کرنا اُسی وقت ممکن ہوسکتا ہے جبکہ تاریخ کی متواتر شہادتوں کی جانب سے غض بصر کر لی جائے اور اُن کا کوئی لحاظ نہ کیا جائے مخالف ہو یا موافق سب اس بارے میں یک زبان ہیں کہ سب سے پہلے مسلمان اور مومن صرف حضرت علی ہی ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو قال ابن عباس سمعت عمر ابن الخطاب یقول قال رسول اللہ یا علی انت اول المسلمین اسلاما ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے عمر ابن خطاب کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ نے حضرت علی سے فرمایا کہ یا علی تم مسلمانوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے ہو۔ خصائص علویہ۔ عبد الرحمن ابن ابی لیلی نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ قال النبی (باقی صفحہ ۳۰۶ پر ملاحظہ ہو)

CamScanner

وَجِهَادِي مَعَ رَسُولِ اللهِ أَشْهَدُ عَلَى نَفْسِي بِالْكُفْرِ لَقَدْ

لائے اور پیغمبر کی ہمراہی میں (کافروں سے) جہاد کرنے کے بعد (کبھی) میں اپنے نفس کے دین سے برگشتہ ہونیکی گواہی دے دوں (تو

ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ فَأُوبُوا شَرَّ مَآبٍ

صورت میں تو میں یقیناً گمراہ ہونگا اور ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار نہ کیا جاؤں گا مناسب یہی ہے کہ اپنی بدترین بازگشت کی

وَارْجِعُوا عَلَى أَثَرِ الْأَعْقَابِ أَمَا إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي

(جو) کیطرف پلٹ آؤ اور اپنے پیروں (گمراہی سے ہدایت کی جانب) لوٹ جاؤ یاد رکھو کہ اور عنقریب ہی تم دائمی ذلت

ذُلًّا شَامِلًا وَسَيْفًا قَاطِعًا وَأَثَرَةً يَتَّخِذُهَا الظَّالِمُونَ

بران تم پر اور اس استبداد سے دوچار ہونے والے اور ملاقات کرنیوالے ہو جسکو ستمگار ان زمانہ تمہارے بارے میں مستقل

فِيكُمْ سُنَّةً

خاتمہ خطبہ

دستور بنالیں گے (جناب رضی فرماتے ہیں کہ)

(قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ) وَلَا بَقِيَ مِنْكُمْ آبِرٌ يُرْوَى بِالْبَاءِ وَالرَّاءِ

کہ حضرت کا یہ قول لا بقی منکم آبر با اور رے کے ساتھ روایت کیا گیا ہے جو عربوں

مِنْ قَوْلِهِمْ لِلَّذِي يَأْبُرُ النَّخْلَ أَيْ يُصْلِحُهُ وَيُرْوَى آثِرٌ

کے اس قول سے ماخوذ ہے جو وہ درخت خرما کا جوڑ لگانے اور اسکو درست کرنیوالے کیلئے بولتے ہیں اور ایک روایت

وَهُوَ الَّذِي يَأْثِرُ الْحَدِيثَ أَيْ يَرْوِيهِ وَيَحْكِيهِ وَهُوَ

اثر ث اور رے کے ساتھ بھی وارد ہوا ہے آثر اس شخص کو کہتے ہیں جو حدیث کی روایت و ترجمانی کرتا ہے اور یہی

أَصَحُّ الْوُجُوهِ عِنْدِي كَأَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَا بَقِيَ

میرے نزدیک صحیح ترین صورت ہے گویا اس سے حضرت کا مقصود یہ ہے کہ تم میں سے کوئی تمہارے متعلق خبر دینے والا باقی نہ رہے

مِنْكُمْ مُخْبِرٌ وَيُرْوَى آبِزٌ بِالزَّايِ الْمُعْجَمَةِ وَهُوَ الْوَاثِبُ

اور ایک تیسری روایت میں آبز زاء منقوطہ کے ساتھ وارد ہوا ہے جس کے معنے جست و خیز کرنیوالے کے ہیں

وَالْهَالِكُ أَيْضًا يُقَالُ لَهُ آبِزٌ)

اور ہلاک ہونے والے کو بھی آبز کہتے ہیں

58

خطبہ ۶۴

جب حضرت نے خوارج سے جنگ کرنے کا قصد فرمایا اور آپ سے کہا گیا کہ وہ نہروان کا پل پار کر گئے تو آپ نے فرمایا کہ

مَصَارِعُهُمْ دُونَ النُّطْفَةِ وَاللهِ لَا يُفْلِتُ مِنْهُمْ عَشَرَةٌ

ان (خارجیوں) کی ہلاکت گاہیں تو دریا کے اسی طرف آب نہروان کے نزدیک ہیں (یہ جائینگے کہاں) بخدا ان میں سے دس آدمی بھی بچ کر نہ جا سکیں گے

بقیہ صفحہ ۳۰۵

ابو سعید الاسعرد ثلاثہ کہ ویکفرو طرفۃ عین علی ابن ابی طالب وصاحب یسین ومومن آل فرعون وعلی افضلھم۔ وصاف تین شخص ہیں جو ایک لمحہ کے لئے بھی کافر نہیں ہوئے علی ابن ابیطالب اور صاحب یسین اور مومن آل فرعون اور علی ان سب سے افضل ہیں (۳) صاحب تاریخ طبری اور تفسیر ثعلبی تحریر فرماتے ہیں کہ قال محمد ابن المنکدر وربیعہ ابن ابی عبدالرحمن وابو حازم المدنی ومحمد ابن سائب الکلبی وقتادہ ومجاہد وابن عباس وجابر ابن عبداللہ وزید ابن ارقم وعمر ابن مرہ وشعب ابن الحجاج علی اول من اسلم محمد ابن منکدر اور ان کے بعد جو لوگ مذکور ہیں یہ سب باتفاق کہتے ہیں کہ سب سے پہلے وہ بزرگ جو ایمان لائے ہیں وہ حضرت علی ہیں جنکی گردہ روایتوں کے علاوہ بیشمار روایتیں ہیں جو حضرت کی سبقت الی الاسلام کی حقیقت کو پوری واضح کر رہی ہیں مگر طول کے خیال سے انھیں ترک کیا جاتا ہے اور آخر میں صرف حضرت کا شعر پیش کیا جاتا ہے آپ فرماتے ہیں سبقتکم الی الاسلام طرا یعنی میں نے تم سب پر اسلام لانے میں سبقت کی ہے۔ سب سے پہلی ہجرت پیغمبر کی شعب کی طرف ہوئی ہے جس میں آپکے ہمراہ صرف حضرت علی ہی نظر آتے ہیں چنانچہ ابن عباس کہتے کہ علی علیہ السلام سبقھم بالایمان ثم بالھجرۃ الی الشعب حضرت علی سب سے پہلے ایمان لائے اور انھوں نے سب سے پہلے شعب ابو طالب کی جانب ہجرت فرمائی۔

حاشیہ صفحہ ۳۰۶

۱؎ مہلب ابن ابی صفرہ اور حجاج بن یوسف وغیرہ کے ہاتھوں خوارج کو جو ذلتیں اٹھانی پڑیں وہ تاریخ میں مذکور ہیں اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے یہ جو پیشن گوئی فرمائی تھی وہ بالکل صحیح ثابت ہوئی ۲؎ حضرت کی یہ پیشن گوئی بھی بالکل صحیح نکلی چنانچہ جنگ نہروان کے خاتمہ پر جب کشتوں کا شمار کیا گیا تو خوارج کے صرف ۹ آدمی باقی اور حضرت کے لشکر کے صرف ۸ آدمی مقتول معلوم ہوئے جنگ نہروان میں خوارج کی کل تعداد بیس ہزار تھی انہیں سے جو نو آدمی باقی بچ گئے تھے انہیں سے دو آدمی سجستان دو عمان دو کرمان دو جزیرہ کی طرف بھاگ گئے اور ایک آدمی یمن چلا گیا جنکے ذریعہ سے خوارج کے متعدد فرقے بن گئے ان میں سے مشہور چھ فرقے ہیں ازارقہ، نجدیہ، صفریہ، عجاردہ، اباضیہ، ثعالبہ باقی فرقے انکی شاخوں میں داخل ہیں انکا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ اگر امام وقت مخالف سنت عمل کرے تو اس پر خروج کرنا واجب ہے ۔ ۱۲

CamScanner

وَلَا يَهْلِكُ مِنْكُمْ عَشَرَةٌ
اور نہ تم میں سے دس آدمی ہلاک ہوں گے

"یعنی بالنطفۃ ماء النہر وھو افصح کنایۃ وان کان کثیرا
اس عبارت میں حضرت نے نطفہ سے دریا کا پانی مراد لیا ہے جو ایک فصیح ترین کنایہ ہے اگرچہ وہ (دریا کا پانی) زیادہ اور کثیر ہو۔

خطبہ ۵۹

ولما قتل الخوارج وقیل لہ یا امیر المومنین
پھر جب خوارج قتل ہو چکے اور آپ سے کہا گیا کہ انکی جماعت تمام کی تمام (میدان جنگ) میں

ھلک القوم باجمعھم
موت کے گھاٹ اتر گئی تو اس وقت

(قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ) كَلَّا وَاللّٰهِ إِنَّهُمْ نُطَفٌ فِي أَصْلَابِ
آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم ایسا نہیں ہے ابھی تو یہ مردوں کے صلبوں اور

الرِّجَالِ وَقَرَارَاتِ النِّسَاءِ كُلَّمَا نَجَمَ مِنْهُمْ قَرْنٌ قُطِعَ
عورتوں کے رحموں کے اندر نطفوں کی شکل میں موجود ہیں جب کبھی بھی انکا کوئی سینگ (سردار) ظاہر ہوگا اسے قطع کر دیا جائیگا

حَتّٰى يَكُونَ آخِرُهُمْ لُصُوصًا سَلَّابِينَ (وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ)
یہاں تک کہ انکا آخری طبقہ چوروں اور ڈاکوؤں کا ہوگا — اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ

خطبہ ۶۰

لَا تَقْتُلُوا الْخَوَارِجَ بَعْدِي فَلَيْسَ مَنْ طَلَبَ الْحَقَّ فَأَخْطَأَهُ
دیکھو خوارج کو میرے بعد قتل نہ کرنا کیونکہ جو حق کا طلبگار رہا ہو اور اس کے حاصل کرنے میں اس سے غلطی ہو جائے وہ ہرگز اس

كَمَنْ طَلَبَ الْبَاطِلَ فَأَدْرَكَهُ (يَعْنِي مُعَاوِيَةَ وَأَصْحَابَهُ)
شخص کے مانند نہیں ہے جسنے باطل کو چاہا ہو اور اسے پا لیا ہو — ان سے حضرت کی مراد معاویہ اور اس کے ساتھی ہیں

خطبہ ۶۵

۶۱

لما خوف من الغیلۃ
جب حضرت کو اچانک دھوکہ کے ساتھ شہید ہونے سے ڈرایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ

وَإِنَّ عَلَيَّ مِنَ اللّٰهِ جُنَّةً حَصِينَةً فَإِذَا جَاءَ يَوْمِي
ابھی تو میرے جسم پر خدا کی مضبوط حفاظت کرنے والی سپر موجود ہے

انْفَرَجَتْ عَنِّي وَأَسْلَمَتْنِي فَحِينَئِذٍ لَا يَطِيشُ السَّهْمُ
جب میری موت کا دن آئیگا تو وہ مجھ سے علیحدہ ہو جائیگی اور مجھے اوسکے سپرد کر دیگی سو اس وقت نہ (تو موت کا) تیر نشانہ سے خطا کریگا

وَلَا يَبْرَأُ الْكَلْمُ
اور نہ زخم اندمال پذیر ہوگا

CS CamScanner

خطبہ ۶۶

٦٢

اس میں حضرت نے اعمال صالحہ کی طرف رغبت دلائی ہے

أَلَا وَإِنَّ الدُّنْيَا دَارٌ لَا يُسْلَمُ مِنْهَا إِلَّا فِيهَا وَلَا يُنْجَى بِشَيْءٍ

دیکھو دنیا وہ گھر ہے جس (کے عذاب) سے سلامتی نہیں ہو سکتی مگر اسی میں اور جو چیز اس دنیا کی ہے

كَانَ لَهَا أُبْتُلِيَ النَّاسُ فِيهَا فِتْنَةً فَمَا أَخَذُوهُ مِنْهَا لَهَا

اس سے نجات حاصل نہو سکے گی اسکے اندر لوگ آزمائش میں مبتلا ہیں انھوں نے جو چیزیں دنیا کے (عیش و آرام)

أُخْرِجُوا مِنْهُ وَحُوسِبُوا عَلَيْهِ وَمَا أَخَذُوهُ مِنْهَا لِغَيْرِهَا

لئے لی ہیں انسے یہ لوگ نکال باہر کئے جائیں گے اور انپر ان سے محاسبہ کیا جائیگا اور جو چیزیں اس سے اسکے غیر (آخرت) کے لئے

قَدِمُوا عَلَيْهِ وَأَقَامُوا فِيهِ فَإِنَّهَا عِنْدَ ذَوِي الْعُقُولِ [1]

حاصل کی ہیں انپر یہ وارد ہونگے اور انمیں (ہمیشہ) اقامت گزیں رہیں گے یہ دنیا عقل والوں کے نزدیک

كَفَيْءِ الظِّلِّ بَيْنَا تَرَاهُ سَابِغاً حَتَّى قَلَصَ وَزَائِداً حَتَّى نَقَصَ

(تغیر میں) سایہ کے مانند ہے جسے تم ابھی پھیلا ہوا دیکھ رہے تھے کہ دفعۃً سمٹ گیا اور ابھی زیادہ تھا کہ کم ہو گیا

[1] اسی مضمون کو حضرت نے اپنے اس شعر میں بھی ادا فرمایا ہے کہ
انما الدنیا کظل زائل
او کضیف بات لیلا وارتحل
دنیا زائل ہو جانے والے سایہ یا اس مہمان کے مانند ہے جو ایک شب بسر کرے اور پھر کوچ کر جائے - ۱۲

خطبہ ۶۷

٦٣

اس میں حضرت کے لوگوں کو دنیا پر فریفتہ ہونے سے ڈرایا ہے

وَاتَّقُوا اللّٰهَ عِبَادَ اللّٰهِ وَبَادِرُوا آجَالَكُمْ بِأَعْمَالِكُمْ وَابْتَاعُوا

بندگان خدا اللہ سے ڈرو اور اپنے نیک کاموں کے ذریعہ اپنی موتوں سے آگے بڑھ جاؤ ہمیشہ باقی رہنے والی

مَا يَبْقَى بِمَا يَزُولُ عَنْكُمْ وَتَرَحَّلُوا فَقَدْ جُدَّ بِكُمْ

چیزوں کو فانی چیزوں کے عوض میں خرید لو اور دیکھو یہاں سے کوچ کر چلو کیونکہ تمھارے یہاں سے جلدی سفر کرنیکی کوشش کی گئی ہے

وَاسْتَعِدُّوا لِلْمَوْتِ فَقَدْ أَظَلَّكُمْ وَكُونُوا قَوْماً صِيحَ

اور موت کے لئے آمادہ رہو کیونکہ وہ تمھارے نزدیک آ گئی ہے اور ان لوگوں کے مانند ہوشیار بن جاؤ

بِهِمْ فَانْتَبَهُوا وَعَلِمُوا أَنَّ الدُّنْيَا لَيْسَتْ لَهُمْ بِدَارٍ

جن تک تاراجی کی بلند آواز پہونچی ہو اور وہ اس سے بیدار ہو گئے ہوں اور اچھی طرح جان لو کہ یہ دنیا تمھارے رہنے کا مقام

فَاسْتَبْدَلُوا فَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ لَمْ يَخْلُقْكُمْ عَبَثاً وَلَمْ

نہیں لہذا اسے آخرت سے بدل لو خدا نے تمھیں بیکار پیدا نہیں کیا اور نہ تمھیں

يَتْرُكْكُمْ سُدًى وَمَا بَيْنَ اَحَدِكُمْ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ اَوِ النَّارِ

مہمل چھوڑ رکھا ہے اور تم میں سے کسی شخص اور بہشت یا دوزخ کے درمیان موت کے علاوہ

اِلَّا الْمَوْتُ اَنْ يَنْزِلَ بِهٖ وَاِنَّ غَايَةً تَنْقُصُهَا اللَّحْظَةُ وَ

اور کوئی چیز نہیں جو اس پر نازل ہو (اور اگر عمل اچھا ہو تو جنت ورنہ اسے جہنم کے سپرد کرے) یقیناً وہ عمر جسے ہر لحظہ کم کر رہا ہو

تَهْدِمُهَا السَّاعَةُ لَجَدِيْرَةٌ بِقِصَرِ الْمُدَّةِ وَاِنَّ غَائِبًا يَحْدُوْهُ

اور جس (کی عمارت) کو ہر آنیوالی گھڑی گراتی رہتی ہے وہ اسکی مستحق ہے کہ اسکی مدت کم ہوتی رہے اور وہ غائب

الْجَدِيْدَانِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ لَحَرِيٌّ بِسُرْعَةِ الْاَوْبَةِ وَاِنَّ قَادِمًا

(انسان) جسے یکے بعد دیگرے آنے والے شب و روز ہنکا لے لئے جا رہے ہیں وہ (اپنی حقیقی قرارگاہ کیطرف تیزی کیساتھ پلٹ جائیگا

يَقْدَمُ بِالْفَوْزِ وَالشِّقْوَةِ لَمُسْتَحِقٌّ لِاَفْضَلِ الْعُدَّةِ فَتَزَوَّدُوْا

زیادہ حقدار ہے نیز وہ آنیوالی (موت) جو کامیابی یا بدنصیبی کو اپنے ساتھ لائے گی بہترین ساز و سامان کی مستحق ہے

فِي الدُّنْيَا مِنَ الدُّنْيَا مَا تُحْرِزُوْنَ بِهٖ اَنْفُسَكُمْ غَدًا

تو دنیا ہی کے اندر رہتے دنیا سے نیک کاموں کا وہ زاد راہ اپنے ہمراہ لے لو جس سے کل قیامت کے دن تم اپنے نفسوں کو بچا لے گے

فَاتَّقٰى عَبْدٌ رَبَّهٗ نَصَحَ نَفْسَهٗ قَدَّمَ تَوْبَتَهٗ وَغَلَبَ شَهْوَتَهٗ

ہر بندے کو چاہیئے کہ وہ اپنے خدا سے ڈرے اپنے نفس کو اچھی باتوں کی نصیحت کرے اور اپنی خواہش نفس کو دبائے

فَاِنَّ اَجَلَهٗ مَسْتُوْرٌ عَنْهُ وَاَمَلَهٗ خَادِعٌ لَهٗ وَالشَّيْطَانُ

کیونکہ اسکی موت اس (کی نگاہوں) سے پوشیدہ ہے اس کی (ہر) آرزو اسے دھوکہ دے رہی ہے اور شیطان اس پر

مُوَكَّلٌ بِهٖ يُزَيِّنُ لَهُ الْمَعْصِيَةَ لِيَرْكَبَهَا وَيُمَنِّيْهِ التَّوْبَةَ

مسلط ہے جو خدا کی نافرمانی کو اسکے سامنے سجا کر پیش کرتا ہے تاکہ یہ اسکا ارتکاب کرے اور توبہ کی بہم امید میں

لِيُسَوِّفَهَا حَتّٰى تَهْجُمَ مَنِيَّتُهٗ عَلَيْهِ اَغْفَلَ مَا يَكُوْنُ عَنْهَا

دلاتا رہتا ہے تاکہ اسکو تاخیر میں ڈالدے یہانتک کہ اسکی موت اچانک اس پر وارد ہو جائے جبکہ وہ اس کی

فَيَا لَهَا حَسْرَةً عَلٰى ذِيْ غَفْلَةٍ اَنْ يَكُوْنَ عُمُرُهٗ عَلَيْهِ حُجَّةً وَاَنْ

جانب سے انتہائی غفلت میں ہو (غرض) صاحب غفلت انسان پر کتنا افسوس ہوتا ہے کہ قیامت کے دن (اسکی عمر ہی

تُؤَدِّيَهٗ اَيَّامُهٗ اِلٰى شِقْوَةٍ نَسْاَلُ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ اَنْ يَّجْعَلَنَا وَاِيَّاكُمْ

اس کے خلاف حجت بن جائے گی اور اسکی زندگی کے دن اسے بدبختی تک پہونچا دینگے ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور تمہیں

مِمَّنْ لَا تُبْطِرُهٗ نِعْمَةٌ وَلَا تُقَصِّرُ بِهٖ عَنْ طَاعَةِ رَبِّهٖ غَايَةٌ وَلَا

ان لوگوں میں سے قرار دیدے جنہیں کوئی نعمت متکبر بنائی ہو کوئی غرض طاعت خدا سے باز نہ رکھتی ہو

تَحُلُّ بِهٖ بَعْدَ الْمَوْتِ نَدَامَةٌ وَلَا كَاٰبَةٌ

اور موت کے بعد رنج و پشیمانی جن کے پاس نہ آئے

لے قرآن مجید میں اسی مطلب کو اس انداز میں ادا کیا گیا ہے کہ افحسبتم انما خلقناکم عبثا کیا تمہارا خیال ہے کہ ہم نے تمہیں عبث اور بیکار پیدا کیا ہے۔ ۱۲

کے اس مقام پر صیغے تو ماضی کے استعمال ہوئے ہیں مگر مراد اس سے امر ہے اور یہی مراد سیاق کلام سے زیادہ ارتباط رکھتی ہے ۱۲

خطبہ ٦٨

٦١

اس میں حضرت نے پروردگار عالم کے بعض اوصاف کا ذکر کیا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَسْبِقْ لَهُ حَالٌ حَالًا فَيَكُونَ اَوَّلًا

حمد اس اللہ کے لئے مخصوص ہے جس کی کوئی ایک حالت دوسری حالت سے سابق نہیں کہ وہ آخر ہونے سے

قَبْلَ اَنْ يَكُونَ آخِرًا وَيَكُونَ ظَاهِرًا قَبْلَ اَنْ يَكُونَ بَاطِنًا كُلُّ

اول ہو اور باطن ہونے سے پہلے ظاہر ہو (وہ بیک وقت اول بھی ہے آخر بھی باطن بھی ہے ظاہر بھی) اس کے علاوہ

مُسَمًّى بِالْوَحْدَةِ غَيْرُهُ قَلِيلٌ وَكُلُّ عَزِيزٍ غَيْرُهُ ذَلِيلٌ

ہر یکتائی کے ساتھ موسوم ہونے والا کمتر ہر عزت دار ذلیل و

وَكُلُّ قَوِيٍّ غَيْرُهُ ضَعِيفٌ وَكُلُّ مَالِكٍ غَيْرُهُ مَمْلُوكٌ وَكُلُّ

ہر طاقتور ناتواں ہر مالک غلام اور

عَالِمٍ غَيْرُهُ مُتَعَلِّمٌ وَكُلُّ قَادِرٍ غَيْرُهُ يَقْدِرُ وَيَعْجِزُ وَكُلُّ

عالم متعلم اور ہر با اقتدار ایک چیز پر قدرت رکھتا ہے تو دوسری چیز سے عاجز ہے

سَمِيعٍ غَيْرُهُ يَصَمُّ عَنْ لَطِيفِ الْاَصْوَاتِ وَيُصِمُّهُ كَبِيرُهَا

اور ہر سننے والا ہلکی آوازوں کو سنتا نہیں ہے اور بڑی آوازیں اسے بہرا کر دیتی ہیں

وَيَذْهَبُ عَنْهُ مَا بَعُدَ مِنْهَا وَكُلُّ بَصِيرٍ غَيْرُهُ يَعْمٰى عَنْ

اور دور کی صدائیں اس تک پہنچ نہیں پاتیں اور ہر دیکھنے والا پنہاں رنگوں اور

خَفِيِّ الْاَلْوَانِ وَلَطِيفِ الْاَجْسَامِ وَكُلُّ ظَاهِرٍ غَيْرُهُ غَيْرُ بَاطِنٍ

لطیف جسموں کے دیکھنے سے نابینا ہوتا ہے نیز اس کے ماسوا جو ظاہر ہے وہ باطن کا غیر

وَكُلُّ بَاطِنٍ غَيْرُهُ غَيْرُ ظَاهِرٍ لَمْ يَخْلُقْ مَا خَلَقَهُ لِتَشْدِيدِ

اور جو باطن ہے وہ ظاہر کی نقیض ہے اس نے اپنی مخلوق کو نہ تو اپنی سلطنت کے مضبوط کرنے کیلئے پیدا کیا ہے

سُلْطَانٍ وَلَا تَخَوُّفٍ مِنْ عَوَاقِبِ زَمَانٍ وَلَا اسْتِعَانَةٍ عَلٰى

نہ عواقب زمانہ سے خوف زدہ ہونیکی وجہ سے نہ اپنے مقابل حملہ آور کثرت پر فخر کرنے والے شریک اور

نِدٍّ مُثَاوِرٍ وَلَا شَرِيكٍ مُكَاثِرٍ وَلَا ضِدٍّ مُنَافِرٍ وَلٰكِنْ

منافرت کرنے والے دشمن کے خلاف مدد حاصل کرنیکے لئے بلکہ یہ سب اس کے

خَلَائِقُ مَرْبُوبُونَ وَعِبَادٌ دَاخِرُونَ لَمْ يَحْلُلْ فِي الْاَشْيَاءِ

پرورش کردہ خلق کئے ہوئے ذلیل بندے ہیں اس نے کائنات کی چیزوں میں حلول نہیں کیا ہے

[illegible] ... نحن روحان حللنا بدنا ... [illegible]

فَيُقَالَ هُوَ فِيهَا كَائِنٌ وَلَمْ يَنْأَ عَنْهَا فَيُقَالَ هُوَ مِنْهَا بَائِنٌ لَمْ

تاکہ یہ کہا جائے کہ وہ انھیں میں ہے اور نہ ان سے دور ہی ہو گیا ہے کہ یہ کہا جائے کہ وہ ان سے الگ ہے

يَؤُدْهُ خَلْقُ مَا ابْتَدَأَ وَلَا تَدْبِيرُ مَا ذَرَأَ وَلَا وَقَفَ بِهِ عَجْزٌ

جن چیزوں کو اس نے پہلے پہل بنایا انکی آفرینش نے اُسے درماندہ اور جنکو وہ خلق فرما چکا تھا انکی تدبیر نے اسے سست نہیں بنایا

عَمَّا خَلَقَ وَلَا وَلَجَتْ عَلَيْهِ شُبْهَةٌ فِيمَا قَضَى وَقَدَّرَ

اور نہ مخلوق (پر تصرف کرنے) سے کوئی عاجزی اس کے پاس آکر کھڑی ہوئی نہ اپنی قضا و قدر کے بارے میں اسے کسی قسم کا شک لاحق ہوا

بَلْ قَضَاءٌ مُتْقَنٌ وَعِلْمٌ مُحْكَمٌ وَأَمْرٌ مُبْرَمٌ الْمَأْمُولُ مَعَ

بلکہ اس کا ہر فیصلہ مستحکم اس کا ہر علم پائیدار اور اسکا ہر معاملہ مضبوط ہے وہ اپنے انتقاموں کے باوجود امیدوں کی

النِّقَمِ وَالْمَرْجُوُّ مِنَ النِّعَمِ

آماجگاہ ہے اور اس کے لطف و انعام کے باوجود اس سے ڈرا جاتا ہے

خطبہ ٦٩

65

جسے حضرت نے صفین[1] کی لڑائی میں کسی ایک روز اپنے صحابؓ کے سامنے ارشاد فرمایا

مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِينَ اسْتَشْعِرُوا الْخَشْيَةَ وَتَجَلْبَبُوا السَّكِينَةَ

مسلمانوں کی جماعتوں سنو خوف خدا کو اپنا شعار بنا لو اور سکون و اطمینان کی چادریں اوڑھ لو

وَعَضُّوا عَلَى النَّوَاجِذِ فَإِنَّهُ أَنْبَى لِلسُّيُوفِ عَنِ الْهَامِ

اور دانتوں کو دانتوں پر بھینچ کر جنگ کرو کیونکہ یہ (تدبیر) شمشیروں کو سروں سے بہت زیادہ دور کر دینے والی ہے

وَأَكْمِلُوا اللَّأْمَةَ وَقَلْقِلُوا السُّيُوفَ فِي أَغْمَادِهَا قَبْلَ سَلِّهَا

زرہ[2] کو دوسرے ہتھیاروں کے ساتھ) کامل کرلو اور تلواروں کو انکی نیاموں سے باہر نکالنے سے پہلے حرکت دے لو کہ دیکھ لو کہیں وہ اڑی تو نہیں ہیں)

وَالْحَظُوا الْخَزْرَ وَاطْعَنُوا الشَّزْرَ وَنَافِحُوا بِالظُّبَا وَصِلُوا

دشمنوں پر کنکھیوں سے نظر رکھو دہنے اور بائیں نیزہ بازی کرتے جاؤ مقابل والوں کو تلواروں کی باڑھ پر رکھ لو اور شمشیریں اگر

السُّيُوفَ بِالْخُطَا وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ بِعَيْنِ اللهِ وَمَعَ ابْنِ عَمِّ

چھوٹی ہیں تو) انھیں قدم بڑھا کر دشمنوں تک پہونچا دو اور اسکا یقین رکھو کہ تم خدا کے سامنے اور پیغمبر

رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَعَاوِدُوا الْكَرَّ

اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی کے ساتھ ہو تو پیہم بڑھ بڑھ کر حملے کرو

وَاسْتَحْيُوا مِنَ الْفَرِّ فَإِنَّهُ عَارٌ فِي الْأَعْقَابِ وَنَارٌ يَوْمَ

اور فرار[3] سے شرماؤ کیونکہ یہ اخلاف کیلئے ننگ و عار (رہیگا) اور (پھر) قیامت کے دن تو جہنم کی

---

[1] غالباً یہ لیلۃ الہریر کی صبح خطبہ ارشاد فرمایا گیا ہے ۱۲

[2] زرہ اُس وقت تک ناقص ہے جبتک خود وغیرہ استعمال نہ کیا جائے اسی لئے حضرت نے فرمایا ہے کہ اسے مکمل کرلو ۱۲

[3] میدان جنگ سے بھاگنا اور حکم جہاد پر عمل نہ کرنا بلا وجہ گناہ ہے جیسا کہ قران مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ یا ایھا الذین اٰمنوا اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوھم الادبار ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب من اللہ وماواہ جہنم وبئس المصیر۔ ایماندارو ایماندارو جب جب کافروں سے تمہارا مقابلہ ہو تو انکو پیٹھ دکھا کر نہ بھاگو اور جو اس شخص کے سوا جو لڑائی کیواسطے کترائے یا کسی جماعت کے پاس جا کر موقع پائے اور جو شخص بھی کفار کی طرف سے اپنی پیٹھ پھیرے گا وہ یقینی خدا کے غضب میں آگیا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا انفال رکوع ۱۰ - ۱۲

الْحِسَابِ وَطِيبُوا عَنْ أَنْفُسِكُمْ نَفْسًا وَامْشُوا إِلَى الْمَوْ

آگ ہے ہی اور خدا کی راہ میں اپنی جانوں کے چلے جانے سے خوش ہو اور موت کی طرف نرم رفتاری کے سا

مَشْيًا سُجُحًا وَعَلَيْكُمْ بِهٰذَا السَّوَادِ الْأَعْظَمِ وَالرِّوَاقِ

بڑھے چلو۔ شام کی اس کثیر التعداد فوج اور معاویہ کے اس طنابوں والے خیمہ

الْمُطَنَّبِ فَاضْرِبُوا ثَبَجَهُ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ كَامِنٌ فِي كِسْرِ

تمہارے لئے حملہ کرنا ضروری ہے پس اسکے بیچوں بیچ جاکر تلوار کا وار کرو کیونکہ شیطان اسی کی آڑ میں چھپا ہوا

قَدْ قَدَّمَ لِلْوَثْبَةِ يَدًا وَأَخَّرَ لِلنُّكُوصِ رِجْلًا فَصَمْدًا

اور اس نے جست کرنے کیلئے ایک ہاتھ آگے اور (جلد) بھاگ جانیکے لئے ایک پیر پیچھے کر رکھا ہے تو ارادہ

صَمْدًا حَتّٰى يَنْجَلِيَ لَكُمْ عَمُودُ الْحَقِّ (وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ

اور ارادے کی پختگی کو باقی رکھو) تا اینکہ حق کا ستون (اس کی روشنی) ظاہر ہو جائے بس (فتح و ظفر کیا تھا) سربلند ہونیوالے تم

وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ)

اور خدا تمہارے ساتھ ہے جو تمہارے اعمال کی جزا (دینے) میں کوئی کمی نہیں کرے گا

ؔ اس مقام پر قریش سے مہاجرین مراد ہیں

خطبہ ۶۰

٦٦

جب وفات پیغمبر اسلام کے بعد حضرت تک سقیفہ کی اطلاعات پہونچیں تو آپ نے دریافت فرمایا کہ اس مو

پر انصار نے کیا کہا تھا لوگوں نے عرض کی کہ

فَهَلَّا احْتَجَجْتُمْ عَلَيْهِمْ بِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

انھوں نے کہا تھا کہ ایک حاکم ہم میں سے ہو اور ایک تم مہاجرین سے اس پر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ پھر تم نے

وَسَلَّمَ وَصّٰى بِأَنْ يُحْسَنَ إِلٰى مُحْسِنِهِمْ وَيُتَجَاوَزَ عَنْ

انھیں یوں کیوں نہ قائل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

مُسِيئِهِمْ (قَالُوا وَمَا فِي هٰذَا مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ فَقَالَ

نے وصیت فرمائی ہے کہ ان (انصار) کے نیکوکاروں کے ساتھ احسان اور انہیں جو بدکردار

عَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْ كَانَتِ الْإِمَارَةُ فِيهِمْ لَمْ تَكُنِ الْوَصِيَّةُ

اُن سے درگذر کیا جائے لوگوں نے عرض کی کہ اس میں انصار پر حجت قائم کرنے والی کیا بات ہے آپنے فرمایا کہ

بِهِمْ (ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ) فَمَاذَا قَالَتْ قُرَيْشٌ

اگر امارت و خلافت انصار کے حق میں ہوتی تو وصیت انکے بارے میں نہ کیجاتی (کیونکہ وصیت محکوم کے متعلق کی جاتی ہے نہ کہ حاکم کے متعلق) آپنے فرمایا کہ پھر قریش نے

(قَالُوا احْتَجَّتْ بِأَنَّهَا شَجَرَةُ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

لوگوں نے عرض کی کہ انھوں نے یہ دلیل دی کہ وہ پیغمبر اسلام کے درخت ہیں

(درمیان میں) فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ احْتَجُّوا بِالشَّجَرَةِ وَأَضَاعُوا الثَّمَرَةَ

اس پر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ انھوں نے درخت سے تو دلیل پیش کی اور اس کے پھل کو رائیگان کر دیا

خطبہ ۶۷

جس وقت حضرت نے مصر کی امارت محمد ابن ابی بکر کے حوالہ کی اور وہ مصر کے مفتوح ہونے کے بعد قتل کر دیے گئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ

وَقَدْ أَرَدْتُ تَوْلِيَةَ مِصْرَ هَاشِمَ بْنَ عُتْبَةَ وَلَوْ وَلَّيْتُهُ

میرے مصر کا والی ہاشم ابن عتبہ کو بنانا چاہا تھا اگر میں اُسے وہاں کا والی

إِيَّاهَا لَمَا خَلَّى لَهُمُ الْعَرْصَةَ وَلَا أَنْهَزَهُمُ الْفُرْصَةَ

بنا دیتا تو وہ دشمنوں کے لئے میدان کو خالی نہ چھوڑتا اور انھیں حملہ کرنے کی فرصت نہ دیتا

بِلَا ذَمٍّ لِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ فَلَقَدْ كَانَ إِلَيَّ حَبِيبًا

(ہاشم ابن عتبہ کی اس تعریف سے) محمد ابن ابی بکر کی مذمت (مقصود) نہیں کیونکہ وہ تو میرا محبوب اور

وَكَانَ لِي رَبِيبًا

میرا پرورش کردہ تھا

خطبہ ۶۸

اس میں امیر المومنین علیہ السّلام نے اپنے اصحاب کو زجر و توبیخ فرمائی ہے

كَمْ أُدَارِيكُمْ كَمَا تُدَارَى الْبِكَارُ الْعَمِدَةُ وَالثِّيَابُ

میں کہاں تک جوان زخمی پشت اونٹوں اور اُن پرانے کپڑوں کی طرح تمھاری خاطر مدارات کئے جاؤں

الْمُتَدَاعِيَةُ كُلَّمَا حِيصَتْ مِنْ جَانِبٍ تَهَتَّكَتْ مِنْ

جنھیں جب ایک طرف سے سیا جاتا ہے تو وہ دوسری طرف سے پھٹ جاتے ہیں

آخَرَ كُلَّمَا أَطَلَّ عَلَيْكُمْ مَنْسِرٌ مِنْ مَنَاسِرِ أَهْلِ الشَّامِ

تمھارا تو یہ رنگ نظر آرہا ہے کہ اگر شام کے لشکروں میں کسی وقت بھی کوئی لشکر تمھارے قریب آ گیا

أَغْلَقَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْكُمْ بَابَهُ وَانْجَحَرَ انْجِحَارَ الضَّبَّةِ

تو تم میں کا ہر شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کرنے لگا اور جس طرح گوہ اپنے سوراخ میں یا بجو اپنے بھٹ میں

فِي جُحْرِهَا وَالضَّبُعِ فِي وِجَارِهَا الذَّلِيلُ وَاللهِ مَنْ

گھس جاتا ہے اسی طرح وہ اپنے گھر میں دبک کر بیٹھ جائے گا خدا کی قسم وہ ذلیل

---

۵۷ اس مقام پر شجرہ سے قریش اور ثمرہ سے اہلبیت مراد ہیں۔ حضرت کے اس استعارہ کی بلاغت بالکل واضح ہے قریش چونکہ شاخ نبوت کی اصل تھے اور اہلبیت نے اُس سے گرانقدر فائدہ لیا کو بہتر سے بہتر انداز میں پیش کر کے دنیا کو اُس سے تمتع ہونے کا موقع دیا اس لئے ان دونوں کی تعبیر کے لئے جو الفاظ مستعار لئے گئے ہیں ان سے بہتر دوسرے الفاظ ممکن ہی نہ تھے ان لطیف تعبیرات پر جس دلیل کا سنگ بنیاد رکھا گیا ہے اس کا اجمال یہ ہے کہ درخت کی غرض و غایت حقیقتاً پھل ہوتے ہیں اس بناپر قابل توجہ پھل ہی تھے انھیں لانا چاہیئے تھا نہ کہ درخت کے تنہ کو پھلوں کو چھوڑ دینا اور تنہ کو اختیار کرنا یہ کوئی عقلمندی کی بات ہے۔

۵۸ محمد اسماء بنت عمیس کے بطن سے پیدا ہوئے تھے جنھیں کہ امیر المومنین نے انکے باپ ابو بکر کی موت کے بعد عقد فرما لیا تھا اور اپنی عزیز اولاد کی طرح ان کی تربیت فرمائی تھی اس لئے انکے متعلق ربیب کا لفظ استعمال فرمایا ہے اپنے دوران خلافت میں حضرت نے انھیں امارت مصر کا جلیل عہدہ سپرد فرمایا تھا ملا فتح اللہ کاشانی نے انکے قتل ہونے کا واقعہ اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ معاویہ نے جنگ صفین کے بعد عمرو عاص کو چھ ہزار سپاہیوں کے ساتھ مصر کی جانب یہ لالچ دلا کر روانہ کیا کہ اگر وہ محمد ابن ابی بکر کو قتل کر کے مصر کو فتح کرلے گا تو اُسے وہاں کا گورنر بنا دیا جائے گا جب محمد ابن ابی بکر کو اطلاع ملی کہ عمرو عاص چھ ہزار فوج سے مصر پر حملہ کرنے کے لئے آرہا ہے تو انھوں نے کوفہ سے کمک منگوائی وہاں سے کمک آجانے پر انھوں نے کنانہ بن بشر کو دو ہزار فوج دیکر عمرو عاص کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا اور دو ہزار فوج اپنی ہمراہی میں لے کر مقابلہ کے لئے پوری طرح تیار ہو گئے کنانہ نے بڑی شجاعت و بامردی کے ساتھ مقابلہ کیا لیکن عمرو عاص کی فوج نے آخر میں انھیں شکست دی اور یہ دشمن کے ہاتھوں قتل ہو گئے انکے میدان جنگ میں قتل ہو جانے کی وجہ سے محمد ابن ابی بکر کی قیادت میں جو فوج دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کھڑی تھی اس میں ابتری پھیل گئی اور وہ محمد کو تنہا چھوڑ کر منتشر ہو گئی اور خود انھوں نے بھاگ کر ایک خرابہ میں پناہ لی عمرو عاص خود تو اس معرکہ کے بعد قسطنطنیہ چلا گیا مگر معاویہ کی طرف سے انکی سرگرم جستجو کا سلسلہ جاری رہا بالآخر خدیج کندی نے انکا سراغ لگا کر ایک مردہ گدھے کی پیٹ میں رکھکر نذر آتش کر دیا۔ ۱۲

نصرتموہ ومن رمی بکم فقد رمی بافوق ناصل وانکم

جس کی تم نے مدد کی اور جس نے تم سے تیر چلایا اس نے سوفار شکستہ تیر چلائے

واللہ لکثیر فی الباحات قلیل تحت الرایات وانی

تم میدانوں کے صحنوں میں تو زیادہ مگر جھنڈوں کے نیچے بہت کم (نظر) آتے ہو

لعالم بما یصلحکم ویقیم اودکم ولکنی لا اری

میں ان تدبیروں سے واقف ہوں جو تمہاری اصلاح کر سکتی اور تمہاری کجی کو درست کر سکتی ہیں مگر میں مناسب نہیں سمجھتا کہ

اصلاحکم بافساد نفسی اضرع اللہ خدودکم

اپنے نفس کو فساد کے راستے پر گامزن کر کے تمہاری اصلاح کروں خدا تمہارے چہروں کو ذلیل و خوار کرے

واتعس جدودکم لا تعرفون الحق کمعرفتکم الباطل

اور تمہارے (دولت و عزت کے نصیبوں) کو مٹائے و برباد کرے تم تو حق کو اتنا بھی نہیں جانتے جتنا باطل کو جانتے ہو

ولا تبطلون الباطل کابطالکم الحق

اور باطل کو اتنا بھی رد نہیں کرتے جتنا حق کو رد کرتے ہو

خطبہ ۶۳

جسے حضرت نے صبح روز ضربت ارشاد فرمایا

ملکتنی عینی وانا جالس فسنح لی رسول اللہ

میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے نیند آ گئی اور رسالتمآب میرے سامنے ظاہر ہوئے

صلی اللہ علیہ والہ فقلت یا رسول اللہ ماذا

میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کی امت کے ہاتھوں مجھے کیا کیا

لقیت من امتک من الاود واللدد فقال ادع

عداوتوں اور کجرویوں کا مجھے سامنا کرنا پڑا ہے۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ تم ان کے لئے بد دعا کرو

علیہم فقلت ابدلنی اللہ بہم خیرا منہم

جس پر میں نے کہا کہ خدا مجھے ان کے عوض میں ان سے بہتر لوگ اور میرے

وابدلہم بی شرا لہم منی

عوض میں انہیں مجھ سے بدتر سردار مرحمت فرمائے

لہ جناب سید رضی علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یعنی علیہ السلام بالاود الاعوجاج و باللدد الخصام و هذا من افصح الکلام۔ کلام میں حضرت نے اود سے کجی اور لدد سے دشمنی مراد لی ہے اور یہ کلام حضرت کے فصیح ترین کلاموں سے ایک کلام ہے۔ ۱۲

خطبہ ۷۴

۷۰

عراق والوں کی مذمت میں

أَمَّا بَعْدُ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ فَإِنَّمَا أَنْتُمْ كَالْمَرْأَةِ

حمد و نعت کے بعد واضح ہو کہ اے عراق کے رہنے والو تمہاری مثال تو بالکل اس حاملہ عورت جیسی ہے جو

الْحَامِلِ حَمَلَتْ فَلَمَّا أَتَمَّتْ أَمْلَصَتْ وَمَاتَ قَيِّمُهَا

ایک عرصہ تک حمل کی تکلیفیں سہے اور جب اسکی مدت تمام ہونے کو آئے تو بچہ کو ساقط کر دے۔ اسکا سردار (شوہر) مر جائے

وَطَالَ تَأَيُّمُهَا وَوَرِثَهَا أَبْعَدُهَا أَمَا وَاللّٰهِ مَا أَتَيْتُكُمْ

اس کے رنڈاپے کی مدت طول کھینچے اور اسکی میراث اس کے دور ترین رشتہ دار لے جائیں۔ آگاہ ہو کہ خدا میں تمہارے پاس خود اپنے

اخْتِيَاراً وَلٰكِنْ جِئْتُ إِلَيْكُمْ سَوْقاً وَلَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّكُمْ

اختیار سے نہیں بلکہ (تمہاری مخالفانہ سرگرمیوں کے) ہنگامے دفع کرنے کی وجہ سے آیا ہوں اور ہاں مجھ تک اطلاع پہنچی ہے کہ معاذ اللہ

تَقُولُونَ عَلِيٌّ يَكْذِبُ قَاتَلَكُمُ اللّٰهُ فَعَلَى مَنْ أَكْذِبُ

تم یہ کہتے ہو کہ علی جھوٹ بولتے ہیں خدا تمہیں غارت کرے آخر میں کس پر جھوٹ بولتا ہوں

أَعَلَى اللّٰهِ فَأَنَا أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِهِ أَمْ عَلَى نَبِيِّهِ فَأَنَا أَوَّلُ

کیا خدا پر حالانکہ میں ہی سب سے پہلا وہ شخص ہوں جو اس پر ایمان لایا ہے۔ یا اسکے رسول پر تو میں ہی وہ ہوں جس نے سب سے پہلے انکی تصدیق کی

مَنْ صَدَّقَهُ كَلَّا وَاللّٰهِ وَلٰكِنَّهَا لَهْجَةٌ غِبْتُمْ عَنْهَا وَلَمْ

(میری بتائی ہوئی باتوں کے متعلق تمہارا ایسا خیال کرنا) ہرگز درست نہیں کیونکہ یہ تو وہ سچی باتیں ہیں جنکا (زمانہ) تم کو نہیں ملا اور نہ ان کے موقع پر تم

تَكُونُوا مِنْ أَهْلِهَا وَيْلُ أُمِّهِ كَيْلاً بِغَيْرِ ثَمَنٍ لَوْ كَانَ لَهُ

موجود ہی نہ تھے (اور ہوتے بھی تو) انکے مخاطب بننے کے اہل نہ تھے افسوس میں تو ہدایت کے پیمانوں سے بلا قیمت تقسیم کرنے کیلئے تیار ہوں کاش کوئی

وِعَاءٌ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ

ظرف ہوتا اور یقین ہے کہ تم میری بات کی سچائی کو عنقریب ہی جان لو گے

خطبہ ۷۵

۷۱

اس میں حضرت نے لوگوں کو پیغمبر پر درود بھیجنے کا طریقہ تعلیم فرمایا ہے

اللّٰهُمَّ دَاحِيَ الْمَدْحُوَّاتِ وَدَاعِمَ الْمَسْمُوكَاتِ وَ

اے بچھی ہوئی زمینوں کو بچھانے والے اور بلند کئے ہوئے آسمانوں کو قائم رکھنے والے اور

۷ھ صحن و حیات میں اس مقام پر عراق والوں کو جنگ کے معاملہ میں حاملہ عورت کی تشبیہ دی گئی ہے جو حمل کی تکالیف برداشت کرتی ہے اور پھر عین وقت پر بچہ ساقط کر دیتی ہے۔ فتح و ظفر کے وقت جنگ کے قریب آجانے کو مدت حمل کے تمام ہو جانے سے، فتح سے محروم رہ کر ناکام پلٹ جانے کو اسقاط سے تشبیہ دی ہے اور انھوں نے اس سے سابق اور دو سری لڑائیوں میں مبتلا ہو کر انکا جنگ کے تجربہ سے حاصل ہونے والی فتح کو جس طرح ناکامیابی اور شکست کے ساتھ تبدیل کر دیا حالانکہ مدت حمل کے تمام ہو جانے کے بعد عورت کے از خود حمل کے ساقط کر دینے اور اپنی جانب سے ایک منتشر ہو کر شوہر کی موت سے اس کے نتیجہ میں خرابیوں کے اس کے مال و دولت پر قبضہ کر لینے کو بیگانوں کے اسکی میراث پر قبضہ کر لینے سے تشبیہ دی ہے۔

۷ھ اس مقام پر جو ترجمہ درج کیا گیا ہے وہ ہیئت قدیم کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہے جسکو بطلیموسی نظام کہا جاتا ہے یاد کیا جاتا ہے مگر اسکی صحت اسوقت تک باقی رہ سکتی ہے جب تک بطلیموس کے پیش کردہ فلسفہ سکون ارض کو صحیح تسلیم کیا جاتا رہے لیکن یہ چیز خود اپنے مقام پر آنا جنکا اختلاف ہے بطلیموس سے پہلے فیثاغورث نے زمین کے متعلق اپنی یہ رائے پیش کی تھی کہ وہ ساکن نہیں بلکہ متحرک ہے اور جدید نظام نے بھی یہی نظریہ تسلیم کیا ہے

اس بنا پر جیسا کہ علامہ ہبۃ الدین شہرستانی نے افادہ فرمایا ہے اس کا ترجمہ نے بچھی ہوئی زمینوں کا بچھانے والے کے بجائے اسے متحرک زمینوں کو حرکت دینے والے کیا جائیگا علامہ موصوف نے لفظ دحو کے متعلق جو تحقیق کی ہے اسکو سامنے رکھتے ہوئے مدحوات کا یہ ترجمہ متن میں دئے ہوئے ترجمہ سے زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے ناظرین کے مطالعہ کے لئے موصوف کی تحقیقات کا خلاصہ درج حاشیہ کیا جاتا ہے۔ دحو الارض ایک ایسا لفظ ہے جو اسلامی شریعت میں کثیر مقامات پر مختلف حیثیتوں سے استعمال کیا گیا ہے مگر ایک اسکے معنے بچھانے یا پھیلانے ہی کے زیادہ تر سمجھے جاتے رہے ہیں حالانکہ لغات عرب کی چھان بین کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دحو کے معنے بچھانے کے نہیں بلکہ حرکت دینے کے ہیں ارباب لغت میں سے بہت سے لوگوں نے تو دحو کے معنے بچھانے کے لکھے ہی نہیں ہیں اور جن لوگوں نے یہ معنے لکھے بھی ہیں تو ان کا مطلب یہ ہے کہ اس لفظ کے جہاں اور معانی ہیں وہاں ایک یہ بھی ہیں لہذا اور تمام معانی سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف اسی معنے کو مراد لینا بالکل بلا وجہ معلوم ہوتا ہے چونکہ سابق میں بطلیموسی نظام (باقی صفحہ ۳۱۶ پر ملاحظہ

جَابِلَ الْقُلُوْبِ عَلٰى فِطْرَتِهَا شَقِيِّهَا وَسَعِيْدِهَا اِجْعَلْ

خوش نصیب و بدنصیب ہر طرح کے دلوں کو انکی فطرت پر خلق کرنے والے

شَرَائِفَ صَلَوَاتِكَ وَنَوَامِيَ بَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ

اپنی پاکیزہ ترین رحمتوں اور روز افزوں برکتوں کو اپنے اس عبد خاص

وَرَسُوْلِكَ الْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ وَالْفَاتِحِ لِمَا انْغَلَقَ وَالْمُعْلِنِ

اور برگزیدہ رسول محمد پر نازل فرما جو تیرے پیشتر و سلسلہ رسالت و نبوت کے ختم کرنیوالے ہدایت کے بند دروازوں کو کھولنے والے

الْحَقَّ بِالْحَقِّ وَالدَّافِعِ جَيْشَاتِ الْاَبَاطِيْلِ وَالدَّامِغِ صَوْلَاتِ

حق کا سچائی کے ساتھ اعلان کرنیوالے، باطل کے غلبوں کو دفع کرنیوالے اور گمراہوں کے حملوں کا سر کچل دینے والے

الْاَضَالِيْلِ كَمَا حُمِّلَ فَاضْطَلَعَ قَائِمًا بِاَمْرِكَ مُسْتَوْفِزًا

جیسے کہ ان پر رسالت کا بار ڈالا گیا تو انھوں نے تیرے حکم کی بجا آوری کرنے اور تیری خوشنودی

فِيْ مَرْضَاتِكَ غَيْرَ نَاكِلٍ عَنْ قُدُمٍ وَلَا وَاهٍ فِيْ عَزْمٍ

کے حاصل کرنے میں تعمیل کرتے ہوئے ایسے قوت کے ساتھ بطرح اٹھایا کہ نہ تو وہ ظلم کی دھمکیوں کے باوجود آگے بڑھتے قدم ہٹانیوالے تھے اور نہ سستی

وَاعِيًا لِوَحْيِكَ حَافِظًا عَلٰى عَهْدِكَ مَاضِيًا عَلٰى نَفَاذِ

بلکہ وہ برابر تیرے وحی کی امانتدار تیرے پیمان تبلیغ کے محافظ اور تیرے اجراء حکم کے

اَمْرِكَ حَتّٰى اَوْرٰى قَبَسَ الْقَابِسِ وَاَضَاءَ الطَّرِيْقَ لِلْخَابِطِ

راستہ کے سالک رہے تا اینکہ انھوں نے (علم) کی آتش نور ریز کے شرارے روشن کرکے سرگشتگان گمراہی کیلئے ایمان کے راستہ کو روشن

وَهُدِيَتْ بِهِ الْقُلُوْبُ بَعْدَ خَوْضَاتِ الْفِتَنِ وَاَقَامَ

جس سے فتنوں میں ڈوبنے کے بعد دل ہدایت یافتہ ہوئے اور

مُوْضِحَاتِ الْاَعْلَامِ وَنَيِّرَاتِ الْاَحْكَامِ فَهُوَ اَمِيْنُكَ

انھوں نے درخشاں احکام اور حق کو واضح کرنیوالی تمام نشانیاں اور حجتیں پیش کردی تھیں وہ تیرے معتمد

الْمَاْمُوْنُ وَخَازِنُ عِلْمِكَ الْمَخْزُوْنِ وَشَهِيْدُكَ

امانتدار تیرے پوشیدہ علم کے (خزانوں کے) محافظ تیرے روز قیامت

يَوْمَ الدِّيْنِ وَبَعِيْثُكَ بِالْحَقِّ وَرَسُوْلُكَ اِلَى الْخَلْقِ

کے گواہ اور حق کے ساتھ بندوں کی طرف بھیجے ہوئے رسول ہے

اَللّٰهُمَّ افْسَحْ لَهٗ مَفْسَحًا فِيْ ظِلِّكَ وَاجْزِهٖ مُضَاعَفَاتِ

پروردگارا تو انھیں اپنے سایہ رحمت میں کشادہ جگہ عطا فرما اپنے فضل و کرم سے انھیں کئی گنا

الْخَيْرِ مِنْ فَضْلِكَ اَللّٰهُمَّ اَعْلِ عَلٰى بِنَاءِ الْبَانِيْنَ بِنَاءَهٗ وَاَكْرِمْ لَدَيْكَ

نیکیاں عنایت کر انکی عمارت دین کو کل بانیان دین کی عمارت سے بلند کر اور اپنے نزدیک بارگاہ قرب میں ان کی

(بقیہ صفحہ ٣١٥)

دماغوں پر چھایا ہوا تھا اس نظریہ کی شہرت سے متاثر ہو کر اسلامی مفسرین کی روش بھی اس طرح رہی کہ وہ یہ کہیں کہ زمین ساکن ہے اور قرآن یا حدیث میں جہاں کہیں لفظ دحو کا استعمال ہوا ہے اُس سے شریعت کا مقصود سکون زمین کا ثابت کرنا ہے جس کے لیے دحو کے معنی ... کے معنے کا ارادہ کرنا ناگزیر تھا مگر حقیقت زیادہ تبصرہ کی محتاج نہیں کہ قرآن و حدیث کے الفاظ میں جو معنی خیز اجمال ودیعت ہے وہ ایک ناموس فلسفہ کی حیثیت رکھتا ہے جس کی تشریح مختلف عنوان سے کی جا سکتی ہے جب تک سکون ارض کے نظریہ کے ماتحت دحو ات کا ترجمہ پھیلی ہوئی زمینوں کے ساتھ کیا گیا تھا اُس وقت بھی دوسرے معانی کا مراد لینا ممکن تھا مگر چونکہ بطلیموسی نظام کے مقابل میں اُس وقت کوئی دوسرا نظام موجود نہ تھا اس لئے اس کے خلاف معانی کے مراد لینے سے مفسرین گھبراتے تھے مگر اب جبکہ جدید نظام نے اپنے قوی دلائل و براہین سے اس کو پایۂ ثبوت تک پہونچا دیا ہے کہ زمین ساکن نہیں بلکہ متحرک ہے اور دوسرے معانی زیادہ قوی بھی ہیں تو ایسی حالت میں انکا مراد نہ لینا اور اسی معنی پر اصرار کرنا مناسب نہیں اب اس کے بعد ذیل میں ان چند اجمالی خواہ کو پیش کیا جاتا ہے جیسے دحو کے معنی تحریک کے ثابت ہوتے ہیں پہلا شاہد۔ قاموس میں ہے کہ دحیت الابل اے سقتہا یعنے دحیت الابل کے معنے یہ ہیں کہ میں نے اونٹ کو ہانکا اور ہانکنے کے ساتھ ساتھ جنبش کا حرکت کے ساتھ منتقل ہونا ایک امر مسلم ہے اس لئے دحو کے لازمی معنی حرکت کے ہونگے اور جس مقام پر دحیت الابل کا جملہ استعمال کیا جائیگا وہاں اسکے معنے یہ ہونگے کہ میں نے اونٹ کو ایک جگہ سے حرکت دیکر دوسری جگہ منتقل کیا۔ دوسرا شاہد راغب اصفہانی نے اپنی کتاب مفردات میں تحریر کی ہے کہ والارض بعد ذلک دحاھا ای ازالھا عن مقرھا وھو من قولھم دحی المطر الحصا عن وجہ الارض نبید حوا ترابھا ومنہ ادحی النعام یعنے والارض بعد ذلک دحاھا کے معنی یہ ہیں کہ پروردگار عالم نے زمین کو اس کے اصلی مقام سے ہٹایا اور حرکت دی اور یہ لفظ عرب کے اس محاورہ سے ماخوذ ہے کہ ادحی المطر الحصا یعنے بارش کے پتھروں کو اپنے مقام سے حرکت دیکر ہٹا دیا اور اس کی مٹی کو دفع کر دیا۔ اسی معنے میں ادحی النعام بھی ہے یعنے اس نے شترمرغ کو نکالا یا اور امیرالمومنین صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے اوصاف میں داحی باب خیبر کا لفظ تو بہت ہی مشہور رہے جس کے معنے در خیبر کو اکھاڑ کر پھینکنے والے کے علاوہ اور کیا ہو سکتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جب کسی چیز کو پھینکا جاتا ہے تو اُس سے غالباً دو طرح کی حرکتیں ظاہر ہوتی ہیں ایک حالت انتقالیہ (باقی صفحہ ٣١٧ پر ملاحظہ

CS CamScanner

مَنْزِلَتَهُ وَأَتْمِمْ لَهُ نُورَهُ وَاجْزِهِ مِنِ ابْتِعَاثِكَ لَهُ مَقْبُولَ

منزلت کو محترم قرار دے اور حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن خطاب سچے کلام کے حامل ہونے اور پسندیدہ قول

الشَّهَادَةِ وَمَرْضِيَّ الْمَقَالَةِ ذَا مَنْطِقٍ عَدْلٍ وَخُطَّةٍ فَصْلٍ

اور مقبول الشہادہ رسول کی حیثیت سے مبعوث فرمانے کی جہت سے اونھیں بہتر سے بہتر جزا بھی مرحمت فرما

اللّٰهُمَّ اجْمَعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ فِي بَرْدِ الْعَيْشِ وَقَرَارِ النِّعْمَةِ

اور ہمیں انکے ساتھ زندگی کی مسرت نعمتوں کے بقار و

وَمُنَى الشَّهَوَاتِ وَأَهْوَاءِ اللَّذَّاتِ وَرَخَاءِ الدَّعَةِ

سکون و آرام کی انتہا خواہشات کے مقصدوں لذتوں کی آرزوؤں اپنی عنایت کے تحفوں اور عیش نشاط کے وسعت

وَمُنْتَهَى الطُّمَأْنِينَةِ وَتُحَفِ الْكَرَامَةِ

فراواں میں ایک ہی جگہ مجتمع فرمادے

خطبہ ۷۶

۷۳

قَالُوا أُخِذَ مَرْوَانُ ابْنُ الْحَكَمِ أَسِيرًا يَوْمَ الْجَمَلِ

راویوں کا بیان ہے کہ مروان ابن حکم اسیر کیا گیا تو اس نے

فَاسْتَشْفَعَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ إِلَى

حسنین علیہما السلام سے امیرالمومنین صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ کی خدمت میں سفارش کرنے کی خواہش کی

أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَكَلَّمَاهُ فِيهِ فَخَلَّى

چنانچہ دونوں شاہزادوں نے اس کے بارے میں عرض کیا (کہ پدر بزرگوار اسے رہا کر دیجئے) حضرت نے اُسے

سَبِيلَهُ فَقَالَا لَهُ يُبَايِعُكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

رہا فرما دیا پھر حسنین علیہما السلام نے عرض کی کہ یہ آپ کی بیعت کر رہا ہے جس پر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ

أَوَلَمْ يُبَايِعْنِي بَعْدَ قَتْلِ عُثْمَانَ لَا حَاجَةَ لِي فِي بَيْعَتِهِ إِنَّهَا

کیا اس نے قتل عثمان کے بعد میری بیعت نہ کی تھی مجھے اسکی بیعت کی کوئی احتیاج نہیں

كَفٌّ يَهُودِيَّةٌ لَوْ بَايَعَنِي بِكَفِّهِ لَغَدَرَ بِسَبَّتِهِ أَمَا إِنَّ لَهُ إِمْرَةً

یہودیوں کے مانند پیماں شکن ہاتھ ہے اگر آج یہ ہاتھ سے بیعت کرے گا تو کل پیچھے سے اسے توڑ دیگا یاد رکھو اسکی حکومت ہوگی مگر

كَلَعْقَةِ الْكَلْبِ أَنْفَهُ وَهُوَ أَبُو الْأَكْبُشِ الْأَرْبَعَةِ وَسَتَلْقَى

اسکی مدت اتنی ہوگی جتنی کہ کتے کو اپنی ناک چاٹنے میں دیر لگتی ہے یہ چار سرداروں کا باپ ہے عنقریب

(بقیہ صفحہ ۳۱۵) اور دوسرے حرکت وضعیہ اور جبکہ زمین میں یہ دونوں قسم کی حرکتیں موجود ہیں تو کیوں نہ دحی الارض کے معنے یہ مراد لئے جائیں کہ خداوند عالم نے زمین کو دو قسم کی حرکتوں کے ساتھ متحرک بنایا جس سے ایک حرکت وضعیہ اور دوسرے حرکت انتقالیہ ہے اور دحیت الارض سے دحیت الابل کی طرح یہ معنے کیوں نہ مراد لئے جائیں کہ اللہ نے زمین کو بچھایا نہیں بلکہ ایک نقطہ سے دوسرے نقطہ کی طرف متحرک قرار دیا تیسرا شاہد کافی میں ہیثم ابن حاتم سے مروی ہے کہ کنا مع امیرالمومنین فاضطربت الارض فدھاھا بیدہ ہم امیرالمومنین کے ہمراہ رکاب تھے کہ دفعۃً زمین میں زلزلہ آیا جس پر حضرت نے آپنے ہاتھ سے اُسے ٹھوکر لگائی یہاں بھی دحو کے معنے حرکت دینے ہی کے معلوم ہوتے ہیں۔ ان تمام پیش کردہ شواہد سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہویدا ہو جاتی ہے کہ زمین ساکن نہیں بلکہ حقیقتاً متحرک ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال - ۱۲

(حاشیہ صفحہ ۳۱۷)

۱؎ حضرت کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی اور جیسا کہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے مروان ابن حکم کا دور حکومت اتنا ہی مختصر ثابت ہوا جیسا کہ حضرت نے ارشاد فرمایا تھا چنانچہ ابو جعفر محمد ابن حسن خازن نے اپنی تاریخ میں تحریر فرمایا ہے کہ اس کا زمانہ حکومت صرف چار مہینے دس روز تک تھا

۲؎ اس کے چار دوں لڑکوں کے نام مورخین نے جو تحریر کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ عبدالملک ابن مروان، عبدالعزیز ابن مروان، بشیر ابن مروان، محمد ابن مروان یہ سب کے سب عرب کے مشہور ترین امراء میں شمار کئے جاتے ہیں چنانچہ انھیں سے عبدالملک تو خلیفہ ہی تھا عبدالعزیز مصر کا والی بشیر عراق کا والی اور محمد جزیرہ کا والی اور خود مروان کے ہاتھوں اور پھر اُس کے ان چاروں فرزندوں کے ہاتھوں جیسی خونریزیاں وقوع پذیر ہوں وہ ارباب نظر سے پوشیدہ نہیں۔ اور ممکن ہے کہ اس سے عبدالملک کے چاروں بیٹے ولید اور سلیمان اور ہشام اور یزید مراد ہوں یہ چاروں عبدالملک کے بعد بادشاہ ہوئے انھوں نے اہل حق کو برباد کر اُن کا خون بہانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ ۱۲

الامۃ منہ ومن ولدہ یوما احمر

مسلمانوں کو خود اسکے اور اس کے فرزندوں کے ہاتھوں ایک خونی دن سے سامنا کرنا ہو گا

خطبہ ۷۷

جسوقت لوگوں نے عثمان کی بیعت کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت نے ارشاد فرمایا

لقد علمتم انی احق الناس بہا من غیری و واللہ

تم جانتے ہو کہ میں خلافت کا عثمان سے زیادہ حقدار ہوں (با ایں ہمہ اسے خلیفہ بنا رہے ہو) تو سنو بخدا

لاسلمن ما سلمت امور المسلمین ولم یکن فیہا

میں اسے اسوقت تک تسلیم کرونگا جب تک مسلمانوں کے معاملات ردبہ اصلاح رہیں گے اور جور و ستم بس مجھ ہی

جور الا علیّ خاصۃ التماسا لاجر ذلک وفضلہ و

پر ہوتا رہے گا اور یہ (اتنا بھی صبر کے ساتھ تسلیم کرنا) ثواب تسلیم و رضا کی خواہش اور

زہدا فیما تنافستموہ من زخرفہ وزبرجہ

دنیا کی جس زیب و زینت آرائش و سجاوٹ پر تم ریجھے ہوئے ہو اس سے تنفر کی بنا پر ہے (اور کسی وجہ سے نہیں)

خطبہ ۷۸

جسوقت حضرت کو خبر پہونچی کہ بنی امیہ قتل عثمان میں شریک ہونیکی آپ پر تہمت لگا رہے ہیں تو آپنے فرمایا کہ

اولم ینہ امیۃ علمہا بی عن قرفی اوما وزع

بنی امیہ کو میرے حالات کی معرفت اور ان جاہلوں کو میری سبقت اسلامی نے کبھی مجھ پر

الجہال سابقتی عن تہمتی ولما وعظہم

بے اصل تہمت اور جھوٹا الزام لگانے سے باز نہ رکھا ہاں تو خدا نے انھیں

اللہ بہ ابلغ من لسانی انا حجیج المارقین

جو پند و نصیحت کی ہے وہ میرے بیان سے کہیں زیادہ بلیغ تر ہے۔ بیشک میں دین سے نکلجانیوالوں پر حجت قائم کرنیوالا

وخصیم المرتابین وعلی کتاب اللہ تعرض الامثال

اور اسلام کی حقانیت میں شک کرنیوالوں کا دشمن ہوں اور (یقینا) مشتبہ امور کو (فیصلے کیلئے) خدا کی کتاب ہی پر وارد کیا جائے

وبما فی الصدور تجازی العباد

اور بندے اپنے دلی عقیدوں ہی پر ماجور و جزا یافتہ ہوں گے

ؔ حضرت نے اس کلام میں اس آیت کی جانب اشارہ فرمایا ہے کہ ان بعض الظن اثم کیونکہ یہ آیت صریحاً بدگمانیوں اور تہمتوں کو بدترین گناہ قرار دے رہی ہے اسلئے اس سے بڑھکر کون موعظہ ہو سکتا ہے جو تہمت طرازیوں سے انسان کو باز رہنے کی ہدایت کر سکتا ہو۔۱۲

خطبہ ۷۹

75

اس میں حضرت نے اُن اوصاف کا تذکرہ فرمایا ہے جن پر عمل پیرا ہو کر انسان مستحق جنت ہو سکتا ہے

رَحِمَ اللّٰهُ امْرَءًا سَمِعَ حُكْمًا فَوَعٰى وَدُعِيَ اِلٰى رَشَادٍ

خدا اُس شخص پر رحم فرمائے جس نے کسی حکم کو سنا تو اُس کو یاد رکھا حق کی دعوت پر لبیک کہکر اُسکے نزدیک گیا

فَدَنَا وَاَخَذَ بِحُجْزَةِ هَادٍ فَنَجَا رَاقَبَ رَبَّهٗ وَخَافَ

ہدایت کرنیوالے کی کمر تھام کر اُسکے دامن سے متمسک ہو کر) نجات حاصل کر لی جسنے اپنے پالنے والے کا لحاظ رکھا جو برابر اپنے گناہ سے ڈرتا رہا

ذَنْبَهٗ قَدَّمَ خَالِصًا وَعَمِلَ صَالِحًا اِكْتَسَبَ مَذْخُوْرًا

جس نے دار آخرت کیطرف اپنے جانے سے پیشتر پاک عمل پہلے سے بھیجدئے اور نیک کام کئے اور صرف انھیں چیزوں کو حاصل کیا جو زاد آخرت بننے کے قابل

وَاجْتَنَبَ مَحْذُوْرًا وَرَمٰى غَرَضًا وَاَحْرَزَ عِوَضًا كَابَرَ هَوَاهُ

ان چیزوں سے پرہیز رکھا جو ڈرنے کے قابل ہیں جسنے اغراض دنیا کو نظر انداز کر کے انکے عوض میں آخرت کا قیمتی مال و متاع حاصل کر لیا اپنی نفسانی خواہشات پر قابو حاصل کیا

وَكَذَّبَ مُنَاهُ جَعَلَ الصَّبْرَ مَطِيَّةَ نَجَاتِهٖ وَالتَّقْوٰى عُدَّةَ

اپنی آرزوؤں کی تکذیب کر دی ۔ جو صبر کو اپنی نجات کی سواری اور پرہیزگاری کو (اپنے سفر آخرت کا) سامان قرار دیکر

وَفَاتِهٖ رَكِبَ الطَّرِيْقَةَ الْغَرَّاءَ وَلَزِمَ الْمَحَجَّةَ الْبَيْضَاءَ

(شریعت کی) روشن راہ کا سالک اور درخشاں طریقہ (حق) کا پابند بن گیا

اِغْتَنَمَ الْمَهَلَ وَبَادَرَ الْاَجَلَ وَتَزَوَّدَ مِنَ الْعَمَلِ

جسنے مہلت کو غنیمت سمجھتے ہوئے موت کی طرف تیزی سے قدم بڑھائے اور اچھے کام کا توشہ اپنے ہمراہ لے لیا

خطبہ ۸۰

76

اس میں امیر المومنینؑ نے بنی امیہ کی نامناسب طرز عمل کی شکایت فرمائی ہے

اِنَّ بَنِيْ اُمَيَّةَ لَيُفَوِّقُوْنَنِيْ تُرَاثَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

بنی امیہ مجھے حضرت محمد کی میراث تھوڑی تھوڑی کر کے دے رہے ہیں

وَاٰلِهٖ تَفْوِيْقًا لَاَنْفُضَنَّهُمْ نَفْضَ اللَّحَّامِ الْوِذَامَ التَّرِبَةَ

خدا کی قسم اگر میں انکے (درست کرنیکے لئے) زندہ رہا تو انھیں اس طرح جھاڑ دونگا جس طرح قصاب خاک آلودہ چھڑی کو جھاڑتا ہے

وَيُرْوٰى اَلتُّرَابُ الْوَذِمَةُ وَهُوَ عَلَى الْقَلْبِ

سید رضی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں التراب الوذمہ بھی وارد ہوا ہے جو کہ بطور عکس ہے

ملا صالح کاشانی علیہ الرحمہ نے اسکا واقعہ یہ تحریر فرمایا ہے کہ سعید ابن عاص جو کہ عثمان کی طرف سے مدینہ کا والی مقرر کیا گیا تھا اس نے ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ کی خدمت میں غنائم دار الحرب میں سے کوئی چیز بطور ہدیہ ارسال کی جسپر حضرت نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا ۔ ۱۲

یہ استعارہ ہے اس امر کیلئے کہ مجھے خلافت سے دور کر دیا گیا

وَقَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيُفَوِّقُونَنِي اَيْ يُعْطُونَنِي مِنَ

اور حضرت صلوٰۃ اللہ وسلام علیہ کے اس کلام میں لیفوقوننی کے معنے یہ ہیں کہ یہ لوگ میرے حصہ کے مال کو

الْمَالِ قَلِيْلًا قَلِيْلًا كَفُوَاقِ النَّاقَةِ وَهُوَ الْحَلْبَةُ الْوَاحِدَةُ

مجھ کو تھوڑا تھوڑا کر کے اس طرح دے رہے ہیں جس طرح اونٹنی کا فواق اور

مِنْ لَبَنِهَا وَالْوِذَامُ جَمْعُ وَذَمَةٍ وَهِيَ الْحُزَّةُ مِنَ الْكَرِشِ

فواق کے لغوی معنے ایکبار اونٹنی کے دودھ دوہنے کے ہیں اور وذام وذمہ کی جمع ہے وذمہ اوجھڑی یا جگر

اَوِ الْكَبِدِ تَقَعُ فِي التُّرَابِ فَتُنْفَضُ

کے ٹکڑے کو کہتے ہیں جو خاک آلودہ ہونے پر جھاڑ دیا جاتا ہے

خطبہ ۸۱

ان کلمات کو حضرت مقام مناجات میں استعمال فرماتے تھے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّي فَاِنْ عُدْتُ

پروردگارا تو میرے اُن (گناہوں کو) بخشدے جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اور اگر میں پلٹ کر دوبارہ

فَعُدْ عَلَيَّ بِالْمَغْفِرَةِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا وَاَيْتُ مِنْ نَفْسِي

گناہوں کا مرتکب ہوں تو تو پھر میری بخشش ساتھ رجوع فرما بارالہا میں نے اپنے نفس سے (تیرے راضی کرنیکے) جو وعدے کئے

وَلَمْ تَجِدْ لَهُ وَفَاءً عِنْدِي اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا تَقَرَّبْتُ بِهِ

اور تونے مجھ سے انھیں وفا ہوتے نہ پایا تو اسے بھی تو مجھے معاف فرمادے۔ بار الٰہا نے اگر نیک اعمال کے ساتھ تیری بارگاہ کی

اِلَيْكَ بِلِسَانِي ثُمَّ خَالَفَهُ قَلْبِي اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي رَمَزَاتِ الْاَلْحَاظِ

نزدیکی کا ارادہ کیا اور میرے دل نے اسکی مخالفت کی تو اُسے بھی بخشدے پروردگارا میرے گوشہائے چشم کے اشارے کنائے

وَسَقَطَاتِ الْاَلْفَاظِ وَشَهَوَاتِ الْجَنَانِ وَهَفَوَاتِ اللِّسَانِ

بے محل باتوں دل کی بیجا خواہشوں اور زبان کی لغزشوں کو اپنے دامن عفو میں جگہ عطا فرما

خطبہ ۸۲

جس وقت آپ نے خارجیوں سے جنگ کرنیکے لئے انکی طرف تشریف لیجانیکا ارادہ کیا تو آپکے ایک صحابی نے عرض کی کہ علم نجوم کے قاعدے کی بنا پر مجھے خوف ہے کہ اگر اُس وقت آپ نے سفر فرمایا تو آپ اپنے مقصد میں شاید کامیاب نہوں تو آپ نے فرمایا

اَتَزْعُمُ اَنَّكَ تَهْدِي اِلَى السَّاعَةِ الَّتِي مَنْ سَارَ فِيْهَا

کیا تیرا خیال ہے کہ تو اُس ساعت کی طرف راہنمائی کرنیکی استطاعت رکھتا ہے جسمیں اگر کوئی شخص سفر کرے تو برائی اسکی طرف سے ہٹائی جائیگی

۱؎ اس دعا میں عام لوگوں کیلئے استغفار کا طریقہ پیش کیا گیا ہے اور یہ بتلایا گیا ہے کہ اپنے گناہوں کی مغفرت کیلئے اس انداز میں دعا کرنی چاہیئے اس سے یہ مطلب ہرگز نہ مراد لینا چاہیئے کہ آپ سے کوئی گناہ سرزد ہوا تھا کیونکہ خود آپ اور آپ کے بعد قائم آل محمد تک جتنے ائمہ ہوئے ہیں وہ سب گناہوں سے منزہ و مبرا تھے جسپر فریقین کا اتفاق ہے اور آیۂ تطہیر اور آیت کونوا مع الصادقین کے ذیل میں عامہ مفسرین تک اس کا اعتراف کرچکے ہیں کہ یہ حضرات ہر نوع معصوم عن الخطا تھے ۱۲

۲؎ جس شخص نے یہ مشورہ دیا تھا اس کا نام عفیف تھا۔ ۱۲

صُرِفَ عَنْهُ السُّوْءُ وَتُخَوِّفُ مِنَ السَّاعَةِ الَّتِي مَنْ سَارَ
اور کسی اس بری گھڑی سے ڈرا سکتے ہو جس میں اگر کوئی سفر کرے تو

فِيهَا حَاقَ بِهِ الضُّرُّ فَمَنْ صَدَّقَ بِهٰذَا فَقَدْ كَذَّبَ
نقصان اس کا احاطہ کرے (اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہو پائے) جو تمہارے اس دعوے کی تصدیق کرے اس نے گویا یقینی طو

الْقُرْآنَ وَاسْتَغْنَىٰ عَنِ الْإِعَانَةِ بِاللّٰهِ فِي نَيْلِ الْمَحْبُوبِ
پر کتاب اللہ کی تکذیب کی اور اپنے کو پسندیدہ شے کے پانے اور ناپسندیدہ شے کے دفع کرنے میں

وَدَفْعِ الْمَكْرُوهِ وَيَنْبَغِي فِي قَوْلِكَ لِلْعَامِلِ بِأَمْرِكَ أَنْ
خدا کی امداد و اعانت سے مستغنی خیال کیا۔ علاوہ بریں تمہاری گفتگو میں جو کچھ ہے اسکی بموجب تمہارے حکم پر عمل کرنیوالے کو

يُولِيَكَ الْحَمْدَ دُونَ رَبِّهِ لِأَنَّكَ بِزَعْمِكَ أَنْتَ هَدَيْتَهُ
سزاوار ہے کہ وہ اپنے خدا کی کیوں تمہاری حمد کرے۔ کیونکہ اپنے گمان میں اس ساعت کی طرف تو تمھیں نے راہنمائی کی ہے

إِلَى السَّاعَةِ الَّتِي نَالَ فِيهَا النَّفْعَ وَأَمِنَ الضُّرَّ ثُمَّ أَقْبَلَ
جس میں اس نے نفع کو حاصل کیا اور نقصان سے محفوظ رہا اس کے بعد امیر المومنین

عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ
صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ اپنے اصحاب کیطرف متوجہ ہوے اور ارشاد فرمایا کہ

أَيُّهَا النَّاسُ إِيَّاكُمْ وَتَعَلُّمَ النُّجُومِ إِلَّا مَا يُهْتَدَىٰ بِهِ
ایہا الناس۔ دیکھو علم نجوم کی تعلیم حاصل کرنیسے بجز اس مقدار کے جس سے کہ سمندروں یا جیابانوں میں راستہ دریافت کر لیا جائے

فِي بَرٍّ أَوْ بَحْرٍ فَإِنَّهَا تَدْعُو إِلَى الْكَهَانَةِ وَالْمُنَجِّمُ كَالْكَاهِنِ
ڈرتے رہنا کیونکہ علم نجوم کی معرفت غیب گوئی کی طرف دعوت دیتی ہے اور منجم کی حیثیت بالکل امور غیب کی خبر دینے والے

وَالْكَاهِنُ كَالسَّاحِرِ وَالسَّاحِرُ كَالْكَافِرِ وَالْكَافِرُ فِي النَّارِ
شخص کے مانند ہے امور غیب کی خبر دینے والا جادوگر کے مثل اور جادوگر کافر کے مثل ہے اور کافر جہنم کی آگ میں ہے

سِيرُوا عَلَى اسْمِ اللّٰهِ
میرے لشکر والو خدائے عز و جل کے نام اور اسکی امداد کے بھروسہ پر چلو اور ان باتوں کا کوئی خیال نہ کرو

خطبہ ۸۳

جنگ جمل سے فراغت کرنیکے بعد حضرت نے عورتوں کی مذمت کے بارے میں یہ کلام ارشاد فرمایا

مَعَاشِرَ النَّاسِ إِنَّ النِّسَاءَ نَوَاقِصُ الْإِيمَانِ نَوَاقِصُ
گروہ مردم عورتیں مردوں کے مقابلہ میں کم ایمان والی

۵۱ منجم اور کاہن میں فرق یہ ہے کہ منجم فلکی اوضاع اور ستارو کے اصول سے واقعات پر حکم لگاتے ہیں اور کاہن تسخیر جنات کا دعویٰ کرکے غیب کی خبریں بیان کرتے ہیں بہرحال اس مقام پر حضرت کا مقصود یہ ہے کہ غائبات پر حکم لگانے کیلئے علم نجوم و رمل وغیرہ کی تحصیل ناجائز ہے۔ ۱۲

۵۲ علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ میں تحریر فرمایا ہے کہ اس مقام پر امیر المومنین نے بظاہر تو عورتوں کی بلا کسی استثنا کے عام طور پر مذمت فرمائی ہے مگر مراد اس سے خاص طور سے اس مقام پر عائشہ کی ذات ہے ۱۲

الْحُظُوظِ نَوَاقِصُ الْعُقُولِ فَأَمَّا نُقْصَانُ إِيمَانِهِنَّ فَقُعُودُ هُنَّ
کم حصے والی اور کم عقلیں رکھنے والی ہوتی ہیں چنانچہ ایمان کی کمی (تو اسی سے واضح ہے) کہ یہ اپنے حیض کے

عَنِ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ فِي أَيَّامِ حَيْضِهِنَّ وَأَمَّا نُقْصَانُ
زمانہ میں روزے اور نماز سے الگ تھلگ رہتی ہیں رہ گئی عقل

عُقُولِهِنَّ فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ كَشَهَادَةِ الرَّجُلِ الْوَاحِدِ
کی کمی (تو اس کا ثبوت یہ ہے کہ) دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے مثل ہے

وَأَمَّا نُقْصَانُ حُظُوظِهِنَّ فَمَوَارِيثُهُنَّ عَلَى الْأَنْصَافِ
اور حصوں کی کمی (کی گواہ) ان کی میراثوں کا مردوں کی میراثوں کے مقابلہ میں

مِنْ مَوَارِيثِ الرِّجَالِ فَاتَّقُوا شِرَارَ النِّسَاءِ وَكُونُوا مِنْ
نصف ہونا ہے۔ تو دیکھو بری عورتوں کے تو قریب جانے (ہی) سے پرہیز کرو رہ گئیں اچھی عورتیں

خِيَارِهِنَّ عَلَى حَذَرٍ وَلَا تُطِيعُوهُنَّ فِي الْمَعْرُوفِ حَتَّى لَا
تو ان سے چوکنا اور خوفزدہ رہو (کہ نہ جانے کس وقت تم پر یہ اپنا وار چلا دیں) نیک کاموں میں بھی انکے مشوروں پر عمل نہ کرو

يَطْمَعْنَ فِي الْمُنْكَرِ
تاکہ انھیں برے کاموں میں تمھیں راے مشورہ دینے کی طمع اور جرأت ہی نہ ہو

خطبہ ۸۰

اس میں حضرت نے مفہوم زہد کی وضاحت فرمائی ہے

أَيُّهَا النَّاسُ الزَّهَادَةُ قِصَرُ الْأَمَلِ وَالشُّكْرُ عِنْدَ النِّعَمِ
گروہ مردم حرام باتوں سے پرہیز کرنا الٰہی نعمتوں کا شکر بجا لانا اور (دنیا سے) کم سے کم امید کرنا

وَالْوَرَعُ عِنْدَ الْمَحَارِمِ فَإِنْ عَزَبَ ذَلِكَ عَنْكُمْ فَلَا يَغْلِبِ
واقعی زہد تو یہی ہے لیکن اگر یہ منزل تمھاری دسترس سے دور ہو جائے (تو کم سے کم اتنا تو ہو ہی) کہ حرام تمھارے

الْحَرَامُ صَبْرَكُمْ وَلَا تَنْسَوْا عِنْدَ النِّعَمِ شُكْرَكُمْ فَقَدْ
صبر پر غالب نہ آئے اور نعمتوں کے وقت تم اپنی شکر گذاری کے فرض کو فراموش نہ کرو (کیونکہ جہانتک خدا کا معاملہ ہے)

أَعْذَرَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ بِحُجَجٍ مُسْفِرَةٍ ظَاهِرَةٍ وَكُتُبٍ
اس نے نمایاں و روشن دلیلوں اور درخشاں و واضح حجت والی کتابوں کے ذریعہ سے

بَارِزَةِ الْعُذْرِ وَاضِحَةٍ
تمھارا عذر زائل و برطرف فرما دیا ہے

ل۱ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ فان لم یکونا رجلین فرجل وامراتان یعنے اگر دو گواہ مرد نہ مل سکیں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کافی ہوگی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے بمنزلہ ہے۔ ۱۲

ل۲ مضمون پیغمبرکی حدیث مبارک میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ شاوروھن و خالفوھن یعنے عورتیں اگر کوئی مشورہ دیں تو اس پر عمل پیرا نہو بلکہ اسکی مخالفت کرو۔ ۱۲

خطبہ ۸۵

دنیا کی بے ثباتی اور بے اعتباری کے بیان میں

مَا اَصِفُ مِنْ دَارٍ اَوَّلُهَا عَنَاءٌ وَاٰخِرُهَا فَنَاءٌ فِيْ حَلَالِهَا
میں تم سے اس گھر کی حالت کیا بیان کروں جس کا آغاز رنج والم اور جس کا انجام فنا وزوال ہے جسکے حلال میں حساب

حِسَابٌ وَفِيْ حَرَامِهَا عِقَابٌ مَنِ اسْتَغْنٰى فِيْهَا فُتِنَ وَ
اور جس کے حرام پر عقاب (مقدر) ہے جو اس میں صاحب مال و دولت ہے وہ مبتلائے فتنہ روزگار ہے

مَنِ افْتَقَرَ فِيْهَا حَزِنَ وَمَنْ سَاعَاهَا فَاتَتْهُ وَمَنْ قَعَدَ
اور جو مفلس و نادار ہے وہ حزن والم میں گرفتار ہے۔ جو اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اسے یہ ملتی نہیں اور جو اس کی

عَنْهَا وَاتَتْهُ وَمَنْ اَبْصَرَ بِهَا بَصَّرَتْهُ وَمَنْ اَبْصَرَ اِلَيْهَا اَعْمَتْهُ
جانب سے رو گردانی کر کے قناعت کیساتھ) بیٹھ جاتا ہے یہ اس کی مطیع و فرمانبردار ہو جاتی ہے۔ جو اسکے ذریعہ سے دیکھے اسے یہ بینا اور جو خود اسے دیکھے اسے ...اندھا بنا دیتی ہے

اقول وَاِذا تامل المتامل قوله عليه السلام من ابصر
جناب رضی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ غور کرنے والا اگر حضرت کے اس قول پر کہ ومن ابصر

بها بصّرته وجد تحته من المعنى العجيب والغرض البعيد
بها بصرت۔ پر غور کرلے تو اسے اس کے ذیل میں وہ عجیب و غریب مطلب اور بلند ترین مضمون نظر آئے گا

ما لا تبلغ غايته ولا يدرك غوره ولا سيما اذا قرن اليه
جسکی حد تک پہنچنا ناممکن اور جسکی تہ کا پانا دشوار ہے۔ بالخصوص جبکہ اسکے بعد والے دوسرے جملہ ومن ابصر الیها اعمته

قوله ومن ابصر اليها اعمته فانه يجد الفرق بين ابصر
کو اس سے ملا کر پڑھا جائے کیونکہ وہ (اپنے ذوق سلیم سے) ابصر بها

بها وابصر اليها واضحاً نيّراً وعجيباً باهراً
اور ابصر الیها ان دونوں معنوں کے درمیان عجیب و غریب روشن اور واضح فرق محسوس کریگا

خطبہ ۸۶

جس کا نام عجیبہ اور غرار ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَلَا بِحَوْلِهٖ وَدَنَا بِطَوْلِهٖ مَانِحِ كُلِّ
حمد تمامتر اس خدا کے لئے سزاوار ہے جو اپنی قوت سے سربلند اور اپنی جود و عطا سے نزدیک ہے جو ہر فائدہ

لہ پروردگار عالم چونکہ بلندی اور پستی جیسے اعتبارات سے منزہ و مبرا ہے اسلئے علو سے مراد یہاں مکانی بلندی نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ وہ کائنات کی علۃ العلل ہونے کی وجہ سے سب سے اعلیٰ ہے۔ اور یہی دنا بطولہ کا یہی مطلب قرار دیا جائے گا کہ وہ قرب مکانی کے لحاظ سے نزدیک نہیں بلکہ اپنے فضل و کرم کے اعتبار سے مخلوقات کیساتھ قرب رکھتا ہے جیسا کہ قرآن کی اس آیت میں اشارہ فرمایا گیا ہے کہ نحن اقرب الیکم من حبل الورید میں تمہاری رگ گردن سے بہت زیادہ تم سے قریب تر ہوں یعنی میرا جود و فیض تم سے اتنا قریب ہے جتنا کہ تمہاری رگ گردن بھی تم سے قریب نہیں۔ علم بدیع کے لحاظ سے یہ دونوں جملے صنعت سجع و موازنہ اور صنعت طباق و تضاد پر مشتمل ہیں بلندی اور پستی کے مفہوم میں چونکہ تضاد معنوی پایا جاتا ہے اس لئے علا اور دنا میں صنعت طباق و تضاد ہو گی اور حول و طول میں سجع و موازنہ مانی جائے گی۔ ۱۲

غَنِيمَةٍ وَفَضْلٍ وَكَاشِفِ كُلِّ عَظِيمَةٍ وَأَزْلٍ أَحْمَدُهُ عَلَى

اور بزرگی کا عطا کرنے والا اور ہر بڑی سے بڑی مصیبت اور سختی کا دفع کرنے والا ہے میں اس کے کرم کی مہربانیوں

عَوَاطِفِ كَرَمِهِ وَسَوَابِغِ نِعَمِهِ وَأُومِنُ بِهِ أَوَّلاً بَادِياً

اور اسکی کامل و ہمہ گیر نعمتوں پر اس کی حمد کرتا ہوں اور اسکے متعلق اعتقاد رکھتا ہوں کہ وہ سب سے پہلے اور ہر چیز سے

وَأَسْتَهْدِيهِ قَرِيباً هَادِياً وَأَسْتَعِينُهُ قَادِراً قَاهِراً

اور اسی سے ... کہ وہ قریب ترین راہنما ہے اور امداد و اعانت کا طلبگار ہوں اسلئے کہ وہی قادر و

وَأَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ كَافِياً نَاصِراً وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً صَلَّى اللّٰهُ

اور اس پر بھروسہ رکھتا ہوں چونکہ وہی کافی مدد کرنے والا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے

عَلَيْهِ وَآلِهِ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَرْسَلَهُ لِإِنْفَاذِ أَمْرِهِ وَإِنْهَاءِ

وہ برگزیدہ بندے اور پیغامبر ہیں جنکو اس نے اپنے امر (دین) کے جاری کرنے (اپنے بندوں تک) اپنی حجتیں پہونچانے

عُذْرِهِ وَتَقْدِيمِ نُذُرِهِ أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ

اور اپنے عذاب کو انکے سامنے پیش کر کے انھیں خوفزدہ بنانے کیلئے ارسال فرمایا خدا کے بندو میں تمھیں

الَّذِي ضَرَبَ الْأَمْثَالَ وَوَقَّتَ لَكُمُ الْآجَالَ وَأَلْبَسَكُمُ

اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے تمھارے سامنے عبرت آموز قصے بیان کئے تمھاری عمر کے اوقات معین فرمائے تمھیں

الرِّيَاشَ وَأَرْفَغَ لَكُمُ الْمَعَاشَ وَأَحَاطَ بِكُمُ الْإِحْصَاءَ وَأَرْصَدَ

(میدان) زندگی کو تمھارے لئے (تنگ نہیں بلکہ) وسیع بنایا اپنے علم سے تمھارے اعمال کا احاطہ کیا جسکے بعد ...

لَكُمُ الْجَزَاءَ وَآثَرَكُمْ بِالنِّعَمِ السَّوَابِغِ وَالرِّفَدِ الرَّوَافِغِ

ثواب مہیا کئے کامل نعمتوں اور ہمہ گیر عطیوں کیلئے تمہارا انتخاب کیا تمھیں اپنی انتہائی حجتوں سے خوفزدہ بنایا پھر تمہاری ...

وَأَنْذَرَكُمْ بِالْحُجَجِ الْبَوَالِغِ وَأَحْصَاكُمْ عَدَداً وَوَظَّفَ لَكُمْ

اس امتحان کی منزل اور عبرت کے گھر میں تمہاری (عمروں کے) لئے مدتیں معین

مُدَداً فِي قَرَارِ خِبْرَةٍ وَدَارِ عِبْرَةٍ أَنْتُمْ مُخْتَبَرُونَ فِيهَا

جس کے اندر تم اپنی زندگی پھر تو آزمائے جاؤ گے اور پھر مرنے کے

وَمُحَاسَبُونَ عَلَيْهَا فَإِنَّ الدُّنْيَا رَنِقٌ مَشْرَبُهَا رَدِغٌ مَشْرَعُهَا

وہاں کے کئے ہوئے کاموں پر تمہارا احساب لیا جائیگا اس دنیا کا سرچشمہ میلا اور اسکا گھاٹ بہت ...

يُونِقُ مَنْظَرُهَا وَيُوبِقُ مَخْبَرُهَا غُرُورٌ حَائِلٌ وَظِلٌّ زَائِلٌ

اسکا نظارہ دلفریب اور رنگینی آزمائش تباہ کن ہے یہ ایک مٹ جانیوالا دھوکہ زائل ہو جانیوالا سایہ منہدم ہو جانیوالا ستون ...

وَسِنَادٌ مَائِلٌ وَضَوْءٌ آفِلٌ حَتَّى إِذَا أَنِسَ نَافِرُهَا وَاطْمَأَنَّ نَاكِرُهَا

روشنی ہے یہاں تک کہ جب اس سے نفرت کرنے والا اس سے مانوس اور اس سے گھبرانیوالا مطمئن ہو جاتا ہے تو یہ ...

۵ غنیمت و عظیمۃ، فضل و ازل میں ملح و کاشف میں یہی صفت طباق و تضاد اور جمع و موازنہ موجود ہے کیونکہ ان میں کا ہر لفظ دوسرے کا مقابل بھی ہے اور باعتبار معنے اسکی ضد بھی۔ ۱۲

بِاَرْجُلِهَا وَقَنَصَتْ بِاَحْبُلِهَا وَاَقْصَدَتْ بِاَسْهُمِهَا

پھر وہی اپنے جالوں سے اس کا شکار کر لیتی اور اپنے تیروں سے اسے ہلاک کر ڈالتی ہے

وَاَعْلَقَتِ الْمَرْءَ اَوْهَاقَ الْمَنِيَّةِ قَائِدَةً لَهُ اِلٰى ضَنْكِ

اور انسان کے گلے میں موت کی کمندیں آویزاں کر کے اسے کھینچتی ہوئی تنگی

الْمَضْجَعِ وَوَحْشَةِ الْمَرْجِعِ وَمُعَايَنَةِ الْمَحَلِّ وَثَوَابِ الْعَمَلِ

خوابگاہ (قبر) وحشت بازگشت (محشر) وائمی قیامگاہ کے دیدار اور جزاء عمل کی منزل تک لے جاتی ہے

وَكَذٰلِكَ الْخَلَفُ يَعْقُبُ السَّلَفَ لَا تُقْلِعُ الْمَنِيَّةُ اخْتِرَامًا

بعد والے اگلوں کے پیچھے یونہیں آتے (اور گذرتے) رہتے ہیں نہ (ادھر) موت ہلاک کرنے سے باز آتی ہے نہ ادھر یہ

وَلَا يَرْعَوِي الْبَاقُونَ اجْتِرَامًا يَحْتَذُونَ مِثَالًا وَيَمْضُونَ

دنیا میں باقی رہنے والے گناہ کرنے سے جھجکتے ہیں۔ یہ سب ایک ہی ڈھرے پر اپنے اسلاف کے قدم بقدم چل رہے ہیں اور

اَرْسَالًا اِلٰى غَايَةِ الْاِنْتِهَاءِ وَصَيُّورِ الْفَنَاءِ حَتّٰى اِذَا تَصَرَّمَتِ

فنا کی بازگشت اور انجام کے آخری نقطہ کی طرف جھنڈ کے جھنڈ چلے جا رہے ہیں۔ (اور برابر جاتے رہیں گے۔ تا اینکہ

الْاُمُوْرُ وَتَقَضَّتِ الدُّهُوْرُ وَاَزِفَ النُّشُوْرُ اَخْرَجَهُمْ مِنْ

جب امور ختم اور زمانے تمام ہو جائیں گے اور دوبارہ انھیں زندہ کرنے کا وقت قریب آئے گا تو پروردگار عالم انھیں

ضَرَائِحِ الْقُبُوْرِ وَاَوْكَارِ الطُّيُوْرِ وَاَوْجِرَةِ السِّبَاعِ وَمَطَارِحِ

قبروں کے زاویوں پرندوں کے آشیانوں درندوں کے بھٹوں اور ہلاک ہو کر گرنے کے مقامات سے اس حالت میں اٹھائیگا

الْمَهَالِكِ سِرَاعًا اِلٰى اَمْرِهٖ مُهْطِعِيْنَ اِلٰى مَعَادِهٖ رَعِيْلًا

کہ یہ تیز رفتاری کے ساتھ اسکے امر کیطرف قدم بڑھانے والے اور اس کی مقرر کی ہوئی معاد کی جانب اکھٹا خاموش کھڑے ہوئے صف

صُمُوْتًا قِيَامًا صُفُوْفًا يَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيْ

بستہ تیزی سے روانہ ہونے والے (نظر آ رہے) ہونگے نگاہ (قدرت) انھیں دیکھ رہی ہوگی اور پکارنے والا انھیں اپنی آواز سنا

عَلَيْهِمْ لَبُوْسُ الْاِسْتِكَانَةِ وَضَرَعُ الْاِسْتِسْلَامِ وَالذِّلَّةِ

رہا ہوگا ان (کے جسموں) پر فروتنی کے پیراہن اور ذلت و خواری کی شکستہ حالی ہوگی

قَدْ ضَلَّتِ الْحِيَلُ وَانْقَطَعَ الْاَمَلُ وَهَوَتِ الْاَفْئِدَةُ

تدبیریں گم اور آرزوئیں منقطع ہوں گی دل گھٹ گھٹ کر (ذلت کے عمیق گڑھوں میں)

كَاظِمَةً وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ مُهَيْنِمَةً وَاَلْجَمَ الْعَرَقُ وَ

گرے جا رہے ہونگے آوازیں (خوف کی وجہ سے) دھیمی پڑ کر کانپ رہی ہونگی پسینہ منہ تک پہونچ چکا ہوگا خوف

عَظُمَ الشَّفَقُ وَاُرْعِدَتِ الْاَسْمَاعُ لِزَبْرَةِ الدَّاعِيْ اِلٰى

حد سے زیادہ عظیم ہوگا اور کان حق و باطل میں فیصلہ کرنے والے خطاب

ل۵ حشر و نشر کے اس فلسفہ کو قرآن نے بھی انھیں لفظوں میں پیش کیا ہے چنانچہ پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے۔ یوم یخرجون من الاجداث سراعا کانهم الی نصب یوفضون خاشعة ابصارهم ترهقهم ذلة ذلک الیوم الذی کانوا یوعدون یعنے اسوقت کو یاد کرو جب انسان اپنی قبروں سے باہر نکالے جائیں گے اور وہ اس طرح دوڑتے ہوئے جائیں گے جیسے کہ وہ نشانیوں کی طرف دوڑ رہے ہیں انکی نگاہیں سرنگوں ہونگی اور ذلت و خواری کا رنگ انکے چہروں پہ پڑھا ہوا ہوگا یہی وہ دن ہے جسکا انسے برابر وعدہ کیا جاتا تھا۔ ۱۲

فَصْلِ الْخِطَابِ وَمُقَايَضَةِ الْجَزَاءِ وَنَكَالِ الْعِقَابِ وَنَوَالِ

جزا کی معاملت عقاب کی سختی اور ثواب کی بخشش کی طرف بلانے والے رفرشتہ) کی جھڑکی سے گرج رہے ہوں

الثَّوَابِ عِبَادٌ مَخْلُوقُونَ اقْتِدَارًا وَمَرْبُوبُونَ اقْتِسَارًا

یہ وہی بندے ہیں جو اقتدار قدرت کے ہاتھوں پیدا ہوئے اور قہر و غلبہ سے خدا کے غلام بنائے گئے

وَمَقْبُوضُونَ احْتِضَارًا وَمُضَمَّنُونَ أَجْدَاثًا وَكَائِنُونَ

جاں نکلنے کے وقت انکی روحیں قبض کی گئیں اور مرنے کے بعد یہ قبروں کے حوالے کر دیے گئے جہاں یہ ریزہ ریزہ

رُفَاتًا وَمَبْعُوثُونَ أَفْرَادًا وَمَدِينُونَ جَزَاءً وَمُمَيَّزُونَ

ہو گئے پھر انھیں انکی قبروں سے تنہا اٹھایا گیا اسکے بعد انھیں انکے اعمال کی جزا دی گئی اور یہ حساب کیلئے الگ الگ کر دیے گئے

حِسَابًا قَدْ أُمْهِلُوا فِي طَلَبِ الْمَخْرَجِ وَهُدُوا سَبِيلَ

انھیں اپنے نکلنے کا راستہ تلاش کرنے کی مہلت دیدی گئی تھی سیدھی شاہراہ کا نشان بتا دیا گیا تھا

الْمَنْهَجِ وَعُمِّرُوا مَهَلَ الْمُسْتَعْتِبِ وَكُشِفَتْ عَنْهُمْ سُدَفُ

اور راضی کرنیوالے کیلئے جتنی مہلت چاہیے ہے اتنی مدت تک انھیں زندہ رکھا گیا شبہوں کے پردے انکے سامنے

الرِّيَبِ وَخُلُّوا لِمِضْمَارِ الْجِيَادِ وَرَوِيَّةِ الْارْتِيَادِ وَأَنَاةِ

سے ہٹا دیے گئے اور انکو سرکش نفوس کی ریاضت تلاش عمل کی فکر اور تجلی حق کے خواہشمند طالب کی طرح

الْمُقْتَبِسِ الْمُرْتَادِ فِي مُدَّةِ الْأَجَلِ وَمُضْطَرَبِ الْمَهَلِ

غور و خوض کرنیکے لئے اجل کی مدت نیز محل مہلت کی بیقراری میں تادیر چھوڑ دیا گیا تھا

فَيَا لَهَا أَمْثَالًا صَائِبَةً وَمَوَاعِظَ شَافِيَةً لَوْ صَادَفَتْ قُلُوبًا

یہ کتنے درست اور سچے عبرت کے افسانے اور شفا بخش موعظے ہیں کاش یہ پاکیزہ

زَاكِيَةً وَأَسْمَاعًا وَاعِيَةً وَآرَاءً عَازِمَةً وَأَلْبَابًا حَازِمَةً فَاتَّقُوا

دل یاد رکھنے والے کان پختہ عزم رائیں اور تیز عقلیں پا لیتے (بندگان خدا) دیکھو خدا سے

تَقِيَّةَ مَنْ سَمِعَ فَخَشَعَ وَاقْتَرَفَ فَاعْتَرَفَ وَوَجِلَ فَعَمِلَ

اس شخص کے مانند ڈرو جس نے نصیحت کی باتیں سنکر گردن جھکا لی ہو گناہ کرنیکے بعد اسکا اعتراف کر لیا ہو خدا سے ڈر کر نیک کام

وَحَاذَرَ فَبَادَرَ وَأَيْقَنَ فَأَحْسَنَ وَعُبِّرَ فَاعْتَبَرَ وَحُذِّرَ ۱ؕ

ہوں جسنے عذاب خدا سے خوفزدہ ہوکر توبہ کیطرف پیشقدمی کی ہو قیامت پر ایمان لاکر اچھے کام کئے ہوں عبرت کی چیزیں دیکھکر نصیحت حاصل کی ہو عذاب سے ڈرایا گیا

فَازْدَجَرَ وَأَجَابَ فَأَنَابَ وَرَجَعَ فَتَابَ وَاقْتَدَى فَاحْتَذَى

ڈر گیا ہو حق کی آواز پر لبیک کہکر اسکی طرف رجوع اور پھر رجوع کے بعد توبہ کر لی ہو ائمہ حق کی پیروی کی ہو انکے قدم بقدم چلا ہو حق اسے دکھا

وَأُرِيَ فَرَأَى فَأَسْرَعَ طَالِبًا وَنَجَا هَارِبًا فَأَفَادَ ذَخِيرَةً

دکھایا گیا ہو تو اسنے اسے دیکھ لیا ہو اور اسکا طالب بنکر تیز رفتاری کیساتھ قدم اٹھائے ہوں گناہوں سے بھاگ کر نجات حاصل کر لی ہو جسنے آخرت کے توشے

ـــــــــــــــ

ــلہ مطلب یہ ہے کہ نیک کام کرکے خدا کو راضی کرنے کے لئے جتنی مدت درکار تھی اور اس کیلئے جتنی عمر کی ضرورت تھی اتنی عمر انھیں عطا کی گئی اب سراسر انھیں کا قصور ہے کہ انھوں نے اعمال صالحہ کرکے خدا کو راضی کرنے کی کوشش کیوں نہ کی ۱۲

CS CamScanner

وَأَطَابَ سَرِيرَةً وَعَمَّرَ مَعَاداً وَاسْتَظْهَرَ زَاداً لِيَوْمِ رَحِيلِهِ

دل کو پاکیزہ بنا دیا اور آخرت کا گھر آباد کر دیا ہو۔ اور اپنے انتقال کے دن راستہ کے انتظام اپنی احتیاج کی حالت

وَوَجْهِ سَبِيلِهِ وَحَالِ حَاجَتِهِ وَمَوْطِنِ فَاقَتِهِ وَقَدَّمَ

اور فقیری کی منزل کے پیش نظر آخرت کے زاد راہ سے اپنی پشت کو گرانبار کر کے اپنے جانے سے پہلے

أَمَامَهُ لِدَارِ مُقَامِهِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ عِبَادَ اللّٰهِ جِهَةَ مَا خَلَقَكُمْ

اپنے دائمی سکونت کے مکان کی طرف روانہ کر دیا ہو۔ بندگان خدا اللہ نے جس کام کیلئے تمہیں بنایا ہے اسکی وجہ کو اس سے ڈرو

لَهُ وَاحْذَرُوا مِنْهُ كُنْهَ مَا حَذَّرَكُمْ مِنْ نَفْسِهِ وَاسْتَحِقُّوا

اور اسنے تمہیں اپنی ذات کے متعلق جسقدر خوف دلایا ہے اتنا اس سے خوف کرو اور اس کے وعدہ کی سچائی

مِنْهُ مَا أَعَدَّ لَكُمْ بِالتَّنَجُّزِ لِصِدْقِ مِيعَادِهِ وَالْحَذَرِ

کو جلد پورا کر کے اور اس کے روز قیامت کے ہول سے ڈر کر اس اخروی اجر و ثواب کے

مِنْ هَوْلِ مَعَادِهِ مِنْهَا جَعَلَ لَكُمْ أَسْمَاعاً لِتَعِيَ مَا

مستحق بنجاؤ جو اسنے تمہارے لئے مہیا کر رکھا ہے۔ اسی خطبہ کا ایک حصہ: اسنے تمہارے لئے کان قرار دئے تاکہ وہ اپنے فائدہ کی باتوں کو یاد رکھیں

عَنَاهَا وَأَبْصَاراً لِتَجْلُوَ عَنْ عَشَاهَا وَأَشْلَاءً جَامِعَةً

آنکھیں مرحمت فرمائیں کہ وہ اپنے نور سے اپنی شبکوری کو دور کر سکیں اور تمہارے جسموں کو جو عمر کی مدتوں تک شکلوں کی

لِأَعْضَائِهَا مُلَائِمَةً لِأَحْنَائِهَا فِي تَرْكِيبِ صُوَرِهَا وَمُدَدِ

کی خاص ترکیبوں میں اپنے جوڑوں کے ساتھ مناسب رکھنے والے اعضا کے جامع ہیں (دو چیزوں) سے مرکب قرار دیا ایک تو ان بدنوں

عُمُرِهَا بِأَبْدَانٍ قَائِمَةٍ بِأَرْفَاقِهَا وَقُلُوبٍ رَائِدَةٍ لِأَرْزَاقِهَا

سے جو اپنے منافع کیساتھ قائم ہیں (دوسرے) ان دلوں سے جو کہ اسکی نعمتوں کو عظیم بنا دینے والے عملوں اسکے احسانات کو لازم گردینوالے مواد اور عافیت کی حفاظت

فِي مُجَلِّلَاتِ نِعَمِهِ وَمُوجِبَاتِ مِنَنِهِ وَحَوَاجِزِ عَافِيَتِهِ

کرنے والے پردوں میں اپنے روحانی رزق کی تلاش کرنے والے ہیں

وَقَدَّرَ لَكُمْ أَعْمَاراً سَتَرَهَا عَنْكُمْ وَخَلَّفَ لَكُمْ عِبَراً

اسنے تمہارے لئے عمریں معین کیں جنہیں تمہاری نگاہوں سے چھپا دیا اور ان لوگوں کے آثار کو تمہارے لئے عبرتوں کی شکل

مِنْ آثَارِ الْمَاضِينَ قَبْلَكُمْ مِنْ مُسْتَمْتَعِ خَلَاقِهِمْ وَ

میں چھوڑ دیا جو اپنے مقدر سے بہرہ یاب ہونیکی منزل اور اپنی رسن گلو کے کشادہ ہونے کی جگہ (دنیا) سے

مُسْتَفْسَحِ خَنَاقِهِمْ أَرْهَقَتْهُمُ الْمَنَايَا دُونَ الْآمَالِ وَ

تم سے پہلے گذر چکے ہیں جنکو تمناؤں تک پہونچنے سے قبل موت نے جھپٹ کر پکڑ لیا اور

شَذَّبَهُمْ عَنْهَا تَخَرُّمُ الْآجَالِ لَمْ يَمْهَدُوا فِي سَلَامَةِ الْأَبْدَانِ

انکی مدتوں کے قطع ہو جانے نے انکو تمناؤں کے سامنے سے پراگندہ کر دیا انھوں نے مدتوں کی سلامتی کے زمانہ میں عمل کے ذخیرے

۱؎ [illegible] کی جہت سے اختیار کرو [illegible] کیونکہ تمہاری غرض خلقت یہی ہے کہ تم اسکی عبادت کیے رہو جیسا کہ اس نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون میں نے جن وانس کو صرف عبادت کے لئے خلق کیا ہے تو تمہاری خلقت جس جہت اور جس غرض کی تابع ہے صرف اسی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسکی جستجو کرو۔ ۱۲

۲؎ علامہ فتح اللہ کاشانی نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ جملہ کچھ محذوفات پر مشتمل ہے جسکی بنا پر تقدیر جملہ یہ ہوگی کہ لتجلو عن نورها عشاها یعنی اس نے نگاہیں خلق فرمائیں تاکہ ان کے اندر ودیعت کیے ہوئے نور سے انکی نابینائی زائل ہو جائے۔ ۱۲

وَلَمْ يَعْتَبِرُوا فِي أُنُفِ الْأَوَانِ فَهَلْ يَنْتَظِرُ أَهْلُ بَضَاضَةِ

اور اپنی عمر کی ابتدائی ساعتوں میں عبرت نہ لی گیا ہے بھرپور شباب کے مالک

الشَّبَابِ إِلَّا حَوَانِيَ الْهَرَمِ وَأَهْلُ غَضَارَةِ الصِّحَّةِ إِلَّا نَوَازِلَ

بڑھاپے کی کمر جھکا دینے والی کمزوریوں اور ترو تازہ صحت رکھنے والے نازل ہونے والی بیماریوں

السَّقَمِ وَأَهْلُ مُدَّةِ الْبَقَاءِ إِلَّا آوِنَةَ الْفَنَاءِ مَعَ قُرْبِ الزِّيَالِ

اور صاحبان زندگانی موت کی ساعتوں کے علاوہ اور کسی اور چیز کا بھی انتظار کر رہے ہیں جبکہ رحلت کا وقت نزدیک

وَأُزُوفِ الْإِنْتِقَالِ وَعَلَزِ الْقَلَقِ وَأَلَمِ الْمَضَضِ وَغُصَصِ

انتقال کی گھڑی قریب قلق کی شدت سوز دروں کے رنج و غم لعاب دہن کے گلوگیر ہونیوالے اور پھندہ ڈالنے والے

الْجَرَضِ وَتَلَفُّتِ الْإِسْتِغَاثَةِ بِنُصْرَةِ الْحَفَدَةِ وَالْأَقْرِبَاءِ

گھونٹوں اور اولاد و اقربا عزیزوں و احباب سے اعانت کی فریاد کرنے کے لئے متوجہ

وَالْأَعِزَّةِ وَالْقُرَنَاءِ فَهَلْ دَفَعَتِ الْأَقَارِبُ أَوْ نَفَعَتِ

ہونے کا زمانہ آ پہنچا ہے (ذرا بتاؤ) کیا قرابتداروں نے بلاؤں کو دفع کیا اور فریاد کرنے والوں نے

النَّوَاحِبُ وَقَدْ غُودِرَ فِي مَحَلَّةِ الْأَمْوَاتِ رَهِيناً وَفِي

اسے کوئی فائدہ پہنچایا جبکہ اسے مردوں کی منزل میں سپرد کیا گیا اور تنگی خوابگاہ قبر میں تنہا چھوڑ دیا گیا

ضِيقِ الْمَضْجَعِ وَحِيداً قَدْ هَتَكَتِ الْهَوَامُّ جِلْدَتَهُ وَ

قبر کے کیڑوں مکوڑوں نے اس کی کھال ادھیڑ کر رکھ دی

أَبْلَتِ النَّوَاهِكُ جِدَّتَهُ وَعَفَتِ الْعَوَاصِفُ آثَارَهُ

کمزور بنا دینے والی حالتوں نے اسکی تازگی کو کہنہ اور جھکڑوں کی آندھیوں نے اس کے آثار کو نابود کیا اور حوادث

وَمَحَا الْحَدَثَانُ مَعَالِمَهُ وَصَارَتِ الْأَجْسَادُ شَحِبَةً بَعْدَ

نے اس کے یادگاروں کو محو کر دیا انکے جسم اپنی قوت و طاقت کے بعد کمزور

بَضَّتِهَا وَالْعِظَامُ نَخِرَةً بَعْدَ قُوَّتِهَا وَالْأَرْوَاحُ مُرْتَهَنَةً

اور ہڈیاں اپنی تر و تازگی و استحکام کے بعد بوسیدہ ہو گئیں اور روحیں اپنے بوجھوں کے

بِثِقَلِ أَعْبَائِهَا مُوقِنَةً بِغَيْبِ أَنْبَائِهَا لَا تُسْتَزَادُ مِنْ

بار میں جکڑی ہوئی بے خبر کی خبروں پر ایمان لے آئیں (مگر) سو فیصد جبکہ اب نہ انکے نیک کاموں میں اضافہ

صَالِحِ عَمَلِهَا وَلَا تُسْتَعْتَبُ مِنْ سَيِّئِ زَلَلِهَا أَوَلَسْتُمْ

ہو سکتا ہے اور نہ برے کاموں سے توبہ کی جا سکتی ہے۔ کیا تم ان فنا ہو جانے والے لوگوں کے

أَبْنَاءَ الْقَوْمِ وَالْآبَاءِ وَإِخْوَانَهُمْ وَالْأَقْرِبَاءِ تَحْتَذُونَ

اولاد باپ دادا بھائی بند اور قریبی رشتہ دار نہیں ہو۔ بیشک تم انھیں کی مثالوں کی پیروی کر رہے

له اس مضمون کو قرآن مجید نے اس انداز سے پیش کیا ہے کہ ان یستعتبوا فما هم من المعتبین یعنی اگر یہ خدا کو راضی کرنا چاہیں تو راضی نہیں کر سکتے کیونکہ عالم برزخ [illegible] عمل کی جگہ نہیں [illegible] باقی نہیں رہی کیا اب دار العمل میں نہیں بلکہ دار الجزاء میں مقیم ہیں۔

أَمْثِلَتَهُمْ وَتَرْكَبُونَ قِدَّتَهُمْ وَتَطَأُونَ جَادَّتَهُمْ فَالْقُلُوبُ

انھیں کے طریقہ کی پیروی کرتے ہوا ور انھیں کی شاہراہ کو روند رہے ہو تو تمہارے دل اپنے حصوں کی طرف سے

قَاسِيَةٌ عَنْ حَظِّهَا لَاهِيَةٌ عَنْ رُشْدِهَا سَالِكَةٌ فِي غَيْرِ

سخت اپنی رستگاری سے غافل اور اپنے غیر مفید میدانوں میں (یوں) راہ پیمائی کر رہے ہیں

مِضْمَارِهَا كَأَنَّ الْمَعْنِيَّ سِوَاهُ وَكَأَنَّ الرُّشْدَ فِي إِحْرَازِ

جیسے کہ (الٰہی احکام کے مخاطب) یہ نہیں اور ہیں اور گویا ان کی دنیا کے جمع کرنے ہی میں (انکی) رستگاری ہے

دُنْيَاهَا وَاعْلَمُوا أَنَّ مَجَازَكُمْ عَلَى الصِّرَاطِ وَمَزَالِقِ دَحْضِهِ

گزرہ مردم جان رکھو کہ تمھیں صراط کے پل نیز اس کے لغزش کے مقامات اور

وَأَهَاوِيلِ زَلَلِهِ وَتَارَاتِ أَهْوَالِهِ فَاتَّقُوا اللَّهَ تَقِيَّةَ ذِي

ٹھوکر کھانے کے خطروں اور متواتر خوفوں پر سے گذرنا ہے تو خدا سے اس صاحب عقل

لُبٍّ شَغَلَ التَّفَكُّرُ قَلْبَهُ وَأَنْصَبَ الْخَوْفُ بَدَنَهُ وَأَسْهَرَ

انسان کی طرح ڈرو جس کے دل کو فکر انجام نے مشغول بنا دیا ہو جس کے بدن کو خوف خدا نے لاغر

التَّهَجُّدُ غِرَارَ نَوْمِهِ وَأَظْمَأَ الرَّجَاءُ هَوَاجِرَ يَوْمِهِ وَظَلَفَ

اور راتوں کی عبادت نے اسکی تھوڑی سی نیند کو بھی بیدار کر دیا ہو جسکے تپتے ہوئے دنوں کو امیدواری ثواب نے پیاسا (روزہ دار) بنا دیا جس کی

الزُّهْدُ شَهَوَاتِهِ وَأَوْجَفَ الذِّكْرُ بِلِسَانِهِ وَقَدَّمَ الْخَوْفَ

نفسانی خواہشوں کو زہد نے روک دیا ہو اور ذکر خدا نے جسکی زبان کو خشک کر دیا ہو جس نے خوف کو اپنے بچاؤ کے لیے

لِأَمَانِهِ وَتَنَكَّبَ الْمَخَالِجَ عَنْ وَضَحِ السَّبِيلِ وَسَلَكَ

پیش پیش رکھا ہو جو روشن شاہراہ ہدایت سے ہٹتے ہوئے راستوں سے کنارہ کش ہو کر منزل مطلوب

أَقْصَدَ الْمَسَالِكِ إِلَى النَّهْجِ الْمَطْلُوبِ وَلَمْ تَفْتِلْهُ فَاتِلَاتُ

تک پہونچانے والے سب سے زیادہ سیدھے راستہ کا سالک بن گیا ہو جسکو مکر و فریب کے موانع نے عمل خیر سے

الْغُرُورِ وَلَمْ تَعْمَ عَلَيْهِ مُشْتَبِهَاتُ الْأُمُورِ ظَافِرًا بِفَرْحَةِ

روکا نہو مشتبہ باتیں اس پر پوشیدہ نہ رہی ہوں جس نے اپنی محفوظ ترین دن نیز آسودہ ترین نیند

الْبُشْرَى وَرَاحَةِ النُّعْمَى فِي أَنْعَمِ نَوْمِهِ وَآمَنِ يَوْمِهِ

میں اخروی نعمتوں کی آسائش اور بشارت نجات کی خوشی حاصل کر لی ہو دنیا کی گذرگاہ کو جس نے پسندیدہ

قَدْ عَبَرَ مَعْبَرَ الْعَاجِلَةِ حَمِيدًا وَقَدَّمَ زَادَ الْآجِلَةِ

صفات بنکر طے کر لیا ہو۔ اور خوش نصیب ہونیکی حالت میں جس نے آخرت کیلئے عمل صالح کا توشہ پہلے سے بھیجدیا ہو

سَعِيدًا وَبَادَرَ مِنْ وَجَلٍ وَأَكْمَشَ فِي مَهَلٍ وَرَغِبَ

عذاب سے خوف زدہ ہو کر جسنے نیک کام کرنے میں تعجیل کی ہو۔ زندگی کے ایام مہلت میں بہت تیزی کے ساتھ آخرت کے کام کر لئے ہوں آجل

---

۱ امام حسن عسکری علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ صراط صرف ایک ہی نہیں بلکہ دو ہیں ایک صراط دنیا دوسرے صراط آخرت صراط دنیا سے مراد عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ ہیں اور صراط آخرت سے مراد وہ پل ہے جو جہنم پر نصب ہے اور جس پر سے قیامت کے روز ہر شخص کیلئے جنت تک پہونچنے کیلئے گذرنا ضروری ہے اس دنیاوی زندگی میں جو شخص نیک کردار اور اوامر الٰہیہ پر پوری طرح عامل اور نواہی سے پرہیز کرتا ہے جس کے عقائد درست اور نظریات صحیح ہیں اس نے صراط دنیا کو کامیابی کے ساتھ طے کر لیا ہے اور اب اس کیلئے آخرت کو طے کرنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ گویا دنیا کی زندگی ہی صراط ہے جسکو خدائی احکام کی اطاعت و فرمانبرداری میں بسر کرنا صراط کا طے کر لینا ہے۔ ۱۲

۲ یہ کنایہ ہے اس امر سے کہ اس شخص نے بکثرت روزے رکھے ہیں۔ ۱۲

۳ نہج البلاغہ کے بعض نسخوں میں یہ لفظ رائے مہملہ کے ساتھ بھی نقل کیا گیا ہے اگر اسکو اس طرح پڑھا جائے تو اسکے معنے یہ ہوں گے کہ ذکر خدا نے اس کی زبان کو اس طرح متحرک بنا دیا ہے کہ وہ کسی وقت بھی ٹھہر کر سکون نہیں لیتی۔ ۱۲

۴ اس بشارت سے حضرت نے اس بشارت کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو فرشتوں کی زبانی ارباب ایمان و ایقان تک پہونچے گی اور جس کی جانب قرآن مجید میں ان الفاظ کے ساتھ اشارہ کیا گیا ہے کہ بشریٰکم الیوم جنات تجری من تحتها الانهار یعنے ارباب ایمان تمھیں آج کے دن وہ جنتیں مبارک ہوں جن کے نیچے نہریں رہی ہیں۔ ۱۲

فِي طَلَبِهِ وَذَهَبَ عَنْ هَرَبِهِ وَرَاقَبَ فِي يَوْمِهِ غَدَهُ وَنَظَرَ

اور جن چیزوں سے گریز کرنا مناسب تھا ان سے گریز کیا ہو آج ہی کے دن (دنیا) میں کل (آخرت کے دن) کا دھیان رکھا ہو اور اپنے گذشتہ اعمال پر اسی

قُدُمًا أَمَامَهُ فَكَفَى بِالْجَنَّةِ ثَوَابًا وَنَوَالًا وَكَفَى بِالنَّارِ

طرح غور کر لیا ہو کیونکہ بخشش و اجر کے لحاظ سے جنت و مصیبت کے اعتبار سے

عِقَابًا وَوَبَالًا وَكَفَى بِاللهِ مُنْتَقِمًا وَنَصِيرًا وَكَفَى بِالْكِتَابِ

جہنم اور منتقم و مددگار ہونے کی حیثیت سے اللہ اور حجت پیش کرنے والے مخالف کی حیثیت سے

حَجِيجًا وَخَصِيمًا أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ الَّذِي أَعْذَرَ

کتاب خدا بہت کافی ہے۔ بندگان خدا میں تمہیں اس اللہ سے پرہیزگاری کرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے عواقب سے خوفزدہ بنا کر عذر کی

بِمَا أَنْذَرَ وَاحْتَجَّ بِمَا نَهَجَ وَحَذَّرَكُمْ عَدُوًّا نَفَذَ فِي

سے عذر کی گنجائش سلب کر لی گمراہوں پر واضح حجتیں قائم کر دیں اور تمہیں اس دشمن سے خوفزدہ بنا دیا جو پوشیدہ طریقہ پر سینوں میں گھس

الصُّدُورِ خَفِيًّا وَنَفَثَ فِي الْآذَانِ نَجِيًّا فَأَضَلَّ وَأَرْدَى

ہوتا اور کانوں میں گمراہی کی باتیں پھونک کر گمراہ اور ہلاک کرتا رہتا ہے (یہی) ہے

وَوَعَدَ فَمَنَّى وَزَيَّنَ سَيِّئَاتِ الْجَرَائِمِ وَهَوَّنَ مُوبِقَاتِ

جس نے تم سے وعدے کر کے فریب تمنا میں مبتلا کیا گناہوں کی برائیوں کو آراستہ کر کے اور بڑے بڑے مہلک

الْعَظَائِمِ حَتَّى إِذَا اسْتَدْرَجَ قَرِينَتَهُ وَاسْتَغْلَقَ

گناہوں کو سبک بنا کر تمہارے سامنے پیش کیا تا آنکہ جب اس نے رفتہ رفتہ اپنے ہمنشین نفس کو اس کی بلند منزل سے اتار کر) اپنے سے قریب تر اور اس کو

رَهِينَتَهُ أَنْكَرَ مَا زَيَّنَ وَاسْتَعْظَمَ مَا هَوَّنَ

متاع کو اچھی طرح اپنے شکنجہ میں لے لیا تو جس چیز کو آراستہ کر کے پیش کر چکا تھا اس کا منکر ہو گیا جن کو سبک ثابت کر چکا تھا ان کو بڑا کہنے

وَحَذَّرَ مَا أَمَّنَ

اور جن خطروں سے بے خوف بنا چکا تھا انہیں سے خوف دلانے لگا

مِنْهَا فِي صِفَةِ خَلْقِ الْإِنْسَانِ

اس خطبہ کا ایک حصہ جس میں انسانی خلقت پر روشنی ڈالی گئی ہے

أَمْ هَذَا الَّذِي أَنْشَأَهُ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْحَامِ وَشُغُفِ

کیا یہ وہی انسان ہے جسکو پروردگار عالم نے رحموں کی تاریکیوں اور مشیمہ کے پردوں کے غلافوں میں

الْأَسْتَارِ نُطْفَةً دِهَاقًا وَعَلَقَةً مِحَاقًا وَجَنِينًا وَرَاضِعًا

جرائیم زندگی سے لبریز نطفہ کی شکل میں پیدا فرمایا کوئی شکل و صورت نہ رکھنے والا منجمد خون بنایا پھر اس خون بستہ کو صحیح شکل و صورت کے ساتھ جنین

وَوَلِيدًا وَيَافِعًا ثُمَّ مَنَحَهُ قَلْبًا حَافِظًا وَلِسَانًا لَافِظًا

ابھرنے کے بعد اسے شکم مادر کی فضا میں پرورش پانیوالا بچہ وضع حمل کے بعد طفل شیرخوار شیر خواری کی منزل سے آگے بڑھا کر نوخیز اور نوخیزی سے

آگے بڑھا کر پھر پورا جوان بنا دیا اسے یاد رکھنے والا دل اور بولنے والی زبان عطا فرمائی تاکہ یہ

۵۱ یہاں طلب سے مراد مطلوب ہے یعنے اس شخص نے ان چیزوں کی طرف رغبت کی ہو جو طلب کرنے کی مستحق ہیں قدما امامہ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ نظر الی ما یتقدمہ امامہ یعنی کہ اعمال پہلے اس کے سامنے جو اعمال گذر چکے ہوں ان پر اس کی نظر ہو۔ ۱۲

۵۲ اس مقام پر باب افعال سلب ماخذ کی خاصیت میں مستعمل ہوا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ اس نے عواقب سے خوفزدہ کر کے عذر کرنے والوں کے لئے عذر کا کوئی محل باقی نہیں چھوڑا ہے۔ ۱۲

۵۳ لغت میں شغف جگر کے غلاف کو کہتے ہیں پردہ کے معنی کیلئے مستعمل ہوتا ہے لیکن یہاں اس سے سیاق عبارت کے پیش نظر دل کے پردے نہیں بلکہ مشیمہ کے پردے مراد ہیں جو ایک لطیف ترین استعارہ ہے۔ ۱۲

لِيَفْهَمَ مُعْتَبِرًا وَيُقَصِّرَ مُزْدَجِرًا حَتّٰى إِذَا قَامَ اعْتِدَالُهُ وَاسْتَوٰى

عبرت لینے والا بنکر اپنے امور کو سمجھے اور اپنے نفس کو ناشائستہ امور سے زجر و توبیخ کر کے گناہ سے باز رہے مگر افسوس جب اسکا اعتدال قائم اور اسکا

مِثَالُهُ نَفَرَ مُسْتَكْبِرًا وَخَبَطَ سَادِرًا مَاتِحًا فِيْ غَرْبِ هَوَاهُ كَادِحًا

پیکر درست ہوگیا تو یہ سرکش بنکر اطاعت حق سے گریزاں کھیل کود میں پڑکر سرگشتہ و حیران اپنی خواہشوں کے بڑے بڑے ڈولوں میں بھر بھر کر پانی

سَعْيًا لِدُنْيَاهُ فِيْ لَذَّاتِ طَرَبِهِ وَبَدَوَاتِ[۱] أَرَبِهِ لَا يَحْتَسِبُ

کھینچنے والا اور شریعت کی قید و بند سے آزاد اپنے نفسانی نشاط کی لذتوں و مرغوب حاجتوں میں مبتلا ہو کر حصول دنیا کیلئے سرگرم کوشش کرنیوالا ہوگیا

رَزِيَّةً وَلَا يَخْشَعُ تَقِيَّةً فَمَاتَ فِيْ فِتْنَتِهِ غَرِيْرًا وَعَاشَ فِيْ

اب نہ یہ کسی مصیبت کے وارد ہونے کا گمان کرتا نہ خوف خدا سے لرزہ براندام ہوتا ہے (بالآخر) اپنی گمراہی سے فریب خوردہ ہونیکی حالت میں اسے

هَفْوَتِهِ يَسِيْرًا لَمْ يُفِدْ[۲] عِوَضًا وَلَمْ يَقْضِ مُفْتَرَضًا دَهَمَتْهُ

موت آگئی اور اسنے اپنی تھوڑی سی عمر کو خطاکاری میں اس طرح بسر کر دیا کہ نہ ثواب کو حاصل کیا نہ فرض کی انجام دہی کی تا اینکہ (عیش و نشاط کی راہ

فَجَعَاتُ الْمَنِيَّةِ فِيْ غُبَّرِ جِمَاحِهِ وَسَنَنِ مِرَاحِهِ فَظَلَّ سَادِرًا

اور سرکشی کی باقی ماندہ مدت میں موت اچانک اس پر وارد ہوگئی جس سے یہ حیران ہوگیا اور رنج و غم کی

وَبَاتَ سَاهِرًا فِيْ غَمَرَاتِ الْآلَامِ وَطَوَارِقِ الْأَوْجَاعِ

شدتوں دردوں اور بیماریوں کے شب آیند مہمانوں کے جھرمٹ میں حقیقی بھائی اور بیتابی کے

وَالْأَسْقَامِ بَيْنَ أَخٍ شَقِيْقٍ وَدَاعِيَةٍ بِالْوَيْلِ جَزَعًا وَ

ساتھ ہائے کہکر چیخنے والی اور شدت غم سے سینہ کوبی کرنے والی ماں کے درمیان

لَادِمَةٍ لِلصَّدْرِ قَلَقًا وَالْمَرْءُ فِيْ سَكْرَةٍ مُلْهِيَةٍ وَغَمْرَةٍ

اسنے جاں گزار رات گذاردی یہ (وہی غافل) انسان رہے جو بیہوش کر دینے والی جانکنی شدید ترین تکلیف

كَارِثَةٍ وَأَنَّةٍ مُوْجِعَةٍ وَجَذْبَةٍ مُكْرِبَةٍ وَسَوْقَةٍ مُتْعِبَةٍ

رنجیدہ کرنیوالی فریاد تکلیف دہ روح کے کھنچاؤ اور تعب رساں نزع روح کے عالم میں مبتلا ہے

ثُمَّ أُدْرِجَ فِيْ أَكْفَانِهِ مُبْلِسًا وَجُذِبَ مُنْقَادًا سَلِسًا ثُمَّ

پھر رحمت خدا سے ناامید ہونیکی حالت میں کفن میں لپیٹا گیا اور جبکہ یہ گردن ڈالے ہوئے تھا آسانی کیساتھ اسے کھینچا گیا

أُلْقِيَ عَلَى الْأَعْوَادِ رَجِيْعَ وَصَبٍ وَنِضْوَ سَقَمٍ تَحْمِلُهُ حَفَدَةُ

پھر اسے تابوت کے تختوں پر اس عالم میں ڈالدیا گیا کہ متواتر سفر کرنیوالے تھکے ہوئے و بیماری کیوجہ سے لاغر ہو جانیوالے اونٹ کیطرح (ہاتھ پیر ڈالے ہوئے) تھا اب

الْوِلْدَانِ وَحَشَدَةُ الْإِخْوَانِ إِلٰى دَارِ غُرْبَتِهِ وَمُنْقَطَعِ

اسے اسکی امداد و اعانت کرنے والی اولاد اور اکٹھا ہونیوالے بھائی بند (تابوت پر بار کرکے) غربت کے گھر اور ملاقات کے قطع ہونیکی جگہ (قبر) کیطرف لیکر

زَوْرَتِهِ حَتّٰى إِذَا انْصَرَفَ الْمُشَيِّعُ وَرَجَعَ الْمُتَفَجِّعُ أُقْعِدَ

جارہے ہیں یہانتک کہ جب مشایعت کرنیوالے (دفن کرکے) واپس آگئے اور رنج کرنیوالے قبرستان سے لوٹ آئے تو اسے

[۱] بدوات بداۃ کی جمع ہے جس کے معنے ظاہر شدہ خیال کے ہیں اس اعتبار سے اس جملہ کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ شریعت کی قید و بند سے بالکل آزاد ہوکر اپنے ظاہر شدہ پسندیدہ خیالات کی راہ پر گامزن ہوجانے والا ہے ۔ ۱۲

[۲] اس مقام پر یفید بمعنی یستفید ہے یعنے اس نے حاصل نہیں کیا ان چیزوں کو جو ثواب کے دائرہ میں داخل نہیں طوارق شب آیند ۔ ۱۲

فِي حُفْرَتِهِ نَجِيًّا لِبَهْتَةِ السُّؤَالِ وَعَثْرَةِ الْاِمْتِحَانِ

قبر میں اٹھا کر ایسی حالت میں بٹھایا گیا کہ یہ امتحان کی ٹھوکر اور سوال منکر نکیر کی حیرانی کیوجہ سے بہت آہستہ آہستہ باتیں کرنے والا

وَاَعْظَمُ مَا هُنَالِكَ بَلِيَّةً نُزُوْلُ الْحَمِيْمِ وَتَصْلِيَةُ الْجَحِيْمِ

اور وہاں سب سے بڑی مصیبت کھولتے ہوئے پانی کا آنا آتش جہنم کی جھلس

وَفَوْرَاتُ السَّعِيْرِ وَسَوْرَاتُ الزَّفِيْرِ لَا فَتْرَةٌ مُرِيْحَةٌ وَلَا

بھڑکتی ہوئی آگ کی لپٹیں شعلوں کے جوش و خروش کی شدتیں ہیں اب نہ راحت دینے والا سکون ہے نہ تکلیف

دَعَةٌ مُزِيْحَةٌ وَلَا قُوَّةٌ حَاجِزَةٌ وَلَا مَوْتَةٌ نَاجِزَةٌ وَلَا

دور کرنیوالا آرام نہ عذاب کو روکنے والی طاقت نہ کوئی دوسری آنے والی موت

سِنَةٌ مُسَلِّيَةٌ بَيْنَ اَطْوَارِ الْمَوْتَاتِ ۵۱ وَعَذَابِ السَّاعَاتِ

: گھڑی گھڑی کے عذابوں اور ہزاروں موتوں کے بیچ میں غم کو بھلا نیوالی ہلکی سی نیند

اِنَّا بِاللّٰهِ عَائِذُوْنَ

ہم بس خدا ہی سے پناہ مانگتے ہیں

عِبَادَ اللّٰهِ اَيْنَ الَّذِيْنَ عُمِّرُوْا فَنَعِمُوْا وَعُلِّمُوْا فَفَهِمُوْا ۵۲

بندگان خدا وہ لوگ آج کہاں ہیں جنہیں طولانی عمریں دی گئیں اور انھوں نے عیش میں زندگی بسر کی جنہیں احکام الٰہی کی تعلیم دی گئی

وَاُنْظِرُوْا فَلَهَوْا وَسُلِّمُوْا فَنَسُوْا اُمْهِلُوْا طَوِيْلًا وَمُنِحُوْا

انھیں وہ خوب سمجھے (مگر اس پر عمل پیرا نہ ہوئے) جنہیں مہلت دی گئی مگر انھوں نے غفلت برتی اور صحت و سلامتی عنایت کی گئی مگر وہ اسے بھول گئے

جَمِيْلًا وَحُذِّرُوْا اَلِيْمًا وَوُعِدُوْا جَسِيْمًا اَحْذَرُوْا الذُّنُوْبَ

انھیں عرصہ دراز تک ڈھیل دی گئی عمدہ نعمتیں عطا کی گئیں

الْمُوَرِّطَةَ الْعُيُوْبَ الْمُسْخِطَةَ

دردناک عذاب سے ڈرایا گیا ان سے اجر عظیم کے وعدے کئے گئے (انکے انجام سے عبرت حاصل کرو) ہلاک کرنے والے

اُولِي الْاَبْصَارِ وَالْاَسْمَاعِ وَالْعَافِيَةِ وَالْمَتَاعِ هَلْ مِنْ

گناہوں سے اور خدا کو ناراض کردینے والے عیبوں سے ڈرو اے آنکھ

مَنَاصٍ اَوْ خَلَاصٍ اَوْ مَعَاذٍ اَوْ مَلَاذٍ اَوْ فِرَارٍ اَوْ مَحَارٍ اَمْ

کان والو صحت و سلامتی مال و متاع (رکھنے) والے انسانو بتاؤ کوئی بچنے یا رہائی حاصل کرنے یا پناہ لینے یا آڑ پکڑنے یا بھاگنے یا پلٹ کر

لَا فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ اَمْ اَيْنَ تُصْرَفُوْنَ اَمْ بِمَاذَا

جانے کی جگہ ہے بھی یا نہیں اور وہ یقیناً نہیں ہے تو پھر تم کدھر بہکے جاتے، یا کدھر پھیرے جاتے ہو یا کس دھوکے

تَغْتَرُّوْنَ وَاِنَّمَا حَظُّ اَحَدِكُمْ مِنَ الْاَرْضِ ذَاتِ الطُّوْلِ

میں پڑے ہوئے ہو دیکھو اس لمبی چوڑی زمین میں تم میں سے ہر شخص کا حصہ اس کے

۵۱ چونکہ آخرت کا ہر عذاب اپنی شدت اور تکلیف کے لحاظ سے موت کے بمنزلہ ہے اور وہاں عذاب متعدد قسم کے ہونگے اس لئے موت کے لئے جمع کا لفظ استعمال کیا گیا۔ ۱۲

۵۲ مطلب یہ ہے کہ وہ نا سمجھ نہ تھے سمجھدار تھے اور انھوں نے احکام کا منشا اچھی طرح سمجھنے کے بعد بھی اس پر عمل نہ کیا۔ ۱۲

۵۳ شیخ محمد عبدہ نے اپنی شرح میں تحریر کیا ہے کہ انی متقلبون کہاں لوٹے جا رہے ہو۔ ۱۲

وَالْعَرْضِ قَبْرُ قَدِّہٖ مُتَعَفِّرًا عَلٰى خَدِّہٖ اَلْاٰنَ عِبَادَ اللّٰہِ

قامت کے بقدر رہ قبر ہے جہاں وہ اپنے رخسارے کے بل خاک آلودہ پڑا ہوگا۔ بندگان خدا اس وقت جبکہ

وَالْخِنَاقُ مُهْمَلٌ وَالرُّوْحُ مُرْسَلٌ فِيْ فَيْنَةِ الْاِرْتِيَادِ

(گلا گھونٹنے والی) رسی کھلی ہوئی ہے اور روح (موت کے پنجہ سے) آزاد ہے حق کی جستجو کرنیکی گھڑی ساعت

وَرَاحَةِ الْاَجْسَادِ وَبَاحَةِ الْاِحْتِشَادِ وَمَهَلِ الْبَقِيَّةِ

جسموں کی راحت (باہمی امداد کیلئے) اکٹھے ہو جانیکے صحن بقیہ دور زندگانی کی مہلت

وَاُنُفِ الْمَشِيَّةِ وَاِنْظَارِ التَّوْبَةِ وَانْفِسَاحِ الْحَوْبَةِ قَبْلَ

اختیار کی ابتدا، توبہ کی مہلت زمانہ حاجت کی کشادگی کے عالم میں پریشان حالی اور مکان

الضَّنْكِ وَالْمَضِيْقِ وَالرَّوْعِ وَالزُّهُوْقِ وَقَبْلَ قُدُوْمِ الْغَائِبِ

تنگ، خوف و اضمحلال نیز انتظار کی جانے والی غائب موت کے آنے

الْمُنْتَظَرِ وَاَخْذَةِ الْعَزِيْزِ الْمُقْتَدِرِ

اور خدائے غالب و توانا کے گرفت سے پہلے عمل کر لو

وفی الخبر انہ لما خطب بھذہ الخطبۃ اقشعرت لھا

روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب حضرت نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا تو لوگوں کے جسم کانپنے لگے

الجلود وبکت العیون ورجفت القلوب ومن النّاس

آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور دل کانپ اٹھے اور بعض لوگوں نے

من یسمی ھذہ الخطبۃ الغراء

اس خطبہ کا نام خطبہ غرار رکھا ہے

خطبہ ۸۷

اس میں حضرت عمرو عاص کا تذکرہ فرمایا ہے

عَجَبًا لِابْنِ النَّابِغَةِ[۵۲] يَزْعُمُ لِاَهْلِ الشَّامِ اَنَّ فِيَّ دُعَابَةً[۵۳]

فسق و فجور کیساتھ مشہور عورت کے فرزند (عمرو عاص) سے تعجب ہوتا ہے کہ اس نے شام والوں کو یہ گمان دلایا ہے کہ مجھ میں مزاح کی عادت ہے اور

وَاَنِّيْ اِمْرُءٌ تِلْعَابَةٌ اُعَافِسُ وَاُمَارِسُ لَقَدْ قَالَ بَاطِلًا

میں بہت مزاح کرنے والا انسان ہوں اور یہ کہ میں ٹھٹول بازی کرتا ہوں۔ اس نے بالکل غلط کہا

وَنَطَقَ اٰثِمًا اَمَا وَشَرُّ الْقَوْلِ الْكَذِبُ اِنَّهٗ لَيَقُوْلُ فَيَكْذِبُ

اور میرے متعلق یہ نازیبا باتیں کہکر گنہگار ہوا یاد رکھو جھوٹ بہت ہی بری بات ہے مگر یہ عمرو عاص تو جو بات کہتا ہے اس میں جھوٹ سے کام لیتا ہے

---

[۵۱] فینہ کے معنے وقت حالت اور ساعت کے ہیں - ۱۲

[۵۲] مراد اس سے عمرو عاص ہے اسکی ماں عرب میں اپنی بدکرداریوں کے لحاظ سے شہرت رکھتی تھی اس لئے حضرت نے اسکے لئے لفظ نابغہ استعمال فرمایا اسکی طرف نسبت دیکر اسکے مقدوح النسب ہونیکی جانب بھی ایک لطیف اشارہ فرمادیا کتب تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ اسکی ماں پیشہ ور عورتوں میں سے تھی جس کا مختلف لوگوں سے تعلق تھا اور اسکی وجہ سے یہ طے کرنا قطعاً ناممکن ہے کہ اسکا باپ واقعاً کون تھا جب اسکی ماں نابغہ سے جس زمانہ میں وہ ابو لہب امیہ بن خلف ابو سفیان عاص بن وائل کے تصرف میں رہی تھی دریافت کیا گیا کہ یہ عمرو ان میں سے کس کا فرزند ہے تو اس نے جواب دیا کہ صحیح طور پر میرے لئے بتانا مشکل ہے کہ یہ کس کے نطفہ سے ہے البتہ جس سے اسکی صورت زیادہ ملتی ہو اسی کا فرزند سمجھ لو چونکہ عاص سے یہ بہت زیادہ مشابہ تھا اس لئے اسی کا فرزند مان لیا گیا ابو الفدا و عقد[۱۸] مستطرف ج ۱ صفحہ ۱۶۱ شرح ابن ابی الحدید ج ۲ صفحہ ۱۰۱ - ۱۲

[۵۳] ملا صالح کاشانی نے تحریر فرمایا ہے کہ مزاح جب حد افراط تک پہنچ جاتا ہے وہ رذائل اخلاق سے انسان کو متصف بنا دیتا ہے اور عصمت چونکہ رذائل سے کلیۃً پاک ہوتی ہے اس لئے آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ نسبت میری جانب باطل ہے جہانتک معتدل مزاح کا تعلق ہے اس کا کسی شخص کے اندر ہونا ہرگز عیب نہیں کیونکہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنے متعلق خود ایک مقام پر ارشاد فرمایا ہے کہ انی لامزح ولا اقول الا حقا میں مزاح پسند ہوں نیز علامہ ابن قیم نے جہاں آنحضرت کی سیرت پر تبصرہ کیا ہے وہاں صاف صاف تحریر کیا ہے کہ ولقد کان منہ اسلام بہت زیادہ مزاح کرتے تھے مگر اس سے مراد وہی معتدل مشتمل بر قول حق مزاح ہے اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ارباب سیرت نے جہاں جہاں امیر المومنین صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے متعلق یہ تحریر کیا ہے کہ آپ بہت مزاح فرماتے تھے وہاں بھی مطلب مراد ہے کہ معتدل مزاح فرماتے تھے جو کہ سیرت نبوی میں داخل ہے۔

وَيَعِدُ فَيُخْلِفُ وَيَسْأَلُ فَيُلْحِفُ وَيُسْأَلُ فَيَبْخَلُ وَيَخُونُ

اور وعدہ کرتا ہے تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے جب خود سوال کرتا ہے تو مصر ہوتا ہے اور جب اس سے مانگا جاتا ہے تو بخل کرتا ہے عہد کرتا ہے تو اس میں خیانت

الْعَهْدَ وَيَقْطَعُ الْإِلَّ فَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْحَرْبِ فَأَيُّ زَاجِرٍ

ہوتا ہے بزم قطع رحم کرتا ہے جب لڑائی کے سامنے ہوتا ہے تو جس وقت تک

وَآمِرٍ هُوَ مَا لَمْ تَأْخُذِ السُّيُوفُ مَآخِذَهَا فَإِذَا كَانَ

تلواریں اپنا کام شروع نہیں کرتیں اس وقت تک تو گویا خوب جوش کے ساتھ بھبکیاں دیتا رہتا ہے کہ یہ کرو اور یہ نہ کرو

ذٰلِكَ كَانَ أَكْبَرُ مَكِيدَتِهِ أَنْ يَمْنَحَ الْقَوْمَ سُبَّتَهُ

مگر جب شمشیریں اپنا کام شروع کر دیتی ہیں تو اسکی سب سے بڑی جنگی چال یہی ہوتی ہے کہ اپنی مقابل فوج کو اپنا سرین عطا کر دے

أَمَا وَاللهِ إِنِّي لَيَمْنَعُنِي مِنَ اللَّعِبِ ذِكْرُ الْمَوْتِ وَإِنَّهُ

آگاہ ہو کر بخدا مجھے لہو ولعب سے موت کی یاد اور اسکو حق بات

لَيَمْنَعُهُ مِنْ قَوْلِ الْحَقِّ نِسْيَانُ الْآخِرَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يُبَايِعْ

کہنے سے آخرت کی بھول باز رکھتی ہے اس نے تو معاویہ کی اس وقت تک بیعت ہی نہیں کی

مُعَاوِيَةَ حَتّٰى شَرَطَ أَنْ يُؤْتِيَهُ أَتِيَّةً وَيَرْضَخَ لَهُ عَلٰى

جب تک یہ شرط نہیں کرلی کہ وہ اسے (بیعت کرنے کے عوض میں) کوئی عطیہ اور

تَرْكِ الدِّينِ رَضِيخَةً

دین چھوڑنے پر رشوت کی پیش کش کرے گا

خطبہ ۸۸

اس میں حضرت نے پروردگار عالم کے اوصاف کا تذکرہ فرمایا ہے

وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ الْأَوَّلُ

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا بس ایک ہی ہے اسکا کوئی شریک نہیں وہی ایسا اول ہے جس سے

لَا شَيْءَ قَبْلَهُ وَالْآخِرُ لَا غَايَةَ لَهُ لَا تَقَعُ الْأَوْهَامُ لَهُ

پہلے کوئی چیز نہیں اور ایسا آخر ہے جسکی کوئی انتہا نہیں نہ واہمے کی قوتیں اسکی کسی صفت کا اندازہ کر سکتی ہیں

عَلٰى صِفَةٍ وَلَا تَعْقِدُ الْقُلُوبُ مِنْهُ عَلٰى كَيْفِيَّةٍ وَلَا تَنَالُهُ

نہ دل اس کے کسی کیفیت کا ادراک کر سکتے ہیں نہ ٹکڑے ہیں اور نہ ضمیر اسکا احاطہ کر سکتے ہیں

التَّجْزِئَةُ وَالتَّبْعِيضُ وَلَا تُحِيطُ بِهِ الْأَبْصَارُ وَالْقُلُوبُ

تقسیم اس کے دامن تنزہ کو ... اگر اس کے جزو اور حصے بنا سکتی ہے

۵۲ اس سے جنگ صفین کے اس مشہور واقعہ کی جانب اشارہ فرمایا گیا ہے جس میں عمرو عاص نے خود منہ کی کھا کر اپنی جان بچانے کی خاطر برہنگی کا مظاہرہ کیا ... جنگ صفین کی لڑائی میں عمرو عاص جب امیر المومنین کی زد میں آیا اور اپنے بچنے کی کوئی صورت نہ دیکھی تو اس نے اپنے کو برہنہ کر دیا جس پر حضرت نے اس کی جانب سے منہ موڑ لیا اور فرمایا کہ جا تجھے تیری شرمگاہ نے امان دے دی عمرو عاص کا یہ طریقہ اس کے ساتھیوں میں اتنا پسند آیا کہ بعد میں جب کسی کو میدان جنگ میں اپنی جان بچانے کی کوئی تدبیر نہ سوجھی تو اسی پر عمل کیا چنانچہ بسر ابن ابی ارطاۃ اور عبید اللہ بن عمر جو معاویہ کے فوج والوں سے متعلق بھی معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنی جان بچانے کے سلسلہ میں یہی حرکت کی اور ... بری بات کو اختیار کر کے اپنی جان کی حفاظت کر لینے کیلئے یہ حربہ رواج پذیر ہو گیا کہ یمنح القوم سبتہ دو تو اپنی شرمگاہ تک لوگوں کو دکھا دیتے جیسے بے شرم طریقے اختیار کر کے اپنے نفس کی حفاظت کر لیتے اور ابو فراس شاعر نے اپنے شعر میں یہاں تک کہہ دیا کہ ولا خیر فی دفع الاذی بمذلۃ کما ردھا یوما بسوأتہ عمرو ذلت و خواری برداشت کر کے اپنے نفس کا بچانا کوئی بڑا کام نہیں جیسا کہ صفین کی لڑائی میں عمرو عاص نے اپنی شرمگاہ کو ظاہر کر کے اپنی حفاظت کی تھوڑے سے تغیر کے ساتھ یہی واقعہ ابن جہد البر ... مروج الذہب مسعودی ج ۲ صفحہ ... میں بھی تحریر ہے۔

۵۳ وہ ثبوت مصر کی چند روزہ حکومت کی پیش کش تھی جسے عمرو عاص کو حضرت علی کی مخالفت پر آمادہ کر کے اخروی ثواب سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے محروم کر دیا جیسا کہ مفتی محمد عبدہ نے اپنی شرح نہج البلاغہ میں مطبوعہ مصر صفحہ ۱۶۱ اور علامہ مسعودی نے مروج الذہب صفحہ ... میں افادہ فرمایا ہے کہ جب معاویہ نے حضرت علی سے بغاوت کا ارادہ کیا اور عمرو عاص سے طالب امداد ہوتے ہوئے یہ کہا کہ علی کی مخالفت میں تو اگر میرا شریک ہو جائے تو تو مجھ سے جو مانگے وہ میں تجھے عطا کروں تو عمرو عاص نے کہا کہ دین کے ترک کرنے کے عوض میں میں تجھ سے مصر کی امارت چاہتا ہوں چنانچہ معاویہ نے اسے منظور کر کے اسے ایک دستاویز لکھ کر دیدی۔

۵۴ پروردگار عالم اجزاء کی ترکیب سے بالاتر ہے اس لئے اس کے اجزاء قرار ہی نہیں دیئے جا سکتے کیونکہ اگر اس کے اجزاء (باقی صفحہ ۳۲۵ پر ملاحظہ)

(مِنْهَا) فَاتَّعِظُوا عِبَادَ اللهِ بِالْعِبَرِ النَّوَافِعِ وَاعْتَبِرُوا

اس خطبہ کا ایک ٹکڑا بندگان خدا فائدہ رسان عبرتوں سے نصیحت لو اور روشن

بِالْاٰيِ السَّوَاطِعِ وَازْدَجِرُوا بِالنُّذُرِ الْبَوَالِغِ وَانْتَفِعُوا

نشانیوں سے عبرت حاصل کرو انتہائی خوفزدہ کردینے والے عذابوں سے (ڈر کر) گناہوں سے باز آجاؤ اور

بِالذِّكْرِ وَالْمَوَاعِظِ فَكَأَنْ قَدْ عَلِقَتْكُمْ مَخَالِبُ

(نصیحت کے) تذکروں و موعظوں سے اس طرح نفع اٹھاؤ جیسے موت تمہیں اپنے چنگل میں لے چکی ہے

الْمَنِيَّةِ وَانْقَطَعَتْ مِنْكُمْ عَلَائِقُ الْاُمْنِيَّةِ وَدَهَمَتْكُمْ

تمناؤں کے رشتے اور علاقے ٹوٹ چکے ہیں و دشوار

مُفْظِعَاتُ الْاُمُوْرِ وَالسِّيَاقَةُ اِلَى الْوِرْدِ الْمَوْرُوْدِ وَ

حالات اور موت کے اس سرچشمہ کی طرف جسپر بالآخر ہر شخص کو وارد ہونا ہے تمہیں ہنکا کر لیجانے کا وقت آہی پہونچا ہو اور دیا مت

كُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيْدٌ سَائِقٌ يَسُوْقُهَا اِلٰى

کے دن) ہر نفس کے ساتھ ایک ہنکانے والا اور ایک گواہ ہوگا ہنکانے والا تو اسے ہنکا کر

مَحْشَرِهَا وَشَاهِدٌ يَشْهَدُ عَلَيْهَا بِعَمَلِهَا

میدان محشر کی طرف لیجائے گا۔ اور گواہی دینے والا اسپر اسکے کئے ہوئے کاموں کی گواہی دیگا

(وَمِنْهَا فِيْ صِفَةِ الْجَنَّةِ) دَرَجَاتٌ مُتَفَاضِلَاتٌ وَمَنَازِلُ

(اس خطبہ کا ایک جزو جنت کی تعریف میں) بہشت کے درجے باہمدگر ممتاز اور اس کی منزلیں

مُتَفَاوِتَاتٌ لَا يَنْقَطِعُ نَعِيْمُهَا وَلَا يَظْعَنُ مُقِيْمُهَا وَلَا يَهْرَمُ

ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہیں اسکی نعمتیں کبھی ختم نہ ہوں گی اور اسمیں سکونت اختیار کرنیوالا کبھی

خَالِدُهَا وَلَا يَبْاَسُ سَاكِنُهَا

کوچ نہ کریگا اسمیں جاودانی زندگی بسر کرنیوالا بوڑھا نہوگا اور اسمیں رہنے والا غمگین نہوگا

خطبہ ۸۹

اسمیں حضرت نے پروردگار عالم کے بعض اوصاف کا تذکرہ فرمایا ہے اور اسکی طاعت کیجانب لوگوں کو رغبت دلائی ہے

قَدْ عَلِمَ السَّرَائِرَ وَخَبَرَ الضَّمَائِرَ لَهُ الْاِحَاطَةُ بِكُلِّ شَيْءٍ

وہ خدا بیشک رازوں سے واقف بھیدوں سے باخبر تمام (کلیات و جزئیات) پر محیط

وَالْغَلَبَةُ لِكُلِّ شَيْءٍ وَالْقُوَّةُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُ

اور ہر چیز پر غالب اور ہر بات کی طاقت رکھنے والا ہے تو تم میں سے ہر عمل کرنیوالے کو چاہیئے کہ

بقیہ صفحہ ۳۳۴

قرار دئے جائیں گے تو بجائے واجب الوجود ہونے کے وہ ممکن الوجود ہو جائے گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس کے اجزاء قرار دیے جائینگے تو اس عقلی قاعدہ کی روشنی میں کہ ہر مرکب اجزاء سے ترکیب کی ہوئی چیز اپنے اجزاء کی محتاج ہوتی ہے پروردگار عالم اپنے اجزاء کا محتاج ہو جائے گا اور احتیاج شان واجب کے منافی ہے کیونکہ جو محتاج ہوگا وہ رتبۃً محتاج الیہ سے موخر ہوگا اور جو موخر ہوگا وہ علۃ العلل ہونیکی کی صلاحیت کا حامل نہیں ہو سکتا۔ ۱۲

سے ممکن ہے کہ اس مقام پہ کوئی شخص یہ اعتراض وارد کرے کہ حضرت کا یہ قول کہ انسان کی آنکھیں اسے دیکھ نہیں سکتیں قرآن کی اس آیت کے منافی ہے جسمیں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ محشر کے دن جو لوگ خوش ہونگے اور اپنے خدا کو دیکھ رہے ہونگے تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس آیۃ میں رب مضاف الیہ ہے اور اس کا مضاف اجر و ثواب محذوف ہے جسکا مطلب یہ ہوا کہ آنکھیں اللہ کو نہیں بلکہ اس کے اجر و ثواب پر نظریں جمائے ہوں گی ۱۲

(حاشیہ ۳۳۵)

لہ یعنے قیامت کے روز ہر شخص خداوند عالم کے حضور میں جب آئے گا تو اس کے ساتھ ایک فرشتہ ہنکانیوالا اور اعمال کی گواہی دینے والا ہوگا جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ وجاءت کل نفس معھا سائق وشھید پ ۲۶ رکوع ۹

مِنْكُمْ فِي أَيَّامِ مَهَلِهِ قَبْلَ إِرْهَاقِ أَجَلِهِ وَفِي فَرَاغِهِ
اپنے مہلت کے دنوں میں موت کے بسرعت لاحق ہونے سے قبل بے فکری کے عہد میں
قَبْلَ أَوَانِ شُغُلِهِ وَفِي مُتَنَفَّسِهِ قَبْلَ أَنْ يُؤْخَذَ بِكَظَمِهِ
مشغولیت کی گھڑی (آنے) سے پیشتر اور سانس لینے کے زمانہ میں قبض روح سے پہلے کام کرے
وَلْيُمَهِّدْ لِنَفْسِهِ وَقُدُومِهِ وَلْيَتَزَوَّدْ مِنْ دَارِ ظَعْنِهِ
اپنے نفس کے (بچاؤ) اور (صراط) پر اپنے قدموں کو (مضبوطی سے جمنے) کیلئے پہلے سے انتظام کرلے اور اپنے اس سفر کے گھر سے اپنی سکونت کے
لِدَارِ إِقَامَتِهِ فَاللهَ اللهَ أَيُّهَا النَّاسُ فِيمَا اسْتَحْفَظَكُمْ
گھر کیلئے (عمل صالح کا) توشہ اپنے ساتھ لیلے گروہ مردم خدا سے ان چیزوں کے بارے میں خوف کرو جنکے متعلق اس نے تمھیں اپنی
مِنْ كِتَابِهِ وَاسْتَوْدَعَكُمْ مِنْ حُقُوقِهِ فَإِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ
کتاب میں یاد رکھنے کا حکم دیا ہے اور جن حقوق کی نگہداشت کے فرض کو اسنے امانت بنا کر تمھارے سپرد کر دیا ہے کیونکہ اس نے
لَمْ يَخْلُقْكُمْ عَبَثًا وَلَمْ يَتْرُكْكُمْ سُدًى وَلَمْ يَدَعْكُمْ فِي
تمھیں بیکار نہیں بنایا اور تمھیں معطل و غیر مکلف نہیں چھوڑا اور جہالت و تاریکی
جَهَالَةٍ وَلَا عَمًى قَدْ سَمَّى آثَارَكُمْ وَعَلِمَ أَعْمَالَكُمْ
میں یوں ہی نہیں ڈال دیا ہے بلکہ اس نے تمھارے اعمال کے (شناخت کیلئے اچھائی اور برائی کیسا تھ) نام رکھدیے ہیں
وَكَتَبَ آجَالَكُمْ وَأَنْزَلَ عَلَيْكُمُ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ
تمھارے اعمال سے واقف ہے اس نے تمھاری عمروں کی خاص حدیں معین کیں ہیں ہر امر کی وضاحت کرنے والی کتاب نازل
شَيْءٍ وَعَمَّرَ فِيكُمْ نَبِيَّهُ أَزْمَانًا حَتَّى أَكْمَلَ لَهُ وَلَكُمْ
فرمائی اپنے پیغمبر کو تمھارے اندر ایک مدت تک (تبلیغ اوامر و نواہی کیلئے) زندہ رکھا تا اینکہ انکے اور تمھارے لئے
فِيمَا أَنْزَلَ مِنْ كِتَابِهِ دِينَهُ الَّذِي رَضِيَ لِنَفْسِهِ وَأَنْهَى
اپنی اس کتاب میں جس کو کہ اس نے نازل فرمایا ہے اپنے اس دین
إِلَيْكُمْ عَلَى لِسَانِهِ مَحَابَّهُ مِنَ الْأَعْمَالِ وَمَكَارِهَهُ
کو کامل فرمادیا جس کو اس نے خود پسند اور منتخب فرمایا تھا انکی زبانی اپنے پسندیدہ و ناپسندیدہ
وَنَوَاهِيَهُ وَأَوَامِرَهُ فَأَلْقَى إِلَيْكُمُ الْمَعْذِرَةَ وَاتَّخَذَ
قابل ترک و لائق عمل ہر قسم کے احکام تم تک پہونچا دئے اور اس طرح تمھارے سامنے عقلی دلائل پیش کر
عَلَيْكُمُ الْحُجَّةَ وَقَدَّمَ إِلَيْكُمْ بِالْوَعِيدِ وَأَنْذَرَكُمْ
تم پر حجت قائم کردی تمھاری طرف اپنی وعید کو بڑھایا اور تمھیں سخت
بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَاسْتَدْرِكُوا بَقِيَّةَ أَيَّامِكُمْ
عذاب کے سامنے (جانے) سے ڈرایا۔ تو دیکھو تمھاری زندگی کے جو ایام باقی رہ گئے ہیں انمیں کھوئی چیز کی تلافی کرو

سلہ متنفس کے معنے وسعت وقت کظم کے معنے حلق کے ہیں اور اخذ بکظم سے قبض روح کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ قبض روح ہونے سے پہلے اپنی دنیاوی زندگی میں جبکہ عمل کرنے کی کافی گنجائش موجود ہے اطمینان کے ساتھ عمل کرو۔ ۱۲

سلہ آثار سے مراد اعمال اور تسمیہ اعمال کا مطلب یہ ہے کہ اس نے تمھارے اعمال کے متعلق تفصیل کے ساتھ یہ بتلادیا ہے کہ ان میں سے کون قابل عمل ہیں اور کون قابل اجتناب۔ ۱۲ - ۱۲

وَاصْبِرُوْا لَهَا اَنْفُسَكُمْ فَاِنَّهَا قَلِيْلٌ فِيْ كَثِيْرِ الْاَيَّامِ الَّتِيْ

اور انھیں میں اپنے نفسوں کو (نامناسب امور سے) باز رکھو کیونکہ زندگی کے وہ دن جنمیں تمھاری جانب

تَكُوْنُ مِنْكُمْ فِيْهَا الْغَفْلَةُ وَالتَّشَاغُلُ عَنِ الْمَوْعِظَةِ

سے (احکام الٰہی کیساتھ) غفلت اور موعظوں کی جانب سے بے پروائی برتی گئی ہے یہ زندگی کے باقی ایام انکے مقابلہ میں بہت ہی کم ہیں

وَلَا تُرَخِّصُوْا لِاَنْفُسِكُمْ فَتَذْهَبَ بِكُمُ الرُّخَصُ فِيْهَا

اپنے نفسوں کو انکی خواہش پر نہ چھوڑ دو کیونکہ یہی حالتیں تمکو گنہگاروں کے راستوں پر لا ڈالیں گی اور (الٰہی احکام میں)

مَذَاهِبَ الظَّلَمَةِ وَلَا تُدَاهِنُوْا فَيَهْجُمَ بِكُمُ الْاِدْهَانُ

سہل انکاری نہ کرو اس لئے کہ ایسا کرنا تمھیں معصیت پر وارد کردے گا

عَلَى الْمَعْصِيَةِ عِبَادَ اللّٰهِ اِنَّ اَنْصَحَ النَّاسِ لِنَفْسِهٖ اَطْوَعُهُمْ

بیشک اپنے نفس کا سب سے زیادہ بھی خواہ وہی ہے جو اپنے خدا کی سب سے زیادہ اطاعت

لِرَبِّهٖ وَاِنَّ اَغَشَّهُمْ لِنَفْسِهٖ اَعْصَاهُمْ لِرَبِّهٖ وَالْمَغْبُوْنُ

کرنیوالا ہے اور اپنے نفس کے ساتھ سب سے زیادہ خیانت کرنیوالا وہی ہے جو اپنے خدا کی سب سے زیادہ نافرمانی کرنیوالا ہے

مَنْ غَبَنَ نَفْسَهٗ وَالْمَغْبُوْطُ مَنْ سَلِمَ لَهٗ دِيْنُهٗ وَالسَّعِيْدُ

گھاٹے میں وہ ہے جو اپنے نفس کو دھوکہ دے اور فائدہ میں وہ ہے جسکا دین صحیح و سالم ہے نیک بخت وہ ہے جو

مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهٖ وَالشَّقِيُّ مَنِ انْخَدَعَ لِهَوَاهُ وَاعْلَمُوْا اَنَّ

دوسروں سے نصیحت حاصل کرے اور بدنصیب وہ ہے جو ہوا و ہوس اور غرور نفس سے دھوکہ کھا جائے دیکھو خوب اچھی طرح

يَسِيْرَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ وَمُجَالَسَةَ اَهْلِ الْهَوٰى مَنْسَاةٌ لِلْاِيْمَانِ

جان لو کہ ریاکاری چاہے ذرا ہی سی ہو = بھی (ایک قسم کا) شرک ہے اور پرستاران ہوا و ہوس کی پہلو نشینی یہی ایمان

وَمَحْضَرَةٌ لِلشَّيْطَانِ جَانِبُوا الْكَذِبَ[۱] فَاِنَّهٗ مُجَانِبٌ لِلْاِيْمَانِ

کے فراموش ہونے اور شیطان کے وارد ہونیکی منزل ہے جھوٹ سے کنارہ کش ہو جاؤ کیونکہ یہ خود ایمان سے کنارہ کش ہے

الصَّادِقُ عَلٰى شَرَفِ مَنْجَاةٍ وَكَرَامَةٍ وَالْكَاذِبُ عَلٰى شَفَا

سچ بولنے والا منزل نجات و سربلندی کے دہانے پر اور جھوٹ بولنے والا محل ذلت و خواری

مَهْوَاةٍ وَمَهَانَةٍ وَلَا تَحَاسَدُوْا[۲] فَاِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ

کے بالکل کنارے پر ہے ایک دوسرے سے حسد نہ کرو کیونکہ حسد ایمان کو اس طرح

الْاِيْمَانَ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ وَلَا تَبَاغَضُوْا فَاِنَّهَا

کھا جاتا ہے جسطرح آگ سوکھی لکڑی کو کھا لیتی ہے۔ آپس میں ایک دوسرے سے دشمنی نہ رکھو اسلئے کہ یہ آپس کا بیر

الْحَالِقَةُ وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْاَمَلَ يُسْهِي الْعَقْلَ وَيُنْسِي الذِّكْرَ

نیکیوں کا سر مونڈ دیتا ہے مطلع ہو جاؤ کہ دنیا کی امید عقل کو بھول میں ڈالدیتی اور ذکر خدا کو فراموش کرا دیتی ہے

---

[۱] اسی مضمون کو ایک فارسی شاعر نے اس طرح ادا کیا ہے کہ
ہر کرا عادت بود قول دروغ
آتش دوزخ از دگیرد فروغ
اور قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ انما یفتری الکذب الذین لا یومنون بآیات اللہ واولئک هم الکافرون جھوٹ وہی لوگ بولتے ہیں جو آیات اللہ پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اور یہی لوگ حقیقتاً کافر ہیں ۱۲

[۲] شاعر نے اس مضمون کو اس پیرایہ میں ادا کیا ہے کہ
ہر کرا پیشہ بود حقد و حسد
ہر گراں آتش دوزخ رسد
کینہ از سینہ خود بیروں کن
زین عمل قدر و شرف افزوں کن
بیخ حقد و حسد از دل بر کن
بر فلک ساز چو عیسیٰ مسکن
۱۲ - ۱۲ - ۱۲

فَاَكْذِبُوا الْاَمَلَ فَاِنَّهٗ غُرُوْرٌ وَصَاحِبُهٗ مَغْرُوْرٌ

لہذا امید کی خلاف ورزی کرو کیونکہ یہ فریب ہے اور جو اس میں مبتلا ہے وہ فریب خوردہ ہے

خطبہ ۹۰

اسمیں حضرت نے ارباب تقویٰ کے صفات اور ان لوگوں کے علامات کا تذکرہ فرمایا ہے جو واقعی ارباب علم ہوتے ہیں یا ہوتے نہیں مگر غلط فہمی سے اپنے کو اہل علم میں شمار کرتے ہیں

عِبَادَ اللّٰهِ اِنَّ مِنْ اَحَبِّ عِبَادِ اللّٰهِ اِلَيْهِ عَبْدًا اَعَانَهُ[1]

بندگان خدا اپنے بندوں میں سب سے زیادہ اللہ کو وہ بندہ محبوب ہے جسکی وہ اپنی توفیق سے اسکے نفس پر غلبہ حاصل کرنیکے لئے اعانت

اللّٰهُ عَلٰى نَفْسِهٖ فَاسْتَشْعَرَ الْحُزْنَ وَتَجَلْبَبَ الْخَوْفَ

فرمائے جو حزن والم کو شعار بنالے خوف وخشیت الہی کی چادر اوڑھ لے جس کے

فَزَهَرَ مِصْبَاحُ الْهُدٰى فِيْ قَلْبِهٖ وَاَعَدَّ الْقِرٰى لِيَوْمِهِ

دل کے فانوس میں ہدایت کا چراغ روشن ہو گیا ہو جس نے اپنے آنے والے موت کے دن

النَّازِلِ بِهٖ فَقَرَّبَ عَلٰى نَفْسِهِ الْبَعِيْدَ وَهَوَّنَ الشَّدِيْدَ

کیلئے مہمانی کا سامان مہیا کر لیا ہو موت کو دور ہونیکی حالت میں اپنے سے نزدیک اور حصول نجات کیلئے ہر مشکل سے مشکل عمل کو آسان خیال

نَظَرَ فَاَبْصَرَ وَذَكَرَ فَاسْتَكْثَرَ وَارْتَوٰى مِنْ عَذْبٍ[2]

کیا ہو (عبرت کی نظر سے) کائنات کی چیزوں کو دیکھا اور انکی حقیقت کا مطالعہ کر لیا ہو خدا کو یاد کرکے (اسکی خوشنودی کیلئے) کثرت سے عمل خیر

فُرَاتٍ سُهِّلَتْ لَهٗ مَوَارِدُهٗ فَشَرِبَ نَهَلًا وَسَلَكَ سَبِيْلًا

بجالایا ہو اور کمالات کے ان چشموں کے شیریں پانی سے جنکے گھاٹوں تک رسائی اسکے لئے سہل کر دی گئی ہے اسنے خوب چھک کر بار بار پانی پیا ہو

جَدَدًا قَدْ خَلَعَ سَرَابِيْلَ الشَّهَوَاتِ وَتَخَلّٰى مِنَ الْهُمُوْمِ

جسنے ہموار راہ پر سلوک اختیار کیا ہو اور نفسانی خواہشوں کے پیراہنوں کو جسم سے اتار پھینکا ہو اور سوائے ایک حصول

اِلَّا هَمًّا وَاحِدًا انْفَرَدَ بِهٖ فَخَرَجَ مِنْ صِفَةِ الْعَمٰى وَ

تقرب کے غم کے جسمیں کہ یہ تنہا مبتلا ہے اور تمام غموں سے اس نے علیحدگی اختیار کر لی ہو اور اس طرح کوردلی کی حالت

مُشَارَكَةِ اَهْلِ الْهَوٰى وَصَارَ مِنْ مَفَاتِيْحِ اَبْوَابِ

اور ہوس پرستوں کے میل جول سے نکلکر دروازہائے ہدایت کی کنجیوں میں سے ایک کنجی

الْهُدٰى وَمَغَالِيْقِ اَبْوَابِ الرَّدٰى قَدْ اَبْصَرَ طَرِيْقَهٗ

اور دروازہائے ہلاکت وگمراہی کے قفلوں میں سے ایک قفل بن گیا ہو جسنے اپنی ہدایت کی راہ دیکھی ہو

وَسَلَكَ سَبِيْلَهٗ وَعَرَفَ مَنَارَهٗ وَقَطَعَ غِمَارَهٗ اسْتَمْسَكَ

ہو ایمان کے سیدھے راستہ پر چلا ہو جس نے حق کے نشانات کو پہچانا ہو اور دشواریوں کو پار کر لیا ہو اور دین کی

[1] علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نے تحریر کیا ہے کہ اس خطبہ میں حضرت علی علیہ السّلام نے خدا کے محبوب بندے کے جن ممدوح صفات کا تذکرہ فرمایا ہے انکے ظاہری محمل کو تمام عرفا وصلحا ہیں لیکن انکا باطنی محمل خود آپ ہی کی ذات والاصفات ہے۔ ۱۲

[2] عذب اور فرات دونوں کے ایک ہی معنے شیریں وخوشگوار کے ہیں۔ ۱۲

مِنَ الْعُرَىٰ بِأَوْثَقِهَا وَمِنَ الْحِبَالِ بِأَمْتَنِهَا فَهُوَ مِنَ
مضبوط ترین پھندے اور مستحکم ترین رسی کو تھام لیا ہو یہی ہے جو اپنے

الْيَقِينِ عَلَىٰ مِثْلِ ضَوْءِ الشَّمْسِ قَدْ نَصَبَ نَفْسَهُ لِلّٰهِ
یقین معرفت میں شعاع آفتاب کے مانند روشن ہے اس نے اپنے نفس کو سب سے بڑے امر

سُبْحَانَهُ فِي أَرْفَعِ الْأُمُورِ مِنْ إِصْدَارِ كُلِّ وَارِدٍ عَلَيْهِ
(ہدایت خلق) میں خدا کیلئے قائم (مطیع) کر دیا ہے کہ ہر وارد ہونے والے مسئلہ کو اسی پر وارد کرتا اور

وَتَصْيِيرِ كُلِّ فَرْعٍ إِلَىٰ أَصْلِهِ مِصْبَاحُ ظُلُمَاتٍ كَشَّافُ
ہر فرع کو اسکی جانب لوٹاتا ہے یہ جہالت کی ظلمتوں کا روشن چراغ گمراہی کی

عَشَوَاتٍ مِفْتَاحُ مُبْهَمَاتٍ دَفَّاعُ مُعْضِلَاتٍ دَلِيلُ
تاریکیوں کا زائل کرنے والا مشتبہ مسائل کی کنجی مشکل تھیوں کا رفع کرنے والا اور بیابانوں میں

فَلَوَاتٍ يَقُولُ فَيُفْهِمُ وَيَسْكُتُ فَيَسْلَمُ قَدْ أَخْلَصَ
راہنما ہوتا ہے یہ (رجب) بولتا ہے تو حقیقت کو سمجھا دیتا اور خاموش رہتا ہے تو آفات سے محفوظ رہتا ہے اُسنے خدا کیساتھ اخلاص

لِلّٰهِ فَاسْتَخْلَصَهُ فَهُوَ مِنْ مَعَادِنِ دِينِهِ وَأَوْتَادِ أَرْضِهِ
برتا تو خدا نے بھی اسے اپنا مخلص بندہ بنا لیا یہی اسکے دین کی کانوں میں سے ایک کان اور اسکی زمین کی میخوں میں ایک میخ ہے اس نے

قَدْ أَلْزَمَ نَفْسَهُ الْعَدْلَ فَكَانَ أَوَّلُ عَدْلِهِ نَفْيَ الْهَوَىٰ
اپنے نفس کیلئے انصاف کو لازم قرار دیدیا ہے پس اسکا سب سے پہلا انصاف تو نفس سے خواہشات کا دور

عَنْ نَفْسِهِ يَصِفُ الْحَقَّ وَيَعْمَلُ بِهِ لَا يَدَعُ لِلْخَيْرِ غَايَةً
کرنا تھا (جسکے بعد اب) یہ حق کا اعلان کرتا اور اسپر کاربند رہتا ہے اس نے نیکی کی کوئی انتہا اور کوئی منزل

إِلَّا أَمَّهَا وَلَا مَظِنَّةً إِلَّا قَصَدَهَا قَدْ أَمْكَنَ الْكِتَابَ
ایسی نہیں چھوڑی جسکا قصد و ارادہ نہ کیا ہو اسنے اپنی باگ ڈور کتاب خدا کے ہاتھوں میں دیدی ہے بس وہی اس کی

مِنْ زِمَامِهِ فَهُوَ قَائِدُهُ وَإِمَامُهُ يَحُلُّ حَيْثُ حَلَّ
قیادت کرنیوالی اور امامت کرنیوالی ہے کہ جہاں وہ اپنا بار اُتارتی ہے وہیں یہ بھی اُترتا

ثَقَلُهُ وَيَنْزِلُ حَيْثُ كَانَ مَنْزِلُهُ وَآخَرُ قَدْ تَسَمَّىٰ [1]
اور جہاں اسکی منزل ہوتی ہے وہیں یہ بھی منزل قرار دیتا ہے (اس کے مقابل میں ایک) دوسرا شخص وہ بھی ہے جسنے اپنے کو لفظ عالم

عَالِمًا وَلَيْسَ بِهِ فَاقْتَبَسَ جَهَائِلَ مِنْ جُهَّالٍ وَ
کے ساتھ موسوم قرار دیدیا ہے مگر وہ حقیقت عالم ہے نہیں اس نے جہالتوں کو ناواقفوں اور گمراہی کی

أَضَالِيلَ مِنْ ضُلَّالٍ وَنَصَبَ لِلنَّاسِ أَشْرَاكًا مِنْ
چیزوں کو راہ راست کے بیگانوں سے حاصل کیا ہے اور لوگوں کے (فریب دینے کے) لیے

[1] ان صفات کا محل خلفاء بنی امیہ و بنی عباس کی ہر وہ ہستی ہو سکتی ہے جسنے خلافت کو ناجائز طور پر استعمال کیا۔ ١٢

حَبَائِلِ غُرُورٍ وَقَوْلِ زُورٍ قَدْ حَمَلَ الْكِتَابَ عَلٰى آرَائِهِ

جھوٹ باتوں اور دھوکے کی رسیوں سے بنے ہوئے جال کھڑے کر دیے ہیں یہ خدا کی کتاب کی اپنے منشا کے مطابق تفسیر

وَعَطَفَ الْحَقَّ عَلٰى أَهْوَائِهِ يُؤْمِنُ مِنَ الْعَظَائِمِ وَيُهَوِّنُ

اور حق کو اپنی خواہشات کے رخ پر موڑتا لوگوں کو گناہان کبیرہ سے مطمئن کرتا اور بڑی بڑی معصیتوں کو سبک کرکے

كَبِيرَ الْجَرَائِمِ يَقُولُ أَقِفُ عِنْدَ الشُّبُهَاتِ وَفِيهَا وَقَعَ وَيَقُولُ أَعْتَزِلُ

پیش کرتا ہے کہتا ہے کہ میں شبہوں کے پاس جا کر رک جاتا ہوں مگر انھیں میں پڑا ہوا ہے دعوے کرتا ہے کہ بدعتوں

الْبِدَعَ وَبَيْنَهَا اضْطَجَعَ فَالصُّورَةُ صُورَةُ إِنْسَانٍ وَالْقَلْبُ

سے کنارہ کش رہتا ہوں مگر انھیں میں گہری نیند سو رہا ہے اسکی شکل وصورت تو انسان کی شکل و صورت ہے مگر دل

قَلْبُ حَيَوَانٍ لَا يَعْرِفُ بَابَ الْهُدٰى فَيَتَّبِعَهُ وَلَا بَابَ

حیوان کا دل ہے یہ نہ ہدایت کے دروازے سے روشناس ہے کہ اسکی پیروی کر لے نہ نابینائی جہالت کے دروازے

الْعَمٰى فَيَصُدَّ عَنْهُ فَذٰلِكَ مَيِّتُ الْأَحْيَاءِ فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ

کو جانتا ہے کہ اس سے روگردانی کر لے یہ زندوں میں رہتے ہوئے (باوجود حقیقتاً) مردہ ہے تم آخر کدھر جا رہے ہو

وَأَنّٰى تُؤْفَكُونَ وَالْأَعْلَامُ قَائِمَةٌ وَالْآيَاتُ وَاضِحَةٌ وَالْمَنَارُ

اور کہاں بہکے جاتے ہو جب حق کی نشانیاں قائم ہدایت کی آیتیں روشن اور ایمان کے منارے منصوب

مَنْصُوبَةٌ فَأَيْنَ يُتَاهُ بِكُمْ بَلْ كَيْفَ تَعْمَهُونَ وَبَيْنَكُمْ

ہیں تو یہ تمھیں کہاں سرگرداں بنایا جا رہا ہے بلکہ تم کیونکر گمراہی میں حیران و پریشان ہو جبکہ تمھارے

عِتْرَةُ نَبِيِّكُمْ وَهُمْ أَزِمَّةُ الْحَقِّ وَأَعْلَامُ الدِّينِ وَأَلْسِنَةُ

اندر تمھارے نبی کی پاک عترت موجود ہے جو حق کی باگیں دین کی نشانیاں اور سچائی کی (بولتی ہوئی)

الصِّدْقِ فَأَنْزِلُوهُمْ بِأَحْسَنِ مَنَازِلِ الْقُرْآنِ وَرِدُوهُمْ

زبانیں ہیں انھیں کتاب خدا کی بہترین منزل (اپنے دل) میں جگہ دو اور اپنی عقیدت کی پیاس بجھانے کے لئے انکے پاس اس طرح

وُرُودَ الْهِيمِ الْعِطَاشِ

آؤ جس طرح پیاسے اونٹ اپنی تشنگی فرو کرنے کیلئے چشمہ پر آتے ہیں۔

أَيُّهَا النَّاسُ خُذُوا عَنْ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

گروہ مردم پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اس حدیث کو لے لو (اور اسے پیش نظر رکھو) کہ

وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ يَمُوتُ مَنْ مَاتَ مِنَّا وَلَيْسَ بِمَيِّتٍ

ہم اہلبیت میں سے جو مرنے والا مرتا ہے وہ مردہ نہیں ہوتا اور ہم میں جو کہنہ ہونے والے

وَيَبْلٰى مَنْ بَلِيَ مِنَّا وَلَيْسَ بِبَالٍ فَلَا تَقُولُوا بِمَا لَا تَعْرِفُونَ

کہنہ ہوتے ہیں وہ درحقیقت کہنہ نہیں ہوتے جو باتیں تم نہیں جانتے ہو انھیں منھ سے نہ نکالو

لہ قرآن کی بہترین منزل جیسا کہ مفتی ابن عبدہ مصری نے تحریر کیا ہے قلب مومن ہے لہٰذا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اہلبیت محمدؐ کی منزل بھی وہی قرار دو اور انکے ساتھ دلی محبت کرو یہ نہ ہو کہ زبان سے تو محبت کا دعویٰ کرو اور دل میں انکی محبت جاگزیں نہ ہو - ۱۲

ٹہ پیغمبر اسلام کی یہ حدیث جسکی جانب اپنے اس کلام میں حضرتؑ نے اشارہ فرمایا ہے اسبات کو واضح کر دیتی ہے کہ اہلبیت رسالت پناہ بظاہر تو اس عالم سے کوچ کر جاتے ہیں لیکن حقیقتاً انکی ارواح طیبہ زندہ رہتی ہیں اور یہ چیز کچھ زیادہ مستبعد بھی نہیں جن کے ساتھ محبت کرنے والے بمفاد حدیث من مات علی حب آل محمد مات شہیدا جو محبت اہلبیت پر مرتا ہے وہ شہید کی طرح زندہ جاوید رہتا ہے مرنے کے بعد ہمیشہ زندہ رہتے ہیں خود انکی ذوات قدسیہ اگر حیات دائمی کے مالک ہوں تو کونسا محل تعجب ہے - ۱۲

فَاِنَّ اَكْثَرَ الْحَقِّ فِيْمَا تُنْكِرُوْنَ وَاَعْذِرُوْا مَنْ لَا حُجَّةَ

کیونکہ حق کا زیادہ تر حصہ انہیں چیزوں میں ہے جنسے تم منکر اور ناواقف ہو اور اُسے جس پر

لَكُمْ عَلَيْهِ وَاَنَا هُوَ اَلَمْ اَعْمَلْ فِيْكُمْ بِالثَّقَلِ الْاَكْبَرِ[1]

تمہاری کوئی حجت نہیں ہے معزور سمجھو اور میں وہی ہوں کیا میں نے تمہارے

وَاَتْرُكْ فِيْكُمُ الثَّقَلَ الْاَصْغَرَ وَرَكَزْتُ فِيْكُمْ رَايَةَ

اندر رہکر ثقل اکبر قرآن پر عمل نہیں کیا۔ اور کیا تمہارے اندر (تمہاری ہدایت کیلئے) میں نے ثقل اصغر اپنے اہلبیت کو نہیں چھوڑا کیا ایمان

الْاِيْمَانِ وَوَقَفْتُكُمْ عَلٰى حُدُوْدِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَ

کا جھنڈا میں نے تمہارے اندر نہیں گاڑا اور حرام و حلال کی حدوں پر میں نے تمہیں مطلع نہیں کیا

اَلْبَسْتُكُمُ الْعَافِيَةَ مِنْ عَدْلِيْ وَفَرَشْتُكُمُ الْمَعْرُوْفَ

کیا میں نے اپنے عدل و انصاف سے تمہیں عافیت کے لباس نہیں پہنائے کیا میں نے تمہیں اپنے

مِنْ قَوْلِيْ وَفِعْلِيْ وَاَرَيْتُكُمْ كَرَائِمَ الْاَخْلَاقِ مِنْ نَفْسِيْ

قول و عمل سے اعمال خیر کی تعلیم نہیں دی اور اپنے اشرین اخلاق و عادات کے چہرے تمہیں نہیں دکھائے

فَلَا تَسْتَعْمِلُوا الرَّاْيَ فِيْمَا لَا يُدْرِكُ قَعْرَهُ الْبَصَرُ وَلَا

(تو دیکھو) جن چیزوں کی تہ کا نگاہ احساس نہیں کر سکتی اور جن تک فکر انسانی پہونچ

تَتَغَلْغَلُ اِلَيْهِ الْفِكَرُ

نہیں سکتی انہیں ہرگز اپنی رائے استعمال نہ کرو

(مِنْهَا) حَتّٰى يَظُنَّ الظَّانُّ اَنَّ الدُّنْيَا مَعْقُوْلَةٌ عَلٰى

اسی خطبہ کا ایک اور حصہ) بنی امیہ کی سلطنت کی حد یہاں تک پہونچے گی کہ) گمان کرنیوالے یہ گمان کرینگے کہ دنیا انھیں کے ساتھ بندھی

بَنِيْ اُمَيَّةَ تَمْنَحُهُمْ دَرَّهَا وَتُوْرِدُهُمْ صَفْوَهَا

ہوئی ہے جنھیں اپنے دودھ سے سیر کرتی اور اپنے شیریں و خوشگوار چشمہ پر پانی پینے کے لئے وارد کرتی ہے

وَلَا يُرْفَعُ عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ سَوْطُهَا وَلَا سَيْفُهَا

اور اس امت سے اب انکے تازیانے اور شمشیرین کبھی اٹھ نہیں گی

وَكَذَبَ الظَّانُّ لِذٰلِكَ بَلْ هِيَ مَجَّةٌ مِنْ

مگر ایسا خیال کرنے والا جھوٹا ہے (کیونکہ یہ کوئی پائیدار چیز نہیں) بلکہ یہ تو مزیدار زندگانی دنیا

لَذِيْذِ الْعَيْشِ يَتَطَعَّمُوْنَهَا بُرْهَةً ثُمَّ يَلْفِظُوْنَهَا

کی ایک گٹھلی ہے جسے تھوڑے عرصہ تک اپنے منہ میں رکھیں گے اور

جُمْلَةً

پھر اسے ایک ایک قطرہ کرکے اگل دیں گے

---

[1] ثقل اکبر سے حضرت نے قرآن اور ثقل اصغر سے اپنے اہلبیت کیطرف اشارہ فرمایا جیسا کہ ابن عبد ربہ نے تحریر کیا ہے کہ ثقل سے مراد نفیس ہے چنانچہ پیغمبر نے اپنی حدیث میں فرمایا ہے کہ انی تارك فيكم الثقلين كتاب الله وعترتي اهلبيتي میں تم میں دو چیزیں نفیس اور گرانقدر چھوڑ رہا ہوں ایک خدا کی کتاب اور ایک اپنا اہلبیت ان میں سے آپ نے قرآن کو ثقل اکبر اور اہلبیت کو ثقل اصغر سے تعبیر فرمایا۔ ۱۲

[2] امیر المومنین صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ کی پیشین گوئی اس طرح پوری ہوئی کہ بنی امیہ عرب میں سنہ ۴۱ھ سے لیکر سنہ ۱۳۲ھ اور اندلس میں سنہ ۱۳۸ھ سے سنہ ۴۲۲ھ تک حکومت کرنے کے بعد صفحہ ہستی سے اس طرح تباہ و برباد ہوئے کہ آج انکی حکومت و سلطنت کا دنیا کے کسی گوشے میں سلطنت کی حیثیت سے نام و نشان بھی باقی نہیں ہے۔ ۱۲

خطبہ ۹۱

اسمیں حضرت نے لوگوں کو اُن کے اختلافات پر زجر و توبیخ فرمائی ہے

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَقْصِمْ جَبَّارِيْ دَهْرٍ قَطُّ اِلَّا بَعْـ

حمد و نعت کے بعد واضح ہو کہ پروردگار عالم نے زمانہ کے ظالموں کو کبھی تباہ نہیں کیا مگر انھیں اچھی طـ

تَمْهِيْلٍ وَرَخَاءٍ وَلَمْ يَجْبُرْ عَظْمَ اَحَدٍ مِنَ الْاُمَـ

ڈھیل اور راحت دینے کے بعد اور گذشتہ امتوں میں سے کسی امت کی (ٹوٹی ہوئی) ہڈی کو جوڑا نہیں

اِلَّا بَعْدَ اَزْلٍ وَبَلَاءٍ وَفِيْ دُوْنِ مَا اسْتَقْبَلْتُمْ مِنْ عَتْبٍ

سختی اور آزمائش کے بعد (یاد رکھو) جن شدتوں کا تم نے سامنا کیا ہے ا

وَمَا اسْتَدْبَرْتُمْ مِنْ خَطْبٍ مُعْتَبَرٌ وَمَا كُلُّ ذِيْ

جن عظیم حوادث کو تم اپنے پس پشت چھوڑ آئے ہو انکے سامنے عبرتیں ہی عبرتیں ہیں (مگر) نہ تو ہر

قَلْبٍ بِلَبِيْبٍ وَلَا كُلُّ ذِيْ سَمْعٍ بِسَمِيْعٍ وَلَا كُـ

رکھنے والا عقلمند ہی ہے اور نہ ہر کان اور آنکھ رکھنے والا سننے اور دیکھنے والا

نَاظِرٍ بِبَصِيْرٍ فَيَا عَجَبًا وَمَالِيَ لَا اَعْجَبُ مِنْ خَطَاءِ هٰذِهِ

کتنی حیرت ہے اور میں کیونکر ان فرقوں کی غلطی پر حیرت نہ کروں جو اپنی دین کی دلیلوں

الْفِرَقِ عَلَى اخْتِلَافِ حُجَجِهَا فِيْ دِيْنِهَا لَا يَقْتَصُّوْنَ

اختلاف موجود ہونے کے باوجود نہ کسی پیغمبر کے نشان قدم

اَثَرَ نَبِيٍّ وَلَا يَقْتَدُوْنَ بِعَمَلِ وَصِيٍّ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ

پر چلتے نہ کسی وصی پیغمبر کے فعل کی پیروی کرتے نہ کسی غیب کی

بِغَيْبٍ وَلَا يَعِفُّوْنَ عَنْ عَيْبٍ يَعْمَلُوْنَ فِي الشُّبُهَاتِ

بات پر ایمان لاتے اور نہ کسی برائی اور عیب سے بچتے ہیں بلکہ شبہوں (کی بے اطمینان فضا) میں عمل کرتے

وَيَسِيْرُوْنَ فِي الشَّهَوَاتِ الْمَعْرُوْفُ عِنْدَهُمْ مَا عَرَفُوْا

اور خواہشات کی راہوں میں چلتے رہتے ہیں جس کو انھوں نے بہتر سمجھ رکھا ہے وہی انکے خیال میں بہتر

وَالْمُنْكَرُ عِنْدَهُمْ مَا اَنْكَرُوْا مَفْزَعُهُمْ فِي

اور جسکو انھوں نے برا سمجھ لیا ہے وہی انکے نزدیک برا ہے سخت مسائل کے حل کرنے میں

الْمُعْضِلَاتِ اِلٰى اَنْفُسِهِمْ وَتَعْوِيْلُهُمْ فِي الْمُهِمَّاتِ

اپنے ہی نفسوں کی طرف پلٹ کر پناہ لیتے اور دین کی اہم باتوں میں

ـــــــــــ

لہ خداوند عالم نے جبارین زمانہ کی سرکوبی فرمائی ہے لیکن انکو اچھی طرح مہلت دیکر عیش و آرام کی نعمتوں سے پوری طرح متمتع فرما کر جیسا کہ قرآن کی اس آیت سے واضح ہوتا ہے فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیھم ابواب کل شیئ حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذناھم بغتۃ فاذا ھم مبلسون جو نصیحتیں انکو کی گئیں تھیں جب وہ انکو بھول گئے تو ہم نے ان پر ہر قسم کی نعمتوں کے دروازے کھول دیے یہانتک کہ جب وہ ان نعمتوں پر خوش ہو چکے جو اُن کو دی گئیں تھیں تو ہم نے یکایک پکڑ لیا اور وہ مایوس ہو کر رہ گئے ۱۲

عَلٰى آرَائِهِمْ كَاَنَّ كُلَّ امْرِئٍ مِنْهُمْ اِمَامُ نَفْسِهِ قَدْ اَخَذَ

اپنی ہی راتوں پر اس طرح اعتماد کر لیتے ہیں جیسے ان میں سے ہر ایک اپنے نفس کا خود ہی امام ہے اور اس نے

مِنْهَا فِيْمَا يَرٰى بِعُرًى ثِقَاتٍ وَاَسْبَابٍ مُحْكَمَاتٍ

ان چیزوں سے جن کے بارے میں اس نے رائے قائم کی ہے (گویا) مظبوط پھندوں اور مستحکم اسباب کو حاصل کر لیا ہے

خطبہ ۹۲

بعثت پیغمبر اسلام سے متعلق

اَرْسَلَهٗ عَلٰى حِيْنِ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ وَطُوْلِ هَجْعَةٍ

اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو پیغمبروں سے زمانہ کے خالی ہونے امتوں کی درازی غفلت

مِنَ الْاُمَمِ وَاعْتِزَامٍ مِّنَ الْفِتَنِ وَانْتِشَارٍ مِّنَ الْاُمُوْرِ

فتنوں کے غلبہ معاملات کے انتشار و پراگندگی

وَتَلَظٍّ مِّنَ الْحُرُوْبِ وَالدُّنْيَا كَاسِفَةُ النُّوْرِ ظَاهِرَةُ

لڑائیوں کی شعلہ فشانی کے زمانہ میں جبکہ دنیا سے نور غائب تھا اور وہ کھلم کھلا

الْغُرُوْرِ عَلٰى حِيْنِ اصْفِرَارٍ مِّنْ وَّرَقِهَا وَاِيَاسٍ مِّنْ

فریب میں مبتلا تھی اس وقت مبعوث برسالت فرمایا جبکہ دنیا کے پتے زرد ہو چکے تھے اور اسکے پھلوں

ثَمَرِهَا وَاغْوِرَارٍ مِّنْ مَّائِهَا قَدْ دَرَسَتْ مَنَارُ الْهُدٰى

سے مایوسی ہو چکی تھی اس کا پانی زمین میں جذب ہو چکا تھا ہدایت کے روشن منارے ناپدید

وَظَهَرَتْ اَعْلَامُ الرَّدٰى فَهِيَ مُتَجَهِّمَةٌ لِّاَهْلِهَا عَابِسَةٌ

ہو چکے اور ہلاکت و گمراہی کے نشانات ظاہر ہو چکے تھے اور وہ اپنے رہنے والوں کیلئے غضبناکی کا اور اپنے

فِيْ وَجْهِ طَالِبِهَا ثَمَرُهَا الْفِتْنَةُ وَطَعَامُهَا الْجِيْفَةُ وَ

طلبگار کے سامنے ترش روئی کا اظہار کر رہی تھی اس کا حاصل فتنہ و فساد اس کا کھانا مردار اسکا

شِعَارُهَا الْخَوْفُ وَدِثَارُهَا السَّيْفُ فَاعْتَبِرُوْا عِبَادَ اللّٰهِ

اندرونی پیراہن خوف اور بیرونی پیراہن تلوار تھی۔ تو بندگان خدا ان چیزوں سے عبرت حاصل کرو

وَاذْكُرُوْا تِيْكَ الَّتِيْ اٰبَاؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ بِهَا مُرْتَهَنُوْنَ

اور اپنے باپ دادا اور بھائیوں (وغیرہ) کے وہ اعمال یاد کرو جن میں وہ گروی ہیں

وَعَلَيْهَا مُحَاسَبُوْنَ وَلَعَمْرِيْ مَا تَقَادَمَتْ بِكُمْ وَلَا

اور جن پر ان سے حساب لیا جائے گا۔ اپنی عمر کی قسم نہ تمہیں کو زیادہ عرصہ ہوا ہے نہ

ل۵ پیغمبر اسلام کی بعثت کے وقت
عرب کی جو حالت تھی اسکا ان
چند جملوں نے مکمل نقشہ کھینچ دیا
ہے جزیرۃ العرب کی تاریخ گواہ
ہے کہ پیغمبر اسلام کی بعثت کے وقت
عرب میں نہ کوئی ہادی اور راہبر
تھا نہ وہاں کے رہنے والوں میں
کسی قسم کی سیاسی، تمدنی
معاشرتی اور اخلاقی بیداری تھی
مختلف قبائل کی ٹولیاں بہت
محدود حلقوں میں اپنے انفرادی
نظام قائم کئے ہوئے تھیں نہ انکے
سامنے کوئی دستور العمل تھا نہ
قانون نہ انسانیت کا احترام
تھا نہ اخلاقیات کا پاس و لحاظ
مختصر یہ ہے کہ بہیمانہ زندگی کے
تمام خصوصیات عربوں کی زندگی
کا اہم ترین عنصر بنکر رہ گئے تھے
کشت و خون کی وہ گرم بازاری
تھی کہ بس خدا کی پناہ ہر طرف
قبائل آپس میں دست و گریبان
تھے کہیں ایک اونٹ کے تیر کھا کر
زخمی ہو جانے پر چالیس چالیس سال
تک جنگ ہو رہی تھی تو کہیں انسانی
کا سہارے سر میں شراب پینا نجات
کا بہتر نمونہ سمجھا جا رہا تھا نکاح
میں قرابتوں کا کوئی لحاظ نہ تھا
وراثت کے منظم قواعد نہ تھے اس
سیہ خانہ معاشرت میں نور کا
ایک ہلکا سا پرتو بھی کہیں نظر
نہ آتا تھا تا اینکہ حضرت عبداللہ
کے آغوش مبارک میں خلیل اللہ
کے معصوم ارمان محمد مصطفٰی کی
پاکیزہ صورت میں ظاہر ہوئے ؏

بِهِمُ الْعُهُودُ وَلَا خَلُقَتْ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمُ الْأَحْقَابُ

انھیں کو نیز تمھارے اور ان کے درمیان بہت زیادہ مدتیں بھی نہیں گذریں

وَالْقُرُونُ وَمَا أَنْتُمُ الْيَوْمَ مِنْ يَوْمَ كُنْتُمْ فِي أَصْلَابِهِمْ

اور آج تم اس دن سے جبکہ تم ان کے صلبوں میں تھے زیادہ

بِبَعِيدٍ وَاللّٰهِ مَا أَسْمَعَهُمُ الرَّسُولُ شَيْئًا إِلَّا وَهَا

دور بھی نہیں ہو بخدا پیغمبر اسلام انھیں جو باتیں سنا چکے ہیں وہی

أَنَا ذَا الْيَوْمَ مُسْمِعُكُمُوهُ وَمَا أَسْمَاعُكُمُ الْيَوْمَ بِدُونِ

آج میں بھی تمھیں سنا رہا ہوں اور آج کے دن تمھارے سامنے بھی کل جو

أَسْمَاعِهِمْ بِالْأَمْسِ وَلَا شُقَّتْ لَهُمُ الْأَبْصَارُ وَلَا

ان کے سامنے تھے کوئی انکے غیر نہیں اور ان کے لئے کل جو آنکھیں کھولی گئی تھیں

جُعِلَتْ لَهُمُ الْأَفْئِدَةُ فِي ذٰلِكَ الْأَوَانِ إِلَّا وَقَدْ

اور جو دل اس وقت قرار دیے گئے تھے ویسے ہی

أُعْطِيتُمْ مِثْلَهَا فِي هٰذَا الزَّمَانِ وَاللّٰهِ مَا بُصِّرْتُمْ بَعْدَهُمْ

دل اور ایسی ہی آنکھیں اسوقت تمھیں بھی عطا کی گئی ہیں بخدا تمھیں انکے بعد کوئی ایسی چیز

شَيْئًا جَهِلُوهُ وَلَا أُصْفِيتُمْ بِهِ وَحُرِمُوهُ وَلَقَدْ نَزَلَتْ

نہیں دکھائی گئی جسکو وہ نہ جانتے ہوں اور نہ کسی ایسے امر کیلئے تمھارا انتخاب کیا گیا جس سے وہ محروم رکھے گئے

بِكُمُ الْبَلِيَّةُ جَائِلًا خِطَامُهَا رِخْوًا بِطَانُهَا فَلَا يَغُرَّنَّكُمْ

ہوں بیشک امتحان و آزمائش تمپر اس طرح وارد ہوگئی ہے کہ اس (کے ناقہ) کی مہار متحرک اور اسکا تنگ ڈھیلا

مَا أَصْبَحَ فِيهِ أَهْلُ الْغُرُورِ فَإِنَّمَا هُوَ ظِلٌّ مَمْدُودٌ

دیکھو ارباب مکر و فریب جن چیزوں میں لگے ہوے ہیں وہ تمھیں دھوکہ میں نہ ڈالیں کیونکہ یہ دنیا وہ سایہ

إِلٰى أَجَلٍ مَعْدُودٍ

جو ایک معین مدت تک دراز ہو کر ختم ہو جا ے (ے) گا

خطبہ ۹۳

اسمیں پروردگار عالم کے صفات کا تذکرہ ہے

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَعْرُوفِ مِنْ غَيْرِ رُؤْيَةٍ وَالْخَالِقِ مِنْ غَيْرِ

حمد تمام تر اس خدا کیلئے سزاوار ہے جو بے دیکھے پہچانا ہوا اور بے غور و فکر کئے ہوئے پیدا کرنیوالا ہے

۵۱ ابن ابی الحدید تحریر فرماتے ہیں کہ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت گویا اپنے اصحاب سے ارشاد فرما رہے ہیں کہ جیسے احکام پیغمبر اسلام اپنے عہد کے مسلمانوں کو دیتے تھے ویسے ہی میں بھی تمھیں دیتا ہوں مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ تم مسلمان تو ویسے ہی ہو مگر جس طرح وہ لوگ پیغمبر کی اطاعت کرتے تھے اسیطرح تم کیوں اطاعت نہیں کرتے ہو علامہ ممدوح کی اس عبارت سے مترشح ہوتا ہے کہ عہد رسول کے مسلمانوں میں اطاعت کا جذبہ کار فرما تھا اور وہ رسول کے ہر حکم کی اطاعت کرتے تھے مگر چونکہ تاریخوں سے یہ بات پایہ ثبوت تک نہیں پہونچتی اور عہد رسول کے مسلمانوں کی قدم قدم پر اس طرح سرتابیاں نظر آتی ہیں کہ کہیں پیغمبر اگر زید ابن حارثہ کو علمدار فوج بناتے ہیں تو انکے ہمراہ جانے سے انکار کیا جاتا ہے میدان جنگ میں لڑنے کا حکم دیتے ہیں تو اس سے سرتابی کی جاتی ہے اپنے بعد کے انتظامات کے متعلق تحریر لکھنے کے لئے قلم و دوات طلب فرماتے ہیں تو معاذ اللہ پیغمبر پر ہذیان کو کہا جاتا ہے اس لئے علامہ ممدوح کے مقابلہ میں مفتی ابن عبدہ نے اس عبارت کی جو شرح لکھی ہے وہ زیادہ بہتر معلوم ہوتی ہے موصوف نے لکھا ہے کہ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ تمھاری حالت اس وقت بالکل عہد رسول کے مسلمانوں جیسی ہے کہ جس طرح پیغمبر اپنے عہد میں جب کوئی حکم دیتے تھے تو کچھ لوگ اسکی اطاعت و فرمانبرداری کرتے اور کچھ ازراہ سرکشی اسکی مخالفت کرتے تھے بعینہ آج جب میں تمھیں حکم دیتا ہوں تو تم میں سے جو عارف و باخبر ہیں وہ تو میری اطاعت کرتے ہیں اور جو جاہل اور فتنہ پرداز ہیں وہ اطاعت کرنے سے انکار کر دیتے ہیں درانحالیکہ خود میری حالت یہ ہے کہ میں انھیں کسی ایسی بات کا حکم نہیں دیتا جس کا عہد رسول کے مسلمانوں کو حکم نہ دیا گیا ہو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ مخالفت کا داعی کیا امر ہے۔ ۱۲

۵۲ اس مقام پر بلیہ سے مراد فتنہ معاویہ ہے جس سے بڑھ کر مسلمانوں پر کوئی بلا نازل نہیں ہوئی۔ نصائح کافیہ صفحہ ۱۶ ابن ابن محمود سے جو روایت نقل کی گئی ہے وہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ بنی امیہ کا ہر فرد ایک مجسم فتنہ تھی چنانچہ روایت کے الفاظ ملاحظہ ہوں کہ عن ابن مسعود قال ان لکل دین افۃ وافۃ ھذا الدین بنوامیۃ یہ ہر مذہب میں ایک فتنہ ہوتا ہے اسلام کا فتنہ بنی امیہ ہیں علامہ فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں جس جماعت کو شجرہ ملعونہ سے تعبیر کیا ہو اس کا فتنہ ہونا کونسا مستبعد امر ہو سکتا ہے۔ ۱۲

رُؤيَتِهِ اَلَّذِي لَمْ يَزَلْ قَائِماً دَائِماً اِذْ لَا سَمَاءٌ ذَاتُ

وہ اس وقت سے برابر باقی اور موجود ہے جب نہ برجوں والا آسمان

اَبْرَاجٍ وَلَا حُجُبٌ ذَاتُ اَرْتَاجٍ وَلَا لَيْلٌ دَاجٍ وَلَا بَحْرٌ

تھا نہ بڑے بڑے دروازوں والے حجاب نہ تاریک رات نہ پُرسکون

سَاجٍ وَلَا جَبَلٌ ذُو فِجَاجٍ وَلَا فَجٌّ ذُو اعْوِجَاجٍ وَلَا اَرْضٌ

سمندر تھے نہ گھاٹیوں والے پہاڑ نہ موڑ دار گھاٹیاں نہ زمین کا گہوارہ تھا

ذَاتُ مِهَادٍ وَلَا خَلْقٌ ذُو اعْتِمَادٍ ذٰلِكَ مُبْتَدِعُ الْخَلْقِ

نہ غرور و فکر کی مالک مخلوق بیشک یہی خدا مخلوقات کو پہلے پہل بنانے والا

وَوَارِثُهُ وَاِلٰهُ الْخَلْقِ وَرَازِقُهُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

اور انکے فنا ہو چکنے کے بعد بھی باقی رہنے والا انکا معبود اور انھیں روزی دینے والا ہے چاند سورج اسکی

دَائِبَانِ فِي مَرْضَاتِهِ يُبْلِيَانِ كُلَّ جَدِيدٍ وَيُقَرِّبَانِ

خوشنودیوں کی راہوں میں گردش کناں اور ہر نئی چیز کو کہنہ اور ہر دور منزل کو

كُلَّ بَعِيدٍ قَسَمَ اَرْزَاقَهُمْ وَاَحْصٰى اٰثَارَهُمْ وَاَعْمَالَهُمْ

قریب بنا دینے والے (فلکی پیکر اجرام) ہیں اس نے مخلوقات کی روزیاں تقسیم فرمائیں وہ انکے افعال اعمال

وَعَدَدَ اَنْفَاسِهِمْ وَخَائِنَةَ اَعْيُنِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ

کو جانتا اور انکے گوشہائے چشم کے اشاروں جن رازوں کو ان کے سینے چھپائے

مِنَ الضَّمِيرِ وَمُسْتَقَرَّهُمْ وَمُسْتَوْدَعَهُمْ مِنَ الْاَرْحَامِ

ہیں اور آباء اجداد کی پشتوں نیز ماؤں کے شکموں میں جہاں انکی قرار گاہ

وَالظُّهُورِ اِلٰى اَنْ تَتَنَاهٰى بِهِمُ الْغَايَاتُ هُوَ الَّذِي

اور محل سپردگی ہے ان تک کو تاآنکہ انکی عمر کی مدتیں اپنی انتہا تک پہونچیں شمار کر چکا ہے

اشْتَدَّتْ نِقْمَتُهُ عَلٰى اَعْدَائِهِ فِي سَعَةِ رَحْمَتِهِ

اپنے دشمنوں پر کشائش رحمت کے ساتھ اس کا عذاب سخت

وَاتَّسَعَتْ رَحْمَتُهُ لِاَوْلِيَائِهِ فِي شِدَّةِ نِقْمَتِهِ قَاهِرُ

اور سختی عذاب کے پہلو بہ پہلو اپنے دوستوں پر اسکی رحمت (کا دامن) وسیع اور کشادہ ہے جو اس سے برسرِ جنگ ہو

مَنْ عَازَّهُ وَمُدَمِّرُ مَنْ شَاقَّهُ وَمُذِلُّ مَنْ نَاوَاهُ وَغَالِبُ

اسکو وہ دبا دینے والا جو اسکی نافرمانی کرے اسے تباہ و برباد کرنیوالا جو اسکی مخالفت کرے اسے ذلیل کرنیوالا اور جو اس سے پرخاش رکھے

مَنْ عَادَاهُ وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَيْهِ كَفَاهُ وَمَنْ سَاَلَهُ اَعْطَاهُ

اس پر غالب آجانیوالا ہے جو اسپر بھروسہ رکھے اسے وہ دوسروں سے بے نیاز کر دیتا جو اس سے سوال کرے اسے عطا کرتا

---

۵۱ اس جملہ میں اور اس کے بعد جو جملے اسی عبارت میں ذلک مبتدع الخلق تک وارد ہوئے ہیں ان میں پروردگار عالم کی عظمت کا اظہار فرمایا گیا ہے اسی مضمون کو ایک مقام پر حدیث نبوی میں اس طرح ادا کیا گیا ہے کہ کان اللہ وما کان معہ شیٔ خدا اس وقت موجود تھا جب کوئی دوسری چیز اس کے ساتھ عالم میں موجود نہ تھی ۱۲۔

۵۲ اسی مطلب کو قرآن نے بھی بیان کیا ہے جیسا کہ سورہ انعام میں ارشاد ہوا ہے کہ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو ویعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقة الا یعلمها ولا حبة فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین خدا کے پاس غیب کی کنجیاں موجود ہیں جنکو اس کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں جانتا ۱۲

وَمَنْ اَقْرَضَهٗ قَضَاهُ وَمَنْ شَكَرَهٗ جَزَاهُ

جو اسے (عمل صالح کا) قرضہ دیدے اسے وہ (اجر جزیل کی صورت میں) ادا کر دیتا اور جو انکا شکر بجا لائے اسے وہ ثواب عطا فرماتا ہے

عِبَادَ اللّٰهِ زِنُوْا اَنْفُسَكُمْ[١] قَبْلَ اَنْ تُوْزَنُوْا وَحَاسِبُوْهَا[٢]

بندگان خدا قبل اس کے کہ میزان محشر میں تمہیں تولا جائے تم (یہیں) اپنے نفسوں کو تول لو اور قبل

مِنْ قَبْلِ اَنْ تُحَاسَبُوْا وَتَنَفَّسُوْا قَبْلَ ضِيْقِ الْخِنَاقِ

اسکے کہ اللہ کیطرف سے تمہارا حساب لیا جائے تم خود ہی اپنے نفسوں کا محاسبہ کر لو رسن گلو گیر کی تنگی سے پیشتر سانس لے لو

وَانْقَادُوْا قَبْلَ عُنْفِ السِّيَاقِ وَاعْلَمُوْا اَنَّهٗ مَنْ لَّمْ يُعَنْ

اور کشش عذاب کی سختی سے پہلے فرمانبردار بنجاؤ اور اچھی طرح جان لو کہ جس شخص کی خدا کی جانب سے اس کے

عَلٰى نَفْسِهٖ حَتّٰى يَكُوْنَ لَهٗ مِنْهَا وَاعِظٌ وَّزَاجِرٌ لَّمْ

نفس کے خلاف سطرح اعانت نہ کیجائے کہ اسکے لئے اسی کا وجدان نصیحت کرنیوالا اور جھڑکنے والا بنجائے تو پھر

يَكُنْ لَّهٗ مِنْ غَيْرِهَا زَاجِرٌ وَّلَا وَاعِظٌ

اسکے لئے اسکے علاوہ اور کوئی نصیحت کرنے والا اور جھڑکنے والا نہ ہوگا

خطبہ ٩٤

اس خطبہ میں حضرت نے حقائق کائنات کے متعلق بہترین معلومات پیش فرماتے ہیں

تعرف بخطبة الاشباح[٣] وهي من جلائل خطبه

یہ خطبہ اشباح کے نام سے مشہور و معروف ہے اور اسے حضرت علی علیہ السلام کے جلیل ترین خطبوں میں

عليه السلام وكان سأله سائل ان يصف الله حتى

شمار کیا جاتا ہے (اسکا واقعہ یہ ہے کہ) حضرت سے ایک شخص نے عرض کیا کہ آپ اللہ کی اس طرح تعریف و توصیف

كانه يراه عيانا فغضب عليه السلام لذلك

فرما دیں جیسے کہ آپ اسے اپنی نگاہ سے ظاہر بظاہر ملاحظہ فرما رہے ہیں اس پر حضرت کو غیظ آیا اور آپ نے ارشاد فرمایا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَا يَفِرُهُ الْمَنْعُ وَالْجُمُوْدُ وَلَا يُكْدِيْهِ

سزاوار حمد وہ خدا ہے جسکو نعمتوں کا روکنا اور کسی کو نہ دینا مالدار نہیں بنا سکتا اور داد و دہش

الْاِعْطَاءُ وَالْجُوْدُ اِذْ كُلُّ مُعْطٍ مُّنْتَقِصٌ سِوَاهُ وَكُلُّ

اسے فقیر اور تہی دست نہیں بنا سکتی جبکہ اس کے علاوہ ہر عطا کرنیوالا نقصان رسیدہ اور ہر

مَانِعٍ مَّذْمُوْمٌ مَّا خَلَاهُ وَهُوَ الْمَنَّانُ بِفَوَائِدِ النِّعَمِ

روک ٹوک کرنے والا قابل مذمت خیال کیا جاتا ہے بیشک وہ مفید نعمتوں

١ علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نے تحریر فرمایا ہے کہ اس جملے سے حضرت نے اس مطلب کو ادا فرمایا ہے کہ تم لوگ اپنے اعمال کو افراط و تفریط کے درمیان نقطہ اعتدال پر رکھو کیونکہ ظاہر ہے کہ افراط و تفریط ہی میزان عمل کے دو پلے ہیں بنابریں عمل یا حد افراط میں ہوگا یا حد تفریط میں اور چونکہ یہ دونوں چیزیں عمل کے رائگاں جانے کا سبب بنتی ہیں اس لئے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے اعمال کو انکے درمیانی حد اعتدال پر رکھے ۔ ١٢

٢ محاسبہ کے معنے نفس کے اچھے اور برے کاموں پر نظر رکھنے کے ہیں ارباب تصوف نے سلوک کے جو پانچ مراتب مشارطہ، مراقبہ، محاسبہ، معاتبہ، مجاہدہ قرار دیے ہیں ان میں جیسا کہ ترتیب سے واضح ہے محاسبہ کی منزل تیسری ہے سالکین کے مذاق میں انسان اور اس کے نفس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی شخص تجارت کیلئے کسی کو اپنا مال سپرد کرے اسکی عقل تاجر اور مقصد فائدہ تزکیۂ نفس کا حاصل کرنا ہے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے عقل شریک کار کے طور پر نفس سے اعانت خواہ ہوتی ہے مگر ہر شریک سے تاجر کچھ شرطیں کرتا ہے اس لئے نفس سے معاملہ میں بھی ایسا ہونا ضروری ہے اس کا نام ارباب سلوک مشارطہ رکھتے ہیں دوسری منزل شرطیں فرائض اور ذمہ داریاں متعلق کرنے کے بعد اس امر پر نگاہ رکھنے کی ہے کہ متعلقہ ذمہ داریوں کا اسکا شریک نفس صحیح طریقہ پر انجام دے بھی رہا ہے یا نہیں اسی کا نام مراقبہ ہے جسکی تعبیر قرآن میں اس انداز کے ساتھ کی گئی ہے کہ والذین ھم لامانٰتھم و عھدھم راعون تیسری منزل کام کے انجام پاجانے کے بعد تاجر کی طرح عقل کے لئے شریک کار نفس سے ایفاء شرائط کے مطالبہ کی منزل ہے اسی کا نام محاسبہ ہے چوتھی منزل جانچ پڑتال کرنے کے بعد اگر شرائط کے معاملہ میں نقصان کوتاہی ثابت ہو تو اسے سرزنش کرنیکی ہے اسکا نام معاتبہ ہے پانچویں منزل اگر اس پر بھی وہ راہ راست پر نہ آئے تو اسے قوت کے ساتھ فرائض کی بجا آوری پر آمادہ کرنیکی ہے اسکا نام مجاہدہ ہے ارباب سلوک کی تعبیر میں حضرت نے تیسری منزل یعنے اس حقیقت کی طرف متوجہ فرمایا ہے کہ انسان کو ہر آن اپنے نفس کا جائزہ لیتے رہنا چاہیئے کہ وہ اپنے فرائض صحیح طور پر انجام دے رہا ہے یا نہیں اگر ایسا نہ کیا گیا تو نفس بے لگام ہو کر وہ سب کچھ کر بیٹھے گا جس سے تاجر عقل کا مقصد تزکیۂ نفس تباہ و برباد ہو جائے ۔

٣ لغت میں اشباح اشخاص کو کہتے ہیں چونکہ اس خطبہ میں اشخاص مختلفہ آسمان و زمین ابر و باد و ملائکہ دانسان، سیارات و ثوابت وغیرہ کے حقائق اور انکی فلسفیانہ حالتوں کا تذکرہ فرمایا گیا ہے اس لئے اسکا نام اشباح رکھا گیا ۔ ١٢

وَعَوَائِدِ الْمَزِيدِ وَالْقِسَمِ عِيَالُهُ الْخَلْقُ ضَمِنَ أَرْزَاقَهُمْ

اور زیادہ ان صلوں اور نصیبوں کا مرحمت فرمانیوالا ہے اس کے عیال یہی مخلوق ہیں جنکے رزق کی اس نے

وَقَدَّرَ أَقْوَاتَهُمْ وَنَهَجَ سَبِيلَ الرَّاغِبِينَ إِلَيْهِ وَالطَّالِبِينَ

ذمہ داری لی ہے اور انکے آزوقوں کی ایک حد معین فرمادی ہے نیز اسنے اپنی بارگاہ کیطرف رغبت کرنیوالوں اور اسکے پاس جو کرم کے ذخیرے ہیں انکے

مَا لَدَيْهِ وَلَيْسَ بِمَا سُئِلَ بِأَجْوَدَ مِنْهُ بِمَا لَمْ يُسْأَلْ

طلبگاروں کیلئے راہ کو واضح کردیا ہے وہ مانگی ہوئی چیزوں کے ساتھ بے مانگی ہوئی چیزوں کی بنسبت زیادہ فیاضی و سخاوت کرنیوالا

الْأَوَّلُ الَّذِي لَمْ يَكُنْ لَهُ قَبْلٌ فَيَكُونَ شَيْءٌ قَبْلَهُ وَالْآخِرُ

نہیں وہ ایسا اول ہے جسکی کوئی ابتدا نہیں کہ کوئی چیز اس سے پہلے فرض کیجا سکے اور ایسا آخر ہے

الَّذِي لَيْسَ لَهُ بَعْدٌ فَيَكُونَ شَيْءٌ بَعْدَهُ وَالرَّادِعُ

کہ جسکی کوئی انتہا نہیں کہ کوئی شے اسکے بعد ہو سکے پتلیوں کے حجاب میں بیٹھنے والے انسانوں کو اسنے اس امر سے روکدیا

أَنَاسِيَّ الْأَبْصَارِ عَنْ أَنْ تَنَالَهُ أَوْ تُدْرِكَهُ مَا اخْتَلَفَ

ہے کہ وہ اسکی بلند مرتبہ ذات تک پہونچیں یا اسکا ادراک کرسکیں زمانہ کے انقلاب

عَلَيْهِ دَهْرٌ فَيَخْتَلِفَ مِنْهُ الْحَالُ وَلَا كَانَ فِي مَكَانٍ

وارد نہیں ہوتے کہ جس سے اس کے حالات میں اختلاف و تغیر رونما ہو، نہ وہ کسی محل ہی میں ہے

فَيَجُوزَ عَلَيْهِ الِانْتِقَالُ وَلَوْ وَهَبَ مَا تَنَفَّسَتْ عَنْهُ

کہ اس کیلئے حرکت جائز ہو سکے۔ وہ اگر ان تمام چیزوں کو عطا کردے جنکو پہاڑوں کی کانیں

مَعَادِنُ الْجِبَالِ وَضَحِكَتْ عَنْهُ أَصْدَافُ الْبِحَارِ مِنْ

اور سمندروں کی سیپیاں خالص سونے اور چاندی کی

فِلِزِّ اللُّجَيْنِ وَالْعِقْيَانِ وَنُثَارَةِ الدُّرِّ وَحَصِيدِ الْمَرْجَانِ

موتیوں کے قیمتی دانوں اور مرجان کی کٹی ہوئی کھیتی کی شکل میں برآمد کرتی ہیں

مَا أَثَّرَ ذَلِكَ فِي جُودِهِ وَلَا أَنْفَدَ سَعَةَ مَا عِنْدَهُ وَلَكَانَ

تب بھی یہ عطا اسی کے کرم پر اثر نہ ڈالیگی اور اسکے پاس جو گنجائش ہے اسکو تمام نہ کرسکے گی

عِنْدَهُ مِنْ ذَخَائِرِ الْأَنْعَامِ مَا لَا تُنْفِدُهُ مَطَالِبُ الْأَنَامِ

اور باینہمہ اسکے پاس جود و عطا کے وہ فراوان ذخیرے نظر آئینگے جنہیں کبھی بھی دنیا کی طلبگاریاں پایان تک نہ پہنچا سکیں گی

لِأَنَّهُ الْجَوَادُ الَّذِي لَا يَغِيضُهُ سُؤَالُ السَّائِلِينَ

کیونکہ وہ ایسی کرم گستر ذات ہے جسکی عطا کو مانگنے والوں کی مانگ کم نہیں کرسکتی

وَلَا يُبْخِلُهُ إِلْحَاحُ الْمُلِحِّينَ فَانْظُرْ أَيُّهَا السَّائِلُ

اور نہ ہی سوال کرنے والوں کے سوال اسکو بخیل نہیں بنا سکتے اے مستفسر دیکھ

ل۵ اس جملہ میں اس امر کی طرف لطیف پیرایہ میں اشارہ فرمایا گیا ہے کہ خیر بشر کے اجتماعی نظام کو باقی رکھنے کیلئے باہمی فرائض عمل کو دور افراد نوع انسانی کا آپس میں ایک دوسرے کے مفاد کی رعایت کرنا صرف ایک ضروری اور اہم ترین فرض ہی نہیں بلکہ ایک بہت بڑا فخر و شرف ہے جسکو اس انداز میں ادا فرمایا گیا ہے کہ کائنات عالم کی ہر چیز جسمیں انسان بھی داخل ہے خدا کے عیال کی حیثیت رکھتی ہے اسلئے باہمی تعاون کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر کوئی شخص اپنے کسی برادر نوعی کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے تو وہ گویا خدا کے عیال میں سے کسی ایک شخص کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے جسکا شرف محتاج بیان نہیں۔ ۱۲

ط۵ یہ جملہ قناعت کی تعلیم دے رہا ہے اور بتلا رہا ہے کہ انسان کو رزق کے بارے میں بہت زیادہ سرگرداں ہونا چاہیے کیونکہ خدا مخلوقات کی روزیوں کا ضامن ہے اور وہ پردۂ کائنات میں چھپے ہوئے جانداروں تک انکا رزق پہونچاتا ہے ایسی حالت میں اسکے جود و کرم پر بھروسہ نہ رکھنا اور بے صبری کا مظاہرہ کرنا کسی طرح مناسب نہیں البتہ سعی و تدبیر سے غافل ہونا چاہیے اور قناعت کی حدوں تک رہتے ہوئے جستجو کو اسی حد تک رکھنا چاہیے جہاں تک نہ تو قوی عمل شل ہونے پائیں اور نہ بے صبری ہی کا عنوان ظاہر ہو۔ ۱۲

ش۵ اگر خدا سے پہلے کسی چیز کو فرض کیا جائیگا تو خدا ازلی نہ رہیگا نیز اگر اسکے بعد کوئی شے مانی جائے گی تو وہ ابدی نہ رہے گا اور ماسوا کے لئے قدیم ازلی و ابدی یعنے سرمدی ہونا ضروری ہے۔ ۱۲

ک۵ اس مقام پر رویت اور ادراک کے مختلف لفظ ارشاد فرمائے گئے ہیں اس لئے ان دونوں کا فرق واضح کردینا ضروری ہے عماد الاسلام میں علامہ غفرانمآب اعلی اللہ مقامہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ادراک عام اور رویت خاص ہے۔

ف۵ اس جملہ میں علم کلام کے (باقی ۳۴۸ پر)

فَمَا دَلَّكَ الْقُرْآنُ عَلَيْهِ مِنْ صِفَتِهِ فَائْتَمَّ بِهِ وَاسْتَضِئْ

قرآن مجید نے اسکی جن صفتوں کی طرف تیری راہبری کر دی ہے بس اسی کی پیروی کر اور اسی کی

بِنُورِ هِدَايَتِهِ وَمَا كَلَّفَكَ الشَّيْطَانُ عِلْمَهُ مِمَّا لَيْسَ

ہدایت کے نور سے روشنی حاصل کر اور جن چیزوں کے جاننے کی تجھے شیطان نے زحمت دی ہے منجملہ ان چیزوں کے جنکا نہ

فِي الْكِتَابِ عَلَيْكَ فَرْضُهُ وَلَا فِي سُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

تو کتاب اللہ ہی سے تجھ پر فرض ہونا ثابت ہے اور نہ سنت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ اور سیرت

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَئِمَّةِ الْهُدَى أَثَرُهُ فَكِلْ عِلْمَهُ إِلَى اللّٰهِ

ائمہ کرام ہی میں انکا کوئی نشان ملتا ہے تو انکی معرفت کو خدا کے سپرد کر دے (اور یہ کہدے کہ انکا خدا کو بہتر علم ہے)

سُبْحَانَهُ فَإِنَّ ذٰلِكَ مُنْتَهٰى حَقِّ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَاعْلَمْ

کیونکہ خدا کا انتہائی حق تجھ پر صرف انھیں چیزوں کا جاننا ہے جو کتاب اللہ سنت رسول اور سیرت ائمہ سے مستنبط ہوتی ہیں اور

أَنَّ الرَّاسِخِينَ فِي الْعِلْمِ هُمُ الَّذِينَ أَغْنَاهُمْ عَنِ اقْتِحَامِ

جان رکھ کہ راسخین فی العلم (علم میں راسخ اور پختہ کار) وہی لوگ ہیں جنکو ان پوشیدہ غیبی باتوں کے اجمالی

السُّدَدِ الْمَضْرُوبَةِ دُونَ الْغُيُوبِ الْإِقْرَارُ بِجُمْلَةِ

اقرار نے جنکی تفصیل سے یہ ناآشنا ہیں غیب کے ایوانوں کے سامنے

مَا جَهِلُوا تَفْسِيرَهُ مِنَ الْغَيْبِ الْمَحْجُوبِ فَمَدَحَ اللّٰهُ

نصب کئے ہوئے دروازوں میں سختی کے ساتھ داخل ہونے سے بے نیاز بنا دیا ہے تو اللہ نے

اعْتِرَافَهُمْ بِالْعَجْزِ عَنْ تَنَاوُلِ مَا لَمْ يُحِيطُوا بِهِ عِلْمًا

یہ لوگ اپنے علم سے جن چیزوں کا احاطہ نہیں کر سکے ہیں انکے علم و ادراک سے انکے اعتراف عجز و قصور

وَسَمّٰى تَرْكَهُمُ التَّعَمُّقَ فِيمَا لَمْ يُكَلِّفْهُمُ الْبَحْثَ

کی مدح کی ہے اور جن چیزوں کی کنہ و حقیقت کے بارے میں انھیں غور و فکر کرنیکی تکلیف نہیں دی ہے انکے متعلق غور نہ کرنے

عَنْ كُنْهِهِ رُسُوخًا فَاقْتَصِرْ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَا تُقَدِّرْ عَظَمَةَ

کا نام ہی رسوخ رکھا ہے بس اسی پر اکتفا کر اور اپنی مختصر مقدار عقل کے بل بوتے پر اللہ کی

اللّٰهِ سُبْحَانَهُ عَلٰى قَدْرِ عَقْلِكَ فَتَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ

عظمت و جبروت کا اندازہ کرنے سے باز آجا ورنہ ہلاک اور گمراہ ہونیوالوں میں محسوب ہو جائے گا

هُوَ الْقَادِرُ الَّذِي إِذَا ارْتَمَتِ الْأَوْهَامُ لِتُدْرِكَ

بیشک وہی با اقتدار ذات ہے کہ جب انسانی واہمے (یہ عزم کرکے) چلتے ہیں کہ اس کی قدرت

مُنْقَطَعَ قُدْرَتِهِ وَحَاوَلَ الْفِكْرُ الْمُبَرَّأُ مِنْ خَطَرَاتِ

کی انتہائی حد کا ادراک کر لیں اور شیطانی وسوسوں سے پاک اور مبرا فکر

(بقیہ صفحہ ۳۴۷)

اس اہم مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ خدا محل حوادث و تغیرات نہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر خدا کو محل حوادث و تغیرات کا محل قرار دیا گیا تو یہ حالت و انقلابات فرض کیا جائے گا تو دو صورتوں میں سے کسی ایک صورت کو تسلیم کرنا ناگزیر ہوگا یعنی جو حالت خدا پر بعد میں طاری ہونیوالی ہے اسے یا تو کامل مانا جائیگا یا ناقص اگر اسے کامل مانا جائے گا تو خدا کا پہلے ناقص ہونا اور اگر ناقص مانا جائے گا تو اسکا ایک ناقص صفت سے متصف ہونا لازم آئیگا اور یہ واضح ہے کہ ناقص صفت سے متصف ہونیوالا خود بھی کامل نہیں بلکہ ناقص ہی ہوتا ہے اسلئے خدا کا بہر صورت محل حوادث ہونیکی صورت میں ناقص ہونا ضروری ہوگا اور نقص ذات واجب الوجود کے منافی ہے۔ نیز اسلئے بھی اسکا محل حوادث ہونا ناممکن ہے کہ حوادث کا منشا زمانہ ہے اور وہ زمانہ سے مقدم ہے اسلئے زمانہ کے حالات اس پر اثر انداز ہی نہیں ہو سکتے۔ ۱۲

۵۶ اس خطبہ میں واقف اسرار کائنات حضرت علی علیہ السلام نے علم کلام کی بہترین معلومات کے پہلو بہ پہلو علم ہیئت علم طبقات الارض جغرافیہ، علم الحیوانات اور فلسفہ اجسام و اجرام کے متعلق وہ گرانقدر افادات پیش فرمائے ہیں جنھیں سامنے رکھنے کے بعد عقل انسانی محو حیرت ہو جاتی ہے اور اسے سر تسلیم خم کرنے کے علاوہ کوئی چارہ ہی نہیں رہتا کہ ایسے محیر العقول علمی تحقیقات کے ذخیروں کو تیرہ سو سال پہلے کی دنیا میں جب علم ہیئت کی اشاعت پر آلات رصد تھے نہ زمین کے طبقات کے اندر فطرت کے ہاتھوں کارسازی میں مصروف رہتے ہیں ان سے واقفیت حاصل کرنیکے وسائل اعجاز کی کرشمہ سازیوں کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے میدان جنگ میں حامل ذو الفقار کی بہادری و بے جگری اسے بہادران عالم کی صف میں وہ بلند مرتبہ دے سکتی ہے جسکے گرد رستم و سہراب کی نیچی نظریں بھی افسانے طواف کرتے اور کسی کے جگر کی تھر تھری اسکی شہادت دیتی نظر آ رہی ہے مسجد کی حدود میں انکے طویل رکوع و سجود کے تاریخی واقعات اس حد پر نظر آتے ہیں جہاں عبادت گذاران عالم کی مجموعی عبادتوں کا وزن بھی سبک نظر آتا ہے مگر عقل کو یہ تسلیم کرنے میں ہو سکتا ہے کہ کسی قدر تامل ہو کہ دنیا کا اتنا بڑا عبادت گذار زاہد و جنگ آزما بہادر مجاہد بیک وقت دنیا کا سب سے بڑا فلاسفر ہیئت داں اور ماہر طبقات الارض وغیرہ بھی ہو سکتا ہے لیکن اس خطبہ کا جائزہ لینے کے بعد یہ حقیقت بالکل بے نقاب ہو جائیگی کہ حضرت علی واقعاً دنیا کے عظیم ترین ہیئت داں اور فلسفہ شناس انسان تھے مثال کے طور پر اسی جملہ کو ملاحظہ فرمائیے جسمیں حضرت نے فلسفہ تکوین معدنیات کی جانب اشارہ فرمایا ہے۔ فلسفہ جدیدہ کے ماہرین نے جہاں عصر حاضر تک انکشافات پر بحث انھیں کی ہے وہاں انھوں نے اس حقیقت کو بھی واضح کیا ہے (باقی صفحہ ۳۴۹ پر)

وساوس ان یقع علیہ فی عمیقات غیوب ملکوتہ
...سد کرتی ہے کہ اس کی سلطنت کے پوشیدہ اسرار کی گہرائیوں تک پہونچ جائے
وتولہت القلوب الیہ لتجری فی کیفیۃ صفاتہ
...ل والہانہ عقیدت کیساتھ (یہ قصد کرکے) اسکی جانب متوجہ ہوتے ہیں کہ اسکی صفات کی کیفیت کے سالک بنجائیں و
وغمضت مداخل العقول فی حیث لا تبلغہ الصفات
...کر کی راہیں اسکی ذات کا علم حاصل کرنے کیلئے خفا کے اس درجہ تک پہونچ جاتی ہیں جہاں تک صفتیں پہونچ نہیں سکتیں
لتناول علم ذاتہ ردعہا وہی تجوب مہاوی سدف
پروردگار عالم انھیں جبکہ وہ غیروں سے ٹھٹھکا رہ پاکر اسکی کنہ ذات کا عرفان حاصل کرنے کیلئے غیبوں کی تاریکیوں کے مقامات ہلاکت کو
الغیوب متخلصۃ الیہ سبحانہ فرجعت اذ جبہت
قطع کرتی ہوئی ہیں روک (کرنا کام بنا) دیتا ہے جس پر یہ اس روشن حقیقت کا اعتراف کرتی
معترفۃ بانہ لا ینال بجور الاعتساف کنہ معرفتہ
ہوئی الٹے پیروں لوٹ آتی ہیں کہ بلا شبہہ نہ تو اسکی انتہائی معرفت کو سخت گمراہی کے ساتھ حاصل کیا جا سکتا ہے
ولا تخطر ببال اولی الرویات خاطرۃ من تقدیر جلال
اور نہ صاحبان فکر و نظر کے قلب میں اسکی بزرگی عزت اقتدار کا اندازہ کرنے کا کوئی خطور ہی آسکتا ہے
عزتہ الذی ابتدأ الخلق علی غیر مثال امتثلہ ولا
اسنے مخلوقات عالم کو پہلے پہل خلق فرمایا بغیر کسی ایسے نمونہ کے جسکی کہ اقتدار کی ہوئی اور بلا کسی ایسے
مقدار احتذی علیہ من خالق معبود کان قبلہ وارانا
معیار کے جسکو کسی پیشرو خالق نے اس سے پہلے مقرر کیا ہوتا اور اس نے اسکی پیروی فرمائی ہوتی اسنے ہم کو
من ملکوت قدرتہ وعجائب ما نطقت بہ آثار
اپنے اقتدار کے غلبہ اور ان عجیب و غریب باتوں سے جنکے ساتھ اس کی حکمت کی واضح
حکمتہ واعتراف الحاجۃ من الخلق الی ان یقیمہا
نشانیاں سرگرم تکلم ہیں اور مخلوقات کے اس اعتراف کے ذریعہ کہ انھیں ناقابل انکار طریقہ پر
بمساک قوتہ ما دلنا باضطرار قیام الحجۃ لہ علی
اپنے اس امر کی احتیاج دامنگیر ہے کہ وہ انھیں اپنے اقتدار کی نگہداشت کے سہارے روکے رہے وہ وہ چیزیں دکھائیں جنھوں نے
معرفتہ وظہرت فی البدائع التی احدثہا آثار
ہمکو اسکی معرفت پر حجت کے قائم ہونے کی مجبوری کیوجہ سے قہراً مطلع کردیا اسنے عالم میں جن عجیب و غریب چیزوں کو خلق فرمایا ہے انمیں اسکی
صنعتہ واعلام حکمتہ فصار کل ما خلق حجۃ لہ
حکمت کی نشانیاں اور صناعی کی علامتیں ظاہر ہوا ہیں اس طرح اسکی ہر مخلوق اسکی ربوبیت کیلئے حجت و برہان اور اسکے وجود پر

(بقیہ صفحہ ۳۴۷)

کہ نباتات حیوانات اور انسانوں کی طرح زمین میں بھی نشو و نما کی صلاحیتیں موجود ہیں جسکا ثبوت ان پہاڑوں کی تدریجی ترقیوں سے بخوبی طرح فراہم ہوجاتا ہے جو ایک عہد میں بہت معمولی بلندی اور پھیلاؤ رکھتے تھے مگر آج ان کی سر بلندیاں ایک خاص حیثیت کی مالک خیال کی جاتی ہیں یونہیں کوئلہ کی کانیں ابرک کے ذخائر اور دوسرے معدنیات ارضی بھی اسکی واضح مثال ہیں جنہیں نشو و نما کی تو کیں ناقابل انکار ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ نشو و ارتقا کی صلاحیت و استعداد رکھنے والے تمام عناصر میں ایک قسم کی حیات پائی جاتی ہے جسکے باقی رکھنے والے آثار کی تعبیر سانسوں سے کیجاتی ہے اس نظریہ کی بنا پر اس کے لئے لفظ تنفس کا استعمال کچھ بیجا نہیں اور ہماری اور اسکی سانسوں میں بہت زیادہ فرق بھی نہیں ہے جس طرح ہم ٹھنڈی و خوشگوار ہوا کو اپنے جسم کے اندر داخل کرکے کثیف ناخوشگوار اور گرم ہوا کی شکل میں باہر نکالتے ہیں اسیطرح وہاں مادر گیتی ٹھنڈی ہوا کی لہروں کو اپنے اندر جذب کرکے حرارت جواہر آفریں لباس عطا کرتی اور پھر انکو انفاس کی آمد و شد کے قانون کے ماتحت اپنی صلاحیتوں کے دہن کے ذریعہ برآمد کرتی رہتی ہے یہی خارج شدہ ہوا ہے جسے چاہے آپ گرم سانسوں سے تعبیر کیجئے یا مواد ملتہبہ دہکتے ہوئے گرم دخانی و بخاری مادے کہئے معدنیات کی ترکیب میں کام کرتی ہے اس تحقیق کو سامنے رکھتے ہوئے امیر المومنین صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے اپنے کلام میں اسوقت جبکہ دنیا میں ان تحقیقات کا نام و نشان بھی نہ تھا اور کسی کو اس کا وہم بھی نہ تھا کہ انسانی فکر کی ترقیاں کبھی اس راز کا انکشاف کرسکیں گی لفظ تنفس کا استعمال کرکے اور رد فصاحت کیساتھ یہ فرماکر کہ معادن کو وہ اپنی سانسوں کے ذریعہ جواہر کو برآمد کرتے ہیں اس حقیقت کو بے نقاب فرمادیا کہ آپکا علم کسبی نہیں بلکہ وہبی تھا جس چیز تک فیثاغورث اور بطلیموس کے فلسفہ کی نگاہ نہ پہونچ سکی تھی وہاں تک آپکے علوم کی رسائی وہ کارنامہ ہے جسکو اعجاز معرفت کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ ۱۲

؎ یہ تعبیر بھی انتہائی بلیغ ہے ہنسی کیلئے دہن کا فرض کرنا اور اس کے موتی جیسے برآمد کرکے وقت کشادہ ہونے کو ہنسنے سے تعبیر کرنا لطیف استعارہ ہے جسکی خوبی کو اہل ذوق ہی سمجھ سکتے ہیں ممکن تھا کہ اس مقام پر بجائے ضحکت کے تبسمت کا استعمال کیا جاتا مگر اس سے وہ خوبی مطلب حاصل نہیں ہو سکتی تھی جو لفظ ضحکت سے حاصل کی گئی ہے کیونکہ تبسم ان آثار مسرت و خوشی کا نام ہے جو لبوں کے اتصال میں بغیر آواز ہوئے بغیر ایک الہڑی احساس سرور کی ترجمانی کرتا ہے مگر کسی ایسی چیز کو جو کہ فضاء دہن کے اندر ودیعت ہے باہر نکالنے کا ذریعہ نہیں ہو سکتا بر خلاف اسکے ضحک میں چونکہ لبوں میں اتصال باقی نہیں رہتا اس لئے دہن اپنی ہر ودیعت کو ملکر ظاہر و آشکار کرسکتا ہے بنا بریں سیپی کی عطاء گوہر کیلئے (باقی ۳۵۰ پر ملاحظہ ہو)

وَدَلِيلاً عَلَيْهِ وَإِنْ كَانَ خَلْقاً صَامِتاً فَحُجَّتُهُ بِالتَّدْبِيرِ

ایک قوی دلیل ہے پس اگر وہ بے زبان اور خاموش ہے تو اسکی حجت خود اسکی حسن تدبیر کی زبانی بولنے والی ہے اور ایک

نَاطِقَةٌ وَدَلَالَتُهُ عَلَى الْمُبْدِعِ قَائِمَةٌ وَأَشْهَدُ أَنَّ مَنْ

خالق حکیم کی ہستی پر اسکی رہنمائی (ناقابل انکار طور پر) ثابت ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ جو شخص

شَبَّهَكَ بِتَبَايُنِ أَعْضَاءِ خَلْقِكَ وَتَلَاحُمِ حِقَاقِ

تیری بنائی ہوئی مخلوق کے اعضاء و جوارح کے اختلاف تیری حکمت کے حجابوں سے روپوش جوڑوں کے بیٹھنے کی جگہوں کی باہمی پیوستگی میں

مَفَاصِلِهِمُ الْمُحْتَجِبَةِ لِتَدْبِيرِ حِكْمَتِكَ لَمْ يَعْقِدْ غَيْبَ

تجھے انکا شبیہ و نظیر قرار دے اسنے اپنی باطنی فکر (علم و یقین کو) تیری معرفت کی منزل پر (محکم بنیادوں پر) قائم نہیں کیا

ضَمِيرِهِ عَلَى مَعْرِفَتِكَ وَلَمْ يُبَاشِرْ قَلْبَهُ الْيَقِينُ بِأَنَّهُ

اور اس کا دل کبھی اس اعتقاد و یقین سے ہمکنار ہی نہیں ہوا

لَا نِدَّ لَكَ وَكَأَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ تَبَرُّءَ التَّابِعِينَ مِنَ

کہ کائنات عالم میں کوئی تیرا مثل و نظیر نہیں اور گویا اس نے اتباع کرنے والوں کی پیروی کئے

الْمَتْبُوعِينَ إِذْ يَقُولُونَ تَاللهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ

ہوئے لوگوں سے وہ بیزاری سنی ہی نہیں جبکہ وہ قیامت کے دن کہہ رہے ہونگے کہ خدا کی قسم ہم اس وقت

إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ كَذَبَ الْعَادِلُونَ بِكَ

جبکہ تمہیں تمام عالموں کے پرورش کرنے والے خدا کے مساوی اور ہمسر قرار دے رہے تھے کھلا گمراہی میں مبتلا تھے بیشک تجھے تیری مخلوقات کے برابر قرار دینے

إِذْ شَبَّهُوكَ بِأَصْنَامِهِمْ وَنَحَلُوكَ حِلْيَةَ الْمَخْلُوقِينَ

والوں نے اسوقت جھوٹ بولا کہ جب انھوں نے اپنے بتوں سے تجھے تشبیہ دی اپنے وہموں سے تجھے مخلوقوں کی صفتوں

بِأَوْهَامِهِمْ وَجَزَّؤُوكَ تَجْزِئَةَ الْمُجَسَّمَاتِ بِخَوَاطِرِهِمْ

کے ساتھ موصوف مانا اپنی طبیعتوں سے عام جسم رکھنے والی چیزوں کی طرح تیرے اجزاء قرار دئے

وَقَدَّرُوكَ عَلَى الْخِلْقَةِ الْمُخْتَلِفَةِ الْقُوَى بِقَرَائِحِ

اور مختلف قوتیں رکھنے والی خلقت پر اپنے افکار عقلیہ سے تیرا قیاس کیا

عُقُولِهِمْ وَأَشْهَدُ أَنَّ مَنْ سَاوَاكَ بِشَيْءٍ مِنْ خَلْقِكَ

میں گواہی دیتا ہوں کہ جسنے تجھے تیری مخلوق میں سے کسی سے مساوی فرض کیا اس نے گویا

فَقَدْ عَدَلَ بِكَ وَالْعَادِلُ بِكَ كَافِرٌ بِمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ

اس کو تیرے برابر مانا اور جسنے کسی کو تیرے برابر مانا وہ یقینی طور پر ان چیزوں کا منکر ہے جن کو

مُحْكَمَاتُ آيَاتِكَ وَنَطَقَتْ عَنْهُ شَوَاهِدُ حُجَجِ

تیری محکم آیتیں لیکر نازل ہوئی اور تیری روشن حجتوں کے گواہ جن کے ساتھ گویا ہوئے ہیں

بقیہ صفحہ ۳۴۷

...لفظ کے علاوہ کوئی دوسرا مناسب لفظ ہو ہی نہیں سکتا تھا جو بہترین استعارہ ہونیکے ساتھ ساتھ یہ بھی تبلا رہا ہے کہ دنیا کے سرمایہ دار اپنے سرمایہ کبیدہ خاطری کیساتھ عطائی منزل پر لاتے مگر یہ الٰہی سرمایہ داری دہیں جو ہنسی خوشی اپنے سرمایوں کو شعر عطا پر خرچ کرتے ہیں۔ ۱۲

۵۵ سو سال قبل جبکہ دنیا ان حقائق سے جنکو آج عصر جدید کے ماہرین کھوج لگا لگا کر ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں ناواقف تھی اس وقت حضرت علی علیہ السلام نے اکتشافات جدیدہ کے متعلق جو افادے فرمائے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی مادہ ہے جسکو دنیا نہ جانتی تھی اور اسکو اسکی طرف بھی کوئی توجہ ہوئی کہ مرجان ایک صاحب نشوونما بنانی جسم ہے امیر المومنین نے لفظ محصود سے جو نباتات کیلئے مخصوص استعمال کیا جاتا ہے تعبیر فرما کر اس جدید تخیل کو اسوقت پیش فرمایا جبکہ اسکا کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا نہج البلاغہ میں مستقبل کے ہاتھوں حقائق کے جن منکشف ہونیوالے سربستہ رازوں کی جانب اشارہ فرمایا گیا ہے ان میں یہ اشارہ بھی ایک خاص حیثیت رکھتا ہے۔ ۱۲

حاشیہ صفحہ ۳۴۸

سلہ یہ کلام صاف طریقہ پر صفات باری کے متعلق از خود غور و خوض کرنے کی نفی کر رہا ہے۔ ۱۲

حاشیہ صفحہ ۳۴۹

سلہ بعض لوگ اللہ کے لئے لفظ ذات کا استعمال ناجائز قرار دیتے ہیں کیونکہ انکے خیال میں ذات کا لفظ مونث ہے اور خداوند عالم اسماء اور صفات مونثہ کے ساتھ متصف قرار نہیں دیا جا سکتا لیکن ابن ابی الحدید کی رائے ہے کہ لفظ ذات کا استعمال خدا کے لئے دو وجہوں سے صحیح ہے اول تو یہ کہ مسلم اور بڑے حکما اور علماء نے اللہ کے لئے اس کا استعمال کیا ہے لہذا انکا استعمال خود اپنے مقام جواز استعمال کی سند ہے دوسرے اسلئے کہ یہ لفظ جوہر و عرض کی طرح ایک اصطلاحی لفظ ہے جس کا استعمال مونث کے ساتھ کوئی اختصاص نہیں رکھتا رہ گیا یہ امر کہ اسکی اضافت خدا کی طرف اس لئے جائز نہیں کہ اضافت شے کی اسکے نفس کی طرف ناجائز ہے تو یہ بھی درست نہیں اس لئے کہ یہ مسئلہ خود ہی مقدوح ہے۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ۳۵۰) سلہ غیب کی اضافت ضمیر کی طرف ویسی ہی ہے جیسے کہ صفت کی اضافت موصوف کی طرف کردی جائے۔ ۱۲

بِبَنَانِكَ وَإِنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ الَّذِي لَمْ تَتَنَاهَ فِي الْعُقُولِ

(بنے والے) تو ہی وہ اللہ ہے جو عقلوں کی حدوں میں سماتا نہیں کہ انکے فکروں کی جولانگاہ میں

فَتَكُونَ فِي مَهَبِّ فِكْرِهَا مُكَيَّفًا وَلَا فِي رَوِيَّاتِ خَوَاطِرِهَا

کسی خاص کیفیت پر مشتمل اور انکی طبیعتوں کی غور آفرینوں کے دائرہ میں حد کا پابند ہو کر

فَتَكُونَ مَحْدُودًا مُصَرَّفًا

عقلی تصرفات کا محل بن سکے

(مِنْهَا) قَدَّرَ مَا خَلَقَ فَأَحْكَمَ تَقْدِيرَهُ وَ دَبَّرَهُ

(اسی خطبہ کا ایک جزو) اسنے جسکو بھی پیدا کیا اس کیلئے ایک خاص مقدار ٹھہرائی اور مقدار کی تعین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کیا

فَأَلْطَفَ تَدْبِيرَهُ وَ وَجَّهَهُ لِوِجْهَتِهِ فَلَمْ يَتَعَدَّ

سکا انتظام فرمایا اور اسمیں لطف و مرحمت کے پہلو ملحوظ رکھے اسے اسکے مقصد آفرینش کیطرف بھی اس طرح متوجہ کر دیا کہ اب وہ اپنی منزل کی

حُدُودَ مَنْزِلَتِهِ وَلَمْ يَقْصُرْ دُونَ الِانْتِهَاءِ إِلَى غَايَتِهِ وَلَمْ

حدوں سے آگے بڑھ سکتا اور نہ مقصد تک پہونچے بغیر رک ہی سکتا ہے اسے جب اسکی مشیت کی راہ پر چلنے

يَسْتَصْعِبْ إِذْ أُمِرَ بِالْمُضِيِّ عَلَى إِرَادَتِهِ وَ كَيْفَ

کا حکم دیا گیا تو اسنے اسکے فرمان کو اپنے لئے سخت و دشوار نہیں سمجھا (اور ایسا ہوتا بھی کیسے) جبکہ معلوم ہے کہ تمام امور

وَإِنَّمَا صَدَرَتِ الْأُمُورُ عَنْ مَشِيئَتِهِ الْمُنْشِئُ أَصْنَافَ

اسکی (اس) مشیت ہی سے وقوع پذیر ہوتے ہیں وہ خلاف مصلحت کوئی کام نہیں کرتی وہ طرح طرح کی چیزوں کا خالق ہے

الْأَشْيَاءِ بِلَا رَوِيَّةِ فِكْرٍ آلَ إِلَيْهَا وَلَا قَرِيحَةِ غَرِيزَةٍ

بغیر کسی فکر کے اس مآل کے جسکی جانب رجوع کی اور بلا کسی ایسے مزاج یا ملکہ طبیعت کے جس کو ان

أَضْمَرَ عَلَيْهَا وَلَا تَجْرِبَةٍ أَفَادَهَا مِنْ حَوَادِثِ الدُّهُورِ

چیزوں کی تخلیق کے محل پر اسنے اپنے دل میں جگہ دی ہو بغیر کسی ایسے تجربہ کے جسکو اسنے حوادث زمانہ سے حاصل کیا ہو

وَلَا شَرِيكٍ أَعَانَهُ عَلَى ابْتِدَاعِ عَجَائِبِ الْأُمُورِ فَتَمَّ

اور بلا کسی ایسے شریک کے جسنے عجیب و غریب چیزوں کی ایجاد میں اسکی مدد کی ہو مختصر یہ کہ تنہا اسکی قدرت کی کرشمہ

خَلْقُهُ وَأَذْعَنَ لِطَاعَتِهِ وَأَجَابَ إِلَى دَعْوَتِهِ وَ لَمْ

سازی سے مخلوقات کی خلقت حد کمال تک پہونچی اور انمیں سے ہر ایک نے اسکی اطاعت کے سامنے سر تسلیم خم کر کے اسکی آواز پر بلا توقف اسطرح

يَعْتَرِضْ دُونَهُ رَيْثُ الْمُبْطِئِ وَلَا أَنَاةُ الْمُتَلَكِّئِ فَأَقَامَ

لبیک کہی کہ نہ تو اسکے سامنے تاخیر کرنیوالے کی تاخیر آئی نہ سستی کرنیوالے کی سستی غرض یہ کہ اس نے

مِنَ الْأَشْيَاءِ أَوَدَهَا وَنَهَجَ حُدُودَهَا وَلَاءَمَ بِقُدْرَتِهِ

تمام چیزوں کی نادرستی اور کجی کو درست فرمایا انکی حدیں واضح کیں اور اپنی قدرت سے

لہ یعنے طبیعت کے استنباط کئے ہوئے عقلی اصول کے بغیر اس نے کائنات کی تخلیق فرمائی یہ جملہ ضمناً اس بات پر روشنی ڈال رہا ہے کہ صاحب حس و ادراک مخلوقات جس طرح کوئی نہ کوئی مزاج رکھتی ہے اس طرح اسکے لئے مزاج ثابت نہیں کیونکہ مزاج توابع جسم میں سے ہے اور خدا جسم سے بری ہے ۔ ١٢

بَيْنَ مُتَضَادِّهَا وَوَصَلَ أَسْبَابَ قَرَائِنِهَا وَفَرَّقَهَا

باہم ضد تھیں رکھنے والی چیزوں کے مابین انس و محبت اور ربط و اتحاد کے رابطے قرار دیئے پھران (کی جسمانی ہیکلوں

أَجْنَاسًا مُخْتَلِفَاتٍ فِي الْأَقْدَارِ وَالْغَرَائِزِ وَالْهَيْئَاتِ

سے انکے نفوس کے۔ شئے جوڑے اور انھیں مختلف مقداروں طبیعتوں نیز مختلف شکلیں رکھنے والی جنسوں میں تقسیم فرماد

بَدَايَا خَلَائِقَ أَحْكَمَ صُنْعَهَا وَفَطَرَهَا عَلَى مَا أَرَادَ

یہی نرالے پہل پیدا ہونے والی کائنات ہے جسکی بناوٹ کو اس نے استوار بنایا اور جیسا ارادہ کیا تھا

وَابْتَدَعَهَا مِنْهَا فِي صِفَةِ السَّمَاءِ وَنَظَمَ بِلَا تَعْلِيقٍ

ویسی ہی انکی تخلیق فرمائی (اسی خطبہ کا ایک حصہ آسمانوں کے بیان میں) پروردگار عالم نے

رَهَوَاتِ فُرَجِهَا وَلَاحَمَ صُدُوعَ انْفِرَاجِهَا وَوَشَّجَ

آسمان کی بلند و کشادہ (اجرام کی) منزلوں کو کسی رابطہ کے بغیر مربوط بنایا ان کے رخنہا ے شگاف

بَيْنَهَا وَبَيْنَ أَزْوَاجِهَا وَذَلَّلَ لِلْهَابِطِينَ بِأَمْرِهِ وَ

کی اصلاح فرمائی اور انکے اور انکے دوسرے ہمسر اجرام کے درمیان جذب و تجاذب کے رشتوں سے جکڑبندی کردی اپنے فرمان قضا

الصَّاعِدِينَ بِأَعْمَالِ خَلْقِهِ حُزُونَةَ مِعْرَاجِهَا وَنَادَاهَا

کو لیکر سطح کیتی پر اترنے والے اور مخلوق کے نامہاے عمل کو لیکر اوپر جانے والے ملائکہ کیلئے فلکی زینہ پر چڑھنے کی سختی آسان کردی

بَعْدَ إِذْ هِيَ دُخَانٌ فَالْتَحَمَتْ عُرَى أَشْرَاجِهَا وَفَتَقَ

ان آسمانوں کو اسنے اسوقت جبکہ یہ صورتیں دھوئیں کے مانند تھے آواز دی جسپر انکے پھندوں کے بندا سمیں ایک دوسرے کیساتھ پیوستہ ہوگئے اور

بَعْدَ الِارْتِتَاقِ صَوَامِتَ أَبْوَابِهَا وَأَقَامَ رَصَدًا

کے بعد اسنے ان آسمانوں کے بند (کسی قسم کا فصل نہ رکھنے والے) دروازوں کو کثیر التعداد اجرام کی صورت میں کھولدیا اور ان کے

مِنَ الشُّهُبِ الثَّوَاقِبِ عَلَى نِقَابِهَا وَأَمْسَكَهَا مِنْ أَنْ

رخنوں پر چمکتے ہوئے ستاروں کے نگہبان مقرر کئے اور اپنی قوت سے انھیں اس امر سے

تَمُورَ فِي خَرْقِ الْهَوَاءِ بِأَيْدِهِ وَأَمَرَهَا أَنْ تَقِفَ

روکدیا کہ یہ اپنے مرکز سے ہٹکر شگاف ہوا (فضا) میں گردش کریں نیز انھیں حکم دیدیا ہے کہ

مُسْتَسْلِمَةً لِأَمْرِهِ وَجَعَلَ شَمْسَهَا آيَةً مُبْصِرَةً لِنَهَارِهَا

ہمیشہ اس کے حکم کے سامنے سرنگوں کھڑے رہیں ان اجرام میں سے اس نے چراغ مہر کو اپنے زیر نگیں دنکو روشن کرنیوالا

وَقَمَرَهَا آيَةً مَمْحُوَّةً مِنْ لَيْلِهَا فَأَجْرَاهُمَا فِي مَنَاقِلِ

اور قندیل ماہ کو انکی تدریج فرمان رات کی انھیں کم کبھی زیادہ کبھی بالکل بے نور ہوجانیوالی نشانی قرار دیکر ان دونو کو انکے سیر ہونیکا سا

مَجْرَيْهِمَا وَقَدَّرَ سَيْرَهُمَا فِي مَدَارِجِ دَرَجَيْهِمَا لِيُمَيِّزَ

بنادیا اور فلکی درجات کی منزلوں میں انکی سیر کی ایک حد معین کردی تاکہ اس طرح وہ ان دونوں کے ذریعہ سے

۵۱ ارباب ذکر و نظر اس حقیقت پر متفق ہیں کہ ملائکہ عام حیوانات کیطرح کے جسم نہیں رکھتے کیونکہ وہ مادہ سے بالاتر قسم کی مخلوق ہیں لہذا کیونکر ممکن ہے کہ انکے لئے صعود و ہبوط اترنے اور چڑھنے کے وہی معنے قرار دیئے جائیں جیسے کہ عام طور پر انکے استعمال سے جہت فوق کی طرف بلند ہونے اور وہاں سے نیچے کیطرف آنے کے سمجھے جاتے ہیں کیونکہ اگر ملائکہ کیلئے صعود و ہبوط کا یہی مطلب قرار دیا جائے کہ وہ زمین سے آسمان کیطرف اور آسمان کی بلند منزل سے زمین پر اوترتے ہیں تو اول تو ملائکہ کیلئے جسم ثابت ہو جائیگا کیونکہ صعود و ہبوط کے مظاہرات انھیں چیزوں سے تعلق رکھتے ہیں جو جسم رکھنے والی ہیں پھر دوسری ایک خرابی یہ بھی لازم آئے گی کہ خدا کی طرف صعود خود اس کے لئے حیز و مکان ثابت کردیگا کیونکہ ظاہر ہے کہ محسوس طریقے کے تسلیم کئے بغیر کسی حیز کی جانب کسی چیز کے صعود کرنے وہاں سے اترنے کے کوئی معنے نہیں اور یہ دونوں امر خلاف مسلمات عقل ہیں لہذا یہاں صعود و ہبوط کے معنے یہ ماننا پڑینگے کہ ملائکہ اپنے سے پست مخلوق تک انکے اور انکے خالق کے درمیان واسطہ بنکر اپنے افاضات پہونچاتے اور اس طرح یہ آسمان فیضان الٰہی سے انکی زمین استعداد پر اترتے اور انہی الواح عقل پر انکی اعمال کی صورتوں کا عکس لیتے رہتے ہیں اس طرح حسی صعود و ہبوط کی تخیل باطل ہو جاتی ہیں کیونکہ زمین استعداد اور آسمان فیض دونوں عقلی چیزیں ہیں۔ ۱۲

۵۲ انکے لئے آسمان کی طرف بلند ہونے (صعود اعمال مخلوقات سے منعکس ہونے کے) راستے سہل کر دئے اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے انکے لئے آسمان کے حجابوں کو موجودات عالم سے انکے علوم کا ربط قائم ہونے میں مانع نہیں قرار دیا ہے اور اس طرح آسمان و زمین کے مابین جو فضا ہے وہ انکے لئے گویا سہل و آسان کر دیگئی ہے۔

۵۳ ہیئت قدیم آسمان کو جسم خیال کرتی تھی اور بطلیموسی نظام کے ماننے والوں کا برا یہی خیال ہے کہ افلاک ان شفاف جسموں کا نام ہے جو ایک دوسرے سے پیاز کے درجہ بہ درجہ چھلکوں کی طرح متصل ہیں مگر مسئلہ یہ کہ تفصیلات سامنے آکر اس قدیم نظریہ کی بالکل رد کردی چنانچہ جدید کو بر نیکی نظام ہیئت کی تعلیمات میں صاف طور پر تشریحات موجود ہیں کہ آسمان مدارات سیارات کے پیدا کردہ خیالی داروں کا نام ہے انکی کوئی واقعی حقیقت نہیں بلکہ سیارات کی زمینیں جن کو بخارات کے کردوں سے گھری ہوئی ہیں انھیں بخارات ارضیہ کو آسمان سے تعبیر کیا جاتا ہے اسلامی شریعت بطلیموسی نظام کی نہ کبھی پابند تھی نہ آج ہے اس لئے اسلامی نظریات کے (حاشیہ صفحہ ۲۵۳ پر ملاحظہ

بَیْنَ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ بِهِمَا وَلِیُعْلَمَ عَدَدُ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابِ

شب و روز میں تفرقہ کر دے اور ان کی مقداروں سے برسوں کی گنتی اور حساب معلوم

بِمَقَادِیْرِهِمَا ثُمَّ عَلَّقَ فِیْ جَوِّهَا[۵۰] فَلَكَهَا وَنَاطَ بِهَا

ہو سکے پھر اس نے ہر آسمان کی فضا میں اسکے مدار کو معلق فرمایا اور اسکے چھوٹے چھوٹے غیر محسوس چمکتے ہوئے تاروں اور

زِیْنَتَهَا مِنْ خَفِیَّاتِ[۵۲] دَرَارِیْهَا وَمَصَابِیْحِ كَوَاكِبِهَا

ظاہر بظاہر روشنی دینے والے ستاروں کے چراغوں کے ساتھ اسکی آرائش وابستہ کر دی

وَرَمٰی مُسْتَرِقِی السَّمْعِ بِثَوَاقِبِ شُهُبِهَا وَاَجْرَاهَا عَلٰی[۱]

اور چوری چھپے اسرار قدرت پر کان دھرنے والے شیطانوں پر اسنے روشن ستاروں کے تیر چلائے ان ستاروں کو اسنے تسخیر کی

اَذْلَالِ تَسْخِیْرِهَا مِنْ ثَبَاتِ ثَابِتِهَا وَمَسِیْرِ سَائِرِهَا وَ

راہوں پر رواں کر دیا ہے کہ جو انمیں ثابت ہیں وہ ثابت ہی میں حرکت نہیں کرتے جو سیار ہیں وہ سرگرم سیر ہیں ٹھہرتے نہیں جو

هُبُوْطِهَا وَصُعُوْدِهَا وَنُحُوْسِهَا وَسُعُوْدِهَا[۵۳]

منازل شرف کیطرف متوجہ نہیں کئے گئے ہیں وہ ادھر رخ نہیں کرتے جو ادھر متوجہ بنا دئے گئے ہیں وہ ادھر سے منہ نہیں موڑتے جو آباد ہیں وہ آباد ہیں و

(مِنْهَا) ثُمَّ خَلَقَ سُبْحَانَهٗ لِاِسْكَانِ سَمٰوٰاتِهٖ وَعِمَارَةِ

جو ویران ہیں وہ ویران ہی ہیں (اس خطبہ کا ایک حصہ) پھر صانع عالم نے اپنے آسمانوں میں ساکن کرنے اور اپنی سلطنت کی سربلند آسمانی سطح

[۵۴] الصَّفِیْحِ الْاَعْلٰی مِنْ مَلَكُوْتِهٖ خَلْقًا بَدِیْعًا مِنْ مَلَائِكَتِهٖ

کو آباد کرنیکے لئے اپنے معصوم ملائکہ کی نرالی شان رکھنے والی مخلوق کو پیدا فرمایا اور

مَلَاَ بِهِمْ فُرُوْجَ فِجَاجِهَا وَحَشَا بِهِمْ فُتُوْقَ اَجْوَائِهَا

انکے ذریعہ سے آسمانی فضاؤں کے شگافوں کی غیر آباد منزل کو لبریز اور انکی فضاؤں کی کشادگیوں کو پر کر دیا

وَبَیْنَ فَجَوَاتِ تِلْكَ الْفُرُوْجِ زَجَلُ الْمُسَبِّحِیْنَ مِنْهُمْ

جس کے بعد اب ان ویران کاشانوں کی وسیع حدود میں پاکیزگی کے حریموں

فِیْ حَظَائِرِ الْقُدُسِ وَسُتُرَاتِ الْحُجُبِ وَسُرَادِقَاتِ

حجابوں کے سرا پردوں اور عظمت و بزرگی کے شامیانوں کے سایہ میں ان

الْمَجْدِ وَوَرَاءَ ذٰلِكَ الرَّجِیْجِ الَّذِیْ تَسْتَكُّ مِنْهُ الْاَسْمَاعُ

تسبیح کرنے والے ملائکہ کی وہ بلند آوازیں گونج رہی ہیں جن سے کان گنگ ہوئے جا رہے ہیں

سُبُحَاتُ نُوْرٍ تَرْدَعُ الْاَبْصَارَ عَنْ بُلُوْغِهَا فَتَقِفُ خَاسِئَةً

انکی پشت پر نور کے وہ روشن طبقات ہیں جو نگاہوں کو انکی (منزل جلال الوہیت تک) رسائی سے روک رہے ہیں جسکی وجہ

عَلٰی حُدُوْدِهَا اَنْشَاَهُمْ عَلٰی صُوَرٍ مُخْتَلِفَاتٍ وَاَقْدَارٍ

سے وہ اپنی حدود پر ششدر کھڑی ہیں ان فرشتوں کو پروردگار عالم نے مختلف شکلوں اور جدا جدا اندازوں

(بقیہ صفحہ ۳۵۲)

متعلق کوئی رائے قائم کرتے وقت ہمیں اس خطرہ کا احساس کرنیکی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ نظریہ سابق ہیئت کے نظریات کے خلاف ہے بلکہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ اسلامی حکما کی واقعی رائے کیا ہے اگر وہ رائے فلسفہ جدید کے خلاف ہے تو ہمیں ہرگز اُسکے مقابلہ میں فلسفہ جدید کا لحاظ نہ کرنا چاہیئے کیونکہ ایسی حالت میں یقین ہے کہ فلسفہ کی بڑھتی ہوئی ترقیاں کبھی نہ کبھی اصل حقیقت تک ضرور پہونچکر رہیں گی اور وہی حق ثابت ہوگا جسے اسلامی مبصرین نے پیش کر دیا ہے ان خیالات کے ماتحت جب ہم افلاک کے متعلق ائمہ کرام بالخصوص حامل علم لدنی حضرت علی کے اقوال کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کی تعلیمات زیادہ تر جدید نظام ہیئت کی تصدیق کرتی ہیں چنانچہ حضرت کا یہ قول کہ آسمان دخان مبین تھا بالکل کوپرنیکی مسلک کے مطابق ہے یا یہ کہ یہ مسلک حضرت کے خیال کی ترجمانی کر رہا ہے کیونکہ وہ زمینوں کے گرد احاطہ کئے ہوئے بخارات کو افلاک کہتا ہے اور حضرت بھی یہی فرما رہے ہیں کیونکہ بخار اور دخان میں کوئی زیادہ فرق نہیں جیسا کہ حکما کی تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ دخان یہی بخارات ہیں جنہیں جب آتشین ہوائی اجزا شامل ہو کر سخونت و حدت پیدا کر دیتے ہیں تو انکا نام دخان رکھدیا جاتا ۱۳ سو برس پہلے اسلام کے فلسفی اعظم کے یہ خیالات ہیئت کا وہ معجزہ ہیں جنکی اہمیت کو فراموش نہیں کیا جا سکتا حضرت کے اس خیال کی جس نے جدید فلسفہ کی نشو و نما سے بہت پہلے ہیئت قدیم کے عروج و شباب کے دور میں آگے بڑھکر اس کے ٹوٹنے والے مسلمات کی رد فرما کر ہیئت جدید کی تخیلوں کا سنگ بنیاد رکھدیا تھا خود قرآن مجید بھی تائید کر رہا ہے چنانچہ سورہ دخان کی یہ آیت کہ ثم استویٰ الی السماء وھی دخان کہ آسمان کھلم کھلا طور پر دھواں ہے وضاحت کے ساتھ اس مطلب پر روشنی ڈال رہی ہے ۔ ۱۲۰

۵۴ متقدمین فلاسفہ کے نزدیک شہاب ثاقب نہ تو ستارے ہی تھے اور نہ کوئی دوسری فلکی چیز بلکہ وہ خیال کرتے تھے کہ یہ ایک قسم کا لیسدار دہنیت رکھنے والا دھواں ہے جو زمین سے بلند ہو کر جب کرہ نار تک جاتا ہے تو وہاں شدت گرمی اور اپنی اندرونی یبوست و دہنیت کی وجہ سے اسمیں آگ لگ جاتی ہے جسکی وجہ سے اگر یہ لطیف ہے تو اس کا جلنا محسوس نہیں ہوتا اور اگر کثیف ہے تو ایک لمبے فتیلے کی شکل میں نظر آتا ہے اگر کم ہے تو تھوڑے عرصہ تک اور زیادہ ہے تو کبھی دمدار کبھی زلف دار کبھی شاخدار وغیرہ وغیرہ کی شکل میں زیادہ عرصہ تک روشن نظر آتا ہے یہ فضا رکی (باقی صفحہ ۳۵۴ پر)

مُتَفَاوِتَاتٍ اُولِي اَجْنِحَةٍ تُسَبِّحُ جَلَالَ عِزَّتِهٖ لَا يَنْتَحِلُوْنَ

پر خلق فرمایا ہے یہ کئی کئی پروں (متعدد عقلی قوی رکھنے) والے فرشتے اسکی جلال عظمت کی تسبیح کرتے ہیں

مَا ظَهَرَ فِي الْخَلْقِ مِنْ صَنْعَتِهٖ وَلَا يَدَّعُوْنَ اَنَّهُمْ يَخْلُقُوْنَ

اور کائنات میں اسکی صنعت کے جو آثار ظاہر و آشکار ہیں نہ تو یہ انکو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں اور نہ اسبات کا دعوے کرتے ہیں

شَيْئًا مِمَّا انْفَرَدَ بِهٖ بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُوْنَ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ

کہ جن چیزوں کو اُسنے تن تنہا پیدا کیا ہے انہیں سے کسی چیز کے یہ بھی خالق ہیں یہ تو اسکے وہ باعزت بندے ہیں

بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ جَعَلَهُمْ فِيْمَا هُنَالِكَ اَهْلَ

جو کبھی اسکی بات کی مخالفت ہی نہیں کرتے بلکہ ہمیشہ اسکے فرمان پر عمل پیرا رہتے ہیں انکو اللہ نے انکی بزرگ و پاکیزہ منزلوں میں

الْاَمَانَةِ عَلٰى وَحْيِهٖ وَحَمَّلَهُمْ اِلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَدَائِعَ

اپنی وحی کا امانتدار قرار دیا ہے اور اپنے اوامر و نواہی کی ودیعتوں کو اپنے پیغمبروں

اَمْرِهٖ وَنَهْيِهٖ وَعَصَمَهُمْ مِنْ رَيْبِ الشُّبُهَاتِ فَمَا مِنْهُمْ

کی طرف بھیجنے کیلئے ان پر بار کر دیا ہے اور انھیں شبہوں کے عیب سے محفوظ بنا دیا ہے انہیں سے ایک بھی

زَائِغٌ عَنْ سَبِيْلِ مَرْضَاتِهٖ وَاَمَدَّهُمْ بِفَوَائِدِ الْمَعُوْنَةِ

اسکی خوشنودیوں کے راستہ سے منحرف نہیں ہے پروردگار عالم نے اپنی اعانت کے فائدوں سے انکی امداد فرمائی اور

وَاَشْعَرَ قُلُوْبَهُمْ تَوَاضُعَ اِخْبَاتِ السَّكِيْنَةِ وَفَتَحَ لَهُمْ

انتہائی تواضع و انکسار کو انکا شعار بنا دیا ہے انکے لئے اپنی منزل تعظیم و تکریم تک آنیکے لئے (وہ) سہل و آسان دروازے کھول دیئے ہیں

اَبْوَابًا ذُلُلًا اِلٰى تَمَاجِيْدِهٖ وَنَصَبَ لَهُمْ مَنَارًا وَاضِحَةً

(جہاں نہ شیطان کی روک ٹوک ہے نہ نفس امارہ کی مخالفت) اپنی توحید کی بلندیوں پر ان کی شعور کا موں کو روشن بنانیکے لئے

عَلٰى اَعْلَامِ تَوْحِيْدِهٖ لَمْ تُثْقِلْهُمْ مُؤْصِرَاتُ الْاٰثَامِ وَلَمْ

چراغ بکف منارے قائم کر دیئے ہیں نہ انھیں پست انسانیت کو بوجھل بنا دینے والے گناہوں نے بوجھل بنایا اور نہ

تَرْتَحِلْهُمْ عُقَبُ اللَّيَالِيْ وَالْاَيَّامِ وَلَمْ تَرْمِ الشُّكُوْكُ

شب و روز کے حوادث و تغیرات نے ان پر قابو پایا نہ شبہوں نے اپنے گمانوں سے

بِنَوَازِعِهَا عَزِيْمَةَ اِيْمَانِهِمْ وَلَمْ تَعْتَرِكِ الظُّنُوْنُ عَلٰى مَعَاقِدِ

انکے پختہ ایمان کے نشانہ پر تیر برسائے نہ گمانوں نے انکے یقین کے عقیدوں یا اس کی منزلوں

يَقِيْنِهِمْ وَلَا قَدَحَتْ قَادِحَةُ الْاِحَنِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَلَا

پر ہجوم کیا نہ انکے درمیان بغض و کینہ کے چقماق نے کبھی آگ روشن کی نہ حیرت و سراسیمگی

سَلَبَتْهُمُ الْحَيْرَةُ مَا لَاقَ مِنْ مَعْرِفَتِهٖ بِضَمَائِرِهِمْ وَمَا

نے انکے دلوں سے اس کی جو معرفت ملاقات کر چکی تھی اور جو اس کی بزرگی کی

(بقیہ صفحہ ۳۵۲) حادث چیزیں ہیں جنکو ستارہ کہنا مجاز ہی مجاز ہے نئی تحقیق انکو حادثات میں شمار نہیں کرتی ہے بلکہ مستقل ستارے تسلیم کرتی ہے جو کہ فضا میں دیگر سیارات کی طرح دورہ کرتے رہتے ہیں امیر المومنین نے ان شہابے اجرام سیارات کا پیوند بنا کر اس حقیقت کو واضح فرمایا ہے کہ شہب سیارات نہ اجرام سے کوئی جدا گانہ چیز نہیں ہیں بلکہ یہ بھی ستارے ہیں اور جو کے حادثوں میں داخل نہیں ورنہ انکے لئے یہ جملہ استعمال نہ ہوتا کہ انکو شہابے فلکی پر نگہبان بنا کر بٹھا دیا ہے نگہبان وہی بنایا جاتا ہے جو کسی مستقل وجود کا مالک ہو غیر متعین اتفاقی ہستی رکھنے والی چیزیں جنکے وجود کیلئے کوئی وقت ہے نہ زمانہ محافظ بننے کی صلاحیت نہیں رکھتیں ۵ قدیم فلسفہ کا نظریہ ہے کہ جرم قمر بے نور اور ایک آسمان کے تخن میں اٹکا ہوا ہے اور بذاتہ متحرک نہیں بلکہ حرکت فلک کے ساتھ متحرک ہے اس کلام میں ان دونوں خیالوں کی حضرت نے پرزور رد فرما دی ہے دوسرے خیال کی رد اس عنوان سے فرمائی ہے کہ اجرا ہا فی منازل محرا ہما ان دونوں کو اللہ نے انکی مدارات پر رواں کر دیا ہے اور جیسا کہ آج جدید فلسفہ کہتا ہے کہ چاند زمین کے گرد اپنے مدار پر دورہ کرتا ہے حضرت کے خیال میں وہ ساکن مرکوز نہیں بلکہ بالتبعیت سیار ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ بجائے اجراہما فی محرہما اجراہما کا صاحب محرہما فرماتے پہلا خیال کہ جرم قمر بے نور ہے اسکی رد اس طرح واضح ہے کہ آپنے مظلم تاریک کے بجائے محوہ کا لفظ استعمال فرمایا جسکے معنے میں مٹا ہوا اور ظاہر ہے کہ کسی چیز میں مٹتی وہی چیز ہے جو اس کے اندر پہلے سے موجود ہو اور بعد میں نہ رہے اس بنا پر حضرت کے اس لفظ کا اگر کوئی ترجمہ کیا جا سکتا ہے تو صرف یہ کہ اسکا جرم جیسا کہ فلسفہ جدید کہتا ہے تو روشن مگر اسکی روشنی تدریجی رفتار کے ساتھ گھٹتی بڑھتی رہتی ہے کیا ۱۳ سو سال پہلے بغیر آلات کی مدد کے ان مخفی اسرار قدرت پر مطلع ہو کر انھیں بیان کرنا اسکا واضح ثبوت نہیں کہ ہمارے ائمہ حکمت الٰہیہ کے حامل ہیں۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ۳۵۳) قدیم ہیئت دانوں کا خیال تھا کہ افلاک نفس ملا کا نام ہے اور یہ دونوں ایک ہی چیزیں ہیں حضرت نے اس خیال کی یہ کہکر رد فرمائی کہ افلاک آسمان نہیں بلکہ سیارات کے وہ مدارات ہیں جو آسمانوں یا فضاؤں کی چیزوں میں ایک حلقہ کی طرح معلق ہیں جیسا کہ جدید ہیئت نے برسوں کی تحقیق کے بعد انکشاف کیا ہے لہٰذا اسکو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم نہایت آسانی کیساتھ دعوی کر سکتے ہیں کہ ہیئت جدید (باقی صفحہ ۳۵۵)

سَكَنَ مِنْ عَظَمَتِهٖ وَهَيْبَةِ جَلَالَتِهٖ فِيْ اَثْنَاءِ صُدُوْرِهِمْ
ہیبت وعظمت ان کے سینوں کے اندر جاگزیں ہو چکی تھی اس کو ۔ جھینا

وَلَمْ تَطْمَعْ فِيْهِمُ الْوَسَاوِسُ فَتَقْتَرِعَ بِرَيْنِهَا عَلٰى فِكْرِهِمْ
(شیطانی وسوسوں نے انکے بارے میں اسبات کی لالچ کی کر اپنی کثافت کیساتھ انکی فکروں پر غالب آجائیں

مِنْهُمْ مَنْ هُوَ فِيْ خَلْقِ الْغَمَامِ الدُّلَّحِ وَفِيْ عِظَمِ الْجِبَالِ
انمیں سے کچھ وہ فرشتے ہیں جو اس کے پیدا کئے ہوئے گرانبار تلاطم بدوش ابروں کے پردوں میں ہیں تو کچھ سربفلک

الشُّمَّخِ وَفِيْ قَتْرَةِ الظَّلَامِ الْاَيْهَمِ وَمِنْهُمْ مَنْ خَرَقَتْ
پہاڑوں کی بلندی اور سیہ خانہ ظلمت کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں انھیں میں وہ بھی ہیں جن کے

اَقْدَامُهُمْ تُخُوْمَ الْاَرْضِ السُّفْلٰى فَهِيَ كَرَايَاتٍ بِيْضٍ
(علم ودانش کے) پیروں نے پست طبقات زمین کی تہیں شگافتہ کردی ہیں یہی انکے قدم (الہی اقتدار کے؛ علم بنش)

قَدْ نَفَذَتْ فِيْ مَخَارِقِ الْهَوَاءِ وَتَحْتَهَا رِيْحٌ هَفَّافَةٌ تَحْبِسُهَا
سفید جھنڈوں کے مانند فضا کی شگافتہ منزلوں میں گڑے ہوئے ہیں (انھیں جنبش ہے نہ اضطراب کیونکہ) انکے قدموں کی بساط کے نیچے

عَلٰى حَيْثُ انْتَهَتْ مِنَ الْحُدُوْدِ الْمُتَنَاهِيَةِ قَدِ اسْتَفْرَ
(اطمینان کی) وہ پرسکون ہوا ہے جو انھیں انکی ہستی کی انتہائی حدوں تک (ہر قسم کی لغزش سے) روکے ہوئے ہے اسکی عبادت کی

غَتْهُمْ اَشْغَالُ عِبَادَتِهٖ وَوَصَلَتْ حَقَائِقُ الْاِيْمَانِ بَيْنَهُمْ
مصروفیتوں نے انکو اسکے بیگانوں (کی محبت) سے فارغ بنا دیا ہے ایمان کی حقیقتوں نے انکے اور انکے خدا کی معرفت

وَمَعْرِفَتِهٖ وَقَطَعَهُمُ الْاِيْقَانُ بِهٖ اِلَى الْوَلَهِ اِلَيْهِ وَلَمْ
کے درمیان رشتے جوڑ دیئے ہیں اور اسکے یقین نے انھیں اوروں سے مقطوع و بیگانہ بنا کر اسکے سودا معرفت کیطرف متوجہ

تُجَاوِزْ رَغَبَاتُهُمْ مَا عِنْدَهٗ اِلٰى مَا عِنْدَ غَيْرِهٖ قَدْ ذَاقُوْا
کردیا ہے انکی خواہشیں کبھی بھی ان چیزوں سے جو اسکے آستانہ کرم کے پاس ہیں تجاوز کرکے ان چیزوں تک نہیں جاتیں جو اسکے

حَلَاوَةَ مَعْرِفَتِهٖ وَشَرِبُوْا بِالْكَاْسِ الرَّوِيَّةِ مِنْ مَحَبَّتِهٖ
غیروں کے پاس ہیں یہ اسکی معرفت کی شیرینی چکھ چکے اور اسکی محبت کے لبریز جام سے سیراب ہو چکے ہیں

وَتَمَكَّنَتْ مِنْ سُوَيْدَاءِ قُلُوْبِهِمْ وَشِيْجَةُ خِيْفَتِهٖ فَحَنَوْا
انکے دلوں کے سیاہ نقطوں (روحانی معارف کی) منزلوں میں اس کے خوف کی جڑیں جاگزیں ہو چکی ہیں

بِطُوْلِ الطَّاعَةِ اعْتِدَالَ ظُهُوْرِهِمْ وَلَمْ يُنْفِدْ طُوْلُ
جب ہی تو انھوں نے اپنی پشتوں کے اعتدال کو اسکی محراب درازی بندگی میں خم کر دیا ہے

الرَّغْبَةِ اِلَيْهِ مَادَّةَ تَضَرُّعِهِمْ وَلَا اَطْلَقَ عَنْهُمْ عَظِيْمُ
انکے خضوع وخشوع کے سوتے کو اسکی طرف طویل میلان بایاب نہیں بناتا تقرب کی بڑی سے بڑی منزل (بھی)

(بقیہ صفحہ ٣٥٣)

کی موشگافیاں قرون مظلمہ کے حجاب اٹھ جانیکے بعد جن تحقیقات کے مظاہر کرنے کا موقع پاسکیں یہ وہی تحقیقات ہیں جو جزیرۃ العرب کا فلسفی بہت پہلے پیش کر چکا ہے۔ ١٢

٥٢ آسمان میں اور بھی بہت سے ایسے چھوٹے چھوٹے غیر محسوس تارے ہیں جو اسوقت ہماری تحقیق کی نگاہوں سے اوجھل ہیں ہیئت قدیمہ کو یہ جملہ اس امر کی طرف اسوقت متوجہ کر رہا تھا جبکہ عام طور پر سیارات کی تعداد صرف سات ہی مانی جا رہی تھی اور اُسوقت کے ہیئت داں اسپر متفق تھے کہ سیارات ان کے علاوہ دوسرے ہی نہیں ہیئت جدیدہ نے تو بعد میں یہ انکشاف کیا کہ نظام شمسی سے جو سیارے مریخ، عطارد، زہرہ و قمر وغیرہ وابستہ ہیں انکے علاوہ اور بھی کچھ سیارے موجود ہیں جنکو زمین سے انکی بعید ہونیکی وجہ سے صرف بڑی بڑی دوربینوں ہی سے دیکھا جا سکتا ہے اور فی الحال انہیں سے دو ستاروں کی تحقیق ہو سکی ہے جسمیں سے ایک کا نام نیپچون اور دوسرے کا یورانوس ہے اور ابھی دوسرے سیارات اپنے انکشاف میں ہیئت جدیدہ کی کاوشوں کا منہ دیکھ رہے ہیں لیکن حضرت علیؑ نے پہلے ہی فرمادیا کہ انکے مسلم ستاروں کے علاوہ کچھ اور بھی ستارے ہیں جنکو میکراسکوپ کے ذریعہ معلوم کیا جا سکتا ہے اور وہ بعد میں معلوم بھی ہوئے ابھی ہیئت جدیدہ کے لئے حضرت کا یہ کلام مزید کاوش کی گنجائش باقی رکھے ہوئے ۔ ١٢

٥٣ حضرت نے اپنے اس کلام میں خلاف فلسفہ عصر حاضر نے آج ستاروں کی جن آبادیوں کا انکشاف فرمایا ہے انکو بہت پہلے سے تبلادیا تھا اس لئے صدیوں بعد تحقیق ہونے والی فلسفی معلومات وافادات میں یہ افادہ بھی خاص اہمیت کا مالک ہے۔ ١٢

٥٤ ملائکہ کے متعلق علامہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر ج ١ ص ٣٧٧ میں بسیط مقالہ سپرد قلم کیا ہے اس میں انھوں نے تحریر فرمایا ہے کہ ملائکہ کا وجود فلاسفہ اور متکلمین دونوں کیلئے ناقابل انکار رہے اور عقلاً اس امر میں کہ اس گروہ کی حقیقت و ماہیت کیا ہے تو یہاں تک تو سبھی متفق ہیں کہ ملائکہ مادہ سے مفارق و مجرد مخلوقات میں جو اپنے وجود میں کسی محل کے محتاج نہیں اور خود بنفسہ قائم ہیں رہا یہ امر کہ وہ صاحب حیز و مکان و وضع ہیں یا نہیں اسمیں دو گروہ ہو گئے ہیں کچھ ارباب فکر وانکے لئے حیز تسلیم کرتے ہیں اور کچھ اسکے خلاف ہیں جو لوگ حیز تسلیم کرتے ہیں انکے بھی مختلف نظریات رکھنے والی جماعتیں اور طبقات ہیں اکثر مسلمانوں کا خیال ہے کہ ملائکہ لطیف ہوا کی جسم رکھتے ہیں اور انمیں مختلف اشکال (باقی صفحہ ٣٥٦ پر ملاحظہ

الزُّلْفَةِ رِبَقَ خُشُوعِهِمْ وَلَمْ يَتَوَلَّهُمُ الْإِعْجَابُ فَيَسْتَكْثِرُوا

ان سے فروتنی کی رسن کو علیحدہ نہیں کرتی۔ خود پسندی ان پر قابو نہیں پاتی کہ یہ (اس کی وجہ سے

مَا سَلَفَ مِنْهُمْ وَلَا تَرَكَتْ لَهُمُ اسْتِكَانَةُ الْإِجْلَالِ

پہلے اپنے جو طاعتیں ہو چکی ہیں انکو زیادہ سمجھنے لگیں نہ فروتنی ہیبت جناب باری نے انکے لئے اپنے اچھے کاموں

نَصِيباً فِي تَعْظِيمِ حَسَنَاتِهِمْ وَلَمْ تَجْرِ الْفَتَرَاتُ فِيهِمْ

کو عظیم سمجھنے کا کوئی حصہ باقی چھوڑا ہے نہ سستیاں ان کے جسموں میں طول مشقت کے باوجود

عَلَى طُولِ دُؤُوبِهِمْ وَلَمْ تَغِضْ رَغَبَاتُهُمْ فَيُخَالِفُوا عَنْ

رواں ہوتی ہیں نہ انکی رغبتیں کم ہونے پر آتی ہیں کہ یہ اپنے پالنے والے کی امید سے مخالفت کرنے لگیں

رَجَاءِ رَبِّهِمْ وَلَمْ تَجِفَّ لِطُولِ الْمُنَاجَاةِ أَسَلَاتُ

نہ مناجات کے کثرت سے انکی (تسبیح و تہلیل کرنیوالی) زبانوں کے کنارے خشک ہوتے ہیں

أَلْسِنَتِهِمْ وَلَا مَلَكَتْهُمُ الْأَشْغَالُ فَتَنْقَطِعَ بِهَمْسِ

نہ دنیا کے کاروبار ان پر مسلط ہوتے ہیں کہ انکی آوازیں اس کی بارگاہ کے سامنے

الْجُؤَارِ إِلَيْهِ أَصْوَاتُهُمْ وَلَمْ تَخْتَلِفْ فِي مَقَاوِمِ الطَّاعَةِ

آہستہ دعا کرنے سے باز آجائیں نہ اطاعت و فرمانبرداری کی صفوں میں انکے کاندھے (جہت تقرب سے)

مَنَاكِبُهُمْ وَلَمْ يَثْنُوا إِلَى رَاحَةِ التَّقْصِيرِ فِي أَمْرِهِ

منحرف ہوتے ہیں نہ یہ اس کے حکم (کی تعمیل) میں کوتاہی کے آرام کی طرف اپنی

رِقَابَهُمْ وَلَا تَعْدُو عَلَى عَزِيمَةِ جِدِّهِمْ بَلَادَةُ

گردنیں موڑتے ہیں نہ انکی سعی کم پر غفلتوں کی بے شعوری حملہ آور ہوتی ہے اور نہ ہی

الْغَفَلَاتِ وَلَا تَنْتَضِلُ فِي هِمَمِهِمْ خَدَائِعُ الشَّهَوَاتِ

انکی (بلند) ہمتوں پر نفس امارہ کی فریب دینے والی خواہشیں تیر برساتی ہیں

قَدِ اتَّخَذُوا ذَا الْعَرْشِ ذَخِيرَةً لِيَوْمِ فَاقَتِهِمْ وَيَمَّمُوهُ

انھوں نے مالک عرش (خدا) کو اپنی احتیاج کے دن کیلئے ذخیرہ بنالیا ہے اور جبکہ ساری دنیا

عِنْدَ انْقِطَاعِ الْخَلْقِ إِلَى الْمَخْلُوقِينَ بِرَغْبَتِهِمْ لَا

اسکی بنائی ہوئی خلقت کیطرف کٹ کر چلی گئی ہے یہ اپنی رغبت کے ساتھ صرف اسی کی طرف متوجہ ہیں

يَقْطَعُونَ أَمَدَ غَايَةِ عِبَادَتِهِ وَلَا يَرْجِعُ بِهِمُ الِاسْتِهْتَارُ

یہ کبھی اسکی مدت عبادت کی انتہا کو تمام نہیں کرتے اور انھیں اسکی پابندی اطاعت کی امنگ

بِلُزُومِ طَاعَتِهِ إِلَّا إِلَى مَوَادَّ مِنْ قُلُوبِهِمْ غَيْرِ مُنْقَطِعَةٍ

اگر پلٹاتی ہے تو بس انکے دلوں کے انھیں (خلوص در کنار) چشموں کی طرف جو

بقیہ صفحہ ۳۵۳

اختیار کرینگی صلاحیت و استعداد پائی جاتی ہے صنم پرستوں کا عقیدہ ہے کہ ملائکہ یہی سعد و نحس ستارے ہیں جو حیات و نطق کی صفتوں سے متصف ہیں اور انھیں سے جو سعد ہیں انکی ملائکہ رحمت اور جو نحس ہیں انکی ملائکہ عذاب سے تعبیر کیجاتی ہے مجوسیوں اور یہودیوں کا ایک بڑا طبقہ عالم کو نور و ظلمت کی دو ازلی شعاعیں ماہیت با اختیار و اقتدار جدا کا نفس و صورت رکھنے والی اصلوں سے مرکب مانتا ہے اور اسکا خیال ہے کہ جوہر نور مبدء کرامت و رحمت ہے جسکی تدبیر خلقت اولیاء اللہ کی باعث ہوتی ہے اور جوہر ظلمت مبدء شر و فساد ہے جس سے اعداء اللہ کی خلقت ہوتی ہے دوسرے لفظوں میں یہ کہا جائے کہ خلقت عالم کا سبب یہی دونوں چیزیں بنی ہیں انھیں سے مبدء کرامت مدبر کائنات نور کو ملائکہ اور مبدء شرارت مدبر ظلمت کو شیاطین سے تعبیر کیا جاتا ہے کچھ جماعتیں ایسی بھی ہیں جو ملائکہ کو متحیز او جسم پر مشتمل خیال نہیں کرتیں انھیں سے نصاریٰ کا مسلک یہ ہے کہ ملائکہ مادہ سے مجرد انتہائی صاف و شفاف جواہر رکھنے والے نفوس اور شیاطینی مادہ سے مجرد خبیث جواہر نفوس رکھنے والے گروہ کا نام ہے فلاسفہ کا مذہب ہے کہ ملائکہ ان مادہ سے مجرد غیر متحیز قائم بذاتہ تھا نفوس کا نام ہے جو اپنی ماہیت میں نفوس ناطقہ انسانی سے جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں اور انکا علم و قدرت انسانی علم و قدرت کے مدارک سے بلند و بالا ہونیکی وجہ سے اپنی تابنا کیوں سے نفوس بشری کو آفتاب کی نور پاش شعاعوں کی طرح مستفید کرتا رہتا ہے انہیں کچھ جس طرح ہمارے نفوس تدبیر ابدان کا کام کرتے ہیں اس طرح وہ تدبیر اجرام کرتے کچھ تدبیر انتظام سے کنارہ کش ہو کر عبادت کے راہوں پر کچھ عالم زیریں کی تدبیر و انتظام کا کام انجام دیتے اور جو ہر خیر رکھتے ہیں کچھ اسکے خلاف جوہر شر رکھتے ہیں پہلی قسم ملائکہ مدبرین سموات دوسری قسم ملائکہ مقربین، تیسری قسم ملائکہ موکلین بقاع ارض چوتھی شیاطین کی ہے۔ قرآن میں انکی آٹھ قسمیں شمار کرائی گئی ہیں حاملین عرش جیسا کہ ارشاد ہوا ہے ویحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیۃ تمہارے رب کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوئے ہونگے حافین عرش جیسا کہ ارشاد ہوا کہ وتری الملائکۃ حافین من حول العرش تم لوگ ملائکہ کو عرش کے گرد حلقہ دیکھو گے اکابر ملائکہ جبرئیل و میکائیل وغیرہ ملائکہ جنت جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ والملائکۃ یدخلون علیہم من کل باب جنت میں انکے پاس ہر دروازے سے ملائکہ آئیں گے ملائکہ نار جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ ہمنے اصحاب نار کا پہلو نشین ملائکہ کو قرار دیا ہے ملائکہ موکلین جیسا کہ ارشاد ہوا ہے (باقی صفحہ ۳۵۷ پر)

مِنْ رَجَائِهٖ وَمَخَافَتِهٖ لَمْ تَنْقَطِعْ اَسْبَابُ الشَّفَقَةِ مِنْهُمْ

وہ امید و بیم سے کبھی خالی ہونیوالے نہیں انکے خوف و خشیت کے رشتے کبھی ٹوٹتے نہیں کہ یہ اپنی جد و جہد

فَيَنُوْا فِيْ جِدِّهِمْ وَلَمْ تَأْسِرْهُمُ الْاَطْمَاعُ فَيُؤْثِرُوْا

میں سستی کرنے لگیں نہ لالچیں انھیں (اپنے دام میں) اسیر کرتی ہیں

وَشِيْكَ السَّعْيِ عَلٰى اجْتِهَادِهِمْ وَلَمْ يَسْتَعْظِمُوْا مَا

کہ اپنی کوشش کو چھوڑ کر سعی پر ترجیح دیدیں۔ نہ یہ اپنے گزشتہ اعمال خیر

مَضٰى مِنْ اَعْمَالِهِمْ وَلَوِ اسْتَعْظَمُوْا ذٰلِكَ لَنَسَخَ الرَّجَاءُ

کو عظمت و بزرگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اگر یہ کہیں اپنے پیش رو کاموں کو بہت زیادہ

مِنْهُمْ شَفَقَاتِ وَجَلِهِمْ وَلَمْ يَخْتَلِفُوْا فِيْ رَبِّهِمْ بِاسْتِحْوَاذِ

سمجھ بیٹھیں تو امید و رجا انکی خوف و خشیت کی دہشتوں کو ختم (ہی کر کے) رکھدیں نہ اپنے اوپر شیطان

الشَّيْطَانِ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُفَرِّقْهُمْ سُوْءُ التَّقَاطُعِ وَلَا تَوَلَّاهُمْ

کے حاوی ہو جانے کی وجہ سے یہ اختلاف کرتے ہیں نہ انھیں باہمی بغض و عداوت نے پراگندہ

غِلُّ التَّحَاسُدِ وَلَا شَعَّبَتْهُمْ مَصَارِفُ الرِّيَبِ وَلَا

بنایا ہے نہ آپس کا رشک و حسد اپر مسلط ہوا نہ شبہوں کے جھگڑوں نے انھیں پریشان

اقْتَسَمَتْهُمْ اَخْيَافُ الْهِمَمِ فَهُمْ اُسَرَاءُ اِيْمَانٍ لَمْ

اور پست ہمتوں نے انھیں مختلف جہتوں میں تقسیم کیا۔ غرضکہ یہ سب ایمان کے وہ قیدی ہیں

يَفُكَّهُمْ مِنْ رِبْقَتِهٖ زَيْغٌ وَلَا عُدُوْلٌ وَلَا وَنًى وَلَا فُتُوْرٌ

جنکو اس کی رسن سے انحراف و روگردانی سستی و کاہلی کوئی چیز چھڑا نہیں سکتی

وَلَيْسَ فِيْ اَطْبَاقِ السَّمَاءِ مَوْضِعُ اِهَابٍ اِلَّا وَعَلَيْهِ مَلَكٌ

اور آسمانوں کے طبقوں میں کوئی ایک جگہ بھی ایسی نہیں جس پر کوئی سجدہ کرنے والا

سَاجِدٌ اَوْ سَاعٍ حَافِدٌ يَزْدَادُوْنَ عَلٰى طُوْلِ الطَّاعَةِ

یا تیز رو سرگرم سعی عمل فرشتہ موجود نہو یہ اپنے خدا کے طول اطاعت سے اپنے علم میں اضافہ کرتے

بِرَبِّهِمْ عِلْمًا وَتَزْدَادُ عِزَّةُ رَبِّهِمْ فِيْ قُلُوْبِهِمْ عِظَمًا

اور اپنے دلوں میں اس کی عزت کو بزرگی کے ساتھ بڑھاتے رہتے ہیں

(مِنْهَا) فِيْ صِفَةِ الْاَرْضِ وَدَحْوِهَا عَلَى الْمَاءِ

اسی خطبہ کا ایک حصہ زمین کی کیفیت اور سطح آب پر اسکی حرکت کے بیان میں

كَبَسَ الْاَرْضَ عَلٰى مَوْرِ اَمْوَاجٍ مُسْتَفْحِلَةٍ وَلُجَجِ بِحَارٍ

وہ پروردگار عالم نے جوش و خروش کھاتی ہوئی موجوں کی انتہائی بیچینی اور

البقیہ صفحہ ٣٥٣

کہ عن الیمین وعن الشمال قعید الا کہ انکے دہنے بائیں بیٹھے ہوئے ہیں کاتبین اعمال جیسا کہ ارشاد ہے وان علیکم لحافظین کراماً کاتبین بحفاظت کرام کاتبین کو مسلط کر دیا ہے اور انھیں نے موکلین احوال عالم اسکی تفصیلات کو جو حضرت نے اپنے کلام میں ذکر فرمایا ہے کہ انھیں سے کچھ حجابوں میں مقیم ہو کر تدبیر بارش کرتے کچھ پہاڑوں کی چوٹیوں پر مواد ارضیہ کے تشکیلات و تغیرات کی نگرانی کا کام انجام دیتے ہیں وغیرہ جیسا کہ فخرالدین نے تحریر کیا ہے کہ انبیاء کے بعد کلام الحمد کلام فی وصف الملائکۃ اعلیٰ و اجل من کلام امیرالمومنین علی علیہ السلام اما وصف ملائکہ کی توضیح و تشریح سے متعلق فلسفی اسلام حضرت علیؑ نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے کلام خدا و رسول کے بعد اسکا عالم کے فصحاء و بلغاء فلاسفہ و حکما میں سے کسی کی عبادت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ۱۲

حاشیہ صفحہ ٣٥٤

لہ اس مقام پر سکینہ اخبات اور تواضع تینوں ہم معنے لفظ ہیں جنکی باہم ربط و ترکیب کا حاصل یہ ہے کہ اللہ نے انتہائی خضوع و خشوع کو انکے دلوں کا شعار قرار دیدیا ہے۔ ۱۲

حاشیہ صفحہ ٣٥٧

لہ اس فصل میں امیرالمومنین صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ نے زمین کے متعلق اپنے وہ ارشادات عالیہ پیش فرمائے ہیں جنکو فلاسفہ عالم کی نگاہیں آلات رصد اور جدید معاونات تحقیق کے باوجود ابتک محسوس نہیں کر سکیں حضرت علی کو عالم کا عظیم ترین فلسفہ دان ثابت کرنے کے لئے یہ افادات جتنا ہمارے لئے مواد فراہم کر دیتے ہیں اس سے زیادہ کی مقام استدلال میں ضرورت ہی نہ اور اس کا امکان ہے ان متعدد افادات میں سے جنکو حقائق ارضیہ کے متعلق اس فصل میں پیش کیا گیا ہے ایک اہم ترین چیز کرہ آب اور کرہ زمین کی آفرینش کے متعلق اس پیچیدگی کو وضاحت کے ساتھ سلجھاتا ہے کہ اسکی ابتدائی منزل میں کون ہے پانی یا زمین جدید فلسفہ کے شہرہ آفاق مبصرین نے اپنی مایہ ناز تحقیقات سے اس حقیقت کو برافگندہ نقاب کیا ہے کہ پانی کی خلقت ہر چیز سے مقدم ہے نیز ہیئت قدیم کا یہ خیال غلط ہے کہ کرہ نار کرہ ہوا اور آسمان اول کے درمیان حد فاصل ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ کرہ ہوا آسمان اول سے اور زمین کرہ آب سے متصل ہے حضرت نے اپنے اس کلام میں اس مسئلہ کو یہ فرما کر بالکل صاف کر دیا کہ اللہ نے زمین کو پانی کی اس سطح پر جو پہلے سے مقرر تھی قائم فرمایا اور اس پانی کے گرد گو اس کلام میں پوری تفصیل نہیں مگر آپ اپنے پہلے خطبہ میں اس کو زمین کی کیفیت اور سطح آب پر اسکی حرکت کے بیان میں فرما چکے ہیں کہ کرہ ہوا کو اللہ نے آسمان سے متصل قرار دیکر کرہ نار کو انکی درمیانی حد پر قرار دیا ہے جیسا کہ اس جملہ سے واضح ہے کہ الهواء من تحتها فتق اسی کے نیچے ہوا کا دامن کشادہ موجود ہے۔ ۱۲

CamScanner

زَاخِرَةٍ تَلْتَطِمُ أَوَاذِيُّ أَمْوَاجِهَا وَتَصْطَفِقُ مُتَقَاذِفَاتُ

زخار سمندر کے اُن فراواں پانی کے خزانوں میں زمین کو پوری قوت کے ساتھ داخل کر دیا جنکی بڑی بڑی موجیں آپس میں تھپیڑے لے رہی تھیں

أَثْبَاجِهَا وَتَرْغُو زَبَداً كَالْفُحُولِ عِنْدَ هِيَاجِهَا فَخَضَعَ جِمَاحُ

انکی ایک دوسرے کو ریلا دینے والی سربلند لہریں باہم ٹکرا ٹکرا کر اسطرح پھین دے رہی تھیں جیسے مستی کے وقت جانوران نر تو تلاطم خیز

الْمَاءِ الْمُتَلَاطِمِ لِثِقَلِ حَمْلِهَا وَسَكَنَ هَيْجُ ارْتِمَائِهِ إِذْ

پانی کی سرکشی بار زمین کی گرانی کے سامنے سرنگوں ہوگئی اور اس کے تلاطم کا جوش جبکہ وقت یہ اسے

وَطِئَتْهُ بِكَلْكَلِهَا وَذَلَّ مُسْتَخْذِياً إِذْ تَمَعَّكَتْ عَلَيْهِ

اپنے سینہ سے دبا کے بیٹھی تھم گیا اور یہ جب یہ اپنی شانوں (اطراف و جوانب) کے ساتھ لوٹنے (حرکت کرنے) لگی تو ذلیل و خوار

بِكَوَاهِلِهَا فَأَصْبَحَ بَعْدَ اصْطِخَابِ أَمْوَاجِهِ سَاجِياً

ہو کر سرنگوں اور اپنی موجوں کی شور آفرینی کے بعد ساکن مغلوب اور لگام ذلت کے فولادی

مَقْهُوراً وَفِي حَكَمَةِ الذُّلِّ مُنْقَاداً أَسِيراً وَسَكَنَتِ

حلقوں میں (جکڑا ہوا) فرمانبردار قیدی بن گیا۔ پھر اس کے بعد زمین کرہ آب کی زبردست

الْأَرْضُ مَدْحُوَّةً فِي لُجَّةِ تَيَّارِهِ وَرَدَّتْ مِنْ نَخْوَةِ بَأْوِهِ

موجوں میں اپنے مدار کے گرد حرکت کرتی ہوئی ٹھہر گئی اور اس نے اسکی نخوت غرور و تکبر

وَاعْتِلَائِهِ وَشُمُوخِ أَنْفِهِ وَسُمُوِّ غُلَوَائِهِ وَكَعَمَتْهُ

نخر سرگرانی اور بڑھتے چڑھتے جوش و خروش کو روک کر اسکی بھرپور روانی پر

عَلَى كِظَّةِ جَرْيَتِهِ فَهَمَدَ بَعْدَ نَزَقَاتِهِ وَلَبَدَ بَعْدَ

اس کا منھ باندھ دیا جس پر یہ اپنی پرجوش کروٹوں کے بعد ساکن اور پر از

زَيَفَانِ وَثَبَاتِهِ فَلَمَّا سَكَنَ هِيَاجُ الْمَاءِ مِنْ تَحْتِ

ناز جست و خیز کے بعد مستقر ہوگیا جب زمین کے شانوں کے نیچے

أَكْنَافِهَا وَحَمَلَ شَوَاهِقَ الْجِبَالِ الشُّمَّخِ الْبُذَّخِ عَلَى

پانی کا زور رقم چکا اور اللہ بلند چوٹیوں والے سربفلک اونچے پہاڑوں کو

أَكْتَافِهَا فَجَّرَ يَنَابِيعَ الْعُيُونِ مِنْ عَرَانِينِ أُنُوفِهَا وَفَرَّقَهَا

زمین کے کاندھوں پر بار فرما چکا تو اس نے انکی ناکوں کے بانسوں (اونچی چوٹیوں) سے چشمے

فِي سُهُوبِ بِيدِهَا وَأَخَادِيدِهَا وَعَدَّلَ[۵] حَرَكَاتِهَا

جاری کئے اور انکو وسیع میدانوں اور انکے لمبے لمبے تنگنائوں میں (نہروں کی صورت میں) پھیلا دیا اور زمین کی حرکتوں

بِالرَّاسِيَاتِ مِنْ جَلَامِيدِهَا وَذَوَاتِ الشَّنَاخِيبِ الشُّمِّ

کو انھیں پہاڑوں کے سخت پتھروں اور بلند چوٹیوں والی مستحکم چٹانوں سے معتدل بنا دیا چنانچہ ۵

۵ اس جملہ میں حضرت نے علاوہ اس امر کے کہ زمین متحرک ہے اس امر پر بھی روشنی ڈالی ہے کہ اسمیں صرف ایک ہی نہیں بلکہ متعدد قسم کی حرکتیں پائی جاتی ہیں جو سابق میں کسی قدر غیر معتدل تھیں اللہ نے انھیں معتدل فرما کر انکے اضطرابی گردشوں کو دور فرما دیا نہ یہ کہ زمین کو اس نے ساکن پیدا ہی کیا جیسا کہ وسکنت الارض کے جملے سے بطلیموسی نظام ہیئت کے پرستاروں نے استدلال کیا ہے کیونکہ عدل حرکاتہا کا جملہ خود اس امر پر روشنی ڈال رہا ہے کہ زمین اصل خلقت میں متحرک تھی اور اسمیں جو بعض اضطرابی حرکتیں موجود تھیں صرف انکی تعدیل فرمائی گئی اب اسکے بعد فسکنت کے لفظ سے استدلال کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہجاتی کہ زمین مستقر ہوگئی یا پیدا ہوئی جسکی وجہ ظاہر ہے کہ تعدیل حرکت اور سکون دو مختلف چیزیں ہیں اور حرکت کے اعتدال کا نام کوئی ایک عقلمند انسان بھی سکون نہیں رکھ سکتا لہذا عدل حرکاتہا کے بعد فسکنت کے لفظ سے اس حقیقت کے مراد لینے کے علاوہ اور کوئی چارہ کار رہ ہی نہیں کہ زمین اپنی حرکتوں میں نقطہ اعتدال پر پہنچنے کے بعد غیر موزوں جنبشوں سے بچ گئی اگر زمین میں صرف ایک ہی قسم کی حرکت ہوتی تو اسکے لئے حرکات کے بجائے حرکت کا لفظ استعمال کیا جاتا حرکت کو جمع کے صیغہ کیساتھ استعمال کرکے یہ اشارہ فرما دیا گیا کہ ایک ہی نہیں بلکہ کئی قسم کی حرکتیں زمین میں پائی جاتی ہیں چنانچہ علماء ہیئت کے تحقیقات کا جائزہ لینے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ واقعی جیسا کہ حضرت نے ارشاد فرمایا ہے زمین میں آٹھ قسم کی حرکتیں پائی جاتی ہیں جنکی مختصر تشریح "الہیئۃ والاسلام" سے درج حاشیہ کیجاتی ہے حرکت محوریہ۔ یہ خط استواء پر زمین کی یہ حرکت پچھم سے پورب کو اپنے محور پر ہوتی ہے اس کو حرکت وضعیہ اور حرکت استوائیہ بھی کہتے ہیں اس حرکت کا دورہ ۲۳ گھنٹہ ۵۶ منٹ ۴ سکنڈ میں پورا ہوتا ہے اسی حرکت کی وجہ سے رات دن کا ظہور ہوتا ہے جب اس حرکت کے ساتھ کسی قدر حرکت سالانہ کا جزو شامل کیا جاتا ہے تو حرکت یومیہ پوری ہوتی ہے۔ اور اس کا دورہ ۲۴ گھنٹہ کا تمام ہوتا ہے حرکت حول الشمس یہ حرکت آفتاب کے گرد منطقۃ البروج پر دائرہ بیضوی کی شکل میں ہوتی ہے اس حرکت کا سالانہ دورہ ۳۶۵ دن ۶ گھنٹہ ۹ منٹ ۱۰ سکنڈ میں پورا ہوتا ہے اسی سے فارسی، رومی اور نجومی وغیرہ مہینے پیدا ہوتے ہیں حرکت میلیہ اسی حرکت کے سبب سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ محور زمین دائرۃ البروج کی سطح سے ۲۳ درجہ تقریباً منحرف ہو جاتا ہے یہ حرکت میلیہ غیر مستقل ہے۔ اسی حرکت کیوجہ سے ہر سال آفتاب ہم کو شمال سے جنوب کی طرف جاتا ہوا اور پھر وہاں سے شمال کی طرف پلٹتا ہوا دکھائی دیتا ہے (اس امر کو ہم مسئلہ مرکزیۃ شمس میں بیان کریں گے اور اگر اس حرکت کو اور نیز حرکت یومیہ کو علیحدہ شمار کریں۔

(باقی صفحہ ۳۵۹ پر ملاحظہ ہو)

ن صياخيدها فسكنت من الميدان لرسوب

سطح کے مختلف قطعوں میں پہاڑوں کے پیوست ہونے اور ان کی بلندیوں کے شگافوں میں

جبال في قطع اديمها وتغلغلها متسربة في جوبات

در آنے نیز اپنے ہموار و بلند حصوں کی گردنوں پر انکے سوار ہو جانے کی وجہ

باشيمها وركوبها اعناق سهول الارضين و

سے اپنے مدار پر حرکت کرتی ہوئی (ادھر ادھر جھکولے کھانے سے) رک گئی

جراثيمها وفسح بين الجو وبينها واعد الهواء

کے بعد اسنے فضا اور زمین کے مابین فاصلہ قرار دیا (اسکے اندر) ہوا کو ساکنان گیتی کے لئے سانس لینے

متنسما لساكنها واخرج اليها اهلها على تمام مرافقها

جگہ بنایا اور اسکے رہنے والونکو انکے تمام ضروریات زندگی کیساتھ سیہ خانہ عدم سے نکالکر اسکی طرف منتقل کر دیا

ثم لم يدع جرز الارض التي تقصر مياه العيون

بعد ازاں اس نے زمین کے ان اوسر اور بے آب و گیاہ قطعوں تک کو باقی نہ چھوڑا جن کی بلندیوں تک جانے سے

عن روابيها ولا تجد جداول الانهار ذريعة الى بلوغها

چشموں کا پانی قاصر ہوتا ہے اور دریاؤں کی نہریں ان تک پہونچنے کا کوئی وسیلہ نہیں رکھتیں

حتى انشأ لها ناشئة سحاب تحيي مواتها وتستخرج

یہانتک کہ انکے سیرآب کرنیکے لئے اس نے وہ بلند ابر پیدا کئے جو انکے اوسر حصوں کو زرخیز بناتے اور

نباتها الف غمامها بعد افتراق لمعه وتباين

انکے (اندر سے) نباتات کو بر آمد کرتے رہتے ہیں اسنے ابر کے ٹکڑوں کی باہمی جدائی اور اسکے مختلف درخشاں ٹکڑوں کی باہمی

قزعه حتى اذا تمخضت لجة المزن فيه والتمع

بیگانگی کے بعد انکو اکٹھا فرمایا پھر جسوقت اسمیں بارش کا کثیر پانی کروٹیں بدلنے لگا اور ابر کے کناروں

برقه في كففه ولم ينم وميضه في كنهور ربابه

میں اسکی بجلی چمکنے لگی اور اسکے تہ بہ تہ کشادہ پردوں میں اسکی چمک کسی طرح خوابیدہ نہ ہوئی

ومتراكم سحابه ارسله سحا متداركا قد اسف

تو اس نے اسے مسلسل موسلا دھار بارش کی شکل میں (اپنی رحمت کا پیغامبر بنا کر)

هيدبه تمريه الجنوب درر اهاضيبه ودفع

زمین کیطرف بھیجا، یا جسکا دامن زمین پر خط دے رہا ہے اور جنوبی ہوائیں اسکے سینہ سے بارش کے دودھ اور

شآبيبه فلما القت السحاب برك بوانيها وبعاع ما

پھواروں کی برس پڑنیوالے منھ کے شدید چھینٹوں کی دھاروں کو دوہ رہی ہیں الغرض جب ابر کا ناقہ گرانبار) اپنے پسلیوں تک (پہلو نشین) سینہ کو

(بقیہ صفحہ ۳۵۸)

تو دس حرکتیں ہو جاتی ہیں۔ سوم حرکت تقابیہ یعنے ہر ۱۰۷۰ برس میں ایک درجہ دائرۃ البروج اسکا دائرۃ الاستوا کی طرف آجاتا ہے۔ یہ حرکت تین درجوں کے زاویہ کے اندر محصور ہے (اس سے متجاوز نہیں ہوتی) جیسا کہ متاخرین نے دریافت کیا ہے اور نہ وہ رہ پورا ہوتا ہے۔ اسیوجہ سے اب یہ خوف نہیں رہا ہے کہ کسی وقت یہ دونوں دائرے ایکدوسرے پر منطبق ہو جائیں گے اور قیامت آجائیگی جیسا کہ بعض کا خیال تھا (یورپین حکما راز یسکہ کسی شریعت کے پابند اور قائل نہیں ہیں اسوجہ سے قیامت وغیرہ امور کو ایسے ہی خیالی چیزوں پر معلق سمجھتے ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ قیامت کا ظہور مشیت و قصد مکلفین کے ایک خاص وقت میں ترتیب خاص و عنوان خاص و محل خاص پر ہوگا۔ خواہ تمہارا دائرۃ البروج دائرہ استوا پر منطبق ہو یا نہو۔ خدا تعالی ایسی وہمی چیزوں کا پابند نہیں ہے) حرکت چہارم (حرکت نقطتین ہر دو حضیض (۲۰۹۳۱) دائرۃ البروج کے محیط کے گرد۔ یہ دورہ برس میں پورا ہوتا ہے اور بسبب اسکا زمین کے ساتھ تجاذب کرنا مشتری و زہرہ کا ہے اسی حرکت کی وجہ سے فصلوں کے زمانے بدلتے رہتے ہیں (کبھی ایک فصل کسی زمانہ میں آتی ہے کبھی کسی میں) ۱۲۵۰ء میں نقطہ حضیض نقطہ انقلاب صیفی پر تھا اسوقت گرمی کی فصل ایام بہیج کے مساوی تھی۔ اسی حرکت کی وجہ سے زمین آفتاب کے قریب ہوتی جاتی ہے چنانچہ نقطہ حضیض میں بہ نسبت نقطہ اوج کے زمین کا قرب آفتاب سے تین لاکھ فرسخ بڑھ گیا ہے اسی وجہ سے بہ نسبت سابق کے قوت جاذبہ آفتاب کی زمین میں بقدر ایک خمس کے زیادہ ہو گئی ہے اسی قوت جاذبہ کے بڑھ جانے کا یہ اثر ہے کہ زمین کی حرکت اپنے مدار پر ہر روز (۲۱) دقیقہ تیز ہو گئی ہے۔ حالانکہ اسکی حرکت وضعی ہر روز (۵) دقیقہ ہے نیز اسی قوت کے زیادہ ہونے کا یہ اثر ہے کہ زمین کا وہ نقطہ جو آفتاب سے قریب

کی طرف بہنے والی چیزیں بحر اعظم وغیرہ کے مائل ہوتی ہیں۔ چنانچہ اس زمانہ میں پانی کا اجتماع عرض البعین سے جنوب کی طرف ہے۔ اور آیندہ اسکے برعکس ہو جائیگا۔ یعنے کہ پانچہزار برس میں جبکہ نقطہ حضیض ہمارے شمال کی طرف منتقل ہوگا۔ اس وقت جنوب کا پانی کل شمال کیطرف آجائیگا۔ اور جس طرح آج جنوبی حصہ زمین کا تہ آب ہے اسی طرح شمالی حصہ تہ آب ہو جائیگا۔ بجائے اس طرف کے آبادی اس طرف ہوگی (پنجم) حرکت تقدیم الاعتدالین (اعتدال ربیعی و اعتدال خریفی) ہے۔ اس حرکت کیوجہ سے ہر ۲۶ ہزار برس میں ایک مرتبہ ثوابت سیارات کی گردش دائرۃ البروج کے موازات و محاذات میں دکھائی دیتی ہے۔ اس مقام پر قدما ر فلاسفہ کا یہ خیال تھا کہ ثوابت ستارے تحت فلک میں مرکوز ہیں۔ (باقی صفحہ ۳۶۰ پر ملاحظہ)

اسْتَقَلَّتْ بِهِ مِنَ الْعِبْءِ الْمَحْمُولِ عَلَيْهَا اَخْرَجَ بِهِ

اس بوجھ کی گرانی کو جسے یہ استقلال کے ساتھ اٹھائے ہوئے تھا زمین پر ڈال دیا تو پروردگار عالم

مِنْ هَوَامِدِ الْاَرْضِ النَّبَاتَ وَمِنْ زُعْرِ الْجِبَالِ الْاَعْشَابَ

اسکے ذریعہ سے زمین کے بے آب و گیاہ قطعوں سے سرسبز پودے اور خشک پہاڑوں سے ہری ہری گھاس کو روئیدہ

فَهِيَ تَبْهَجُ بِزِينَةِ رِيَاضِهَا وَتَزْدَهِي بِمَا اُلْبِسَتْهُ مِنْ

شاہد گیتی اپنے (انھیں) مرغزاروں کی زیب و زینت پر خوش ہو رہی ہے اور اسے جہستانوں کی

رَيْطِ اَزَاهِيرِهَا وَحِلْيَةِ مَا سُمِّطَتْ بِهِ مِنْ نَاضِرِ اَنْوَارِهَا

کلیوں کی جو چادریں پہنا دیگئی ہیں اور تازہ شگوفوں کے جس زیور سے سج دیا گیا ہے اس پر مسرور بنی ہے

وَجَعَلَ ذٰلِكَ بَلَاغًا لِلْاَنَامِ وَرِزْقًا لِلْاَنْعَامِ وَخَرَقَ

انھیں نباتات کو خالق عالم نے ساری دنیا کیلئے زندگی کی ضروری ترین چیز اور (خصوصًا) چوپایوں کیلئے تو رزق ہی قرار دیا اس نے

الْفِجَاجَ فِي اٰفَاقِهَا وَاَقَامَ الْمَنَارَ لِلسَّالِكِيْنَ عَلٰى جَوَادِّ طُرُقِهَا

اطراف و جوانب میں کشادہ راستے کھولے اور رہ نوردوں کیلئے انکے درمیانی حصوں میں روشن نشانات مقرر فرمائے

فَلَمَّا مَهَدَ اَرْضَهُ وَاَنْفَذَ اَمْرَهُ اخْتَارَ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

جب وہ زمین کو ہموار و درست اور اپنے فرمان ایجاد کو نافذ کر چکا تو اس نے حضرت آدم

خِيرَةً مِنْ خَلْقِهِ وَجَعَلَهُ اَوَّلَ جِبِلَّتِهِ وَاَسْكَنَهُ جَنَّتَهُ

اپنی مخلوق میں بہترین فرد ہونیکی جہت سے منتخب کیا اور انھیں اپنا سب سے پہلا روح انسانی کا مالک مخلوق قرار دیا انھیں

وَاَرْغَدَ فِيهَا اُكُلَهُ وَاَوْعَزَ اِلَيْهِ فِيمَا نَهَاهُ عَنْهُ وَاَعْلَمَهُ

اپنی جنت میں مقیم کیا اور وہیں انکے دسترخوان رزق کو وسیع بنایا اور جن چیزوں سے منع فرمایا تھا ان کے بارے میں پہلے سے ہدایت

اَنَّ فِي الْاِقْدَامِ عَلَيْهِ التَّعَرُّضَ لِمَعْصِيَتِهِ وَالْمُخَاطَرَةَ

سمجھا دیا اور انھیں آگاہ کر دیا کہ اس پر اقدام کرنے میں اسکی نافرمانی (ترک اولی) کا مقابلہ کرنا اور خود اپنی منزلت کو خطرہ میں ڈال دینا ہے

بِمَنْزِلَتِهِ فَاَقْدَمَ عَلٰى مَا نَهَاهُ عَنْهُ مُوَافَاةً لِسَابِقِ عِلْمِهِ

مگر انھوں نے اس کے سابق علم کے موافق جس چیز سے اس نے انھیں منع فرمایا تھا اس پر اقدام کر ہی دیا

فَاَهْبَطَهُ بَعْدَ التَّوْبَةِ لِيَعْمُرَ اَرْضَهُ بِنَسْلِهِ وَلِيُقِيمَ

جس پر اللہ نے انھیں توبہ کے بعد زمین پر اتار دیا تاکہ دنیا کو ان کی نسل سے آباد کرے اور اپنے بندوں

الْحُجَّةَ بِهِ عَلٰى عِبَادِهِ وَلَمْ يُخْلِهِمْ بَعْدَ اَنْ قَبَضَهُ مِمَّا

پر انکے ذریعہ سے حجت قائم فرما دے حضرت آدم کو اپنی بارگاہ تقرب میں بلا لینے کے بعد اس نے کبھی

يُؤَكِّدُ عَلَيْهِمْ حُجَّةَ رُبُوبِيَّتِهِ وَيَصِلُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ

بھی اہل زمین کو ان آیتوں سے خالی نہیں چھوڑا جو اسکی ربوبیت کی دلیلوں کو ان پر مستحکم بنانیوالی اور انکے اور اسکی معرفت کے درمیان

(بقیہ صفحہ ٣٥٨)

اور وہ فلک خود اس مدت (٢٦ ہزار برس) دور اکرلیتا ہے (ششم) حرکت رقصیہ یا حرکت ارتعاش قمری یہ حرکت زمین کے دونوں محوروں کو عارض ہوتی ہے جسکی وجہ سے ہر ٢٩ برس میں ایک برس زمین کا میلان دائرۃ البروج کی طرف ہوتا ہے اس حرکت کا حال حکیم (برادلہ) نے ١٧٤٨ء میں دریافت کیا تھا۔ یہ حرکت چاند اور سورج دونوں کی قوت جاذبیت کے اثر سے جو زمین پر واقع ہوتی ہے اور نیز بسبب اسکے سطح ہونے کے قطبین کی جانب اور گول ہونیکے استوائی جانب میں پیدا ہوتی ہے اس حرکت سے زمین کا محور دونوں عقدہ قمری کے دورہ میں ١٨ درجہ اور کسرے زائد جنوب و شمال کی طرف منتقل ہوتا رہتا ہے (ہفتم) ارتعاش شمسی کتاب حدائق النجوم میں لکھتے ہیں وہ مطلب اسکا یہ ہے کہ زمین کا محور بسبب جاذبیت آفتاب کے دونوں قطبوں کیطرف سے مرتعش رہتا ہے اور ایک سال شمسی میں یہ حرکت پوری ہوتی ہے۔ انتہا اس حرکت ارتعاشی کی ٦١ درجہ فلکی ہے (ہشتم) حرکت تبعیہ ہے۔ یعنے زمین کا حرکت کرنا مثل دیگر سیارات کے آفتاب کے ساتھ ساتھ ایک مرکز مجہول کے گرد۔ اسکو ہم مسئلہ مرکز شمس میں بیان کریں گے انکے ل ہماری شریعت مقدسہ کے اقوال تحرک زمین کے مسئلے کو بہت اچھی طرح بیان کر رہے ہیں جنمیں سے بعض اقوال کو ہم نے یہاں ذکر کر دیا ہے اور باقی کو آئندہ آنیوالے لوگوں کیلئے چھوڑ دیا ہے جو شریعت مطہرہ کی منزلت کو سمجھکر اس کے حق کے ادا کرنے کیلئے تیار ہونگے اور اس قسم کی تحقیق میں انکی رفتار طول ہمارے سے ہو گی۔ ١٢

(حاشیہ صفحہ ٣٥٩)

ـه امیر المومنین صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ نے اپنے اس کلام میں ایک اہم ترین فلسفی حقیقت کی جانب اشارہ فرمایا ہے جسکی جلالت قدر کا وہی لوگ اندازہ کرسکتے ہیں جنھوں نے طبقات زمین کی پوری پوری سیر کی ہے ظاہری نظر میں عیون اور جداول کے دو مختلف لفظوں کے استعمال کو استعمال مرادفات کی حیثیت دے سکتی ہیں لیکن غائر بین نگاہیں اس فرق کا اندازہ کر سکتی ہیں جو ان دو مختلف لفظوں کے ذریعہ سے پیش کیا گیا ہے ماہرین طبقات ارض اس مسئلہ کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتے کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر موسلا دھار بارش اور سردی کے باعث منجمد ہو جانیوالی برف کا بھی کچھ پانی پہاڑوں کے حصہ زیریں میں مجتمع ہو جاتا ہے اور کبھی یہ ان غاروں تک پہونچ جاتا ہے جو پہاڑوں کے اندر موجود ہیں اگر پہاڑوں کے اندر منافذ موجود ہیں تو یہ پہاڑ دہنیں مجتمع پانی اور مجتمع ہو کر نکل پڑتا ہے ان منافذ کے ذریعہ وادیوں اور میدانوں میں منتشر ہو جاتی ہے انھیں کا نام حقیقتًا جداول ہے اور انکے باہم مجتمع ہو جانیکے بعد مختلف جدولوں کی روانی صفحہ ٣٦١ پر ملاحظہ ہو

مَعْرِفَتِهِ بَلْ تَعَاهَدَهُمْ بِالْحُجَجِ عَلٰى اَلْسُنِ الْخِيَرَةِ مِنْ

ربط قائم کرنیوالی تھیں بلکہ اپنے منتخب پیغمبروں اور رسالتوں کا بار گراں اٹھانے والے

اَنْبِيَائِهِ وَمُتَحَمِّلِيْ وَدَائِعِ رِسَالَاتِهِ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى

انبیا کی زبانی ان حجتوں کے عہد و میثاق کو ہر زمانہ میں دوہراتا رہا یہانتک کہ

تَمَّتْ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ حُجَّتُهُ وَبَلَغَ

اسکی حجت ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفٰے پر آکر تمام ہوگئی اور اس کا عذر نیز اس کی تنبیہ

الْمَقْطَعَ عُذْرُهُ وَقَدَّرَ الْاَرْزَاقَ فَكَثَّرَهَا وَقَلَّلَهَا

انتہائی منزل تک پہونچ گئی اسلئے (اپنی جود و کرم سے) مخلوقات کی روزیاں معین فرمائیں اور انھیں اپنی مصلحت کے مطابق کہیں زیادہ کہیں کم

وَقَسَّمَهَا عَلَى الضِّيْقِ وَالسَّعَةِ فَعَدَلَ فِيْهَا لِيَبْتَلِيَ

قرار دیا اور تنگی و فراخی ہر طرح پر عدل و انصاف کا لحاظ کرتے ہوئے تقسیم فرمایا تاکہ اس طرح

مَنْ اَرَادَ بِمَيْسُوْرِهَا وَمَعْسُوْرِهَا وَلِيَخْتَبِرَ بِذٰلِكَ الشُّكْرَ

وہ فراخ حال اور تنگ حال روزیوں کے ذریعہ جن لوگوں کا امتحان لینا چاہتا ہے انکی آزمائش کرے اور دولتمندوں اور فقیروں کے

وَالصَّبْرَ مِنْ غَنِيِّهَا وَفَقِيْرِهَا ثُمَّ قَرَنَ بِسَعَتِهَا

شکر و قوت شکیبائی کو اچھی طرح جانچ لے پھر اس نے روزیوں کی وسعت و فراخی کو

عَقَابِيْلَ فَاقَتِهَا وَبِسَلَامَتِهَا طَوَارِقَ اٰفَاتِهَا وَبِفُرَجِ

انکی فقر و فاقہ کی (صبر آزما) شدتوں و تکلیفوں انکی سلامتی کو نازل ہونیوالی آفتوں انکی شادمانیوں کی کشادہ دسترخوانوں کی

اَفْرَاحِهَا غُصَصَ اَتْرَاحِهَا وَخَلَقَ الْاٰجَالَ فَاَطَالَهَا

دستوں کو رنجوں کے گلوگیر ہونیوالی نعمتوں کا پہلو نشین قرار دیا ان کی عمروں کے لئے معین مدتیں بھی قرار دیں

وَقَصَّرَهَا وَقَدَّمَهَا وَاَخَّرَهَا وَوَصَلَ بِالْمَوْتِ اَسْبَابَهَا

جنکو کسی کیلئے طولانی قرار دیا تو کسی کیلئے کوتاہ و مختصر کسی کیطرف انھیں پہلے بھیجا تو کسی کیطرف بعد میں پھر اپنے اسباب مرگ رام اور

وَجَعَلَهُ خَالِجًا لِاَشْطَانِهَا وَقَاطِعًا لِمَرَائِرِ اَقْرَانِهَا

کو موت سے پیوستہ قرار دیکر موت کو عمروں کی معین مدتوں کی رسیوں کا کھینچنے والا اور اسکی مضبوط بٹی ہوئی رسیوں کا قطع کر دینے والا بنایا

عَالِمُ السِّرِّ مِنْ ضَمَائِرِ الْمُضْمِرِيْنَ وَنَجْوَى الْمُتَخَافِتِيْنَ

وہ چھپانیوالوں کے دلوں کے بھید چپکے چپکے باتیں کرنیوالوں کی آہستہ بات چیت قلب میں

وَخَوَاطِرِ رَجْمِ الظُّنُوْنِ وَعُقَدِ عَزِيْمَاتِ الْيَقِيْنِ

خطور کرنیوالے اٹکل پچو خیالوں دلوں میں منعقد ہونے والے پختہ ارادوں اور آنکھوں کے

وَمَسَارِقِ اِيْمَاضِ الْجُفُوْنِ وَمَا ضَمِنَتْهُ اَكْنَانُ الْقُلُوْبِ

اندر دزدیدہ بصارت کی جلوہ گاہوں کا جاننے والا ہے اور ان چیزوں کا اچھی طرح علم رکھتا ہے جنھیں دلوں کے پردے

(بقیہ صفحہ ۳۵۹) ترکیب سے جو صورت آشکار ہوتی ہے اسکو نہر کہا جاتا ہے یہ تو ان ذخیروں کا تذکرہ ہے جو غاروں میں جاگزیں ہیں اب وہ ذخیرے جو پہاڑ کے نشیبی حصوں میں مجتمع ہیں ان سے براہ راست نہریں برآمد ہوتی ہیں یہ نہیں ہے کہ پہلے جد ولیں برآمد ہوں اور وہ آپس میں مل جلکر نہر کی صورت اختیار کریں یہ نہریں اسوقت تک جاری رہتی ہیں جبتک ان کے خزانہ کو پشت سے امداد ملتی ہے اور جب وہ امداد بند ہو جاتی ہے تو نہریں بھی خشک ہو جاتی ہیں برخلاف جدولوں کے کہ انکا ربط چونکہ ایک عظیم الشان مجتمع ذخیرے سے ہوتا ہے اور پہاڑ کی نسوں اور رگوں سے وہ سینہ کی صورت سے برآمد ہوتا رہتا ہے اسلئے اسکا سلسلہ کبھی منقطع ہوتا ہے اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ انکی پشت پر ذخیرہ کافی اور اسکے برآمد ہونے کی رفتار سست ہے حضرت علی نے جداول اور انہار اور عیون کے تین مختلف لفظ استعمال کر کے ان تینوں کے اختلاف حقیقت پر روشنی ڈالی ہے ارباب تحقیق غور فرمائیں کہ کیا طبقات ارض کی معرفت کا اس سے بھی زیادہ کوئی درجہ ہو سکتا ہے بیشک یا امیر المومنین کا علم تھا جس نے سوتوں کی تحقیق میں وہ افادہ پیش فرمادیا جس پر آنیوالی تحقیقات اپنی بلند پروازیوں کے باوجود فخر کریں ۵۴ ماہرین موسمیات نے فصول کی تحقیق کے سلسلہ میں اس امر کا انکشاف کیا ہے کہ پانی برسنے کا سبب وہ ہوائیں ہوتی ہیں جنکو مانسون سے تعبیر کیا جاتا ہے چنانچہ جب ہندوستان میں موسمی انقلابات کے سلسلہ میں جب محکمہ موسم باران کے متعلق ماہر علم الموسم پیشگوئی کرتے تھے تو اسکا انحصار ان ہواؤں پر ہوتا ہے ان ہواؤں کی معینہ رفتار اور کیفیات کا اندازہ کرتے ہوئے اطلاعات کئے جاتے ہیں کہ کب اور کس مقام پر اور کتنی مقدار میں بارش ہوگی درحقیقت انہیں انگریز ہواؤں کو جنوبی ہواؤں سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ ہوائیں گرم تر ہوتی ہیں کیونکہ انکی حرکت کا خط استوار سے آغاز ہوتا ہے جہاں آفتاب کی سال میں دو مرتبہ سمت کیوجہ سے شدید گرمی ہوتی ہے اور جہاں کثیر سمندر پائے جاتے ہیں اس قدر شدید ترین گرمی کیوجہ سے سمندروں سے بخارات بلند ہوتے ہیں جنوبی ہوا ایک خط استوار کی گرمی اور ان بخارات کی طوبت کو اپنے میں جذب کر کے گرم تر بنجاتی ہیں ان ہواؤں کے چلنے سے جسم میں کسل سامعہ میں گرانی اور بصارت میں ہلکا سا ضعف پیدا ہوتا ہے جسے انسان محسوس کئے بغیر نہیں رہتا یہ ہوا جس وقت سمندر پر چلتی ہیں تو ان میں ایک خاص قسم کی سیاہی نمودار ہو جاتی ہے نیز انکی وجہ سے گرم پانی ٹھنڈا ہو جاتا ہے جسکی وجہ ظاہر ہے کہ گو ہوائیں گرم ہوتی ہیں (باقی صفحہ ۳۶۳ پر ملاحظہ ہو)

وَغَيَابَاتُ الْغُيُوبِ وَمَا أَصْغَتْ لِاسْتِرَاقِهِ مَصَائِخُ

اور غیبوں کے تاریک تہ بہ تہ ڈھانپے ہوئے ہیں اور جن باتوں کے چوری چھپے سننے کیلئے کانوں کے سوراخ

الْأَسْمَاعِ وَمَصَائِفُ الذَّرِّ وَمَشَاتِي الْهَوَامِّ وَرَجْعُ

متوجہ ہوئے ہیں یا جہاں چھوٹی چھوٹی چونٹیاں گرمیوں بسر کرتی اور حشرات الارض جاڑوں میں قیام کرتے ہیں (وہ) غمگین عورتوں کی دردناک

الْحَنِينِ مِنَ الْمُولَهَاتِ وَهَمْسُ الْأَقْدَامِ وَمُنْفَسَحِ

کی پیہم گریہ و زاری پیروں کی چاپ کلیوں کے غلافوں کی اندرونی

الثَّمَرَةِ مِنْ وَلَائِجِ غُلُفِ الْأَكْمَامِ وَمُنْقَمَعِ الْوُحُوشِ

پتوں میں پھلوں کے رونیدہ ہونے کی جگہوں وحشی جانوروں کی

مِنْ غِيرَانِ الْجِبَالِ وَأَوْدِيَتِهَا وَمُخْتَبَإِ الْبَعُوضِ بَيْنَ

پہاڑوں کے غاروں اور انکے دروں میں جہاں جہاں چھپنے کی جگہیں ہیں مچھر

سُوقِ الْأَشْجَارِ وَأَلْحِيَتِهَا وَمَغْرِزِ الْأَوْرَاقِ مِنَ الْأَفْنَانِ

درختوں اور انکی چھالوں کے بیچ میں چھپ کر بیٹھنے کے مقامات شاخوں سے

وَمَحَطِّ الْأَمْشَاجِ مِنْ مَسَارِبِ الْأَصْلَابِ وَنَاشِئَةِ

پتوں کے اگنے کی منزلوں صلبوں کی راہوں سے حرارت و برودت سے مرکب نطفہ کے گرنے کی جگہوں

الْغُيُومِ وَمُتَلَاحِمِهَا وَدُرُورِ قَطْرِ السَّحَابِ فِي مُتَرَاكِمِهَا

بلند بادلوں نیز انکے باہم ایک ہو جانے اور مختلف ٹکڑوں والی تہ بہ تہ پردوں میں قطرات ابر کی

وَمَا تَسْفِي الْأَعَاصِيرُ بِذُيُولِهَا وَتَعْفُو الْأَمْطَارُ

برسنے کو اور ان تمام چیزوں کو جنہیں بگولے اپنے دامنوں سے پراگندہ کر دیتے اور بارشیں

بِسُيُولِهَا وَعَوْمِ نَبَاتِ الْأَرْضِ فِي كُثْبَانِ الرِّمَالِ

جنہیں اپنے سیلابوں سے نابود بنا دیتی ہیں خوب جانتا ہے نیز ریت کے ٹیلوں میں سبزہ کی [illegible] کی سیر کو

وَمُسْتَقَرِّ ذَوَاتِ الْأَجْنِحَةِ بِذُرَى شَنَاخِيبِ الْجِبَالِ

پہاڑوں کی چوٹیوں کے اونچے اونچے مقامات پر پردار جانوروں کی قیام گاہوں کے

وَتَغْرِيدِ ذَوَاتِ الْمَنْطِقِ فِي دَيَاجِيرِ الْأَوْكَارِ وَمَا أَوْ

آشیانوں کی تاریکیوں میں بولنے والے مرغان چمن کی زمزمہ پردازیوں اور ان چیزوں کو

عَبَتْهُ الْأَصْدَافُ وَحَضَنَتْ عَلَيْهِ أَمْوَاجُ الْبِحَارِ

جنہیں سیپیاں اپنے گود میں لئے ہوئے ہیں اور جنہیں سمندروں کی موجیں اپنے احسان پرورش کا بار ڈال رہی ہیں

وَمَا غَشِيَتْهُ سُدْفَةُ لَيْلٍ أَوْ ذَرَّ عَلَيْهِ شَارِقُ نَهَارٍ

ان چیزوں کو شب کی تاریکی نے چھپا لیا ہے یا جس پر دن کا درخشاں آفتاب طالع ہوا اور یکے بعد دیگرے

(بقیہ صفحہ ۳۵۹)

سنجران ہواؤں کے چلنے کے زمانہ میں وہ گرم بخارات جو زمین کی تہوں کے اندر جم کر بیٹھ جاتے ہیں انھیں بلند ہونے کا موقع ملتا ہے اور گرمی . . . .
پانی کے اندر دبی رہنے سے بخارات کے باہر نہ نکلنے کی وجہ سے ہوتی ہے اسلئے جب بخارات نکل جاتے ہیں تو پانی ٹھنڈا ہو جاتا ہے یہی ہوائیں ہیں جو پانی برسانے کا سبب ہوتی ہیں موجودہ ماہرین علم الموسم کی تحقیقات اگر ان ہواؤں کے رخ کو نقطہ نظر سے کچھ ہٹا ہوا بتایا ہے تب بھی کم سے کم علم الموسم کے متعلق حضرت کا یہ جملہ ایک گرانقدر تحقیق قرار دیا جائے گا۔ بارش کی علت ناموس ہے جس ناموس کی تلاش بہت دیر کے بعد کھوج نکالا گیا ہے عرب کا ایک شخص تو ماہر علم الموسم اسکا پہلے ہی نشانہ بنا چکا ہے تحقیق کی [illegible] حضرت کی تحقیق سے متاخر ہے اس حقیقت کو پیش کرنے کے لئے جس لفظ کا انتخاب فرمایا گیا ہے فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے اسکا جواب ناممکن ہے کیونکہ اسمار کے معنے دودھ دوھنے کے ہیں جیسے بنا بر قری کے معنے یہ ہونگے کہ ہوا اُسکی پر کہ ناقہ کا دودھ دوہتی ہیں اسی طرح ایک لفظ کے ذریعہ سے دو مختلف تشبیہیں یعنی ابر کی تشبیہ ناقہ سے اور پانی کی تشبیہ دودھ سے اور یہ دونوں تشبیہیں ہی کامل ہیں جسکی نظیر ہی پیش نہیں کی جا سکتی ابر ناقہ کے ساتھ تشبیہ اسکی خوبی کا کچھ وہی لوگ اندازہ کر سکیں گے جنھوں نے وحش ناقہ دیکھے نیچے پست و بلند لکوں کی غیر منظم ہے کیونکہ اسکی شکل کو غور سے دیکھا ہوگا شکل کی تشبیہ کیلئے ناقہ کے علاوہ اور کوئی منظر سامنے نہیں آ سکتی تھی پانی کے قطروں کی دودھ سے تشبیہ بھی حسین اور وقت ہے جیسا اہل ذوق آجتک قرآنی مصرع کی قدر کر رہے کہ دو روشنی ہے بر روش فیر آلودہ یعنی اس ابر کا باطن

سے لبریز ہے اور ظاہر شکل قمر ہے مگر حضرت کا یہ قول دیکھنے کے بعد بلاغت پیما نگاہیں قرآنی کے اس زور تخیل کو حضرت کے اس کلام کا ناقص اقتباس سمجھنے پر مجبور ہو جاتی ہیں اسی لئے امام کو تحت کلام الخالق اور فوق کلام المخلوق نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔ ۱۲ (صافیہ صفحہ ۳۰۰ ۱۲۳ انبیا علیہم السلام کے متعلق عقل و نقل کی مضبوط شہادتیں اس امر کو ثابت کرتی ہیں کہ انکا معصوم ہونا ضروری ہے اس لئے حضرت کے اس کلام سے ہرگز یہ مطلب ماخوذ نہیں ہو سکتا کہ حضرت آدم نے معاذ اللہ کوئی گناہ کیا تھا بلکہ بمفاد حدیث حسنات الابرار سیئات المقربین نیکوکار جسے مقربین کیلئے گناہ کی حیثیت رکھتے ہیں انسے ایک ترک فعل ہو گیا تھا اور انھوں نے نہی تنزیہی کی مخالفت کی تھی اسلئے انکی جلالت قدر کے لحاظ سے نگاہ صورت میں یہ فعل ناپسندیدہ تھا۔

وَمَا اغْتَقَبَتْ عَلَيْهِ اَطْبَاقُ الدَّيَاجِيرِ وَسُبُحَاتُ النُّورِ
تہوں کے سیاہ حجاب اور شائبۂ کدورت سے پاک نور کی شعاعیں چھپاتی ہیں

وَاَثَرَ كُلِّ خَطْوَةٍ وَحِسَّ كُلِّ حَرَكَةٍ وَرَجْعَ كُلِّ كَلِمَةٍ
ہر ہر قدم کے نشان ہر حرکت کا حس ہر کلمہ کی آواز

وَتَحْرِيكَ كُلِّ شَفَةٍ وَمُسْتَقَرَّ كُلِّ نَسَمَةٍ وَمِثْقَالَ كُلِّ
ہونٹوں کی جنبش ہر جاندار کی قرارگاہ زمین کے ہر ذرہ کے وزن

ذَرَّةٍ وَهَمَاهِمَ كُلِّ نَفْسٍ هَامَّةٍ وَمَا عَلَيْهَا مِنْ ثَمَرِ شَجَرَةٍ
ہر ارادہ کرنے والے نفس کی فکروں اور جو کچھ اس زمین کے اوپر درختوں کے

اَوْ سَاقِطِ وَرَقَةٍ اَوْ قَرَارَةِ نُطْفَةٍ اَوْ نُقَاعَةِ دَمٍ وَمُضْغَةٍ
پھلوں یا ٹوٹ کر گرنے والے پتوں یا رحم کی منزل میں خون اور لوتھڑے کے منجمد ہونے کی جگہ

اَوْ نَاشِئَةِ خَلْقٍ وَسُلَالَةٍ لَمْ يَلْحَقْهُ فِي ذٰلِكَ كُلْفَةٌ وَلَا
یا پیدا ہونیوالی مخلوق اور اس کی نسل سے متعلق ہے ان کو بھی خوب جانتا ہے نہ تو ان چیزوں کے پیدا کرنے میں اسے کوئی زحمت اٹھانا پڑی

اعْتَرَضَتْهُ فِي حِفْظِ مَا ابْتَدَعَ مِنْ خَلْقِهِ عَارِضَةٌ
نہ انکو پیدا کرنے کے بعد انکی نگہداشت میں اسے کوئی دقت درپیش ہوئی

وَلَا اعْتَوَرَتْهُ فِي تَنْفِيذِ الْاُمُورِ وَتَدَابِيرِ الْمَخْلُوقِينَ
اور نہ فرمانوں کے جاری کرنے اور کائنات کے تدبیر و انتظام کرنے میں دل تنگی و سستی

مَلَالَةٌ وَلَا فَتْرَةٌ بَلْ نَفَذَهُمْ عِلْمُهُ وَاَحْصَاهُمْ عَدُّهُ
نے اس کا احاطہ کیا بلکہ اس کا علم ان پر حاوی ہو گیا اس کی گنتی نے انکو شمار کر لیا

وَوَسِعَهُمْ عَدْلُهُ وَغَمَرَهُمْ فَضْلُهُ مَعَ تَقْصِيرِهِمْ
اسکا وسیع انصاف ان سب کیلئے پھیل گیا اور جس انتہا (عبادت) کا وہ سزاوار ہے اسکے بجا لانے میں

عَنْ كُنْهِ مَا هُوَ اَهْلُهُ
انکے کوتاہی کرنیکے باوجود اس کا لطف و انعام ان پر چھا گیا

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اَهْلُ الْوَصْفِ الْجَمِيلِ وَالتَّعْدَادِ الْكَثِيرِ
بارالہا تو بہتر سے بہتر توصیف اور (تیرے کمالات) زیادہ سے زیادہ گنتی شمار کے مستحق ہیں

اِنْ تُؤَمَّلْ فَخَيْرُ مُؤَمَّلٍ وَاِنْ تُرْجَ فَاَكْرَمُ مَرْجُوٍّ اَللّٰهُمَّ
تجھ سے جو لگائی جائے تو تو بہترین امید گاہ اور تمنا کرنیوالے اگر تجھ سے تمنا کریں تو تو کریم ترین منزل آرزو ہے

وَقَدْ بَسَطْتَ لِي فِيمَا لَا اَمْدَحُ بِهِ غَيْرَكَ وَلَا اُثْنِي بِهِ
پروردگارا تو نے میرے لئے اس زبان میں کشادگی و وسعت عطا فرمائی جس سے میں تیرے علاوہ کسی کی مدح

حاشیہ صفحہ ۳۶۱
لہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ خدا نے رزق کو کمی و بیشی کے ساتھ کیوں تقسیم فرمایا۔ آنحضرت نے اسی کلام میں ان لوگوں کا جواب دیا ہے۔ اس فلسفہ کو واضح فرمایا ہے جس کے ماتحت تقسیم رزق میں کمی اور زیادتی کا اصول ملحوظ رکھا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے کہ رزق کی تقسیم دو ہی اصولوں کے ماتحت ہو سکتی تھی۔ یا کمی کی صورت کے ماتحت یا زیادتی کے اصول کے ماتحت۔ اگر ان دونوں اصولوں میں سے سب کیلئے ایک ہی اصول کو پیش نظر رکھا جاتا تو وہ تقسیم مصلحت پوری نہ ہوتی جس کی وجہ سے قدرت نے مختلف اصولوں سے تفاوت کو ملحوظ رکھا ہے ... اس لئے ان دونوں میں تفاوت رکھا گیا ہے تاکہ ... دونوں قسم کے مختلفوں کا امتحان لینے کیلئے رزق کی حالت تقسیم ہوا اور اسی پر ... ۱۲

(حاشیہ صفحہ ۳۶۲)
لہ یہ کلام حضرت علی کی طبقات الارض سے متعلق پوری پوری واقفیت کا ثبوت فراہم کرتا ہے کیونکہ اس میں آپ نے اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ دنیا میں کچھ ایسے بھی جاندار موجود ہیں جو ریت کے ذروں سے بنتے اور اسی کی تہوں میں زندگی بسر کرتے اور وہیں چلتے پھرتے ہیں۔ چنانچہ تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ ایسے جاندار موجود ہیں اور حضرت نے اپنے کلام میں جو کچھ فرمایا ہے وہ ایک بہترین نظریہ ہے جو ... ثبوت کے لئے ملاحظہ ہو ... وہ جانور ہیں جو ریت کی تہوں میں رہتے ہیں انکی شکل و صورت آدمیوں کی انگلیوں جیسی ہوتی ہے ایک دوسرے مقام پر تحریر کرتے ہیں کہ ... فی الرمل ... اور نسبت حیوان کی طرح کو دیکھ قسم کا جانور ہے جو ریت میں اس طرح غوطے لگاتا ہے جس طرح پرندہ پانی میں غوطہ لگاتا ہے اور نسبت بھی ایک ریت ہی کا جانور ہے۔ امیر المومنین کے یہ فلسفیانہ نکات معلومات کا وہ خزانہ ہیں جنکو دیکھ کر عقل انسانی ششدر و حیران رہ جاتی ہے اور اسے یہ تسلیم کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ ہمارا ایسا کلام صرف اسی بزرگ ہستی کا ہو سکتا ہے جو ماورائی علم طاقت کا مالک ہو۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ۳۶۳) لہ اشارہ ان زہریلے جانوروں کی طرف ہیں جنکے کاٹنے کے بعد انسان مر جاتا ہے۔ ۱۲

أَحَداً سِوَاكَ وَلَا أُوَجِّهُهُ إِلَى مَعَادِنِ الْخَيْبَةِ وَمَوَاضِعِ

اور تیرے ماسوا کسی کی ثنا کرتا ہوں نہ اسے ناکامی کے خزانوں اور شک و گمان

الرِّيبَةِ وَعَدَلْتَ بِلِسَانِي عَنْ مَدَائِحِ الْآدَمِيِّينَ

کے مقامات (مجازی محسنوں) کی مدح کی طرف متوجہ کرتا ہوں تو نے بنی آدم کی مدح سرائیوں

وَالثَّنَاءِ عَلَى الْمَرْبُوبِينَ الْمَخْلُوقِينَ اللَّهُمَّ وَلِكُلِّ

اور اپنی پروردش کی ہوئی مخلوق کی تعریفوں سے روگرداں بنا دیا ہے بار الہا ہر ثنا کرنے والے

مُثْنٍ عَلَى مَنْ أَثْنَى عَلَيْهِ مَثُوبَةٌ مِنْ جَزَاءٍ أَوْ عَارِفَةٌ

کا جسکی اس نے ثنا کی ہے اس پر اجر و ثواب اور نیکی انعام کا ایک حق عائد ہوتا ہے

مِنْ عَطَاءٍ وَقَدْ رَجَوْتُكَ دَلِيلاً عَلَى ذَخَائِرِ الرَّحْمَةِ

اس لئے تیرے مجھ سے یقیناً رحمت کے گنجینوں اور عفو و مغفرت کے خزانوں کی طرف

وَكُنُوزِ الْمَغْفِرَةِ اللَّهُمَّ وَهَذَا مَقَامُ مَنْ أَفْرَدَكَ بِالتَّوْحِيدِ

رہنمائی کی آس لگائی ہے پروردگارا یہ اس کی منزل مرح ہے جس نے تجھے اس توحید

الَّذِي هُوَ لَكَ وَلَمْ يَرَ مُسْتَحِقّاً لِهَذِهِ الْمَحَامِدِ وَالْمَمَادِحِ

کے ساتھ یکتا مانا ہے جو تیری ذات کے ساتھ مخصوص ہے اور جو تیرے علاوہ ان تعریفوں اور ستائشوں

غَيْرَكَ وَبِي فَاقَةٌ إِلَيْكَ لَا يَجْبُرُ مَسْكَنَتَهَا إِلَّا فَضْلُكَ

کا کسی اور کو سزاوار خیال نہیں کرتا میرے ساتھ وہ احتیاج وابستہ ہے جسکی تیرے فضل کے علاوہ کوئی تلافی کر سکتا

وَلَا يَنْعَشُ مِنْ خَلَّتِهَا إِلَّا مَنُّكَ وَجُودُكَ فَهَبْ لَنَا فِي

اور نہ تیرے جود و کرم کے علاوہ اسے کوئی دفع کر سکتا ہے لہذا اس لئے وا سے تو ہمیں اس

هَذَا الْمَقَامِ رِضَاكَ وَأَغْنِنَا عَنْ مَدِّ الْأَيْدِي إِلَى سِوَاكَ

مقام مرح میں اپنی خوشنودی عطا کر اور ہمارے ہاتھوں کو اپنے غیر کی طرف دراز ہونے سے بے نیاز بنا دے

إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

بلا شبہ تو دنیا کی ہر چیز پر قادر ہے

خطبہ ۹۵

جب قتل عثمان کے بعد لوگوں نے آپ سے بیعت کرنیکا ارادہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ

دَعُونِي وَالْتَمِسُوا غَيْرِي فَإِنَّا مُسْتَقْبِلُونَ أَمْراً لَهُ وُجُوهٌ

مجھے چھوڑ دو میرے علاوہ کسی اور کی خواہش کرو کیونکہ ہم اس انقلاب کا سامنا کرنے والے ہیں جسکے مختلف رخ اور طرح طرح کے رنگ

ذی الحجہ ۳۵ھ کو قتل عثمان کا واقعہ پیش ہوا جسکی وجہ سے اسلامی دنیا میں اضطراب کی کیفیت پیدا ہوئی حکومت اسلامیہ کی بنیادیں کافی کمزور ہو چکی تھیں پھر اس ہنگامہ واقعہ کی بنا پر صورت حال اور بھی پریشان کن ہو گئی بالآخر لوگ حضرت کی خدمت میں آئے تاکہ آپ خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کیلئے تیار ہو جائیں ورنہ اسلام کی حالت بہت زیادہ خراب ہو جائیگی [illegible]

وَاَلْوَانٌ لَا تَقُوْمُ لَهُ الْقُلُوْبُ وَلَا تَثْبُتُ عَلَيْهِ الْعُقُوْلُ

رنگ ہیں دل اسپر آمادہ نہیں ہوسکتے اور عقلیں اس پر ثابت نہیں رہ سکتیں اور اس میں

وَاِنَّ الْاٰفَاقَ قَدْ اَغَامَتْ وَالْمَحَجَّةَ قَدْ تَنَكَّرَتْ وَاعْلَمُوْا

کوئی شبہہ ہی نہیں کہ عالم کے اطراف و جوانب ابر آلود و شریعت کا روشن راستہ نامعلوم ہو چکا ہے اور سمجھ لو کہ

اِنْ اَجَبْتُكُمْ رَكِبْتُ بِكُمْ مَا اَعْلَمُ وَلَمْ اُصْغِ اِلٰى قَوْلِ الْقَائِلِ

میں اگر تمہاری دعوت قبول کرونگا تو جن چیزوں کو میں بہتر جانتا ہوں ان پر تمہیں عمل کراؤنگا اور کسی کہنے والے کی بات اور

وَعَتْبِ الْعَاتِبِ وَاِنْ تَرَكْتُمُوْنِيْ فَاَنَا كَاَحَدِكُمْ وَلَعَلِّيْ اَسْمَعُكُمْ

ناراض ہونیوالے کی ناراضگی کی طرف توجہ نہ کرونگا اور اگر تمنے مجھے چھوڑ دیا تو میں تمہیں میں کے ایک شخص کے مثل ہونگا اور ہوسکتا ہے

وَاَطْوَعُكُمْ لِمَنْ وَلَّيْتُمُوْهُ اَمْرَكُمْ وَاَنَا لَكُمْ وَزِيْرًا خَيْرٌ لَّكُمْ

کہ شاید میں جسے تم حاکم مقرر کرو اگر وہ ایمانداری کے ساتھ کام کرے تو تم سے زیادہ اسکی بات سنوں اور اسکے احکام پر عمل کروں میں

مِنِّیْ اَمِیْرًا

تمہارے لئے پشت پناہ ہونیکی حالت میں زیادہ بہتر ہوں بہ نسبت اس کے کہ تمہارے لئے حاکم و فرمانروا ہوں

خطبہ ۹۲

حضرت نے اس خطبہ کو جنگ نہروان کے بعد ارشاد فرمایا ہے

اَمَّا بَعْدُ اَيُّهَا النَّاسُ فَاَنَا فَقَاْتُ عَيْنَ الْفِتْنَةِ وَلَمْ تَكُنْ

ایہا الناس حمد و ثنائے الٰہی کے بعد واضح ہو کہ میں نے فتنہ و فساد کی آنکھ پھوڑ دی اور میرے علاوہ

لِيَجْتَرِئَ عَلَيْهَا اَحَدٌ غَيْرِيْ بَعْدَ اَنْ مَاجَ غَيْهَبُهَا وَاشْتَدَّ

کوئی ایک شخص بھی جبکہ اسکی تاریکیاں ہمہ گیر اور اسکی دیوانگی حد سے زیادہ سخت ہو چکی تھی اسکی ہمت نہ کر سکتا تھا اور

كَلَبُهَا فَاسْاَلُوْنِيْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِيْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ

قبل اسکے کہ تم مجھے اپنے درمیان نہ پاؤ جو کچھ مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو بس قسم ہے اس کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے

بِيَدِهٖ لَا تَسْاَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ فِيْمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ وَلَا

کہ تمہارے اور قیامت کے درمیان جو کچھ ہونیوالا ہے اسکے متعلق یا اس جماعت کے متعلق جو سو کی ہدایت کرے گی تو

عَنْ فِئَةٍ تَهْدِيْ مِائَةً وَتُضِلُّ مِائَةً اِلَّا اَنْبَاْتُكُمْ

سو کو گمراہ بھی بنا دے گی کسی بات کا سوال نہ کروگے مگر یہ کہ میں تمہیں بتلاؤنگا کہ اس کا پکارنے والا اس کا

بِنَاعِقِهَا وَقَائِدِهَا وَسَائِقِهَا وَمُنَاخِ رِكَابِهَا وَمَحَطِّ رِحَالِهَا

کھینچنے والا اور اس کا ہنکانیوالا کون ہے اور اس کی سواریوں کے ٹھہرنے کی جگہ اور اسکے بار کے اترنے کی منزل کہاں

ل اس جملہ میں پیغمبر خدا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ پیغمبر کی اس حدیث کی جانب اشارہ فرمایا ہے کہ علی اخی وخلیفتی ووصیی ووزیری فیکم فاسمعوا لہ واطیعوا لہ علی میرا بھائی میرا خلیفہ میرا وصی اور میرا وزیر و جانشین ہے تم اس کی بات سنو اور اس کو مانو۔ گویا مقصد یہ ہے کہ پیغمبر نے یا پہلے سے وزارت و خلافت کا تاج کا محتاج ہے نہ تاج کا رہین منت ہے نہ جو منصب کا اس لئے مجھے تم اسی جلیل منصب پر باقی رہنے دو جو مجھے عطا کیا گیا ہے امارت کے لئے کسی اور کو تلاش کرو میرے لئے خدا اور اس کے رسول کا عطا کیا ہوا منصب وزارت تمہارے دیے ہوئے منصب امارت سے زیادہ بہتر ہے اور میں اس حالت میں جبکہ غدیر خم کی نص متواتر وجلی کی بنیاد پر تمہارے لئے ناقابل انکار جانشین رسول ہوں اس حالت سے بہت زیادہ اچھا ہوں جبکہ تمہارے لئے امارت کی ذمہ داری کا بوجھ اٹھاؤنگا

وَمَنْ يُقْتَلُ مِنْ اَهْلِهَا قَتْلًا وَيَمُوتُ مِنْهُمْ مَوْتًا وَلَو

ان میں سے کون قتل ہو کر مارا جائے گا اور کون اپنی موت مرے گا یاد رکھو اگر تم

قَدْ فَقَدْتُمُونِیْ وَنَزَلَتْ بِكُمْ كَرَائِهُ الْاُمُوْرِ وَحَوَازِبُ

کھو دو گے اور میرے بعد ناخوشگوار حادثے و پریشان کن سخت مصیبتیں تم پر نازل ہونگی تو بہت سے

الْخُطُوْبِ لَاَطْرَقَ كَثِيْرٌ مِنَ السَّائِلِيْنَ وَفَشِلَ كَثِيْرٌ مِنَ

پوچھنے والوں میں سے اکثر اپنا سر جھکا لیں گے اور جن سے دریافت کیا گیا ہوگا وہ (جواب دینے) کی جرات

الْمَسْئُوْلِيْنَ وَذٰلِكَ اِذَا قَلَّصَتْ حَرْبُكُمْ وَشَمَّرَتْ عَنْ

نہ کریں گے اور یہ صورت حال اس وقت رونما ہوگی جب جنگ طول کھینچ

سَاقٍ وَضَاقَتِ الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ ضَيْقًا تَسْتَطِيْلُوْنَ مَعَهُ

اور دنیا تم پر اتنی تنگ ہو جائے گی کہ تم اپنے بلا و مصیبت کے دنوں کو طویل خیال کرنے لگو گے

اَيَّامَ الْبَلَاءِ عَلَيْكُمْ حَتّٰى يَفْتَحَ اللّٰهُ لِبَقِيَّةِ الْاَبْرَارِ مِنْكُمْ

یہاں تک کہ پروردگار عالم تمہارے باقی ماندہ نیکو کاروں کو فتح و ظفر عنایت فرمائے گا

اِنَّ الْفِتَنَ اِذَا اَقْبَلَتْ شَبَّهَتْ وَاِذَا اَدْبَرَتْ نَبَّهَتْ

بیشک فتنے جب سامنے آتے ہیں تو حق کو مشتبہ بنا دیتے ہیں اور جب منہ موڑتے ہیں تو متنبہ کر جاتے ہیں

يُنْكَرْنَ مُقْبِلَاتٍ وَيُعْرَفْنَ مُدْبِرَاتٍ يَحُمْنَ حَوْمَ الرِّيَاحِ

جب سامنے آنیوالے ہوتے ہیں تو پہچانے نہیں جاتے اور جب پشت موڑتے ہیں تو اچھی طرح شناخت کر لئے جاتے ہیں فتنے

يُصِبْنَ بَلَدًا وَيُخْطِئْنَ بَلَدًا اَلَا اِنَّ اَخْوَفَ الْفِتَنِ

ہوا کی طرح گردش کرتے اور بعض شہروں کو پا لیتے اور بعض کو چھوڑ دیتے ہیں دیکھو میرے

عِنْدِیْ عَلَيْكُمْ فِتْنَةُ بَنِیْ اُمَيَّةَ فَاِنَّهَا فِتْنَةٌ عَمْيَاءُ

خیال میں تم پر سب سے زیادہ خوفناک جو فتنہ نازل ہوگا وہ بنی امیہ کا فتنہ ہوگا کیونکہ یہ خود تاریک

مُظْلِمَةٌ عَمَّتْ خُطَّتُهَا وَخَصَّتْ بَلِيَّتُهَا وَاَصَابَ

اور دنیا بھر کو تاریک بنا دینے والا ہے اسکا امر سب کیلئے عام مگر بلا یکسر اہلبیت کے لئے خاص ہوگی جنے اسمیں آنکھ کھول

الْبَلَاءُ مَنْ اَبْصَرَ فِيْهَا وَاَخْطَاَ الْبَلَاءُ مَنْ عَمِیَ عَنْهَا وَ

(رکھی) اور دیکھا اسے مصیبت (و انتقام) پائے گی اور جسنے حق کی طرف سے آنکھ بند کر لی بلا و انتقام اس سے دور ہو جائے

اَيْمُ اللّٰهِ لَتَجِدُنَّ بَنِیْ اُمَيَّةَ لَكُمْ اَرْبَابَ سُوْءٍ بَعْدِیْ

گی میرے بعد خدا کی قسم تم اس کاٹ کھانے والے ناقہ کی طرح بنی امیہ کو اپنے بدترین حاکموں اور مالکوں میں سے

كَالنَّابِ الضَّرُوْسِ تَعْذِمُ بِفِيْهَا وَتَخْبِطُ بِيَدِهَا وَتَزْبِنُ

پاؤ گے جو اپنے منہ سے دودھ دوہنے والے کو کاٹتا اپنے ہاتھوں سے اسے روندتا اور اپنے پیروں سے لاتیں مارتا

سلہ بنی امیہ کی سلطنت ایک وسیع بنیادی سلطنت تھی جسکی وجہ سے انکے امر کی عمومیت تو ایک صحیح بات ہے جو کسی دلیل کی محتاج نہیں رکھی اسکی سخت گیری اور انکے ظلم و جور کی اہلبیت کے ساتھ خصوصیت تو اسکو کربلا کے واقعات اور اسکے بعد کے دل دوز حوادث پوری طرح مشتہر نام کر چکے ہیں کافی ہیں پر تشویش امیہ اور اہلبیت حضرت محمد کے نقوش سے لکھنے والوں نے بہت کچھ لکھا ہے لیکن علامہ ابو بکر خوارزمی نے اس موضوع کے متعلق جو خط لکھا ہے وہ جامعیت کے لحاظ سے ممتاز درجہ کی مالک ہے۔ جو ایسے اہے کہ نظر کی وسعت معلومات کے لئے انہیں کے الفاظ میں درج مد شیہ کرتے ہیں اہلبیت محمد اور انکے شیعوں کے ساتھ بنی امیہ اور دیگر اسلامی حکومتوں کا سلوک پروردگار عالم جس راہ میں انہیں پہ رکھ رہی ہے تو انکو عطا فرمائیگا اور خالص شیعوں کیلئے اللہ نے دنیا کو کبھی پسند ہی نہیں فرمایا بلکہ اس پائیدار انعام آخرت کو ترجیح دی اسلئے الخیر دو مجاعتوں میں تقسیم فرما دیا گیا وہ جو تیغ ظلم و ستم سے شہید ہوئے یا وہ جن کو دشمنوں نے جلا وطنی میں زندگی کے دن گذارنے دشمنوں کے خدا اند کی انتہا ہے کہ اب جو لوگ زندہ ہیں وہ مر جانیوالوں پر رشک کرتے ہیں اور جس منزل سکون و اطمینان کی طرف انہوں نے سبقت کی ہے اسکو نا پسند نہیں کرتے امیر المومنین صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم شیعوں کی طرف مصیبتیں جتنی تیز رفتاری کیساتھ پہاڑ کی بلندیوں سے وادیوں کی طرف سیل رواں آتی ہے اس سے بھی زیادہ تیز رفتاری کیساتھ آتی ہیں بیشک حضرت کا یہ کلام مصیبتوں کی بنیاد پر قائم ہے بلا شبہ اہلبیت رسول ہی وہ ہیں جنپر زمانے نے جور و ستم کئے دنیا انکی طرف سے رو گردان رہی شیعہ جنکی وجاہتوں نمایاں ہیں انکا نام کے مشیع اور ہر خیر و شر میں انکے اتباع کی تعداد زیادہ ہیں تو ان کے لئے یہی مناسب بھی ہو کہ یہ مصائب میں بھی انکی تقلید کریں اہلبیت رسول کے کیا کیا مصائب بیان کئے جائیں فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا سے انکے باپ کا حق چھینا گیا امیر المومنین علی ابن ابیطالب کو مقام خلافت سے پیچھے ڈال دیا گیا امام حسن کو زہر دیا گیا انکے بھائی حسین کو کھلم کھلا تیغ ظلم سے شہید کیا گیا زید ابن علی کو مقام کناسہ میں سولی دی گئی اسی نام کے دوسرے بزرگوار کا میدان جنگ میں سر کاٹا گیا عیسیٰ ابن موسیٰ عباسی کے تیغ کی روٹی نے محمد ابن زید ابن علی اور ابراہیم ابن زید ابن علی کے حلقوم نازک کے بوسے لئے موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام نے ہارون رشید کے قید خانہ میں انتقال فرمایا حضرت علی ابن موسیٰ نے مامون کے ہاتھوں جام زہر نوش فرمایا حضرت ادریس

(باقی صفحہ ۶۷ پر دیکھئے)

حَلَبُهَا وَتَمْنَعُ دَرَّهَا لَا يَزَالُونَ بِكُمْ حَتَّى لَا يَتْرُكُوا

(اپنے دودھ کو روک لیتا ہو یہ ہمیشہ تم پر مسلط رہا کریں گے تا اینکہ تم میں سے بجز اس شخص کے

مِنْكُمْ إِلَّا نَافِعًا لَهُمْ أَوْ غَيْرَ ضَائِرٍ بِهِمْ وَلَا يَزَالُ

کسی ایک کو باقی نہ چھوڑیں گے جو ان کے لیے مفید یا کم سے کم انھیں نقصان نہ پہنچانے والا ہو ان کی آفت

بَلَاؤُهُمْ حَتَّى لَا يَكُونَ انْتِصَارُ أَحَدِكُمْ مِنْهُمْ إِلَّا

برابر رہے گی یہاں تک کہ تم میں سے کسی ایک شخص کی ان سے دادخواہی کی حالت بالکل

كَانْتِصَارِ الْعَبْدِ مِنْ رَبِّهِ وَالصَّاحِبِ مِنْ مُسْتَصْحِبِهِ

ویسی ہی ہو جائے گی جیسے آقا سے غلام کی اور متبوع سے تابع کی دادخواہی کی حالت ہوتی ہے

تَرِدُ عَلَيْكُمْ فِتْنَتُهُمْ شَوْهَاءَ مَخْشِيَّةً وَقِطَعًا جَاهِلِيَّةً

ان کا فتنہ تم پر بہت کریہہ، خوفناک شکل اور ظلمت کدہ جاہلیت کے ساتھ اس طرح وارد ہوگا

لَيْسَ فِيهَا مَنَارُ هُدًى وَلَا عَلَمٌ يُرَى نَحْنُ أَهْلَ الْبَيْتِ

کہ اس میں نہ کوئی ہدایت کا روشن نشان ہوگا اور نہ حق کی کوئی ایسی علامت جو دیکھی جاسکے ہم اہل بیت رسول

مِنْهَا بِمَنْجَاةٍ وَلَسْنَا فِيهَا بِدُعَاةٍ ثُمَّ يُفَرِّجُهَا اللهُ

اس فتنہ کے عذاب سے نجات کی منزل پر ہیں اور اس کی طرف سے اسکے بارے میں دعوت دینے والے نہیں ہیں پھر اللہ اسکے بعد

عَنْكُمْ كَتَفْرِيجِ الْأَدِيمِ بِمَنْ يَسُومُهُمْ خَسْفًا وَيَسُوقُهُمْ

اسکے جور و ستم کو جس طرح کھال کو گوشت سے دور کر دیا جاتا ہے ان لوگوں کے ذریعہ سے دور فرما دیگا جو انھیں ذلت کا برتاؤ کریں گے

عُنْفًا وَيَسْقِيهِمْ بِكَأْسٍ مُصَبَّرَةٍ لَا يُعْطِيهِمْ إِلَّا

سختی کے ساتھ کھینچیں گے اور کڑواہٹ سے بھرے ہوئے جام (یعنی تیغ) سے پلائیں گے وہ انھیں تلوار کے علاوہ کچھ

السَّيْفَ وَلَا يُحْلِسُهُمْ إِلَّا الْخَوْفَ فَعِنْدَ ذَلِكَ تَوَدُّ

نہ دیں گے اور نہ خوف کے علاوہ کوئی چیز پہنائیں گے یہی وقت ہوگا جب قریش والے آرزو کریں گے

قُرَيْشٌ بِالدُّنْيَا وَمَا فِيهَا لَوْ يَرَوْنَنِي مَقَامًا وَاحِدًا

کاش وہ مجھے ایک ہی مرتبہ ساری دنیا و مافیہا کے عوض صرف اتنی ہی دیر کے لیے

وَلَوْ قَدْرَ جَزْرِ جَزُورٍ لِأَقْبَلَ مِنْهُمْ مَا أَطْلُبُ الْيَوْمَ

دیکھ لیں جتنی دیر اونٹ کو نحر کرنے میں صرف ہوتی ہے تاکہ میں ان سے اس پوری چیز کو قبول کر لوں جسکا اس وقت

بَعْضَهُ فَلَا يُعْطُونِيهِ

میں تھوڑا سا حصہ مانگ رہا ہوں اور یہ مجھے نہیں دے رہے ہیں

بقیہ صفحہ ۳۶۶) کو مقام فخ سے جلاوطن کر کے اندلس میں پھینکوا دیا گیا عیسٰی ابن زید جلاوطنی کے عالم میں ہی موت سے ہم آغوش ہوئے علیٰ ابن عبداللہ کو امان دینے کے بعد اور مستحکم ضمانتیں کرنے کے بعد شہید کیا گیا یہ سب تو علاوہ اسکے ہے

جو یعقوب ابن لیث نے تبعیان طبرستان پر مظالم کئے اور محمد ابن زید اور حسن ابن القاسم الداعی آل سامان کے سفاک ہاتھوں سے جس بیدردی کے ساتھ قتل کئے گئے یا ابو الساج کی ستم آرائیوں نے شیعوں کو جس بری طرح پامال کیا یا قتیبہ ابن مسلم باہلی نے ابن عمر ابن علی کو جبکہ انھوں نے اپنے کو ایک مقام پر چھپا دیا تھا ڈھونڈ کر تلاش کر کے انھیں شہید کر دیا یا حسین ابن اسمٰعیل مصعبی نے یحییٰ ابن عمر زیدی کے ساتھ اور مزاحم ابن خاقان نے کوفہ کے تمام علویین کیساتھ جو ظلم روا رکھا غرضیکہ بڑے مختصر یہ کہ اسلامی سلطنت کی قلمرو میں تقریباً ہر مقام پر کسی نہ کسی ہاشمی کی قبر نظر آتی ہے جس کے خون میں اموی ہوں یا عباسی ہمہ تن شریک ہو رہا تھا لیکن سب ہی کے ہاتھ رنگین نظر آتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ نہ تو بنی امیہ اور نہ کسی قبیلہ اور کسی شہر کا کوئی انسان ہو جس کے ہاتھ بنی ہاشم کی خونریزی میں اسی طرح شریک نظر آتے ہیں جس طرح بلکہ قربانی کے جانور پر ہر ایک شریک ہو جاتے ہیں ان لوگوں نے غیرت و حمیت نے جھنجھوڑ کر موت کی منزل تک پہنچا دیا انھوں نے ذلت کی زندگی کو ناپسند اور عزت کی موت کو اختیار کیا عثمان ہی کو دیکھیے جس نے عمار ابن یاسر کو روندا ابوذر کو شہر بدر کیا عامر ابن قیس کو انکے گھر سے باہر مالک اشتر کو جلاوطن کیا عدی ابن حاتم کو بے وطن بنایا عمرو ابن زرارہ کو شام سے نکالا کمیل ابن زیاد کو عراق بھجوا دیا ابی ابن کعب پر ظلم و ستم کئے محمد ابن حذیفہ کے ساتھ دشمنی کو کوئی کسر اٹھا نہ رکھا محمد ابن سالم کے قتل پر یہ انداز اختیار کئے، کعب ذی الحظہ کیا ناقابل کریہ سلوکیاں کیں یہی طرز عمل تو جس کو بنی امیہ نے اپنے لیے لائحہ عمل قرار دیا انھوں نے مرتدوں سے جنگ اور معاملین کے ساتھ غداری کی مہاجرین کی حمایت اور انصار کی حفاظت جانی مالی کو

ترک نہ دیا یہ خدا سے ڈرتے تھے نہ لوگوں سے شرم کرتے تھے انھوں نے خدا کی کھیتیاں اور خدا کی دولت کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھ رکھا تھا انھیں نے کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجائی، تمام کیا صحابہ کو غلام بنایا واجب نمازوں کو معطل کیا اشراف کو گردنوں پر غلامی کی مہریں لگائیں مسلمانوں کے محترم مقامات پر کفار کی طرح کام لیتے تھے کسی اموی نے کیا وہ انکے خیال میں گناہ ہی نہ تھا معاویہ ابن ابوسفیان نے حجر ابن عدی اور عمرو ابن حمق خزاعی کو مستحکم عہد و پیمان اور مضبوط ضمانت کے بعد شہید کیا زیاد نے ہزاروں ان شیعوں کو تہ تیغ کیا جو کوفہ یا بصرہ میں آباد تھے ان کی زندگی کے دن گذار رہے تھے صرف شہید ہی نہیں بلکہ ان میں سے (باقی صفحہ ۳۶۸ پر ملاحظہ)

خطبہ ۹۷

اس میں انبیا کی مدح فرمائی گئی ہے

فَتَبَارَكَ اللهُ الَّذِي لَا يَبْلُغُهُ بُعْدُ الْهِمَمِ وَلَا يَنَالُهُ حَدْسُ

بابرکت ہے وہ خدا جس تک ہمتوں کی بلندی پہونچ نہیں سکتی اور عقلوں کی زود فہمی

الْفِطَنِ الْأَوَّلُ الَّذِي لَا غَايَةَ لَهُ فَيَنْتَهِيَ وَلَا آخِرَ لَهُ فَيَنْقَضِيَ

جسے پا نہیں سکتی وہ ایسا اول ہے جسکی ازلیت کیلئے نہ کوئی ابتدائی حد ہے کہ وہاں پر وہ رکجائے نہ انتہائی منزل کہ وہاں وہ تمام

مِنْهَا فِي وَصْفِ الْأَنْبِيَاءِ فَاسْتَوْدَعَهُمْ فِي أَفْضَلِ

ہو جائے اور اسی آگے یہ شعر ہے اسی خطبہ کا ایک حصہ انبیاء کی تعریف میں پروردگار عالم نے انھیں (صلبوں) کی بہترین ودیعت

مُسْتَوْدَعٍ وَأَقَرَّهُمْ فِي خَيْرِ مُسْتَقَرٍّ تَنَاسَخَتْهُمْ كَرَائِمُ

گاہوں میں سونپا اور (رحموں کی) نیک ترین قرارگاہوں میں ٹھہرایا انھیں پاکیزہ صلب

الْأَصْلَابِ إِلَى مُطَهَّرَاتِ الْأَرْحَامِ كُلَّمَا مَضَى مِنْهُمْ

پاکیزہ رحموں کی طرف منتقل کرتے رہے اور جب کبھی کوئی ان میں کا سابق پیغمبر

سَلَفٌ قَامَ مِنْهُمْ بِدِينِ اللهِ خَلَفٌ حَتَّى أَفْضَتْ

چلا گیا تو خدا کے دین کی تبلیغ کیلئے ان میں سے بعد میں آنے والا پیغمبر اسکی جگہ کھڑا ہو گیا تا اینکہ

كَرَامَةُ اللهِ سُبْحَانَهُ إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَأَخْرَجَهُ

خداوند کریم کا سلسلہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ تک منتہی ہوا اور اس نے انھیں رسالت کی اس نشو گاہ سے

مِنْ أَفْضَلِ الْمَعَادِنِ مَنْبِتاً وَأَعَزِّ الْأَرُومَاتِ مَغْرِساً

جو نشو و نما کے اعتبار سے بہتر طینت کی کان اور نبوت کی اس اصل سے جو باعتبار ارتکاز حق تمام اصلوں سے زیادہ باعزت تھی

مِنَ الشَّجَرَةِ الَّتِي صَدَعَ مِنْهَا أَنْبِيَاءَهُ وَانْتَجَبَ مِنْهَا

(یعنی) اس پاک شجرہ عصمت ابراہیمی سے برآمد فرمایا جس سے اپنے متعدد انبیا پیدا فرمائے اور اسکی شاخوں سے اپنے

أُمَنَاءَهُ عِتْرَتُهُ خَيْرُ الْعِتَرِ وَأُسْرَتُهُ خَيْرُ الْأُسَرِ وَشَجَرَتُهُ

امانتداران وحی کا انتخاب فرمایا تھا انکی نسل تمام نسلوں سے بہتر خاندان تمام خاندانوں سے اعلیٰ اور درخت وہ بہترین درخت

خَيْرُ الشَّجَرِ نَبَتَتْ فِي حَرَمٍ وَبَسَقَتْ فِي كَرَمٍ لَهَا فُرُوعٌ

جو داخل حرم کی اخوام شرف میں روئیدہ اور بزرگی کی فضاؤں میں بلند ہوا اسکی شاخیں دراز ہیں اور پھل

طِوَالٌ وَثَمَرَةٌ لَا تُنَالُ فَهُوَ إِمَامُ مَنِ اتَّقَى وَبَصِيرَةُ مَنِ

وہ ایسا جنگلی خوبی کو کوئی پا نہیں سکتا وہ پرہیزگار دل کے امام طالبان ہدایت کے دلوں کی روشنی

اهْتَدَى

(بقیہ صفحہ ۳۶۶)

ہزاروں بے گناہوں کو زندان ظلم کا قیدی بنایا گیا تا اینکہ معاویہ کی زندگی کے دن تمام ہوے اور بدترین اعمال اور ذلیل ترین کرتوتوں کے بعد جب اس کا قصہ ظلم تمام ہو گیا تو عترت رسول کو تکلیف اور ان کے متعلقین کو اذیت پہونچانے میں اس کے فرزند یزید نے اس کا اتباع کیا یہاں تک کہ اسکی داستان ظلم کا آغاز ہوا اور مدینہ میں سب سے پہلے ہانی ابن عروہ مرادی اور مسلم ابن عقیل ہاشمی کو قتل کرایا گیا بعد حجر ابن زیاد ... عبداللہ انصاری حبیب ابن مظہر اسدی سعید ابن عبداللہ حنفی نافع ابن ہلال بجلی ... حنظلہ ابن اسعد شامی عابس ابن شبیب شاکری ... جون ... ابن حجر ... مقتولوں کے حسین ابن علی علیہ السلام کی معیت میں ... شہید کیا ... اس نے ... عبداللہ ابن زیاد ... جب ... مولیاں ... بنی ہاشم ... حکومت ... قصاص ... انسان ... ہو سکے سلیمان ابن صرد خزاعی مسیب ابن نجبہ فزاری اور عبداللہ ابن وال تیمی ... کو اٹھا کر ... اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے تو ابن زبیر عراق پر مسلط ہوا اور اس نے سلیمان ابن صرد خزاعی اور مسیب ابن نجبہ وغیرہ کو انکے نیکو کار رفقا کے ساتھ قتل کیا انھیں ابو عمران کمال احمر ابن سعید ... سائب ابن مالک عبداللہ ابن کامل ... بعد ... گیا اور بنی امیہ کی دوستی اور عترت رسول سے اتباع ... انکے ناک کان کاٹے گئے اور تکلیف رسانی

طرح طرح سے انھیں ستا ستا کر ہلاک کیا گیا بالآخر ابن زبیر کا فتنہ بھی دور ہوا اور اس کا بھائی مصعب ابن زبیر بھی ختم ہوا ان دونوں کی عبدالملک ابن مروان نے تلوار کی سیکھتی دھار ... اور خدا کا یہ قول سچ ہو کر رہا کہ ہم ظالموں میں ظالمین ہی کو انپر مسلط کر دیتے ہیں عبداللہ ابن زبیر وہ بزرگ ہیں جنھوں نے محمد ابن حنفیہ کو اسیر کیا اور انکا گھر پھونکنا چاہا عبداللہ ابن عباس مفسر قرآن کو شہر بدر کیا بعد ازاں حجاج پہلے تو حجازوالوں پر پھر عراق کے لوگوں پر مسلط ہوا اور اس نے اہلبیت رسول کے ساتھ جتنی بھی خونی کھیل کھیلے اولاد فاطمہ کو طرح طرح سے خوفزدہ کیا اور شیعیان علی کو قتل کیا رسول کے گھرانے کے فضائل مٹائے اور اس سلسلہ میں کہیں اپنی یادگاری ... جو کچھ ہوا وہ باقی صفحہ ۳۶۹ پر ملاحظہ ہو

باقی صفحہ ۳۶۹ پر ملاحظہ ہو

(بقیہ صفحہ ۳۶۶)
وہ انکی واضح مثال ہے مروانی دور سلطنت سے عباسی حکومت کے خاتمہ تک معصومین اہلبیت کا سلسلہ تو نہیں باقی رہا اور انکے وقتوں کوئی ظلم ایسا نہ تھا جو نہ کیا گیا ہو بالآخر یہ مہلت انکے جرموں اور عظیم گناہوں کی پاداش میں انہیں ختم کرنا چاہا ان پر سلطل دین کی زمام تھامنے والے ایک ہاشمی جوان زید بن علی کو مسلط فرمایا عراق والوں نے انکا ساتھ نہ دیا جسکی وجہ سے شام والوں نے انہیں شہید کیا اور انکے ساتھ اور بہت سے پرستاران اہلبیت نبوت بھی شہید ظلم و جفا ہوئے اور صرف نصر ابن خزیمہ اسدی اور معاویہ ابن اسحق انصاری ہی نہیں انکے ساتھی گھی بلکہ انکے خاندان اور انکے گھر کا ایک ایک فرد کو چن چن کر مار ڈالا گیا یہی وہ زبردست گناہ تھا جس نے مزاج مشیت کو برہم بنا دیا اور قدرت نے عباسیوں کو ان پر ابو مسلم کیسے البجرم کو مسلط فرمایا جسنے اپنی داستان ظلم کا آغاز اس طرح کیا کہ عبداللہ ابن معاویہ ابن عبداللہ ابن جعفر ابن ابیطالب کو سب سے پہلے شہید کیا پھر اس کے بعد خراسان کے عفرتیوں اور بجان کے خارجیوں کو آل ابوطالب کے متعلق حکم دیا کہ وہ انہیں جہاں پائیں قتل کردیں اور انکی تلاش میں کوہ و صحرا کا کوئی مقام باقی نہ چھوڑیں مگر اتنے خدا کی ناراضی اور اسکی مخالفت نے کوئی فائدہ نہ پہنچایا اور جس طرح اس نے اسکے مطیع بندوں کو قتل کیا تھا اسی طرح اسکے ایک محبوب انسان کے ہاتھوں کیفر کردار تک پہنچا دیا یہی بنی امیہ ہیں جنکی قرآن میں شجرۂ ملعونہ کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے یہ سب شیطان کے فرمانبردار اور سرکش ترین وہی لوگ تھے جنہوں نے وصی رسول حضرت علی کے محاسن کو دفن کرنے کی کوئی کوشش اٹھا

مہتدی سراج لمع ضوؤہ وشہاب سطع نورہ وزند
وہ چراغ ہیں جسکی روشنی چمکی وہ ستارہ ہیں جس کا نور تجلی پاش ہوا وہ (ہدایت)

برق لمعہ سیرتہ القصد وسنتہ الرشد وکلامہ
چقماق ہیں جسکی تابش شرارہ ریز ہوئی سیرت آپ کی میانہ روی طریقہ آپ کا ہدایت کلام آپ کا

الفصل وحکمہ العدل علی حین فترۃ من الرسل
حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن اور رہا حکم آپکا سراسر عدل و انصاف پر مبنی تھا اللہ نے انکو اسوقت نبی بنا کر بھیجا

وہفوۃ عن العمل وغباوۃ من الامم اعملوا رحمکم
زمانہ پیغمبروں سے خالی تھا لوگ عمل سے انحراف کر چکے تھے اور اقوام عالم سے جہالت و نادانی دور و پذیر ہو رہی تھی خدا

اللہ علی اعلام بینۃ فالطریق نہج یدعوا الی دار
رحم فرمائے منزل رستگاری و نجات تک پہونچا دینے والے درخشاں احکام پر عمل کرو کیونکہ راستہ صاف و سلامتی کے گھر کیطرف دعوت

السلام وانتم فی دار مستعتب علی مہل وفراغ و
دے رہا ہے۔ اور تم دنیا کی منزل رضا جوئی میں ابھی مہلت و فراغت پر مشتمل ہو اعمال کے

الصحف منشورۃ والاقلام جاریۃ والابدان
صحیفے کھلے ہوئے کرام کاتبین کے قلم رواں ہیں جسم

صحیحۃ والالسن مطلقۃ والتوبۃ مسموعۃ
صحیح و سالم اور زبانیں کھلی ہوئی ہیں توبہ قابل سماعت اور

والاعمال مقبولۃ
اعمال قابل قبول ہیں

خطبہ ۹۸

اسمیں پیغمبر اسلام کے وقت بعثت لوگوں کی جو حالت تھی اسکا نقشہ کھینچا گیا ہے

بعثہ والناس ضلال فی حیرۃ وحاطبون فی فتنۃ
اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کو اسوقت مبعوث برسالت فرمایا جبکہ لوگ سرگشتگی کی تاریک فضا میں حق کے راستہ سے بھٹکے

قد استہوتہم الاہواء واستزلتہم الکبریاء
ہوئے فتنہ و فساد میں سرگرداں تھے نفسانی خواہشوں نے انہیں راہ حق سے ہٹا دیا تھا سرگرانی نے انکے قدم ڈگمگا دیے تھے

واستخفتہم الجاہلیۃ الجہلاء حیاری فی زلزال
اور کفر کی شدید ترین ناسمجھی نے انہیں سبک سر بنا دیا تھا جسکی وجہ سے وہ اپنی

نہیں رکھی یہی بنی امیہ ہیں جنکے متعلق ابوذر جبل جمحی نے کہا ہے کہ بنی امیہ کے بدمست شراب تو بستر راحت و آرام پر محو خواب ہیں اور کربلا کی گرم زمین پر کچھ مقتولین ہیں۔ چاہیے والے کسی طرح سوتے نہیں بنی امیہ کی جماعت کے بارے میں اب میں اس سے زیادہ کیا کہوں کہ یہی لوگ ہیں جنھوں نے مسلمان عورتوں کی عصمتوں پر وحشی انسانوں کے جذبات کو مسلط کیا جنہوں نے گڑیا گڈے کی شادیاں رچائیں انہیں بنی امیہ میں سے ولید ہے جس نے مشرق پر حجاج اور مغرب پر قرہ بن شریک کو والی مقرر کیا انہیں میں سے سلیمان ہے جسے پرخوری کیوجہ سے ہیضہ ہوا انہیں میں سے یزید ہے کہ جس نے نواسۂ رسول کا خون بہایا اور فواحش کا بالاعلان ارتکاب کیا۔ علامہ ابوبکر خوارزمی کی طولانی تحریر کے بعض مختصر اقتباسات اس مقام پر درج کیے گئے ہیں موصوف کی پوری تحریر رسائل خوارزمی ص۶۷ تا ص۸۳ پر تفصیل سے ساتھ ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ ۱۲۔۱۲

مِنَ الْاَمْرِ وَبَلَاءٍ مِنَ الْجَهْلِ فَبَالَغَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

حالت کے اضطراب اور جہالت کی بلاؤں میں متحیر نظر آرہے تھے چنانچہ آپ نے

فِي النَّصِيْحَةِ وَمَضٰى عَلَى الطَّرِيْقِ وَدَعَا اِلَى الْحِكْمَةِ

سمجھانے بجھانے میں بڑی جانفشانی فرمائی آنحضرت خود حق کے راستہ پر

وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

اور دوسروں کو اسرار حکمت اور بہترین وعظ و نصیحت کی طرف دعوت دیتے

خطبہ ۹۹

جس میں تذکرہ حمد و نعت فرمایا گیا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْاَوَّلِ فَلَا شَيْءَ قَبْلَهٗ وَالْاٰخِرِ فَلَا شَيْءَ بَعْدَهٗ

حمد اس خدا ہی کیلئے زیبا ہے جو ایسا اول ہے کہ کوئی چیز اُس سے پہلے نہ تھی اور ایسا آخر ہے کہ کوئی چیز اس کے بعد نہیں

وَالظَّاهِرِ فَلَا شَيْءَ فَوْقَهٗ وَالْبَاطِنِ فَلَا شَيْءَ دُوْنَهٗ

وہ اتنا ظاہر و آشکار ہے کہ کوئی شے اس سے زیادہ ظاہر نہیں اور باعتبار کنہ حقیقت اتنا مخفی ہے کہ کوئی شے اس سے

(مِنْهَا فِيْ ذِكْرِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ) مُسْتَقَرُّهٗ

زیادہ مخفی نہیں (اسی خطبہ کا ایک حصہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے ذکر میں) پاکیزگی کے گہواروں اور

خَيْرُ مُسْتَقَرٍّ وَمَنْبِتُهٗ اَشْرَفُ مَنْبِتٍ فِيْ مَعَادِنِ الْكَرَامَةِ

بزرگی کی کانوں میں انکی قرارگاہ بہترین قرارگاہ اور ان کا آفرینش کدہ بہترین

وَمَمَاهِدِ السَّلَامَةِ قَدْ صُرِفَتْ نَحْوَهٗ اَفْئِدَةُ الْاَبْرَارِ

آفرینش کدہ تھا نیکوکاروں کے دل ان کی طرف پھیر دیئے گئے

وَثُنِيَتْ اِلَيْهِ اَزِمَّةُ الْاَبْصَارِ دَفَنَ بِهِ الضَّغَائِنَ وَاَطْفَاَ

اور نگاہوں کی مہاریں انکی جانب موڑ دی گئی تھیں اللہ نے انکی برکت سے پرانے کینے دبا دیئے

بِهِ الثَّوَائِرَ اَلَّفَ بِهٖ اِخْوَانًا وَفَرَّقَ بِهٖ اَقْرَانًا

انتقام کے جذبوں کو ٹھنڈا کر دیا بھائیوں کو آپس میں ملا دیا اور مشرکین کے ہمسروں کو پراگندہ فرمایا

اَعَزَّ بِهِ الذِّلَّةَ وَاَذَلَّ بِهِ الْعِزَّةَ كَلَامُهٗ بَيَانٌ

انکے ذریعہ سے (اسلام کی) ذلت کو سربلندی عطا فرمائی اور کفر کی عزت کو ذلیل و خوار کر دیا انکی گفتگو جان

وَصَمْتُهٗ لِسَانٌ

اور خاموش بولتی ہوئی زبان تھی

حاشیہ صفحہ ۳۶۷

در کے لغوی معنے دودھ کے ہیں مگر یہاں اُس سے خیر مراد لیا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ بنی امیہ اپنے دور میں سوائے بدی کے اور کچھ نہ کریں گے۔ انھیں بنی امیہ کے متعلق علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء کے صد ۲۳۱ پر تحریر کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ نے بنی امیہ کے کچھ لوگوں کو تکبر کے ساتھ چلتے ہوئے دیکھا تو قرآن کی وہ آیت تلاوت فرمائی جس میں شجرہ ملعونہ کا لفظ وارد ہوا ہے جب اصحاب نے شجرہ ملعونہ کی تفسیر دریافت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے بنی امیہ مراد ہیں جب یہ حکومت کرینگے تو دنیا میں اندھیر مچا دینگے اور جب انکے پاس کوئی امانت رکھی جائے گی تو یہ اسمیں خیانت کرینگے نیز اسی کتاب کے صد ۔ میں ہے کہ رسول کریم نے ایک مرتبہ بنی امیہ کو بندروں کی طرح اپنے منبر پر اچھلتے ہوئے دیکھا جس سے آپ کو بہت تکلیف ہوئی اسی قسم کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں جن سے بنی امیہ کی نحوست و دنائت اور بدسرشتی پر روشنی پڑتی ہے ۱۲۰ - ۱۲ - ۱۲-۱۲

بحاشیہ صفحہ (۳۶۸)

لـه اہلبیت رسول کریم کی فضیلت وہ بسیط موضوع ہے جس پر اسلامی کتابوں نے اتنا کثیر ذخیرہ پیش کیا ہے کہ اگر کوئی جمع کرنے والا ان میں تفصیل سے نہیں صرف اجمال ہی سے جمع کرے تو اس سے ایک ضخیم تالیف مرتب ہو سکتی ہے اس مقام پر ناظرین کے مطالعہ کے لئے اور تمام چیزوں سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف کنز العمال کی کچھ روایتیں درج کی جاتی ہیں۔ اہلبیت رسول کے دشمن خدا کے دشمن ہیں۔ مولف کنز العمال تحریر فرماتے ہیں لکل بنی اب ینتسبون الیها الا ولد فاطمة فانا ولیهم وانا عصبتهم وهم عترتی خلقوا من طینتی وویل للمکذبین بفضلهم من احبهم احبه الله ومن ابغضهم ابغضه الله کنز العمال صد ۲۱۵ ہر اولاد اپنی ددھیال کی طرف منسوب ہوتی ہے بجز اولاد فاطمہ کے کہ انکا ولی میں ہوں انکا حامی میں ہوں یہی میری عترت ہیں جو کہ میرے نور سے پیدا ہوئے ہیں تو جو شخص انکے فضل و شرف کی تکذیب کرے اس کیلئے ویل ہے جو انکو دوست رکھے خدا اس کو دوست رکھے گا اور اُن سے عداوت کرے خدا اس سے عداوت رکھے گا۔ کنز العمال کی اس روایت نے اہلبیت رسول کی فضیلت کے سلسلہ میں کئی اور اہم چیزیں بے نقاب کر دیں جنہیں سب سے اہم لفظ عترت کے مصداق کی تعیین ہے ہو سکتا تھا کہ اہلبیت اور عترت کو ہم سے دو علحدہ چیزیں سمجھ لیا جاتا مگر اس روایت سے اس جملے نے کہ الا ولد فاطمہ وہم عترتی۔ اولاد فاطمہ ہی میری عترت ہے۔ اس بات کو اچھی (باقی صفحہ ۳۷۱ پر دیکھئے)

خطبہ ۱۰۰

ظالمین کی مہلت دہی اور اپنے اصحاب کی شکایت سے متعلق

ئِنْ اَمْهَلَ الظَّالِمَ فَلَنْ يَفُوْتَ اَخْذُهٗ وَهُوَ لَهٗ بِالْمِرْصَادِ

اللہ کسی ظالم کو ڈھیل دیدے تو وہ اس کی گرفت سے بچکر کہیں جا نہیں سکتا

لٰی مَجَازِ طَرِيْقِهٖ وَبِمَوْضِعِ الشَّجٰی مِنْ مَسَاغِ رِيْقِهٖ

کہ وہ اسکی راہ کی گذرگاہ اور آب دہن کے راستہ میں پھندا لگنے کی منزل تک پر نگراں ہے

مَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيَظْهَرَنَّ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ عَلَيْكُمْ

ہو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ یہ شام کے لوگ تم پر غالب آکے رہیں گے مگر اسلئے نہیں

يْسَ لِاَنَّهُمْ اَوْلٰی بِالْحَقِّ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لِاِسْرَاعِهِمْ

وہ حق سے تمہاری نسبت زیادہ نزدیک تر ہیں بلکہ اسی وجہ سے کہ وہ اپنے سردار کے باطل

لٰی بَاطِلِ صَاحِبِهِمْ وَاِبْطَائِكُمْ عَنْ حَقِّيْ وَلَقَدْ اَصْبَحَتِ

طرف تیزی سے بڑھتے ہیں اور تم میرے حق کی طرف آنے میں سستی کرتے ہو دنیا کی قومیں

لْاُمَمُ تَخَافُ ظُلْمَ رُعَاتِهَا وَاَصْبَحْتُ اَخَافُ ظُلْمَ رَعِيَّتِيْ

پنے حاکموں کے جور و ستم سے ڈرتی ہیں اور میں اس عالم میں ہو گیا ہوں کہ اپنی رعیت ہی کے جور و ستم سے ڈر رہا ہوں

سْتَنْفَرْتُكُمْ لِلْجِهَادِ فَلَمْ تَنْفِرُوْا وَاَسْمَعْتُكُمْ فَلَمْ تَسْمَعُوْا

ں نے تمہیں دشمنوں سے جنگ کرنے کے لئے گھروں سے باہر نکلنے کی دعوت دی مگر تم نہ نکلے میں نے تمکو اپنے احکام سنائے مگر تم نے

دَعَوْتُكُمْ سِرًّا وَّجَهْرًا فَلَمْ تَسْتَجِيْبُوْا وَنَصَحْتُ لَكُمْ

نے میں نے مخفی اور ظاہر ہر طریقہ سے تمہیں آواز دی مگر افسوس تم نے لبیک نہ کہی میں نے تمہیں وعظ و نصیحت کی مگر تم نے اسے نہ مانا

فَلَمْ تَقْبَلُوْا اَشُهُوْدٌ كَغُيَّابٍ وَعَبِيْدٌ كَاَرْبَابٍ اَتْلُوْ

میرے سامنے ہوا تو کیا جیسا نہ ہونے والے لوگوں کے مانند (میرے خطاب سے فائدہ نہیں حاصل کرتے) اور بظاہر تو تم میرے حلقہ بگوش افراد ہیں

عَلَيْكُمُ الْحِكَمَ فَتَنْفِرُوْنَ مِنْهَا وَاَعِظُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ

ہو مگر انداز تمہارے آقاؤں جیسے میں تمہارے اوپر حکمت کی آیتوں کی تلاوت کرتا ہوں تم اس سے بھاگتے ہو تمہیں انتہائی نفع بخش وعظ

الْبَالِغَةِ فَتَتَفَرَّقُوْنَ عَنْهَا وَاَحُثُّكُمْ عَلٰی جِهَادِ اَهْلِ

کے ساتھ پند و نصیحت کرتا ہوں تم اس سے منتشر ہو جاتے ہو تمہیں سرکشوں سے جنگ کرنے پر ابھارتا ہوں مگر آخر بیان تک

الْبَغْيِ فَمَا اٰتِيْ عَلٰی اٰخِرِ الْقَوْلِ حَتّٰی اَرَاكُمْ مُتَفَرِّقِيْنَ

ابھی نہیں پاتا کہ تمہیں اولاد سبا کی طرح تتر بتر دیکھنے لگتا ہوں

(بقیہ صفحہ ۳۶۸)

طرح واضح کر دیا کہ اولاد فاطمہ ہی درحقیقت عترت رسول ہے نیز یہی عترت رسول ہم طینت رسول ہے کیا یا اہم ترین فضیلت عترت حضرت محمد کی افضلیت ثابت کرنے کیلئے کافی نہیں ہے عترت رسول ساری دنیا سے بہتر ہے علامہ موصوف پھر ایک دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ پیغمبر اسلام نے ارشاد فرمایا کہ خیر من رجالکم علی وخیر شبابکم الحسن والحسین وخیر نسائکم فاطمہ من سرہ ان یحیی حیاتی ویموت مماتی ویسکن جنتی ... فلیوال علیا من بعدی ولیوال ولیہ ولیقتد باہل بیتی من بعدی فانہم عترتی خلقوا من طینتی ویرزقوا فہمی وعلمی فویل للمکذبین بفضلہم من امتی القاطعین فیہم صلتی لا انالہم اللہ شفاعتی مردوں میں سب سے بہتر حسن و حسین اور عورتوں میں سب سے بہتر فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں جسے یہ امر پسند ہو کہ وہ میری طرح زندگی بسر کرے اور اسے میری جیسی باعزت موت آئے تو چاہیے کہ وہ علی ابن ابیطالب صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے محبت کرے اور انکی نیز انکی اولاد کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دے اور انکی افعال کی پیروی کرے کیونکہ حقیقتاً یہی اولاد علی ہی میری عترت اور ذریت میں اللہ نے انکو میرے فاضل نور سے پیدا فرمایا اور میرا علم و فہم انھیں عطا کیا ہے میری امت میں سے جو لوگ انکی فضیلتوں کی تکذیب کریں گے ان پر خدا کا عذاب نازل ہوگا اور میں انھیں کبھی بھی اپنی شفاعت سے بہرہ اندوز ہونے کا موقع نہ دونگا عترت رسول کی محبت اساس اسلام ہے اسی کتاب کے صفحہ ۲۱۶ پر تحریر فرمایا ہے کہ اساس الاسلام حبی وحب اہلبیتی میرا اور میرے اہلبیت کی محبت اسلام کی نیو ہے مطلب یہ ہے کہ اگر اسلام کی اساس محبت اہلبیت رسول پر قائم نہو گی تو وہ بے بنیاد اسلام ہوگا عترت رسول امان اہل ارض ہیں اسی سلسلہ تحریر کو جاری رکھتے ہوئے صاحب کنز العمال نے پیغمبر کی اس حدیث کو بھی نقل کیا ہے کہ النجوم امان لاہل السماء واہلبیتی امان لاہل الارض میرے اہلبیت زمین والوں کی زندگی کا سہارا ہیں اگر یہ نہو تو دنیا تباہ و برباد ہو جائے جس طرح ستارے اہل آسمان کی بقا کا سبب ہیں عترت رسول کی مثال کشتی نوح کی ہے ایک نہیں بے شمار عامہ کی کتابوں کے حوالوں سے یہ حدیث باسناد صحیح پہونچ چکی ہے کہ ان مثل اہلبیتی کسفینۃ نوح من رکبہا نجی (باقی صفحہ ۳۷۲ پر دیکھئے)

أَيَادِيَ سَبَا تَرْجِعُونَ إِلَى مَجَالِسِكُمْ وَتَتَخَادَعُونَ عَنْ

(جب یہاں سے) پلٹ کر اپنے مجمعوں کی طرف جاتے ہو تو اپنے موعظوں سے ایک دوسرے کو

مَوَاعِظِكُمْ أُقَوِّمُكُمْ غُدْوَةً وَتَرْجِعُونَ إِلَيَّ عَشِيَّةً كَظَهْرِ

دھوکے دیتے ہو صبح کو تمہیں درست کرتا ہوں اور شام کو جب پلٹ کر میری طرف آتے ہو

الْحَنِيَّةِ عَجَزَ الْمُقَوِّمُ وَأَعْضَلَ الْمُقَوَّمُ

اس جھکی ہوئی کمان کی پشت کے مانند ٹیڑھے ہوتے ہو (سیدھا) سیدھا کرنیوالا اسکی کجی دور کرنے سے عاجز ہوا اور اسکا قابو میں آنا دشوار ہو

أَيُّهَا الشَّاهِدَةُ أَبْدَانُهُمْ الْغَائِبَةُ عُقُولُهُمْ الْمُخْتَلِفَةُ

اے وہ انسانو! جنکے جسم تو حاضر لیکن عقلیں غائب ہیں جن کی خواہشیں پراگندہ

أَهْوَاؤُهُمْ الْمُبْتَلَى بِهِمْ أُمَرَاؤُهُمْ صَاحِبُكُمْ يُطِيعُ اللهَ

اور جنکے سردار انکی نافرمانیوں کی وجہ سے مصیبتوں میں مبتلا ہیں سنو! تمہارا امیر (علی) خدا کی (زہ ہدایت میں) اطاعت کرتا ہے

وَأَنْتُمْ تَعْصُونَهُ وَصَاحِبُ أَهْلِ الشَّامِ يَعْصِي اللهَ

اسکے باوجود تم اسکی نافرمانی کرتے ہو اور شام والوں کا سردار معاویہ (ہر امر میں) اللہ کی نافرمانی کرتا

وَهُمْ يُطِيعُونَهُ لَوَدِدْتُ وَاللهِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ صَارَفَنِي

ہے مگر وہ باایں ہمہ اسکی اطاعت کرتے ہیں بخدا میرا دل چاہتا ہے کہ معاویہ تمہیں جس طرح دینار کو درہم سے

بِكُمْ صَرْفَ الدِّينَارِ بِالدِّرْهَمِ فَأَخَذَ مِنِّي عَشَرَةً

بدلا جاتا ہے۔ اس طرح مجھ سے بدل لے اور تم (عراق والوں) میں سے دس آدمی لیکر ان (شام والوں) میں سے

مِنْكُمْ وَأَعْطَانِي رَجُلاً مِنْهُمْ يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ مُنِيتُ

ایک آدمی مجھے دیدے۔ اے کوفہ والو وہ تین خصلتیں جو تم میں پائی جاتی اور دو خصلتیں جو تم میں نہیں

مِنْكُمْ بِثَلاثٍ وَاثْنَتَيْنِ صُمٌّ ذَوُو أَسْمَاعٍ وَبُكْمٌ ذَوُو

پائی جاتی ہیں انھیں کیوجہ سے مصیبت میں مبتلا ہو (کہ تم میں پائی جانیوالی تین صفتیں یہ ہیں کہ) تم کانوں والے ہوتے ہوئے

كَلامٍ وَعُمْيٌ ذَوُو أَبْصَارٍ لا أَحْرَارُ صِدْقٍ عِنْدَ اللِّقَاءِ

بہرے، صاحبان بیان ہوتے باوجود گونگے آنکھوں والے ہوتے ہوئے باوجود اندھے اور نہ پائی جانیوالی دو صفتیں یہ ہیں کہ جنگ کے وقت

وَلا إِخْوَانُ ثِقَةٍ عِنْدَ الْبَلاءِ يَا أَشْبَاهَ الإِبِلِ غَابَ عَنْهَا

سچے جوانمرد اور بلا و مصیبت کے موقع پر بھروسہ کئے جانیکے قابل لوگ نہیں ہو۔ ان اونٹوں کے ایسے انسانو جنکے چرواہے

رُعَاتُهَا كُلَّمَا جُمِعَتْ مِنْ جَانِبٍ تَفَرَّقَتْ مِنْ جَانِبٍ آخَرَ

نہوں (اور اسکی وجہ سے) جب انھیں ایک طرف سے سمیٹا جاتا ہو تو وہ دوسری طرف سے پراگندہ ہوجاتے

وَاللهِ لَكَأَنِّي بِكُمْ فِيمَا إِخَالُ أَنْ لَوْ حَمِسَ الْوَغَى وَحَمِيَ

بخدا میں تمہارے بارے میں جو خیال کرتا ہوں تو ایسی حالت میں تمھیں دیکھتا ہوں کہ اگر (کسی دن) معرکہ جنگ سخت

(بقیہ صفحہ ٣٦٨)
ومن تخلف عنها غرق وہوی۔ میرے اہلبیت کی مثال سفینہ نوح کی سی ہے جو اس پر سوار ہو جائے گا وہ نجات پا جائے گا اور جس نے اس سے انحراف کیا وہ غرق ہو جائے گا۔

(حاشیہ صفحہ ٣٦٩)
لہ دو پیغمبروں کے مابین جو درمیانی زمانہ ہوتا ہے اسے زمانہ فترت سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسا کہ حسان ابن ثابت انصاری نے اپنے قصیدہ کے ایک شعر میں نظم کیا ہے
بینی اتانا بعد یاس وفترۃ من الرسل والاوثان فی الارض تعبد
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وہ پیغمبر ہیں جو کہ رسولوں کی فترت اور زمانہ یاس کے بعد اس وقت مبعوث برسالت ہوئے جب زمین میں ہر طرف بتوں کی پرستش کی جا رہی تھی۔ ١٢

(حاشیہ صفحہ ٣٧٠)
لہ مراد اس سے کہ ہے جس کا بہترین مستقر ہونا محتاج بیان نہیں کیونکر یہی وہ مقام ہے کہ پروردگار عالم نے تمام دنیا پر اس کے شرف کے مقابلہ میں پست و کم تر قرار دیا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ایک مقام پر ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین سب سے پہلا مکان کعبہ ہے جسے اللہ نے بہت ہی مبارک اور دونوں عالم کیلئے ذریعہ ہدایت قرار دیا ہے۔ ١٢ - ١٢ - ١٢

(حاشیہ صفحہ ٣٧١)
لہ استنفار کے لغوی معنے ہیں رغبت کسی چیز کی جانب جانے کی خواہش کرنے کے ہیں اسی چیز کو ترجمہ میں ملحوظ رکھا گیا ہے۔ ١٢ - ١٢ - ١٢

حاشیہ صفحہ ٣٧٢
لہ یہ ایک مثل ہے جو جدا ہونیوالوں کی جدائی اور افتراق کے موقع پر استعمال کی جاتی ہے جسکی اصل یہ ہے کہ عربوں کا بزرگ اعلیٰ ایک شخص تھا جن کے دس لڑکے تھے مگر اتفاق یہ ہوا یہ دسوں لڑکے آپس سے اس طرح جدا ہوگئے کہ ایک کسی شہر چلا گیا اور ایک کسی شہر میں یہ مثل ایادی سبا اسی وقت سے رائج ہوئی کہ مثلاً فلاں لوگ آپس سے اس طرح جدا ہوگئے جیسا سبا کی اولاد۔ ١٢ - ١٢ - ١٢

الضراب وقد انفرجتم عن ابن ابی طالب انفراج المرأة

شمشیرزنی کا بازار گرم ہوگیا تو تم ابوطالب کے فرزند سے اس طرح دور ہو جاؤ گے اور اس کا ساتھ چھوڑ دو گے جس طرح کوئی عورت زچگی میں

عن قبلها وانی لعلی بینة من ربی ومنهاج من نبیی و

اپنے سرپرستوں سے دور ہو جاتی اور ان کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے حالانکہ میں اپنے پالنے والے خدا کی واضح حجت اور اپنے پیغمبر محمد صلی اللہ

انی لعلی الطریق الواضح القطه لقطا انظروا اهل بیت

علیہ والہ کی سنت پر (عمل پیرا) اور ایمان (حق کے) روشن راستہ پر (قائم) اور حق کو مختلف جگہوں سے سمیٹ کر اکٹھا کر رہا ہوں

نبیکم فالزموا سمتهم واتبعوا اثرهم فلن یخرجوکم

دیکھو اپنے پیغمبر کے اہلبیت کا لحاظ کرو ان کے راستہ پر گامزن ہو جاؤ اور ان کے آثار کی پیروی کرو اس لئے کہ وہ تمہیں

من هدی ولن یعیدوکم فی ردی فان لبدوا فالبدوا

کبھی ہرگز دائرۂ ہدایت سے باہر اور (گمراہی کی) ہلاکت میں لوٹا کر (نہ پہنچائیں گے) نہیں سو وہ ٹھہر جائیں تو تم بھی ٹھہر جاؤ

وان نهضوا فانهضوا ولا تسبقوهم فتضلوا ولا

اور وہ اٹھ کھڑے ہوں تو تم بھی اٹھ کھڑے ہو اور بہرحال ان سے آگے بڑھو کہ ایسا کرنے کے بعد گمراہ ہو جاؤ گے اور نہ

تتاخروا عنهم فتهلکوا لقد رایت اصحاب محمد

ان سے پیچھے ہی ہٹو کہ اس طرح ہلاک ہو جاؤ گے میں نے محمد صلی اللہ علیہ والہ کے اصحاب کو

صلی الله علیه واله فما اری احدا منهم یشبههم

دیکھا ہے مگر تم سے کسی ایک کو بھی میں ان کے مشابہ نہیں پاتا ہوں

لقد کانوا یصبحون شعثا غبرا وقد باتوا سجدا وقیاما

وہ بکھری ہوئی زلفوں اور غبار آلود چہروں کے ساتھ صبح کرتے محراب عبادت میں ایستادہ ہو کر اور زمین نیاز پر سجدہ کر کے رات

یراوحون بین جباههم وخدودهم ویقفون علی

بسر کرتے تھے یکے بعد دیگرے اپنی پیشانیاں اور رخسارے زمین پر رکھتے (شکر کے سجدے کرتے) اور اپنے قیامت کے دن کی یاد سے شرارہ

مثل الجمر من ذکر معادهم کان بین اعینهم رکب

جیسے (انگارے زمین پر) ایستادہ نظر آتے تھے ان کی آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) ان کے طولانی سجدوں کی وجہ سے

المعزی من طول سجودهم اذا ذکر الله هملت

بکریوں کے زانوں ایسے گھٹے پڑے ہوئے تھے جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا تھا تو

اعینهم حتی تبل جیوبهم ومادوا کما یمید الشجر

ان کی آنکھوں سے اتنے آنسو بہتے تھے کہ ان کے گریبان بھیگ جاتے تھے اور عقاب الٰہی کے خوف اور اس کے

یوم الریح العاصف خوفا من العقاب ورجاء للثواب

ثواب کی آرزو کی وجہ سے وہ اس طرح لرزہ براندام ہو جاتے تھے جس طرح جھکڑ کی ہوا کے دن درخت کانپتے ہیں

لے صاحب منجد ص ۶۳۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ القبیل المتکفل الزوج الجمیع یعنی قبیل عورت کے سرپرست کو کہتے ہیں جس میں اس کا شوہر اور باپ دونوں داخل ہو سکتے ہیں اس کی جمع قبل آتی ہے قبیلہ کا مطلب یا سلطنت کا فرمانبردار رعیت کا چونکہ ولی امر ہوتا ہے اور اسے امور پر اختیارات حاصل ہوتے ہیں اس لئے بمقام تشبیہ اہل عرب رعیت کو عورت اور حاکم کو اس کے سرپرست سے تعبیر کرتے ہیں اس مقام پر بھی اسی تشبیہ کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ میں تمہارے امور کا بالکل اسی طرح متکفل ہوں جس طرح عورت کے امور کے اس کے اولیاء متکفل ہوا کرتے ہیں یقین جانو اگر تم نے میرا ساتھ چھوڑ دیا تو جس طرح عورت اپنے اولیاء کو چھوڑ کر یگانوں اور بیگانوں سب کی نظروں میں ذلیل ہو جاتی ہے اسی طرح تم بھی ذلیل ہو جاؤ گے میرے ناچیز خیال میں جن مترجمین اور شارحین نے اس کو واحد معنے زچ خیال فرمایا ہے انہوں نے کسی خاص وجہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک بعید معنے کا انتخاب فرمایا ہے خود قرآن مجید میں بھی لفظ قبل ایک مقام پر جمع استعمال ہوا ہے جیسا کہ اس آیت سے واضح ہے کہ ولو اننا نزلنا الیهم الملائکة وکلمهم الموتی وحشرنا علیهم کل شیء قبلا ما کانوا لیومنوا اے پیغمبر ہم ان پر فرشتے نازل کریں مردے ان سے باتیں کرنے لگیں اور تمام چیزیں ان کے سامنے گروہ در گروہ لا کر کھڑی کر دیں تب بھی یہ ایمان نہ لائیں گے اس لئے بظاہر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ اس معنے کو اختیار کر کے معترضین کو سرگرم اعتراض ہونے کا موقع دیا جائے اور عبارت کے اخلاقی جوہر کو سبک بنا دیا جائے ۱۲

فِي آثَارِ الْأَوَّلِينَ مُزْدَجَرٌ وَفِي آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ تَبْصِرَةٌ

پہلے لوگوں کے نشانوں میں بڑی عبرت ہے اور تمہارے گزشتہ آبا و اجداد کے حالات میں تمہارے لئے اگر تم عقل

وَمُعْتَبَرٌ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ أَوَلَمْ تَرَوْا إِلَى الْمَاضِينَ مِنْكُمْ

رکھتے ہو کافی سبق اور نصیحت موجود ہے کیا تم نے اپنے سے پہلے گزر جانے والوں کو نہیں دیکھا

لَا يَرْجِعُونَ وَإِلَى الْخَلَفِ الْبَاقِينَ لَا يَبْقَوْنَ أَوَلَسْتُمْ

کہ وہ کبھی واپس نہ آئیں گے اور کیا آگے جانے والوں میں سے جو اس وقت موجود ہیں انکی طرف نہیں دیکھتے ہو کہ یہ بھی ہمیشہ باقی

تَرَوْنَ أَهْلَ الدُّنْيَا يُصْبِحُونَ وَيُمْسُونَ عَلَى أَحْوَالٍ

رہنے والے نہیں کیا تم دنیا والوں کی طرف نظر نہیں کرتے کہ کتنی مختلف حالتوں میں صبح و شام کرتے ہیں

شَتَّى فَمَيِّتٌ يُبْكَى وَآخَرُ يُعَزَّى وَصَرِيعٌ مُبْتَلًى وَعَائِدٌ

کہیں ایک مرا ہوا ہے جسے لوگ رو رہے ہیں تو دوسرا وہ ہے جسے تعزیت دی جا رہی ہے ایک مصیبت مرض میں گرفتار

يَعُودُ وَآخَرُ بِنَفْسِهِ يَجُودُ وَطَالِبٌ لِلدُّنْيَا وَالْمَوْتُ يَطْلُبُهُ

پڑا ہوا ہے تو دوسرا بیمار کا حال پوچھ رہا ہے کوئی عیادت کر رہا ہے اور اسی کے پہلو میں وہ بھی ہے جو اپنا دم توڑ رہا ہے ایک طرف دنیا کا خواہشمند

وَغَافِلٌ وَلَيْسَ بِمَغْفُولٍ عَنْهُ وَعَلَى أَثَرِ الْمَاضِي مَا يَمْضِي الْبَاقِي

ہے تو اسے موت ڈھونڈ رہی ہے تو ایک طرف غفلت شعار زمانہ ہے جس سے اسکی اجل غافل نہیں گزر جانیوالوں کے نشان قدم ہی پر

أَلَا فَاذْكُرُوا هَاذِمَ اللَّذَّاتِ وَمُنَغِّصَ الشَّهَوَاتِ

جس پر ہو لوگ گزر رہے ہیں لہٰذا لذتوں کی عمارت کو گرا دینے والے خواہشوں کو مکدر بنا دینے والے اور برے کاموں پر

وَقَاطِعَ الْأُمْنِيَاتِ عِنْدَ الْمُسَاوَرَةِ لِلْأَعْمَالِ الْقَبِيحَةِ وَاسْتَعِينُوا

ہمت کرنے والوں کی آرزوؤں کو قطع کر دینے والے موت کو یاد رکھو

اللّٰهَ عَلَى أَدَاءِ وَاجِبِ حَقِّهِ وَمَا لَا يُحْصَى مِنْ أَعْدَادِ

اور خدا کے واجب حق کو ادا کرنے اور اس کے ناقابل شمار نعمتوں

نِعَمِهِ وَإِحْسَانِهِ

اور احسانوں کے ادا کرنے میں اسی سے امداد طلب کرو

خطبہ ۱۰۳

اس میں حضرت نے پروردگار عالم کے الطاف کا تذکرہ فرمایا ہے

الْحَمْدُ لِلّٰهِ النَّاشِرِ فِي الْخَلْقِ فَضْلَهُ وَالْبَاسِطِ فِيهِمْ

تمام تعریف اس خدا ہی کیلئے سزاوار ہے جو مخلوقات میں اپنے فضل و کرم کا عام کرنے والا اور انکے اندر بخشش کے ذریعہ اپنی نعمتوں کا پھیلانے والا ہے

سلہ اس سے مراد یہی ہو سکتی ہے کہ مردہ کو تو موت نے بھی بیکار اس مقام پر [illegible] [illegible] [illegible] ہو جاتا ہے [illegible] [illegible] ہے

بالجود يده نحمده في جميع أموره ونستعينه على رعاية

ہم تمام امور میں اس کی حمد کرتے اس کے حقوق کا پاس و لحاظ رکھنے کے لئے اس سے

حقوقه ونشهد أن لا إله غيره وأن محمداً عبده

مدد چاہتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی اللہ نہیں اور محمد اس کے بندے

ورسوله أرسله بأمره صادعاً وبذكره ناطقاً فأدى

اور پیغمبر ہیں جنکو اس نے اپنے دین کا اعلان کرنیوالا اور اپنے ذکر کے ساتھ بولنے والا بنا کر مبعوث فرمایا

أميناً ومضى رشيداً وخلف فينا راية الحق

سو انھوں نے اسکے حق تبلیغ کو امانداری کے ساتھ ادا کرد یا اور ہمارے اندر (اپنے انتقال کے بعد) وہ حق

من تقدمها مرق ومن تخلف عنها زهق ومن

کی نشانی چھوڑ گئے جس سے اگر کوئی آگے بڑھے گا تو دین سے خارج ہوگا جو پیچھے رہے گا وہ ہلاک اور جو اسکے

لزمها لحق دليلها مكيث الكلام بطيء القيام سريع

ساتھ لپٹا رہے گا وہ (حق سے) ملجائے گا اس نشانی کا راہنما (ابوطالب کا وہ فرزند ہے) جو ٹھہر ٹھہر کر کلام کرنیوالا اور کام کے

إذا قام فإذا أنتم ألنتم له رقابكم وأشرتم

اختیار کرنے میں (مصلحت کے ظاہر ہونے تک) تاخیر کرنیوالا اور جب اسے اختیار کرے تو اسکو جاری کرنے میں تیزی کرنیوالا ہے تو جب

إليه بأصابعكم جاءه الموت فذهب به فلبثتم

تم اپنی گردنوں کو اسکے لئے جھکا دو گے اور اپنی انگلیوں سے اسکی جانب اشارہ کرنے لگو گے تو موت اسکے پاس آکر اسے لے جائیگی اور اسکے بعد تم

بعده ما شاء الله حتى يطلع الله لكم من يجمعكم

جبتک خدا چاہے گا (منزل انتظار پر) ٹھہرے رہو گے (ایک انتظار دور تک) جبتک کہ ایسے شخص قائم آل محمد کو ظاہر کریگا جو تمہارے پراگندہ

ويضم نشركم فلا تطمعوا في غير مقبل ولا تيأسوا

شیرازہ کو جمع اور تمہاری پریشانی کو دور کرکے تمہیں اکٹھا کر دیگا اور دیکھو اس شخص سے جو امارت کی طرف متوجہ نہیں ہے اور خلافت نشینی کی طرف بڑھ

من مدبر فإن المدبر عسى أن تزل إحدى قائمتيه

کر رہا ہو اسوقت قبول خلافت کی نہ توقع ہی کرو اور نہ بالکل اس منہ موڑنیوالے سے ایوس ہی ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اسکے دونوں پاؤں

وتثبت الأخرى وترجعا حتى تثبتا جميعاً ألا إن

میں سے ایک پاؤں (اسوقت مددگاروں کی موجودگی) ثابت نہو اور دوسرا پاؤں (امامت خلق کی اہمیت) ثابت ہو پھر یہ دونوں تبدیل میں پلٹ آئیں

مثل آل محمد صلى الله عليه وآله كمثل نجوم

تا اینکہ یہ دونوں ثابت ہو جائیں (اور اسوقت یہ موڑنیوالا خلافت کی طرف متوجہ ہو جائے) دیکھو اہلبیت محمد کی مثال ایسی ہے جیسے

السماء إذا خوى نجم طلع نجم فكأنكم قد تكاملت

آسمان کے ستارے کہ ان میں سے جب کبھی ایک تارا غروب ہوتا ہے تو دوسرا طالع ہو جاتا ہے پس گویا خدا کے احسانات تم پر کامل ہو چکے

ل علامہ ابن ابی الحدید معتزلی اپنی شرح میں تحریر فرماتے ہیں رایۃ الحق سے مراد وہ رسول کریم کی چھوڑی ہوئی گرانبہا چیزیں ہیں جنکو قرآن اور عترت کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے بیشک جس نے ان کے دامن ہدایت کو چھوڑ دیا وہ منزل نجات تک پہونچ نہیں سکتا جیسا کہ حدیث ثقلین میں اس کی تصریح موجود ہے کہ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اہلبیتی ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی کہ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک خدا کی کتاب دوسرے اپنی عترت تم جب تک ان سے تمسک رکھو گے کبھی گمراہ نہو گے۔ ۱۲

ل ابن ابی الحدید کی تحقیق یہ ہے کہ اس سے حضرت نے اپنے نفس نفیس کو مراد لیا ہے ۱۲

مِنَ اللّٰہِ فِیْکُمُ الصَّنَائِعُ وَ اَرٰاکُمْ مَا کُنْتُمْ تَاْمُلُوْنَ

اور اس نے تمہیں وہ چیز دکھا دی ہے جس کی تم امید کر رہے تھے

خطبہ ۱۰۴

یہ خطبہ ان جلیل خطبوں میں سے ہے جو عظیم حوادث اور بڑی بڑی لڑائیوں کے تذکرہ پر مشتمل ہے

اَلْاَوَّلُ قَبْلَ کُلِّ اَوَّلٍ وَّ الْاٰخِرُ بَعْدَ کُلِّ اٰخِرٍ بِاَوَّلِیَّتِہٖ وَجَبَ

وہ ایسا اول ہے جو ہر اول سے پہلے اول تھا اور ایسا آخر ہے جو ہر آخر کے بعد آخر ہوگا اسکی اولیت کیوجہ سے ضروری ہوا کہ

اَنْ لَّا اَوَّلَ لَہٗ وَبِاٰخِرِیَّتِہٖ وَجَبَ اَنْ لَّا اٰخِرَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ

کوئی چیز اس سے پہلے اور آخریت کی بنا پر لازم ہوا کہ کوئی شے اس کے بعد نہو اور میں گواہی دیتا ہوں

اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ شَھَادَۃً یُّوَافِقُ فِیْھَا السِّرُّ الْاِعْلَانَ وَ الْقَلْبُ

کہ معبود برحق کے ماسوا کوئی اللہ ہے ہی نہیں گواہی بھی ایسی جس میں باطن ظاہر کی اور دل زبان کی

اللِّسَانَ اَیُّھَا النَّاسُ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شِقَاقِیْ وَ لَا یَسْتَھْوِیَنَّکُمْ

موافقت کر رہا ہے گروہ مردم دیکھو میری مخالفت تمہیں میری تکذیب پر آمادہ نہ کرے اور میری نافرمانی

عِصْیَانِیْ وَ لَا تَتَرَامَوْا بِالْاَبْصَارِ عِنْدَ مَا تَسْمَعُوْنَہٗ مِنِّیْ

تمہیں دیوانہ نہ بنائے اور جسوقت مجھ سے کوئی بات سنو اسوقت آپس میں ایک دوسرے کو اسطرح نہ دیکھو جیسے کہ

فَوَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّۃَ وَ بَرَاَ النَّسَمَۃَ اِنَّ الَّذِیْ اُنَبِّئُکُمْ بِہٖ

میں خلاف واقع کہہ رہا ہوں کیونکہ قسم ہے اس خدا کی جسنے دانہ کو شگافتہ اور جاندار مخلوق کو خلق فرمایا ہے کہ میں جس چیز کی

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ مَا کَذَبَ الْمُبَلِّغُ[۱] وَ لَا

رسول اللہؐ کی جانب سے خبر دیتا ہوں (وہ بالکل صحیح ہے) نہ اسکے پہونچانے والے نے جھوٹ بولا نہ اسکا سننے والا

جَھِلَ السَّامِعُ لَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی ضِلِّیْلٍ[۲] قَدْ نَعَقَ بِالشَّامِ

نادان ہے سنو ایک ایسے انتہائی گمراہ شخص کو گویا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں جسنے شام میں لوگوں کو چیخ کر آواز دی

وَ فَحَصَ بِرَایَاتِہٖ فِیْ ضَوَاحِیْ کُوْفَانَ فَاِذَا فَغَرَتْ فَاغِرَتُہٗ

اور کوفہ کے اطراف وجوانب میں اپنے جھنڈے لہرا دیے ہیں تو یاد رکھو جب اس کا دہن کھل جائے گا

وَ اشْتَدَّتْ شَکِیْمَتُہٗ وَ ثَقُلَتْ فِی الْاَرْضِ وَطْاَتُہٗ عَضَّتِ

اور اسکی سرکشی بہت سخت ہوجائے اور زمین میں اسکی پامالی بڑھ جائیگی تو وہی وقت ہوگا

الْفِتْنَۃُ اَبْنَآءَھَا بِاَنْیَابِھَا وَ مَاجَتِ الْحَرْبُ بِاَمْوَاجِھَا

جب ولت فتنہ اپنے دانتوں سے اپنی اولاد کو کاٹے گا اور جنگ اپنی موجوں کے ساتھ متلاطم ہوگی

[۱] مبلغ سے اس کلام میں حضرت رسول اللہ کو اور سامع سے خود اپنی ذات کو مراد لیا ہے اور اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ آئندہ ہونے والے جن اہم امور کی رسول اللہ نے خبر دی ہے وہ بالکل صحیح ہیں۔ ۱۲ - ۱۲۰ - ۱۲

[۲] اس سے حضرت نے عبد الملک ابن مروان کو مراد لیا ہے کیونکہ بنی امیہ کا یہی وہ سفاک فرمانروا ہے جسمیں حضرت کے بیان کئے ہوئے صفات بمقابلہ دوسروں کے زیادہ پائے جاتے تھے یہ جابر خلیفہ جب اورنگ خلافت پر متمکن ہوا تو لوگوں کو اس نے اپنی خلافت قبول کرنے اور اپنی اطاعت کرنے کی طرف بجبر دعوت دی اسی کی جانب حضرت نے اپنے ان لفظوں میں اشارہ فرمایا ہے کہ میں گویا اس گمراہ شخص کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ یہ شام میں پہونچ رہا ہے اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس سے حضرت نے معاویہ کی جانب اشارہ فرمایا ہے

۱۲ - ۱۲۰ - ۱۲

وَبَدَا مِنَ الْاَیَّامِ کُلُوحُھَا وَمِنَ اللَّیَالِیْ کُدُوحُھَا فَاِذَا

دنوں سے انکی ترش روئی اور راتوں سے ان کی شدت ظاہر ہونے لگے گی تو جب

اَیْنَعَ زَرْعُہٗ وَقَامَ عَلٰی یَنْعِہٖ وَھَدَرَتْ شَقَاشِقُہٗ وَ

ان فتنوں کی کھیتی تیار ہو کر پختگی (کی منزل) پر کھڑی ہو جائے گی اور جبوقت اسکی آوازیں بلند ہوں گی اور اس کی

بَرَقَتْ بَوَارِقُہٗ عُقِدَتْ رَایَاتُ الْفِتَنِ الْمُعْضِلَةِ

بجلیاں چمکنے لگیں گیں اس وقت شدید فسادوں کے جھنڈے باندھے جائیں گے

وَاَقْبَلْنَ کَاللَّیْلِ الْمُظْلِمِ وَالْبَحْرِ الْمُلْتَطِمِ ھٰذَا وَکَمْ

اور یہ فتنے تاریک رات اور تلاطم خیز سمندر کی طرح آگے بڑھیں گے یہ سب تو ہو ہی گا اور نہ جانے اسکے علاوہ

یَخْرِقُ الْکُوْفَةَ مِنْ قَاصِفٍ وَیَمُرُّ عَلَیْھَا مِنْ عَاصِفٍ

کتنی جھکڑ کی آندھیاں کوفہ کو تنگنا ئے کریں گی اور تیز و تند ہوائیں اس پر سے گزریں گی

وَعَنْ قَلِیْلٍ تَلْتَفُّ الْقُرُوْنُ بِالْقُرُوْنِ وَیُحْصَدُ الْقَائِمُ

اور عنقریب چند جماعتیں چند جماعتوں کے ساتھ بھڑیں گی اور کھڑے ہونیوالا ٹکڑے ٹکڑے کیے جائیگا۔

وَیُحْطَمُ الْمَحْصُوْدُ

اور ٹکڑے کیا ہوا پیسا جائیگا

ل۵ اس گروہ یا جماعت کو کہتے ہیں جس کے تمام افراد ہلاک ہو چکے ہوں یہاں اس سے جیسا کہ علامہ ابن ابی الحدید کا خیال ہے بنی عباس مراد ہیں جنھوں نے بنی امیہ کو تباہ برباد کرنے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ۱۲-۱۲

خطبہ ۱۰۵

یہ حضرت کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ ہے جو اسی مذکورہ بالا خطبہ کے طرز پر بیان ہوا ہے

ذٰلِکَ یَوْمٌ یَجْمَعُ اللّٰہُ فِیْہِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ لِنِقَاشِ

یہ قیامت کا دن وہ ہے جس میں اللہ اگلوں اور پچھلوں سب کو حساب کی بھرپور تحقیق

الْحِسَابِ وَجَزَاءِ الْاَعْمَالِ خُضُوْعًا قِیَامًا قَدْ اَلْجَمَھُمُ

اور انکے اعمال کی پاداش دینے کے لیے اس طرح اکٹھا فرمائے گا کہ وہ انتہائی فروتنی کے ساتھ

الْعَرَقُ وَرَجَفَتْ بِھِمُ الْاَرْضُ فَاَحْسَنُھُمْ حَالًا مَنْ

کھڑے ہونگے پسینہ انکے منہ تک آپہنچ گیا ہوگا اور زمین انھیں جنبش دے رہی ہوگی انمیں بہت اچھی حالت میں وہ شخص ہوگا

وَجَدَ لِقَدَمَیْہِ مَوْضِعًا وَلِنَفْسِہٖ مُتَّسَعًا

جو اپنے دونوں پیروں کے (ٹکانے) کیلیے کوئی جگہ اور سانس لینے کیلیے کوئی وسیع مقام پائے گا

(مِنْہُ) فِتَنٌ کَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ وَلَا تَقُوْمُ لَھَا قَائِمَةٌ

(اسی کلام کا ایک حصہ) یہ فتنے (جنسے تم مبتلا ہوگے) اندھیری رات کے ٹکڑوں کی مانند ہیں نہ انکا کوئی مقابلہ کر سکتا

وَلَا تُرَدُّ لَهَا رَايَةٌ تَأْتِيكُمْ مَدْمُومَةً مَرْحُولَةً يَحْفِزُهَا

نہ انکا کوئی جھنڈا پلٹایا جا سکتا ہے۔ اس لگام بستہ پالان سے کسی ہوئی اونٹنی کیطرح تمپر وارد ہونگے جسکو اسکا کھینچنے والا

قَائِدُهَا وَيَجْهَدُهَا رَاكِبُهَا أَهْلُهَا قَوْمٌ شَدِيدٌ كَلَبُهُمْ

تیزی سے ہانکتا اور اسکا سوار اسے شدت کے ساتھ دوڑا رہا ہو ان شورشوں کے بانی وہ لوگ ہونگے جنکی لڑائی سخت

قَلِيلٌ سَلَبُهُمْ يُجَاهِدُهُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ قَوْمٌ أَذِلَّةٌ

اور جنکے پیراہن بہت کم (معمولی) ہونگے ان سے خدا کی راہ میں وہی لوگ جنگ کریں گے جو سرکشوں

عِنْدَ الْمُتَكَبِّرِينَ فِي الْأَرْضِ مَجْهُولُونَ وَفِي السَّمَاءِ

کی نگاہ میں ذلیل و خوار زمین میں گمنام مگر آسمان (کی آبادیوں) میں مشہور و معروف

مَعْرُوفُونَ فَوَيْلٌ لَكِ يَا بَصْرَةُ عِنْدَ ذٰلِكِ مِنْ جَيْشٍ

ہونگے اے بصرہ نزول بلا کے وقت تجھپر اس الٰہی عذابوں کے لشکر کی مار ہوگی جسکے لئے نہ غبار

مِنْ نِقَمِ اللهِ لَا رَهَجَ لَهُ وَلَا حَسَّ وَسَيُبْتَلٰى أَهْلُكِ

ہوگا نہ کسی قسم کی (قدموں کی چاپ یا دھمن کی) آواز اور عنقریب ہی تیرے رہنے والے لالہ فام موت

بِالْمَوْتِ الْأَحْمَرِ وَالْجُوعِ الْأَغْبَرِ

کشت و خون کی ہلاکت اور گرد آلود بھوک میں مبتلا ہوں گے

۵۱ یہ ایک دوسری جنگ کی پیشین گوئی ہے جو آخر زمانہ میں وقوع پذیر ہوگی اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ نے بھی اپنی حدیث مبارک میں اس کی خبر دی ہے۔ ۱۲

خطبہ ۱۰۶

اسمیں حضرت نے لوگوں کو زہد کی طرف رغبت دلائی ہے

اُنْظُرُوا إِلَى الدُّنْيَا نَظَرَ الزَّاهِدِينَ فِيهَا الصَّادِفِينَ عَنْهَا

دنیا کی طرف اسے چھوڑ دینے والوں اور اس کی جانب سے منہ موڑ لینے والوں کی طرح نظر کرو

فَإِنَّهَا وَاللهِ عَمَّا قَلِيلٍ تُزِيلُ الثَّاوِيَ السَّاكِنَ وَتَفْجَعُ

کیونکہ یہ بخدا عنقریب ہی اپنے اقامت گزینوں اور ساکنوں کو دور کر دے گی اور خوش حال و مطمئن

الْمُتْرَفَ الْآمِنَ لَا يَرْجِعُ مَا تَوَلّٰى مِنْهَا فَأَدْبَرَ وَلَا يُدْرٰى

لوگوں کو دکھ پہنچائیگی اسکی جو حالت منہ موڑ کر پیچھے جا چکی ہے اب وہ پلٹ کر نہ آئے گی اور جو آئندہ آنے والا ہے

مَا هُوَ آتٍ مِنْهَا فَيُنْتَظَرَ سُرُورُهَا مَشُوبٌ بِالْحُزْنِ وَجَلَدُ

اسکو جانا نہیں جا سکتا تاکہ اسکا انتظار کیا جائے اس کی خوشی غم کے ساتھ ملی ہوئی اور اسکے اندر رہنے والے مردوں کی

الرِّجَالِ فِيهَا إِلَى الضَّعْفِ وَالْوَهْنِ فَلَا يَغُرَّنَّكُمْ كَثْرَةُ مَا

بہادری و قوت کمزوری اور سستی کی طرف پلٹنے والی ہے تو اسمیں تم جس چیز سے خوش ہوتے ہو اس کی

يُعْجِبُكُمْ فِيهَا لِقِلَّةِ مَا يَصْحَبُكُمْ مِنْهَا

ادی تمہیں دھوکہ نہ دے کیونکہ انہیں سے کم ایسی چیزیں ہیں جو تمہارے ساتھ جائیں گی

حِمَ اللّٰهُ امْرَأً تَفَكَّرَ فَاعْتَبَرَ وَاعْتَبَرَ فَأَبْصَرَ فَكَأَنَّ

اس شخص پر رحم فرمائے جو اپنے پیشروؤں کے انجام پر غور کر کے عبرت حاصل کرنے کے بعد بینا ہو جائے دنیا کی وہ

مَا هُوَ كَائِنٌ مِنَ الدُّنْيَا عَنْ قَلِيلٍ لَمْ يَكُنْ وَكَأَنَّ مَا

چیزیں جو اس وقت موجود ہیں وہ عنقریب معدوم ہو جائیں گی اور آخرت کی

هُوَ كَائِنٌ مِنَ الْآخِرَةِ عَمَّا قَلِيلٍ لَمْ يَزَلْ وَكُلُّ مَعْدُودٍ

چیزیں عنقریب موجود ہونیوالی ہیں وہ کبھی معدوم نہ ہونگی دیکھو شمار کی ہوئی ہر چیز ختم ہونے والی اور

مُنْقَضٍ وَكُلُّ مُتَوَقَّعٍ آتٍ وَكُلُّ آتٍ قَرِيبٌ دَانٍ

ہر وہ چیز جس کی توقع کی جا رہی وہ آنیوالی اور ہر آنے والی چیز بہت ہی قریب و نزدیک ہے

(مِنْهَا) اَلْعَالِمُ مَنْ عَرَفَ قَدْرَهُ وَكَفَى بِالْمَرْءِ

(اسی خطبہ کا ایک حصہ) عالم وہی ہے جو اپنی حقیقت کو جانتا ہو انسان کی سب سے بڑی جہالت

جَهْلًا أَنْ لَا يَعْرِفَ قَدْرَهُ وَإِنَّ مِنْ أَبْغَضِ الرِّجَالِ

یہی ہے کہ وہ اپنی حقیقت سے ناآشنا ہو بندوں میں سب سے زیادہ [illegible]

لَعَبْدًا وَكَلَهُ اللّٰهُ إِلَى نَفْسِهِ جَائِرًا عَنْ قَصْدِ السَّبِيلِ

بندے کو اپنی رحمت سے دور رکھتا ہے جس کو اس نے اسکی حالت پر چھوڑ دیا ہو جبکہ وہ سیدھی راہ سے منحرف

سَائِرًا بِغَيْرِ دَلِيلٍ إِنْ دُعِيَ إِلَى حَرْثِ الدُّنْيَا عَمِلَ

اور کسی راہبر کے بغیر راستہ چلنے والا ہو جسے دنیا کی کھیتی کیلئے دعوت دی جائے تو سرگرم عمل ہو جائے

وَإِنْ دُعِيَ إِلَى حَرْثِ الْآخِرَةِ كَسِلَ كَأَنَّ مَا عَمِلَ لَهُ

اور آخرت کی کھیتی کی طرف بلایا جائے تو سست پڑ جائے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ اپنے لئے دنیا کے جو کام کر رہا ہے

وَاجِبٌ عَلَيْهِ وَكَأَنَّ مَا وَنَى فِيهِ سَاقِطٌ عَنْهُ

وہ تو اس پر واجب ہیں اور آخرت کے جن کاموں میں سستی اور کاہلی کر رہا ہے وہ اس سے ساقط ہیں

(وَمِنْهَا) وَذَلِكَ زَمَنٌ لَا يَنْجُو فِيهِ إِلَّا كُلُّ مُؤْمِنٍ نُوَمَةٍ

(اسی خطبہ کا ایک حصہ) یہ (بنی امیہ کا) زمانہ وہ ہوگا جس میں بس وہی گمنام بے شر ایماندار لوگ نجات پا سکیں گے

إِنْ شَهِدَ لَمْ يُعْرَفْ وَإِنْ غَابَ لَمْ يُفْتَقَدْ أُولَئِكَ مَصَابِيحُ

جو اگر سامنے ہوں تو پہچانے نہ جائیں اور اگر غائب ہوں تو انہیں تلاش نہ کیا جائے یہی لوگ ہدایت

الْهُدَى وَأَعْلَامُ السُّرَى لَيْسُوا بِالْمَسَايِيحِ وَلَا الْمَذَايِيعِ

کے روشن چراغ اور سیر شب تاریک کے واضح نشان ہیں نہ یہ لوگ فساد پھیلانے والے ہیں نہ عیب جو

سلہ ۵۱ حضرت کا یہ قول علم النفس کا وہ اہم ترین نظریہ ہے جو مشہور فلسفی و علمی امثال سے ماخوذ ہے اسی مضمون کو حضرت دوسری عبارت میں ایک مقام پر اس طرح بھی ادا فرمایا ہے کہ وکفی بالمرء جہلا ان لا یعرف قدرہ انسان کی یہ جہالت کیا کم ہے کہ وہ خود اپنی قدر و منزلت نہ پہچانے اور ایک دوسرے مقام پر اسکی وجہ کی طرف بھی ان لفظوں میں اشارہ فرما دیا ہے کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ جس نے اپنی مقدار نفس کو جان لیا اس نے گویا خدا کو پہچان لیا نیز اسی مضمون کی اپنے بہترین الفاظ میں امام جعفر صادق علیہ الصلوۃ و السلام اس طرح ترجمانی فرمائی ہے کہ ما ھلک امرء عرف قدرہ وہ انسان کبھی بھی ہلاک نہ ہوگا جس نے اپنی قدر سمجھ لی ہے اور اس کے بعد ارشاد فرمایا ہے کہ ما اخال رجلا یرفع نفسہ فوق قدرھا الا من خلل فی عقلہ میں کسی شخص کے متعلق خیال نہیں کرتا کہ وہ اپنے نفس کو اس کی قدر سے زیادہ بلند کرے گا مگر وہی جس کے دماغ میں کوئی خلل واقع ہو گیا ہو ۱۲

سلہ ۵۲ آخر زمانہ کے حالات کی تصویر کشی فرماتے ہوئے اس کلام میں اس حقیقت کی جانب اشارہ فرمایا گیا ہے کہ اس ہنگامہ خیز دور میں نجات یافتہ وہی لوگ ہونگے جو دنیاوی حیثیت سے گمنام ہوں اور فتنوں کے وقت انکی ہستی پر کوئی کلام نہ آئے ۔ ۱۲ ۔

الْبُدُرِ أُولٰئِكَ يَفْتَحُ اللّٰهُ لَهُمْ اَبْوَابَ رَحْمَتِهِ وَيَكْشِفُ

عقل سے خالی اللہ ان کیلئے اپنی رحمت کے دروازے کھولدے گا اور اپنے عذاب کی سختی کو

عَنْهُمْ ضَرَّاءَ نِقْمَتِهِ

ان سے دور کردے گا

اَيُّهَا النَّاسُ سَيَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يُكْفَأُ فِيْهِ الْاِسْلَامُ

گروہ مردم عنقریب تپر ایسا زمانہ آیا چاہتا ہے جس میں اسلام کو اس طرح الٹ دیا جائے گا جس طرح

كَمَا يُكْفَأُ الْاِنَاءُ بِمَا فِيْهِ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ

کسی برتن کو اسکی تمام کائنات کے ساتھ الٹ دیا جائے گروہ مردم دیکھو اللہ نے تمہیں اس امر سے تو محفوظ

اَعَاذَكُمْ مِنْ اَنْ يَجُوْرَ عَلَيْكُمْ وَلَمْ يُعِذْكُمْ مِنْ اَنْ

کردیا ہے کہ وہ تمپر کوئی ظلم کرے مگر اس امر سے تمہیں محفوظ نہیں بنایا ہے کہ وہ تمھاری آزمائش بھی

يَبْتَلِيَكُمْ وَقَدْ قَالَ جَلَّ مِنْ قَائِلٍ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ

نہ کرے کیونکہ اس بزرگ ارشاد فرمانے والے نے ارشاد فرما دیا ہے کہ اس ابتلا میں ان کے لئے

وَاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ

روشن نشانیاں موجود ہیں اور ہم یقیناً ان کی آزمائش کریں گے

قوله عليه السّلام كل مومن نومة فانّما اراد به

جناب رضی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت نے اپنے اس کلام (کل مومن نومہ) میں لفظ نومہ سے

الخامل الذكر القليل الشر والمساييح جمع مسياح

گمنام کم شر و فساد کرنے والے شخص کو مراد لیا ہے اور مسابیح مسیاح کی جمع ہے اور مسیاح

وهو الّذي يسيح بين النّاس بالفساد والنمائم

اس انسان کو کہتے ہیں جو لوگوں کے درمیان شر و فساد اور چغلخوریوں کے ساتھ گردش کرتا ہو

والمذاييع جمع مذياع وهو الّذي اذا سمع لغيره

اسی طرح مذابیع جمع ہے مذیاع کی اور مذیاع اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی دوسرے کی کوئی

بفاحشة اذاعها ونوه بها والبذر جمع بذور وهو

برائی سننے کے بعد اسے طشت از بام اور فاش کردے نیز بذر بذور کی جمع ہے اور

الّذي يكثر سفهه ويلغو منطقه

وہ شخص ہے جسکی حماقت بہت زیادہ اور جس کی بات چیت مہمل ہوتی ہے

ے ۱ اس کلام میں حضرت نے جن امور کا اظہار فرمایا ہے وہ اخبار بالغیب کا واضح ترین ثبوت ہے اور اسکی مطابقت کا اس زمانہ پر پوری طرح ہو رہی ہے جبکہ آپ کی پیشین گوئی کے مطابق اسلام میں بدعات کی کثرت و نما ہو گئی ہے اور اس کے حلال کو حرام اور حرام کو حلال سمجھ لیا گیا ہے۔ ۱۲

خطبہ ۱۰۷

اسمیں حضرت نے پیغمبرؐ کے دور بعثت کا ذکر فرمایا ہے

اما بعد فان اللّٰہ سبحانہ بعث محمداً صلی اللّٰہ
حمد وثنا کے بعد واضح ہو کہ پروردگار عالم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ
علیہ وآلہ ولیس احد من العرب یقرأ کتاباً ولا
کو اس وقت مبعوث برسالت فرمایا جب عرب میں کوئی ایک شخص بھی نہ تو کتاب کو
یدعی نبوۃ ولا وحیاً فقاتل بمن اطاعہ من
پڑھ سکتا تھا اور نہ نبوت و وحی کا دعوی کرتا تھا پس آنحضرت نے جن لوگوں نے انکی اطاعت کی تھی انکی ہمراہی میں ان لوگوں
عصاہ یسوقھم الی منجاتھم ویبادر بھم الساعۃ
سے جنگ کی جو انکے نافرمان بنگئے تھے وہ لوگوں کو انکی منزل نجات کیطرف ہنکاتے اور انکی ہدایت کیجانب (اس خیال سے تیزی کیساتھ
ان تنزل بھم یحسر الحسیر ویقف الکسیر فیقیم
قدم بڑھاتے تھے کہ موت کی بری ساعت کہیں دفعۃً انپر وارد نہ ہو جائے رجب تھکنے والا تھک جاتا اور شکستہ حال وضعیف الاعتقاد
علیہ حتی یلحقہ غایتہ الا ھالکاً لا خیر فیہ حتی
ٹھٹک کر کھڑا ہو جاتا تھا تو وہ برابر اسکا علاج کرتے تھے تا اینکہ اسکو اسکی سرحد نجات تک پہونچا دیتے تھے سوائے اس ہلاک ہونیوالے
اراھم منجاتھم وبوأھم محلتھم فاستدارت
کے جسمیں کسی قسم کی نیکی موجود نہو آخر آنحضرت نے انھیں انکی نجات کی منزل دکھا دی اور انکے مکان (رستگاری) میں انھیں مقیم کر دیا غرضکہ انکی شوکت
رحاھم واستقامت قناتھم وایم اللّٰہ لقد کنت
(واقتدار) کی چکی گھومنے لگی اور انکے نیزے سیدھے (حالات درست) ہوگئے خدا کی قسم میں جاہلیت کی اس فوج کے پچھلے حصہ میں
فی ساقتھا حتی تولت بحذافیرھا واستوسقت فی قیادھا
رہا یہانتک کہ وہ کل کی کل اپنی جاہلیت سے) پھر گئی اور اپنے بند صفوں میں سمٹ گئی
ما ضعفت ولا جبنت ولا خنت ولا وھنت وایم
میں نے نہ کبھی کمزوری دکھائی نہ بزدلی نہ کبھی خیانت کی نہ سستی اور کاہلی کو اپنے معاملہ میں دخل دینے دیا
اللّٰہ لابقرن الباطل حتی اخرج الحق من
خدا کی قسم میں باطل کو شگافتہ ہی کرتا رہونگا تاآنکہ حق کو اسکے پہلو سے برآمد کر لوں۔ اس خطبہ کا منتخب حصہ پہلے گذر چکا ہے مگر چونکہ یہاں سابق
خاصرتہ
کے خلاف اسمیں کچھ کمی اور زیادتی دیکھی اسلئے ضروری ہوا کہ اسے دوبارہ لکھدیا جائے (رضی علیہ الرحمہ)

۱ اس کلام میں چکی کے گردش کرنے اور تیروں کے سیدھے ہو جانے سے اون کی امور معاش و معاد کے درست ہو جانیکی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ ۱۲

۲ ابن ابی الحدید رقمطراز ہیں کہ یہاں ہا کی ضمیر زمانہ جاہلیت کی طرف پلٹتی ہے گویا اس زمانہ کو حضرت ایک لشکر قرار دے رہے ہیں جو اسلام سے مقابلہ کرتا رہا اور اپنے ان لوگوں میں شمار فرماتے ہیں جنھوں نے پوری قوت و طاقت کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا تا اینکہ اسے شکست ہوئی اور اس نے راہ فرار اختیار کی۔ ۱۲ - ۱۲

خطبہ ۱۰۸

اسمیں حضرت نے عربوں کی جاہلی اور اسلامی حالتوں کا فرق ظاہر فرمایا ہے

حَتّٰی بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ شَهِيدًا وَ
آخر کار وہ وقت آ ہی گیا کہ پروردگار عالم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو اعمال امت کا گواہ

بَشِيرًا وَنَذِيرًا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ طِفْلًا وَأَنْجَبَهَا كَهْلًا أَطْهَرَ
بنی آدم کو ثواب کی خوشخبری سنانے والا عذاب سے ڈرانے والا بچپنے کے لحاظ سے بہترین خلائق اور عمر رسیدگی کی حالت

الْمُطَهَّرِينَ شِيمَةً وَأَمْطَرَ الْمُسْتَمْطَرِينَ دِيمَةً فَمَا
میں ان سب سے زیادہ کریم تر پاکیزہ لوگوں میں باعتبار خلق پاکیزہ تر اور سخاوت میں تمام سخیوں سے بڑھ چڑھ کر سخاوت کرنے والا بنا کر

احْلَوْلَتْ لَكُمُ الدُّنْيَا فِي لَذَّتِهَا وَلَا تَمَكَّنْتُمْ مِنْ
مبعوث فرمایا بنی امیہ دیکھو دنیا تمہارے لئے شیریں نہیں ہوئی اور اسکے پستانوں سے دودھ پینے پر تمہیں قابو

رَضَاعِ أَخْلَافِهَا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا صَادَفْتُمُوهَا جَائِلًا
حاصل نہیں ہوا مگر اس امر کے بعد ہی کہ تم نے اسے ایسی حالت میں پایا کہ اس کی مہار ہلتی تھی

خِطَامُهَا قَلِقًا وَضِينُهَا قَدْ صَارَ حَرَامُهَا عِنْدَ أَقْوَامٍ بِمَنْزِلَةِ
اور اسکا تنگ جنبش کر رہا تھا اسکا حرام کچھ لوگوں کے نزدیک کانٹے توڑی ہوئی بیری کی طرح پسندیدہ

السِّدْرِ الْمَخْضُودِ وَحَلَالُهَا بَعِيدًا غَيْرَ مَوْجُودٍ وَصَادَ
اور حلال دور ہی نہیں بلکہ معدوم ہو گیا تھا اور بخدا تم نے اسے

فْتُمُوهَا وَاللّٰهِ ظِلًّا مَمْدُودًا إِلٰى أَجَلٍ مَعْدُودٍ فَالْأَرْضُ
ایک معدود زمانہ تک پھیلے ہوئے سایہ کی طرح پایا پس زمین تمہاری ستم رانیوں

لَكُمْ شَاغِرَةٌ وَأَيْدِيكُمْ فِيهَا مَبْسُوطَةٌ وَأَيْدِي الْقَادَةِ
کیلئے خالی ہے جس میں تمہارے ہاتھ پھیلے ہوئے اور حقیقی قائدوں کے ہاتھ تمہاری جانب

عَنْكُمْ مَكْفُوفَةٌ وَسُيُوفُكُمْ عَلَيْهِمْ مُسَلَّطَةٌ وَسُيُوفُهُمْ
سے رکے ہوئے ہیں تمہاری تلواریں انپر چھائی ہوئی اور انکی شمشیریں تم لوگوں سے تھام

عَنْكُمْ مَقْبُوضَةٌ أَلَا إِنَّ لِكُلِّ دَمٍ ثَائِرًا وَلِكُلِّ حَقٍّ طَالِبًا
لی گئی ہیں مگر آگاہ ہو جاؤ کہ ہر خون کا ایک نہ ایک بدلہ لینے والا اور ہر حق کا کوئی نہ کوئی طلبگار رہتا ہے

وَإِنَّ الثَّائِرَ فِي دِمَائِنَا كَالْحَاكِمِ فِي حَقِّ نَفْسِهِ وَهُوَ اللّٰهُ
تو ہمارے ناحق خونوں کا انتقام لینے والا اپنے نفس کیلئے خود ہی فیصلہ کرنے والا وہ اللہ ہ

۱؎ اس صفت کو قرآن نے ان لفظوں میں ذکر کیا ہے کہ واذ جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ھؤلاء شہیدا

۲؎ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے بچپنے اور عہد طفولیت کے وہ حالات جنکو اسلامی تاریخوں میں تفصیل کے ساتھ جمع کیا گیا ہے اس دعوے کی حرف بحرف تائید کرتے ہیں چنانچہ راست گوئی امانت لغویات سے نفرت اور فضائل اخلاق سے محبت یہ جلیل صفتیں عہد طفولیت ہی سے حضرت اہل اسلام ہی نہیں مشرکین کے عقیدہ کے لحاظ سے بھی آنحضرت کے اندر موجود تھیں اس بنا پر آپکو خیر البریہ کہنا بالکل بجا اور درست ہے ۱۲

۳؎ یہ مطلب قرآن کی اس آیت سے ماخوذ ہے کہ وانک لعلی خلق عظیم اے نبی کریم آپ عظیم ترین اخلاق پر فائز ہیں ۱۲

الذي لا يعجزه من طلب ولا يفوته من هرب فأقسم

جو طلب کرے وہ اس کو عاجز اور جو اس سے بھاگے وہ اس سے بچ نہیں سکتا اے

بالله يا بني أمية عما قليل لتعرفنها في أيدي غيركم

بنی امیہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ تم عنقریب اس اقتدار کو اپنے غیر کے ہاتھوں

وفي دار عدوكم ألا وإن أبصر الأبصار ما نفذ في

اور اپنے دشمن کے گھر میں (دیکھو اور) پہچانو گے آگاہ ہو کہ سب سے زیادہ دیکھنے والی نگاہ

الخير طرفه ألا إن أسمع الأسماع ما وعى

وہ ہے جس کی نظر اچھائی میں گڑی ہوئی ہو اور سب سے زیادہ سننے والا کان وہ ہے جو پند و نصیحت

التذكير وقبله

کو یاد رکھے اور اسکو قبول کرے

أيها الناس استصبحوا من شعلة مصباح[۵۱] واعظ متعظ

ایہا الناس نصیحت پر عمل پیرا ہونے والے ناصح کے چراغ کی لو سے اپنے چراغ جلا لو

وامتاحوا من صفو عين قد روقت من الكدر

اور اس پاکیزہ چشمہ ہدایت سے پانی کھینچ لو جو ہر قسم کی تیرگی سے صاف کر دیا گیا ہے

عباد الله لا تركنوا إلى جهالتكم ولا تنقادوا إلى أهوائكم

بندگان خدا اپنی نادانی پہ نہ اڑو اور اپنے نفسانی خواہشات کی پیروی نہ کرو

فإن النازل بهذا المنزل نازل بشفا جرف هار ينقل

چونکہ اس منزل پر اترنے والا درحقیقت اس نہر کے کنارے اترنے والا ہے

الردى على ظهره من موضع لرأي يحدثه بعد رأي

جس کے کنارے گر چکے ہوں یہ ہلاکت کو اپنی پشت پر لاد کر بہم فاسد رایوں کیلئے ایک مقام سے دوسرے مقام کیطرف منتقل کرتا

يريد أن يلصق ما لا يلتصق ويقرب ما لا يتقارب

رہتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ جو جڑنے کے قابل نہیں اسے جوڑ دے اور جو چیز قریب ہو ہی نہیں سکتی

فالله الله أن تشكوا إلى من لا يشكي شجوكم ولا

اسے قریب کر دے۔ تو خدا سے ڈرو کہ کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ تم کسی ایسے شخص سے شکوے کرنے لگو جو تمہاری شکایت کو دور کر سکتا

ينقض برأيه ما قد أبرم لكم إنه ليس على الإمام

اور نہ اپنی تدبیر سے ان شبہوں ہی کو توڑ سکتا ہو جنکو شیطان نے مضبوط و مستحکم بنا دیا ہے دیکھو امام پر کوئی ذمہ داری

إلا ما حمل من أمر ربه الإبلاغ في الموعظة

بجز پند و نصیحت کی تبلیغ سمجھانے کی بھرپور کوشش سنت رسول کے احیا مستحقوں پر حدوں کے جاری کرنے

[۵۱] اس مقام مصباح سے حضرت نے اپنے علم کو مراد لیا ہے کیونکہ راہنمائی کی صفت دونوں میں یکساں طور پر پائی جاتی ہے لیکن علامہ ابن ابی الحدید کا خیال ہے کہ اس سے حضرت نے اپنے علم کو نہیں بلکہ خود اپنے نفس کو مراد لیا ہے مگر یہ خیال اس بنا پر درست نہیں معلوم ہوتا کہ چراغ یہاں پر مضاف واقع ہوا ہے اور مضاف الیہ کی موجودگی میں اس کا مراد لینا کیونکر درست ہو سکتا ہے ۱۲۰

وَالاِجْتِهَادُ فِي النَّصِيحَةِ وَالاِحْيَاءُ لِلسُّنَّةِ وَاِقَامَةُ الْحُدُودِ

اور حدوں (سزاؤں) کا انکے مالکوں تک بے کم و کاست پہونچانے کے عائد نہیں ہوتی

عَلَى مُسْتَحِقِّيهَا وَاِصْدَارُ السُّهْمَانِ عَلَى اَهْلِهَا فَبَادِرُوا

جو کہ اس کے پانے والے کے حکم سے اس پر کردی گئی

الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِ تَصْوِيحِ نَبْتِهِ وَمِنْ قَبْلِ اَنْ تَشْغَلُوا

تو دیکھو (سبزہ زار) علم کی طرف اس کی گھانس کے خشک ہونے سے پہلے اور قبل اس کے کہ تم اسے اپنے

بِاَنْفُسِكُمْ عَنْ مُسْتَثَارِ الْعِلْمِ مِنْ عِنْدِ اَهْلِهِ وَانْهَوْا

نفسوں کی (خواہشوں) کے ساتھ وابستہ ہونیکی وجہ سے اسی کے جاننے والوں (کے سینوں) سے برآمد کرنے سے مجبور ہو جاؤ تیزی کرکے

عَنِ الْمُنْكَرِ وَتَنَاهَوْا عَنْهُ فَاِنَّمَا اُمِرْتُمْ بِالنَّهْيِ

بڑھ جاؤ۔ دوسروں کو بری باتوں سے منع کرو اور خود بھی ان سے باز رہو کیونکہ دوسروں کو بری باتوں سے منع کرنے کا حکم تمھیں

بَعْدَ التَّنَاهِي

بری باتوں سے خود باز آجانے کے بعد ہی دیا گیا ہے

خطبہ ۱۰۹

اسمیں حضرت نے اسلام کی فضیلتوں کا تذکرہ فرمایا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي شَرَعَ الاِسْلَامَ فَسَهَّلَ شَرَائِعَهُ لِمَنْ

حمد اسی خدا کیلئے سزاوار ہے جس نے اسلام کو ظاہر فرما کر اس کے گھاٹوں (تک پہونچنے) کو

وَرَدَهُ وَاَعَزَّ اَرْكَانَهُ عَلَى مَنْ غَالَبَهُ فَجَعَلَهُ اَمْنًا لِمَنْ عَلِقَهُ

اسپر وارد ہونیوالوں کے واسطے آسان اسکے ارکان کو اسپر غلبہ حاصل کرنیکی خواہش کرنیوالوں پر فتحیاب قرار دیا

وَسِلْمًا لِمَنْ دَخَلَهُ وَبُرْهَانًا لِمَنْ تَكَلَّمَ بِهِ وَشَاهِدًا

جو اس سے وابستہ ہو جائے اس کیلئے اسے پیغام امن جو اسکے اندر داخل ہو جائے اسکے واسطے مجسم آشتی جو اسکے ساتھ

لِمَنْ خَاصَمَ بِهِ وَنُورًا لِمَنِ اسْتَضَاءَ بِهِ وَفَهْمًا لِمَنْ

بات چیت (استدلال) کرے اسکے لئے اسے محکم برہان جو اسکے ذریعہ سے جنگ کرے اسکے لئے اسے گواہ جو اس سے طالب نور ہو اس کیلئے اسے نور

عَقَلَ وَلُبًّا لِمَنْ تَدَبَّرَ وَآيَةً لِمَنْ تَوَسَّمَ وَتَبْصِرَةً لِمَنْ

عقلمند ہو اس کیلئے اسے عین شعور جو غور کرے اسکے لئے اسے سراسر فہم جو نظر جما کر دیکھے اسکے لئے اسے روشن آیت جو پختہ ارادہ کرے اسکے لئے

عَزَمَ وَعِبْرَةً لِمَنِ اتَّعَظَ وَنَجَاةً لِمَنْ صَدَّقَ وَثِقَةً لِمَنْ

اسے بصیرت بخش جو نصیحت مانے اسکے لئے اسے درس عبرت جو اسکی تصدیق کر دے اس کیلئے اسے سبب نجات اور جو اس پر

۵۱ قرآن مجید میں اسکی تعلیم ان لفظوں میں دی گئی ہے کہ یا ایھا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون اے ایمان والو جو باتوں پر تم عمل پیرا نہیں ہوتے انھیں منھ سے نکالتے ہی کیوں ہو خدا کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم جو کام نہیں کرتے اس کا کسی کو حکم دو۔ اس ارشاد کی عقلی توجیہ بالکل کھلا ہوا اور واضح ہے کیونکہ یہ حقیقت بالکل ناقابل انکار ہے کہ جو شخص خود اپنے وعظ پر عمل نہیں کرتا اس کا دوسروں پہ اثر کیا ہو سکتا ہے۔ اسی مطلب کو شاعر نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے کہ لا تنہ عن خلق و تاتی مثلہ تم کسی ایسی بات سے لوگوں کو منع نہ کرو جس کے خود ہی مرتکب ہوتے ہو

۵۲ اس خطبہ میں حضرت نے اسلام کی چودہ فضیلتوں کا تذکرہ فرمایا ہے اول یہ کہ وہ سبب امن ہے جو شخص اس سے متمسک ہو جائے اسے دنیا میں قتل اور آخرت میں عذاب سے بچاتا ہے دوسرے یہ کہ مجسم سلامتی ہے اور جو اسے اختیار کرے اس سے شرعی نقطۂ نظر سے جنگ نہیں کی جا سکتی تیسرے یہ کہ صاحب برہان ہے یعنی کہ جو شخص اس کے ذریعہ استدلال کرنا چاہے اسکے واسطے اسمیں بیشمار استدلالی مواد پائے جاتے ہیں چوتھے یہ کہ نور ہے پانچویں یہ کہ شاہد ہے چھٹے یہ کہ فہم ہے ساتویں یہ کہ ذریعہ تدبر ہے آٹھویں یہ کہ حق کی واضح نشانی ہے نویں یہ کہ راہنما ہے دسویں یہ کہ واعظ ہے گیارھویں یہ کہ سبب نجات ہے بارھویں یہ کہ جو اس پر اعتماد کرے اسکو دوسروں سے بے نیاز بنا دیتا ہے۔ تیرھویں یہ کہ عذاب الٰہی سے محفوظ کر دیتا ہے چودھویں یہ کہ پردہ کشائے اسرار ہے ۱۲۰

CamScanner

تَوَكَّلَ وَرَاحَةً لِمَنْ فَوَّضَ وَجُنَّةً لِمَنْ صَبَرَ فَهُوَ اَبْلَجُ

بھروسہ کرے اس کیلئے اسے قابل اعتماد مددگار) جو اپنے امور اسکے سپرد کرے اسکے لئے اسے سپر (حفاظت) جو صبر کرے

الْمَنَاهِجِ وَاَوْضَحُ الْوَلَائِجِ مُشْرَفُ الْمَنَارِ مُشْرِقُ الْجَوَادِّ

اسکے لئے سپر قرار دیا ہے (حق کی) درخشاں ترین شاہراہ اور واضح ترین مذہب ہے اسکے منارے سر بلند اسکی راہیں روشن

مُضِيْءُ الْمَصَابِيْحِ كَرِيْمُ الْمِضْمَارِ رَفِيْعُ الْغَايَةِ جَامِعُ

اسکے چراغ تابندہ اسکا کشادہ میدان وہ بزرگ میدان ہے جسکی غایت برتر ہے اور جو آگے بڑھجانیوالے گھوڑوں (سابقین) کا

الْحَلْبَةِ مُتَنَافِسُ السُّبْقَةِ شَرِيْفُ الْفُرْسَانِ التَّصْدِيْقُ

اکٹھا کرنیوالا اور ایسا ہے جسمیں لوگ ایک دوسرے سے آگے بڑھجانیکی کوشش کرتے ہیں اور جسکے گھوڑے اچھی نسل کے ہیں

مِنْهَاجُهُ وَالصَّالِحَاتُ مَنَارُهُ وَالْمَوْتُ غَايَتُهُ وَالدُّنْيَا

حق کی تصدیق اسکا طریقہ اچھے کام اسکے (چراغ بکف) منارے سمانہ خواہشوں کی موت اسکی آخری حد

مِضْمَارُهُ وَالْقِيَامَةُ حَلْبَتُهُ وَالْجَنَّةُ سُبْقَتُهُ

دنیا اسکی تیاری کا میدان قیامت اسکے گھوڑدوڑ کی جگہ اور جنت جس کے سبقت کرنے کی جزا ہے

(مِنْهَا فِيْ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ) حَتّٰى اَوْرٰى

(اسی خطبہ کا ایک حصہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کے بیان میں) انھوں نے راہنمائی فرمائی تا اینکہ ہر طلبگار

قَبَسًا لِقَابِسٍ وَاَنَارَ عَلَمًا لِحَابِسٍ فَهُوَ اَمِيْنُكَ الْمَأْمُوْنُ

کیلئے حق کے شرارے برافروختہ اور اپنے ناقہ کو باندھکر متحیر کھڑے ہوجانیوالے کیلئے نشان کو روشن کردیا وہ اے اللہ تیرے قابل

وَشَهِيْدُكَ يَوْمَ الدِّيْنِ وَبَعِيْثُكَ نِعْمَةً وَرَسُوْلُكَ

اعتماد امین قیامت کے دن کے تیرے گواہ نعمت کے ساتھ تیرے فرستادہ اور رحمۃ للعالمین بنکر حق کیساتھ تیرے بھیجے ہوئے

بِالْحَقِّ رَحْمَةً اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَهٗ مَقْسَمًا مِنْ عَدْلِكَ

رسول تھے پروردگارا تو اپنے انصاف سے ان کیلئے اپنے کرم کا بہت بڑا حصہ قرار دے اور اپنے

وَاجْزِهٖ مُضَاعَفَاتِ الْخَيْرِ مِنْ فَضْلِكَ اَللّٰهُمَّ اَعْلِ

فضل سے انکو کثیر نیکیاں عطا فرما بارالٰہا انکے دین) ١٢٠ کو تمام دینوں سے سر بلند کر

عَلٰى بِنَاءِ الْبَانِيْنَ بِنَاءَهٗ وَاَكْرِمْ لَدَيْكَ نُزُلَهٗ وَشَرِّفْ

اور اپنی بارگاہ میں ان کی شاندار مہمانی کر اور

عِنْدَكَ مَنْزِلَتَهٗ وَاٰتِهِ الْوَسِيْلَةَ وَاَعْطِهِ السَّنَاءَ وَ

اپنے پاس ان کی قیام گاہ کو بزرگی سے سرفراز فرما اور انھیں وسیلہ اور رفعت و فضیلت مرحمت کر

الْفَضِيْلَةَ وَاحْشُرْنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَادِمِيْنَ

اور ہمیں ان کے گروہ میں اس طرح محشور فرما کہ نہ ہم رسوا ہوں نہ پشیمان

وَلَا نَاكِبِينَ وَلَا نَاكِثِينَ وَلَا ضَالِّينَ وَلَا مَفْتُونِينَ

نہ برگشتہ ایمان ہوں نہ پیماں شکن نہ گمراہ ہوں نہ گمراہ کن اور نہ فتنوں میں مبتلا ہونے والے

وقد مضى هذا الكلام فيما تقدم الا اننا كررناه ههنا

علامہ رضی فرماتے ہیں کہ یہ کلام پہلے خطبہ میں گذر چکا ہے اور اس کا بیان ہو چکا ہے مگر یہاں ہم نے دوبارہ

لما في الروايتين من الاختلاف

اسکو پھر ذکر کیا ہے کیونکہ دونوں روایتوں میں کچھ لفظوں کا اختلاف ہے

(منها في خطاب اصحابه) وَقَدْ بَلَغْتُمْ مِنْ كَرَامَةِ

(اسی خطبہ کا ایک حصہ) جسمیں آپ نے اپنے اصحاب سے خطاب فرمایا ہے (خدا نے تمھیں جو عزت و کرامت (عطا) فرمائی ہے

اللّٰهِ لَكُمْ مَنْزِلَةً تُكْرَمُ بِهَا إِمَاؤُكُمْ وَتُوصَلُ بِهَا

اسکی وجہ سے تم اس مرتبہ تک پہونچ گئے جہاں اسکی وجہ سے تمہاری لونڈیوں تک کا احترام ہوتا ہے اور تمہارے

جِيرَانُكُمْ وَيُعَظِّمُكُمْ مَنْ لَا فَضْلَ لَكُمْ عَلَيْهِ وَلَا

ہمسایوں تک کے ساتھ صلہ رحم کیا جاتا ہے وہ لوگ تمہارا احترام کرتے ہیں جن پر نہ تمہیں کوئی فضیلت

يَدَ لَكُمْ عِنْدَهُ وَيَهَابُكُمْ مَنْ لَا يَخَافُ لَكُمْ سَطْوَةً

حاصل ہے اور نہ تمہارا ان پر کوئی احسان ہے اور وہ لوگ تم سے ڈرتے ہیں جو تمھارے جاہ و جلال سے خوف زدہ

وَلَا لَكُمْ عَلَيْهِ إِمْرَةٌ وَقَدْ تَرَوْنَ عُهُودَ اللّٰهِ مَنْقُوضَةً

ہیں اور نہ تمکو ان پر حکومت (کرنے کا شرف) ہی حاصل ہے (مگر باوجود اسکے) تم دیکھتے ہو کہ اس کے عہد توڑے جا رہے ہیں

فَلَا تَغْضَبُونَ وَأَنْتُمْ لِنَقْضِ ذِمَمِ آبَائِكُمْ تَأْنَفُونَ

مگر اس پر تمھیں غصہ نہیں آتا حالانکہ جب تمہارے باپ دادا کے عہد توڑے گئے تھے تو تم اسے اپنے لئے ننگ و عار سمجھتے تھے

وَكَانَتْ أُمُورُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ تَرِدُ وَعَنْكُمْ تَصْدُرُ وَإِلَيْكُمْ

پہلے احکام خدا تمہارے پاس آتے جاتے اور تمہاری طرف (اوروں سے مایوس ہو کر) پلٹتے

تَرْجِعُ فَمَكَّنْتُمُ الظَّلَمَةَ مِنْ مَنْزِلَتِكُمْ وَأَلْقَيْتُمْ إِلَيْهِمْ

رہتے تھے لیکن بعد میں تم نے ظالموں کو اپنے مرتبہ پر قابض بنا دیا اپنی مہاریں ان کے حوالے

أَزِمَّتَكُمْ وَأَسْلَمْتُمْ أُمُورَ اللّٰهِ فِي أَيْدِيهِمْ يَعْمَلُونَ

کر دیں اور احکام الہیہ انکے ہاتھوں میں سونپ دئے چنانچہ اب وہ (کھلم کھلا) شبہوں پر عمل کرتے

فِي الشُّبُهَاتِ وَيَسِيرُونَ فِي الشَّهَوَاتِ وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ

اور (آزادی کیساتھ) خواہشات نفس (کی وادیوں) میں سیر کرتے ہیں خدا کی قسم اگر بنی امیہ تمہیں

فَرَّقُوكُمْ تَحْتَ كُلِّ كَوْكَبٍ لَجَمَعَكُمُ اللّٰهُ لِشَرِّ يَوْمٍ لَهُمْ

ہر ہر ستارے کے نیچے (اپنے تحفظ کی خاطر) پراگندہ کر دیں تب بھی اللہ تمہیں انکے بدترین دن دیکھنے کیلئے اکٹھا کر کے رہے گا

۵۱ بعض شارحین کا خیال ہے کہ حضرت کا یہ خطاب ان اصحاب سے متعلق ہے جنھوں نے اپنی بزدلی اور ناعاقبت اندیشی سے اپنے مقبوضہ شہروں پر معاویہ کے تاخت و تاراج کرنیوالے لشکروں کو تسلط حاصل کرنے کا موقع دیا کیونکہ جنگ صفین میں شکست کھانے اور تحکیم کی پُرفریب سازش کا جال پھیلانے کے بعد معاویہ نے یہ طریق کار اختیار کر لیا تھا کہ وہ اپنے لشکر کے چھوٹے چھوٹے دستوں کو چھاپہ مارنیکے لئے حضرت علی کے مقبوضہ شہروں کی طرف بھیجتا تھا تاکہ اس طرح وہ لوٹ مار کر کے بدامنی اور انتشار پیدا کر دیں اور اسکا اثر کوفہ کے نظم و نسق پر پڑ جائے چنانچہ بصرہ یمن عین التمر ہیت اور انبار کے واقعات اسکی واضح مثالیں ہیں جہاں معاویہ کے ان چھاپہ مار دستوں نے بدامنی اور فساد پیدا کر کے لوگوں میں خوف و ہراس کی فضا پیدا کی اور اس کا اثر وہاں کی عام رعایا سے متجاوز ہو کر حکومت وقت کے نمائندوں تک پہونچا اور انھوں نے بغیر کسی مزاحمت و مقاومت کے ان چھاپہ مار دستوں کو اپنے زیر عمل مقامات سپرد کر دئے انھیں لوگوں سے حضرت خطاب فرماتے ہیں کہ کیا تمھیں وہ وقت یاد نہیں جب تم بت پرستی اور آتش پرستی جیسی بری خصلتوں کی وجہ سے ذلت و گمنامی کے انتہائی درجہ تک پہنچ گئے تھے اور اللہ نے اس کے بعد تمھیں اسلام کی دولت عطا فرما کر کرامت عزت اور بہترین عظمت و بزرگی کا حامل بنایا اور اسلام کے نظریہ مساوات و رواداری کی بنا پر تمہاری لونڈیاں تک قابل عزت و حرمت سمجھی جانے لگیں اور روم و حبشہ کی راجدھانیوں میں تمہاری عظمت کے نشان بلند ہوئے یہ سب کسی اور وجہ سے نہیں صرف اس بنا پر تھا کہ تم نے اسلام کی تعلیمات کو اپنا شعار بنایا اور اسکے بتائے ہوئے اصول و نظریات کے زرتار پیراہن تمنے زیب جسم کئے جس نے تمہارے رعب و دبدبہ کو عرب کے جزیرہ نما سے آگے بڑھا کر چین، یورپ اور ہندوستان تک پہونچا دیا اور دنیا کی قوموں نے اس حقیقت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا کہ مسلم قوم دنیا کی روحانیت نواز اعلیٰ و بہترین عادات و صفات کی مالک قوم ہے مگر اتنی سربلندی کے بعد تمہارے یہ فردا یہ ذہنیت بہت ہی قابل افسوس ہے کہ احکام الٰہی کی مخالفت کی جا رہی ہے اور اسے برداشت کر کے ہو اسلام تباہ و برباد ہو رہا ہے اور تمہاری پیشانی پر شکن تک نہیں آتی۔ ۱۲

۵۲ اس کلام میں فرمایا گیا ہے کہ بنی امیہ اپنے ظلم و ستم سے شیعیان اہلبیت (باقی صفحہ ۳۸۹ پر)

خطبہ ۱۱۰

اسے حضرت نے جنگ صفین میں کسی ایک روز ارشاد فرمایا ہے

وَقَدْ رَاَیْتُ جَوْلَتَکُمْ وَانْحِیَازَکُمْ عَنْ صُفُوْفِکُمْ تَحُوْزُکُمُ
میں نے تمہارے گردش کرنے اور اپنی صفوں سے ہٹنے کو دیکھا تو اس امر پر افسوس کیا کہ
الْجُفَاۃُ الطَّغَامُ وَاَعْرَابُ اَھْلِ الشَّامِ وَاَنْتُمْ لَھَامِیْمُ
اجڈ گنوار ستم پیشہ کمینے اور شام کے بادیہ نشین تمہیں تمہارے مورچوں سے ہٹائے دیے رہے ہیں جبکہ تم عرب کے
الْعَرَبِ وَیَافِیْخُ الشَّرَفِ وَالْاَنْفُ الْمُقَدَّمُ وَالسَّنَامُ
جوانمرد شرافت کے دماغ (اسکی) اونچی ناک اور بزرگ ترین کوہان ہو
الْاَعْظَمُ وَلَقَدْ شَفٰی وَحَاوِحَ صَدْرِیْ اَنْ رَاَیْتُکُمْ بِاَخَرَۃٍ
لیکن میرے سینہ کی دلخراش آہوں کو اس امر نے سکون بخشدیا کہ میں نے تمہیں آخر میں دیکھ لیا کہ جس طرح
تَحُوْزُوْنَھُمْ کَمَا حَازُوْکُمْ وَتُزِیْلُوْنَھُمْ عَنْ مَّوَاقِفِھِمْ کَمَا
انھوں نے تمکو تمہارے مورچوں سے ہٹادیا تھا اسی طرح تم بھی انکو ہٹارہے ہو اور جس طرح انھوں نے تمکو تمہاری جگہوں سے
اَزَالُوْکُمْ حَسًّا بِالنِّصَالِ وَشَجْرًا بِالرِّمَاحِ تَرْکَبُ اُوْلَاھُمْ
دور کردیا تھا اسی طرح تم بھی انکو تلواریں مارکر اور نیزے چبھوکر دور کررہے ہو جسکی وجہ سے انکی پچھلی صفیں اگلی صفوں پر ان پیاسے
اُخْرَاھُمْ کَالْاِبِلِ الْھِیْمِ الْمَطْرُوْدَۃِ تُرْمٰی عَنْ حِیَاضِھَا
ہنکائے ہوئے اونٹوں کی طرح گری پڑ رہی ہیں جنکو اُن کے حوضوں سے دھتکار دیا گیا ہو اور
وَتُذَادُ عَنْ مَّوَارِدِھَا
انکے پانی پینے کے چشموں سے انھیں دور کردیا گیا ہو

خطبہ ۱۱۱

حضرت کا یہ خطبہ عظیم حادثوں کی اطلاع دینے) والے خطبوں میں شمار کیا جاتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُتَجَلِّیْ لِخَلْقِہٖ بِخَلْقِہٖ وَالظَّاھِرِ لِقُلُوْبِھِمْ
حمد اس خدا ہی کے لئے زیبا ہے جو اپنی مخلوق کیلئے اپنی مخلوق کے ذریعہ ہویدا اور انکے دلوں کیلئے (اپنے آثار قدرت کی)
بِحُجَّتِہٖ خَلَقَ الْخَلْقَ مِنْ غَیْرِ رَوِیَّۃٍ اِذْ کَانَتِ الرَّوِیَّاتُ لَا تَلِیْقُ
واضح حجت کیساتھ ظاہر ہے اسنے مخلوقات کو غور و فکر کے بغیر پیدا کیا کیونکہ فکریں تو ان صاحبان

(بقیہ صفحہ ۳۸۸)

اور پرستاران عترت رسول کو جاہے کتنا ہی تباہ و برباد کردیں لیکن ایک وقت ایسا آئیگا جبکہ پروردگار عالم انھیں ایک مرکز پر اکھٹا فرمائیگا اور انکی منتشر و پراگندہ جمعیتیں شیرازہ بند ہونگی اور وہ دن جبکہ یہ صورت رونما ہوگی بنی امیہ کیلئے بدترین دن ہوگا بعض شارحین کا خیال ہے کہ اس سے ظہور قائم آل محمد کے دور کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ اس سے ۱۳۲ھ کا زمانہ مراد لیا گیا ہے جبکہ بنی عباس نے بنی امیہ کے خلاف اقدامات کی رفتار تیز کی اور اس وقت انھوں نے انکے ساتھ ملکر بنی امیہ کے استیصال کی مہم آسان سے آسان تر بنادی اور اس طرح یہ پیشین گوئی بالکل پوری ہوگئی - ۱۲ - ۱۲

حاشیہ صفحہ ۳۸۹

ما۔ صفین کی جنگ میں معاویہ کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار اور امیر المومنین کے لشکر کی تعداد باقاعدہ اور بے قاعدہ تمام سپاہیوں کو ملاکر نوے ہزار تھی جنمیں ایک کثیر تعداد تجربہ جنگ نہ رکھتی تھی اسلئے ابتدا میں دشمن کے عددی دباؤ سے ان کی صفوں میں ابتری پیدا ہوئی مگر علوی لشکر کے بہادر سپہ سالاروں نے اپنی بہادری اور حربی سوجھ بوجھ سے بہت جلد اسے دور کردیا اور پھر بعد میں تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اگر عمرو عاص قرآنوں کو نیزوں پر بلند کرنیکی مکارانہ چال اختیار نہ کرتا تو شام والے یا تو میدان جنگ میں ختم ہوجاتے یا راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہوجاتے ابو الفدا جلد اصـ

ما۔ اس خطبہ کو خطب ملاحم میں سے شمار کیا جاتا ہے ملاحم ملحمہ کی جمع ہے اور ملحمہ بڑے حادثہ کو کہتے ہیں چونکہ خطب ملاحم میں زمانہ کے عظیم ترین حوادث اور مستقبل میں درپیش ہونیوالے خونخوار فتنوں کی پیشین گوئیاں کی گئی ہیں اس لئے ان کو شارحین نے خطب ملاحم سے تعبیر کیا ہے - ۱۲

الا بذوي الضمائر وليس بذي ضمير في نفسه خرق

ضمیر ہی کیلئے سزاوار ہوسکتی ہیں اور وہ درحقیقت صاحب ضمیر ہے ہی نہیں اس کے علم نے

علمه باطن غيب السترات واحاط بغموض عقائد

حقیقتوں کے باطن کا پردہ چاک کردیا اور پنہاں عقیدوں کی باریکیوں کا

السريرات

احاطہ کرلیا ہے

منها في ذكر النبي صلى الله عليه واله اختاره من

اس خطبہ کا ایک حصہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے بیان میں) پروردگار عالم نے آں حضرت کو

شجرة الانبياء ومشكاة الضياء وذؤابة العلياء وسرة

پیغمبروں کے (پاک) درخت روشنی کے طاق بزرگی کی چوٹی بطحا کی ناف (وسط)

البطحاء ومصابيح الظلمة وينابيع الحكمة

نیز تاریکی کے چراغوں اور حکمت کے چشموں سے منتخب فرمایا ہے

منها طبيب دوار بطبه قد احكم مراهمه واحمى

(اسی بیان کا ایک حصہ) ابوطالب کا فرزند) اپنی روحانی طب کو لیکر دورہ کرنیوالا وہ طبیب ہے جسنے اپنے مرہموں کو قوی بنایا

مواسمه يضع من ذلك حيث الحاجة اليه من قلوب

اور اپنے اوزاروں کو گرم کرلیا ہے اور جہاں کہیں اندھے دلوں بہرے کانوں اور گونگی زبانوں کو اس کی

عمي واذان صم والسنة بكم متتبع بدوائه مواضع

جانب محتاجی ہوتی ہے وہاں اسے استعمال کرتا ہے وہ اپنی دوا کو ساتھ لیکر غفلت

الغفلة ومواطن الحيرة لم يستضيئوا باضواء الحكمة

کے مقاموں اور سراسیمگی کی جگہوں کی تلاش کرتا رہتا ہے یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے حکمت کی روشنیوں سے نہ کسب نور

ولم يقدحوا بزناد العلوم الثاقبة فهم في ذلك

کیا نہ روشن علوم کے چقماق سے شرارے برآمد کیے اسی وجہ سے یہ لوگ غفلت وسراسیمگی کی تاریکی میں

كالانعام السائمة والصخور القاسية

گھاس چرنے والے اونٹوں اور سخت پتھروں کے مانند (نظر آرہے ہیں)

قد انجابت السرائر لاهل البصائر ووضحت محجة الحق

اب تو صاحبان بصیرت کے لئے پوشیدگیاں ظاہر اور گمراہ کیلئے حق کا روشن راستہ

لخابطها واسفرت الساعة عن وجهها وظهرت

واضح ہوچکا ہے قیامت اپنا چہرہ کھول چکی اور اس کی علامت

لہ کلام سابق کے کلام سے منقطع ہے اور بعض شارحین کا خیال ہے کہ اس سے حضرت نے خود اپنے نفس کو مراد لیا ہے ۔ ۱۲

العلامة لمتوسّمها مالي أراكم أشباحاً بلا أرواح

نور سے دیکھنے والے کیلئے آشکار ہو چکی ہے۔ (اگر با اینہمہ) یہ میرے لئے کیا ہے کہ میں تمھیں روحوں

وأرواحاً بلا أشباحٍ ونسّاكاً بلا صلاحٍ وتجّاراً بلا

سے خالی جسموں کی طرح بےشعور جسموں سے مجرد روحوں کے مانند ناقص اصلاح باطن کے بغیر عبادت گذار امید نفع کے

أرباحٍ وأيقاظاً نوّماً وشهوداً غيّباً وناظرة عمياء

بغیر تجارت کرنیوالے (بظاہر) ہوشیار (رباطن) خوابیدہ (مقام علم میں) موجود (منزل عمل میں) غائب اندھی آنکھوں سے

وسامعة صمّاء وناطقة بكماء رايةُ ضلالةٍ قد قامت

دیکھنے والے بہرے کانوں سے سننے والے گونگی زبانوں سے بولنے والے (کردہ ہیں) دیکھ رہا ہوں گمراہی کا جھنڈا

على قطبها وتفرّقت بشعبها تكيلكم بصاعها وتخبطكم

اپنے مرکز پر (مضبوطی سے) قائم اور اپنی شاخوں کے ساتھ (ساری دنیا میں) پھیل چکا ہے اور وہ تمھیں اپنے پیمانہ سے

بباعها قائدها خارجٌ من الملّة قائمٌ على الضلّة فلا

ناپ رہا اور اپنے ہاتھوں سے اذیت پہونچا رہا ہے اسکا افسر دائرہ مذہب سے خارج اور گمراہی پر جما ہوا ہے

يبقى يومئذٍ منكم إلّا ثفالةٌ كثفالة القدر أو

تو تم میں سے جو لوگ اس دن باقی رہینگے وہ بس دیگ کی تلچھٹ کے مانند پسماندہ اور توشہ بند کے

نفاضةٌ كنفاضة العكم تعرككم عرك الأديم و

جھڑے ہوئے ریزہ کے مثل حقیر ہونگے فتنہ تمھیں چمڑے کے مانند چھیل ڈالے گا اور اس طرح روندے گا

تدوسكم دوس الحصيد وتستخلص المؤمن من

جس طرح کھیت کا کٹا ہوا غلہ روندا جاتا ہے اور تم میں ارباب ایمان کو اس طرح چھانٹ کر (اپنی مشق ستم کیلئے) نکال لے گا

بينكم استخلاص الحبّة البطينة من بين

جیسے پرندہ بڑے دانوں کو چھوٹے دانوں کے اندر سے چھانٹ کر نکال لیتا ہے

هزيل الحبّ أين تذهب بكم المذاهب

یہ باطل روشیں آخر تمھیں کدھر لئے جا رہی ہیں اور

وتتيه بكم الغياهب وتخدعكم الكواذب ومن

جہالت و گمراہی کی تاریکیاں تمھیں کس طرح بہکا رہی اور جھوٹی امیدیں کس طرح فریب دے رہی ہیں

أين تؤتون وأنّى تؤفكون فلكلّ أجلٍ كتابٌ ولكلّ

دیکھو تم کہاں سے لائے جا رہے ہو اور (خود) کس طرف بہکے جاتے ہو کیونکہ ہر وقت معین کیلئے ایک نوشتہ اور

غيبةٍ إيابٌ فاستمعوا من ربّانيّكم وأحضروه

غیبت کیلئے ایک بازگشت ضروری ہے اس لئے تمھیں چاہیے کہ تم نصیحت کو اپنے خدا شناس امام کی زبانی سنو اور اپنے

۱۵ اس میں نبی امیہ کے آنیوالے فتنہ پرور دور کی جانب اشارہ فرمایا گیا ہے اور یہ بتلایا گیا ہے کہ ان کی دولت کے ظہور کا زمانہ گویا اتنا قریب آ گیا ہے کہ میں اسے اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں پھر اس کے بعد اس دور کی جو حالت ہوگی اسکے بعد جملوں میں تشریح فرمائی گئی ہے یہ پیشینگوئی بھی منجملہ ان پیشینگوئیوں کے جو حرف بحرف صحیح ثابت ہوئے اور اس سے حضرت کے اخبار بالغیب پر واضح طریقہ سے استدلال کیا جا سکتا ہے ۔ ۱۲

قُلُوبَكُمْ وَاسْتَيْقِظُوا إِنْ هَتَفَ بِكُمْ وَلْيَصْدُقْ رَائِدٌ أَهْلَهُ

دلوں کو ادھر متوجہ کرو اور اگر وہ تمہیں پکارے تو تم ہوشیار ہو جاؤ۔ تبلیغ کرنیوالے کو چاہیے کہ وہ جو کچھ کہے سچ

وَلْيَجْمَعْ شَمْلَهُ وَلْيُحْضِرْ ذِهْنَهُ فَلَقَدْ فَلَقَ لَكُمُ

سن رہا ہے۔ اسے سچ سچ اپنے قبیلہ سے بیان کر دے اور خود اپنے (ذہنی) انتشار کو جمع کرے اور اپنے ذہن کو حاضر رکھے چیر کر

الْأَمْرَ فَلْقَ الْخَرَزَةِ وَقَرَفَهُ قَرْفَ الصَّمْغَةِ فَعِنْدَ ذَلِكَ

تمہارے امام نے تمہارے لئے امر حق کو خرمہرہ کی طرح شگافتہ اور اسے اس طرح باطل کی لکڑی سے چھیل کر (جدا کر) دیا ہے جیسے گوند چھیلا جاتا ہے

أَخَذَ الْبَاطِلُ مَآخِذَهُ وَرَكِبَ الْجَهْلُ مَرَاكِبَهُ وَعَظُمَتِ

جس وقت ایسا زمانہ آئے گا تو باطل ہر جگہ مسلط اور جہالت اپنی سواریوں پر سوار ہو جائے گی سرکشی کرنیوالے لوگ زیادہ

الطَّاغِيَةُ وَقَلَّتِ الدَّاعِيَةُ وَصَالَ الدَّهْرُ صِيَالَ السَّبُعِ

اور حق کی رعایت کرنے والے کم ہو جائیں گے کاٹنے والے درندے کی طرح زمانہ حملہ کرے گا اور

الْعَقُورِ وَهَدَرَ فَنِيقُ الْبَاطِلِ بَعْدَ كُظُومٍ وَتَوَاخَى النَّاسُ

باطل کا اونٹ خاموشی کے بعد بلبلانے لگے گا برے کاموں پر لوگ آپس میں بھائی بھائی

عَلَى الْفُجُورِ وَتَهَاجَرُوا عَلَى الدِّينِ وَتَحَابُّوا عَلَى الْكَذِبِ

بن جائیں گے اور دین کے سوال پر ایک دوسرے کو چھوڑ دیں گے جھوٹ پر ایک دوسرے کے دوست

وَتَبَاغَضُوا عَلَى الصِّدْقِ فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ كَانَ الْوَلَدُ غَيْظًا

اور سچائی کے موقع پر ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے جب زمانہ کا یہ رنگ ہو گا تو اولاد والدین کیلئے سبب غیظ و غضب بنجائے گی

وَالْمَطَرُ قَيْظًا وَتَفِيضُ اللِّئَامُ فَيْضًا وَتَغِيضُ الْكِرَامُ

بارش (بے وقت) گرمی کے موسم میں ہو گی جس سے قحط بڑھ جائے گا۔ ذلیل لوگ بہت زیادہ اور شریف لوگ

غَيْضًا وَكَانَ أَهْلُ ذَلِكَ الزَّمَانِ ذِئَابًا وَسَلَاطِينُهُ

بہت کم ہو جائیں گے اس دور کے لوگ بھیڑیوں کے مانند (خونخوار) اور بادشاہ درندوں کی طرح سفاک ہوں گے

سِبَاعًا وَأَوْسَاطُهُ أُكَّالًا وَفُقَرَاؤُهُ أَمْوَاتًا وَغَارَ الصِّدْقُ

متوسط طبقہ کے لوگ جابر بادشاہوں کی خوراک بن جائیں گے تہی دست انسان مردہ حال ہو جائیں گے سچائی کم

وَفَاضَ الْكَذِبُ وَاسْتُعْمِلَتِ الْمَوَدَّةُ بِاللِّسَانِ وَتَشَاجَرَ

اور جھوٹ زیادہ ہو جائیگا محبت صرف زبانی استعمال کی جائے گی اور دلوں سے لوگ ایک دوسرے کے ساتھ نفرت

النَّاسُ بِالْقُلُوبِ وَصَارَ الْفُسُوقُ نَسَبًا وَالْعَفَافُ عَجَبًا وَ

کریں گے فسق و فجور شریفانہ حیثیت ہو جائے گا پاک دامنی عجیب سی چیز ہو جائے گی اور

لُبِسَ الْإِسْلَامُ لُبْسَ الْفَرْوِ مَقْلُوبًا

اسلام کو الٹے ہوئے پوستین کے مانند اوڑھ کر پہن لیا جائے گا

۱۵ یہ بھی حضرت کی ایک پیشین گوئی ہے جو مستقبل میں بالکل صحیح ثابت ہوئی اور بنی امیہ کے طرز عمل نے اسے بالکل آشکارا کر دیا کہ علوی نگاہ نے امور سلطنت کے فرمانرواؤں کے متعلق جو رائے قائم کی تھی وہ سرمو واقفیت سے منحرف نہیں تھی چنانچہ علامہ شبلی معاویہ کی حکومت میں عمال شام محاصل کی وصولیابی میں بہت زیادہ سختی کرتے تھے اور ان کے تشدد کو دیکھتے ہوئے اگر تعبیرات کا دائرہ گنجائش رکھتا ہے تو انہیں خونخوار درندوں سے تشبیہ دینا حسین ترین تشبیہہ قرار دیا جا سکتی ہے ۔ ۱۲ ۔ ۱۲

خطبہ ۱۱۲

اسمیں حضرت نے پروردگار عالم کے اوصاف فرشتوں کی حالتوں و دنیا کی بے ثباتیوں کا ذکر کیا ہے

كُلُّ شَيْءٍ خَاضِعٌ لَهُ وَكُلُّ شَيْءٍ قَائِمٌ بِهِ غِنَى كُلِّ فَقِيرٍ

ہر شے اسکے لئے فروتنی کرنے والی اور اسی کی قدرت سے قائم ہے وہ ہر فقیر کی تونگری

وَعِزُّ كُلِّ ذَلِيلٍ وَقُوَّةُ كُلِّ ضَعِيفٍ وَمَفْزَعُ كُلِّ مَلْهُوفٍ

ہر ذلیل کی عزت اور ہر کمزور کی قوت کا ذریعہ اور ہر ستم رسیدہ کی پناہ گاہ ہے

وَمَنْ تَكَلَّمَ سَمِعَ نُطْقَهُ وَمَنْ سَكَتَ عَلِمَ سِرَّهُ وَمَنْ

جو شخص کلام کرتا ہے وہ اس کی بات کو سنتا اور جو خاموش رہتا ہے وہ اسکی دلی حالت کو

عَاشَ فَعَلَيْهِ رِزْقُهُ وَمَنْ مَاتَ فَإِلَيْهِ مُنْقَلَبُهُ لَمْ تَرَكَ

جانتا ہے نیز جو شخص زندگی بسر کرتا ہے اس پر اسکی روزی لازم اور جو مرجاتا ہے اسکی جانب اسکی بازگشت ضروری ہے اے اللہ

الْعُيُونُ فَتُخْبِرَ عَنْكَ بَلْ كُنْتَ قَبْلَ الْوَاصِفِينَ مِنْ

تجھے دنیا کی آنکھوں نے دیکھا ہی نہیں جو تیرے متعلق وہ کچھ بیان کرسکیں بلکہ مخلوقات میں سے جو ثنا گذار ہیں

خَلْقِكَ لَمْ تَخْلُقِ الْخَلْقَ لِوَحْشَةٍ وَلَا اسْتَعْمَلْتَهُمْ لِمَنْفَعَةٍ

تو انسے بہت پہلے سے موجود ہے تو نے مخلوق کو نہ تو تنہائی کی وحشت کے دور کرنیکے لئے پیدا کیا ہے اور نہ انسے کسی فائدہ کی بنا پر عمل کی

وَلَا يَسْبِقُكَ مَنْ طَلَبْتَ وَلَا يُفْلِتُكَ مَنْ أَخَذْتَ وَلَا

خواہش کی ہے جسکا تو خواہشمند ہے وہ تجھ سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتا اور جسے تو پکڑے وہ رہا نہیں ہوسکتا اور جو تیری

يَنْقُصُ سُلْطَانَكَ مَنْ عَصَاكَ وَلَا يَزِيدُ فِي مُلْكِكَ

نافرمانی کرے وہ تیری شاہی (کے حدود) کو کم جو تیری اطاعت و فرمانبرداری کرے

مَنْ أَطَاعَكَ وَلَا يَرُدُّ أَمْرَكَ مَنْ سَخِطَ قَضَاءَكَ وَلَا

وہ تیرے ملک میں اضافہ نہیں کرسکتا جو تیرے فیصلہ سے ناراض ہے وہ تیرے فرمان کو رد اور جو تیرے

يَسْتَغْنِي عَنْكَ مَنْ تَوَلَّى عَنْ أَمْرِكَ كُلُّ سِرٍّ عِنْدَكَ

حکم سے روگردانی کرتا ہے وہ تجھ سے کبھی بھی بے نیاز نہیں ہوسکتا ہر راز تیرے لئے ظاہر اور

عَلَانِيَةٌ وَكُلُّ غَيْبٍ عِنْدَكَ شَهَادَةٌ أَنْتَ الْأَبَدُ لَا أَمَدَ

ہر پوشیدہ امر تجھ پر واضح و آشکار ہے تو قدیم ازلی ہے لہذا تیرے کوئی حد ہی نہیں

لَكَ وَأَنْتَ الْمُنْتَهَى لَا مَحِيصَ عَنْكَ وَأَنْتَ الْمَوْعِدُ لَا

اور تو ہر چیز کی آخری منزل ہے تجھ سے بھاگ کر جانے کی کوئی جگہ ہی نہیں اور تو ہی سب کی وعدہ گاہ ہے

---

۱ اس دعوے کی دلیل بالکل واضح ہے کیونکہ ممکنات ظاہر ہے کہ یا جواہر ہوسکتے ہیں یا اعراض اور یہ دونوں وجود ذاتی میں خالق عالم کے محتاج ہیں اس لئے کہ اعراض تو مسلمہ طور پر محل جوہری کے محتاج ہیں اور وہ اگرچہ محل کا محتاج نہیں ہوتا مگر اسکا وجود بہر نہج علتوں کا تابع ہے اور تمام علتیں واجب الوجود تک منتہی ہوتی ہیں اسلئے یہ عمومی دعوی حق بجانب ہے کہ ہر ممکن خواہ وہ جوہر ہو یا عرض اسی کی وجہ سے قائم ہے

۲ غنی کا اطلاق اس مقام پر مجازی ہے اور بعد والے جملوں میں عز اور قوت کا بھی مجازاً ہی استعمال ہوا ہے جسکے معنے یہ ہیں کہ وہ ہر فقیر کو عزت دینے والا ہے ذلیل کو عزت بخشنے والا اور ہر کمزور کو طاقتور بنانیوالا ہے

۱۲ - ۱۲ - ۱۳

مُنقَلَبَهَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ بِيَدِكَ نَاصِيَةُ كُلِّ دَابَّةٍ وَاِلَيْكَ

تو تیرے عذاب سے بھاگ کر جا سکے کوئی صورت تیری رحمت کی طرف جانے کے علاوہ اور کوئی ہے ہی نہیں ہر زمین پر چلنے والا تیرے قبضہ میں ہے

مَصِيرُ كُلِّ نَسَمَةٍ سُبْحَانَكَ مَا اَعْظَمَ مَا نَرَى مِنْ خَلْقِكَ

اور ہر جاندار کی تیری ہی طرف بازگشت ہے پاک ہے تو ہم جسے بڑی عظمت والی سمجھتے ہیں کیا کہنا تیری اس مخلوق کو جو ہم دیکھتے ہیں وہ اپنے مقام پر

وَمَا اَصْغَرَ عِظَمَهُ فِي جَنْبِ قُدْرَتِكَ وَمَا اَهْوَلَ مَا نَرَى

بہت ہی بڑی لیکن تیری قدرت کے پہلو میں اسکی عظمت بہت ہی معمولی نظر آتی ہے تیرا جو جلال شاہی دیکھتے ہیں وہ بہت ہولناک ہے

مِنْ مَلَكُوتِكَ وَمَا اَحْقَرَ ذٰلِكَ فِيمَا غَابَ عَنَّا مِنْ سُلْطَانِكَ

مگر اس جلال شاہی کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے جو ہماری نگاہوں سے اوجھل ہے

وَمَا اَسْبَغَ نِعَمَكَ فِي الدُّنْيَا وَمَا اَصْغَرَهَا فِي نِعَمِ الْاٰخِرَةِ

تیری نعمتیں دنیا میں کتنی کامل مگر آخرت کی نعمتوں کے پہلو میں کس قدر ہیچ ہیں

(منها) مِنْ مَلَائِكَةٍ اَسْكَنْتَهُمْ سَمٰوٰاتِكَ وَرَفَعْتَهُمْ

(اسی خطبہ کا ایک حصہ) ملائکہ میں سے کچھ وہ ہیں جنکو تو نے اپنے آسمانوں میں مقیم اور اپنی زمین سے

عَنْ اَرْضِكَ هُمْ اَعْلَمُ خَلْقِكَ بِكَ وَاَخْوَفُهُمْ لَكَ

بلند قرار دیا ہے یہ تیری حقیقت سے تیری مخلوق میں سب سے زیادہ واقف انھیں سب سے زیادہ تجھ سے ڈرنے والے

وَاَقْرَبُهُمْ مِنْكَ لَمْ يَسْكُنُوا الْاَصْلَابَ وَلَمْ يُضَمَّنُوا

اور تیری مخلوق میں سب سے زیادہ تجھ سے قریب تر ہیں نہ یہ آباؤ اجداد کی پشتوں میں ساکن ہوئے نہ انھیں

الْاَرْحَامَ وَلَمْ يُخْلَقُوا مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ وَلَمْ يَتَشَعَّبْهُمْ رَيْبُ

ماؤں کے رحموں کے حوالہ کیا گیا نہ ذلیل نطفہ کے پانی سے بنائے گئے نہ ان کو حوادث زمانہ

الْمَنُونِ وَاِنَّهُمْ عَلٰى مَكَانِهِمْ مِنْكَ وَمَنْزِلَتِهِمْ عِنْدَكَ

نے کبھی پریشان کیا یہ تیری قربت کے بلند محل تیری پاس سے ملے ہوئے بزرگ مرتبہ پر فائز ہونے تیری مرضی کے آغوش میں تمام

وَاسْتِجْمَاعِ اَهْوَائِهِمْ فِيكَ وَكَثْرَةِ طَاعَتِهِمْ لَكَ وَقِلَّةِ

خواہشوں کو اکھٹا کر لینے تیری زیادہ سے زیادہ فرمانبرداری کرنے اور تیرے حکم سے کم سے کم غفلت برتنے کے

غَفْلَتِهِمْ عَنْ اَمْرِكَ لَوْ عَايَنُوا كُنْهَ مَا خَفِيَ عَلَيْهِمْ مِنْكَ

باوجود یقینا اگر تیری اس کنہ کو دیکھ لیں جو انپر پوشیدہ ہے تو

لَحَقَّرُوا اَعْمَالَهُمْ وَلَزَرَوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَعَرَفُوا اَنَّهُمْ

وہ اپنے اعمال کو حقیر سمجھنے لگیں اور اپنے نفسوں پر (تقصیر طاعت کا) عیب لگانے لگیں اور جان لیں کہ

لَمْ يَعْبُدُوكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ وَلَمْ يُطِيعُوكَ حَقَّ طَاعَتِكَ

تیری عبادت کا جو حق ہے وہ اس طرح تیری عبادت اور جو تیری اطاعت کا حق ہے اس طرح تیری اطاعت نہیں کر سکے

ـه ملائکہ کے اعلم خلق ہونے کی دلیل یہ ہو کہ ملائکہ جبروت مسفلہ (؟) میں داخل ہیں اور تمام وہ عارضی جو موجود ہیں وہ نفس امارہ کی بلاؤں سے بے تعلق ہونے کی وجہ سے آفات و نسیان سے بھی بری ہوتی ہیں اس لئے ملائکہ کے کامل العلم ہونے کی وجہ بھی کیا ہو سکتا ہے۔ ۱۲

ـه یہ ایک واضح و ناقابل انکار امر ہے کہ خدا سے سب سے زیادہ وہی ڈرے گا جو اسکی ذات کی عظمت کا سب سے زیادہ علم رکھتا ہو چنانچہ قرآن مجید میں اسی امر کی جانب اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء بندگان خدا میں سب سے زیادہ اس سے ڈرنے والے وہی صاحبان علم و معرفت ہیں اور ملائکہ کے متعلق پہلے ہی بتلایا جا چکا ہے کہ وہ مخلوقات الہیہ میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں کیونکہ وہ دوسروں کی تک علم و معرفت کو پہونچانے کا ذریعہ بنائے گئے ہیں اور اس بنا پر انھیں تمام غیر بشری مخلوق کا استاد قرار دیا جا سکتا ہے اور جبکہ علم میں تمام مخلوقات سے اشرف و اعلی ہیں تو لامحالہ اس نظریہ کے اعتبار سے کہ جو زیادہ علم رکھتا ہے وہی زیادہ ڈرتا بھی ہے ملائکہ اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے بھی ہیں۔ ۱۲

ـه قرب مکانی چونکہ پروردگار عالم کے لئے عقلاً و نقلاً ناجائز و محال ہے اس لئے اس مقام پر نزدیکی سے مکان کی نزدیکی نہیں بلکہ منزلت کی نزدیکی مراد ہوگی ۱۲

ـه اصلاب میں مقیم ہونا اور ارحام کے سپرد کئے جانا اور نطفہ سے

مخلوق ہونا یہ سب وہ اوصاف ہیں جو کہ طور پر نقصانات کی حد میں داخل ہیں اور باب غور و فکر ان جلیل صفتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے یقیناً ملائکہ کو فضل کائنات سمجھنے پر مجبور ہونگے مگر چونکہ بعض احادیث میں تصریحاً یہ جنبہ وارد ہوئی ہے کہ افضل کائنات ملک نہیں بلکہ انسان ہے اور اسے اشرف المخلوقات کے عظیم لقب سے ملقب قرار دیا گیا اس لئے اکثر امامیہ نے اسی اختیار کردہ مسلک اور افضلیت ملائکہ کی ان واضح آیتوں کے درمیان جمع کی صورت پیدا کرنا ضروری ہے تاکہ انکے مابین کوئی اختلاف نہ رہے اور اسکا بہترین طریقہ یہ ہوگا کہ انسان کی افضلیت کو ملک سے عام اور ملک کی افضلیت کو انسان سے خاص قرار دیا جائے۔ ۱۲

سُبْحَانَكَ خَالِقًا وَمَعْبُودًا بِحُسْنِ بَلَائِكَ عِنْدَ خَلْقِكَ

ہم تجھے قابل پرستش خالق مانتے ہوئے تیری تسبیح کرتے ہیں کہ تو نے اپنی مخلوق کی بہترین آزمائش کے ساتھ

خَلَقْتَ دَارًا وَجَعَلْتَ فِيهَا مَأْدُبَةً مَشْرَبًا وَمَطْعَمًا وَ

(نیک کام کرنیوالوں کیلئے جنت جیسا) گھر بنایا اور اس میں تو نے مہمانی کا ہر سامان پانی پینے اور کھانا کھانے

أَزْوَاجًا وَخَدَمًا وَقُصُورًا وَأَنْهَارًا وَزُرُوعًا وَثِمَارًا ثُمَّ

کی جگہیں (حوضوں جیسی) بیویاں (تسنیم و سلسبیل جیسی) نہریں بہترین خادم (بلند) قصر (جاری) نہریں (لہلہاتی) کھیتیاں (تروتازہ) پھل قرار

أَرْسَلْتَ دَاعِيًا يَدْعُو إِلَيْهَا فَلَا الدَّاعِيَ أَجَابُوا وَلَا

دیئے پھر تو نے دعوت دینے والے رسول (محمد) کو بھیجا جو اسکی طرف لوگوں کو دعوت دیتے تھے مگر انھوں نے نہ دعوت دینے والے کی آواز پر

فِيمَا رَغَّبْتَ إِلَيْهِ رَغِبُوا وَلَا إِلَى مَا شَوَّقْتَ إِلَيْهِ اشْتَاقُوا

لبیک کہی نہ اُن چیزوں کی طرف راغب ہوئے جنکی جانب اس نے رغبت دلائی تھی اور نہ اس چیز (جنت) کے مشتاق ہوئے جس کا اسنے شوق دلایا تھا

أَقْبَلُوا عَلَى جِيفَةٍ افْتَضَحُوا بِأَكْلِهَا وَاصْطَلَحُوا عَلَى حُبِّهَا

اور اس مردار (دنیا) کی طرف متوجہ ہوگئے جس کو کھانے کی وجہ سے یہ رسوا ہوئے اور سب کے سب اسکی محبت پر اکٹھا ہوگئے

وَمَنْ عَشِقَ شَيْئًا أَعْشَى بَصَرَهُ وَأَمْرَضَ قَلْبَهُ فَهُوَ يَنْظُرُ

اور یہ مسلم ہے کہ اگر کوئی کسی چیز کا عاشق ہوتا ہے تو وہ چیز اسکی آنکھوں کو اندھا اور اسکے دل کو بیمار بنا دیتی ہے جسکی وجہ سے

بِعَيْنٍ غَيْرِ صَحِيحَةٍ وَيَسْمَعُ بِأُذُنٍ غَيْرِ سَمِيعَةٍ قَدْ خَرَقَتِ

وہ بیمار آنکھوں سے دیکھنے اور بہرے کانوں سے سننے لگتا ہے بالآخر اس (دنیا) کی طرف متوجہ ہونے والے

الشَّهَوَاتُ عَقْلَهُ وَأَمَاتَتِ الدُّنْيَا قَلْبَهُ وَوَلِهَتْ عَلَيْهَا

گروہ کے (پردہ) عقل کو خواہشات نے چاک کر دیا دنیا نے اس کے قلب کو مردہ اور اپنے اوپر

نَفْسُهُ فَهُوَ عَبْدٌ لَهَا وَلِمَنْ فِي يَدِهِ شَيْءٌ مِنْهَا حَيْثُمَا

اس کے نفس کو فریفتہ بنا دیا جسکے بعد اب یہ اس کا یا جس کے قبضہ میں اسکے مال و متاع سے کوئی چیز موجود ہے اسکا بندہ ہے

أَقْبَلَتْ أَقْبَلَ عَلَيْهَا وَلَا يَزْدَجِرُ مِنَ اللّٰهِ بِزَاجِرٍ وَلَا يَتَّعِظُ

اور جدھر وہ رخ کرتی ہے ادھر یہ بھی رخ کرتا ہے نہ خدا کے روکنے والے (رسول) کے کہنے سے گناہوں سے رکتا نہ اسکے

مِنْهُ بِوَاعِظٍ وَهُوَ يَرَى الْمَأْخُوذِينَ عَلَى الْغِرَّةِ حَيْثُ

کسی نصیحت کرنے والے کی نصیحت سے متاثر ہوتا ہے حالانکہ یہ ان لوگوں کو دیکھ رہا ہے جو ناگہاں گرفتار کر لئے گئے جنکے لئے

لَا إِقَالَةَ وَلَا رَجْعَةَ كَيْفَ نَزَلَ بِهِمْ مَا كَانُوا يَجْهَلُونَ

نہ عفو کی گنجائش ہے نہ رجوع کی کہ کیونکر وہ (موت) جس سے یہ لوگ ناواقف تھے ان پر وارد ہوگئی اور

وَجَاءَهُمْ مِنْ فِرَاقِ الدُّنْيَا مَا كَانُوا يَأْمَنُونَ وَقَدِمُوا

دنیا کا وہ فراق جس سے یہ محفوظ تھے ان پر نازل ہوگیا اور آخرت کی وہ چیزیں

ملہ اصطلاح اس مقام پر بمعنی اتفاق استعمال ہوا ہے اور علی حبها میں ضمیر جیفہ کی طرف راجع ہو رہی ہے جس سے اس محل پر بہ سبیل استعارہ دنیا مقصود ہے ۔۱۲

مِنَ الْاٰخِرَةِ عَلٰى مَا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ فَغَيْرُ مَوْصُوْفٍ مَا

جنکے ایسے وعدہ کئے گئے تھے ان تک پہونچ گئے (موت کے وقت اور پھر اس کے بعد) ان پر جو سختیاں

نَزَلَ بِهِمْ اِجْتَمَعَتْ عَلَيْهِمْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ وَحَسْرَةُ الْفَوْتِ

وارد ہوئیں وہ بیان کے قابل نہیں موت کی سختی اور (عمل) کا وقت گذر جانیکی شرمندگی الغرض دونوں چیزیں اکٹھا (وارد) ہوگئیں

فَفَتَرَتْ لَهَا اَطْرَافُهُمْ وَتَغَيَّرَتْ لَهَا اَلْوَانُهُمْ ثُمَّ ازْدَادَ

جسکی وجہ سے انکی نگاہیں پست ہوگئیں اور چہروں کے رنگ متغیر ہوگئے پھر موت کی دخل اندازی ان میں

الْمَوْتُ فِيْهِمْ وُلُوْجًا فَحِيْلَ بَيْنَ اَحَدِهِمْ وَبَيْنَ

بڑھ گئی اور انہیں سے ایک مرنیوالے اور اسکی بات چیت کے درمیان پردہ حائل ہو گیا جسکی وجہ سے یہ بول تو نہ سکتا تھا مگر

مَنْطِقِهٖ وَاِنَّهٗ لَبَيْنَ اَهْلِهٖ يَنْظُرُ بِبَصَرِهٖ وَيَسْمَعُ بِاُذُنِهٖ

اپنے عزیزوں کے درمیان اپنی آنکھوں سے دیکھتا اپنے کانوں سے سنتا اور اپنی صحت

عَلٰى صِحَّةٍ مِنْ عَقْلِهٖ وَبَقَاءٍ مِنْ لُبِّهٖ يُفَكِّرُ فِيْمَ اَذْهَبَ

عقل و سلامتی فہم کی حالت میں اپنے جس زمانہ کو اس نے (فضول باتوں) گذار دیا تھا اس پر غور کرتا

دَهْرَهٗ وَيَتَذَكَّرُ اَمْوَالًا جَمَعَهَا اَغْمَضَ فِيْ مَطَالِبِهَا

اور جن مالوں کو ذخیرہ کیا تھا ان پر خیال کر رہا تھا کہ انکے حصول میں اسنے کس طرح (محرمات سے) چشم پوشی کی

وَاَخَذَهَا مِنْ مُصَرَّحَاتِهَا وَمُشْتَبِهَاتِهَا قَدْ لَزِمَتْهٗ

اور مشتبہ و غیر مشتبہ ہر طریقہ سے (فراہم کیا اب اس وقت اس

تَبِعَاتُ جَمْعِهَا وَاَشْرَفَ عَلٰى فِرَاقِهَا تَبْقٰى لِمَنْ وَرَاءَهٗ

ذخیرہ کرنیکے برے نتیجے (بھگتنا) اسکے لئے لازم ہوگئے اور یہ اسکے فراق سے باخبر ہو گیا افسوس دولت کے یہ تمام سرمایے بعد والوں

يَنْعَمُوْنَ فِيْهَا وَيَتَمَتَّعُوْنَ بِهَا فَيَكُوْنُ الْمَهْنَاءُ لِغَيْرِهٖ

کیلئے رہجائیں گے جسمیں وہ چین سے زندگی بسر کرینگے اور ان سے فائدہ اٹھائیں گے مفت کی) دولت اسکے غیر کی ہو جائے گی

وَالْعِبْءُ عَلٰى ظَهْرِهٖ وَالْمَرْءُ قَدْ غَلِقَتْ رُهُوْنُهٗ بِهَا

اور (حساب کی) بار اسکی پشت پر رہیگا ان اموال کے عوض اس شخص نے اپنی جو جا بیجا حرکتیں کا تمان اعمال کے صحیفوں میں ودیعت کر دیں

فَهُوَ يَعَضُّ يَدَهٗ نَدَامَةً عَلٰى مَا اَصْحَرَ لَهٗ عِنْدَ

اب انکی واپسی ناممکن ہے بس موت کے وقت جو اسکی حالت اسپر ظاہر ہوئی ہے اس پر شرمندگی سے اپنا ہاتھ کاٹ رہا ہے

الْمَوْتِ مِنْ اَمْرِهٖ وَيَزْهَدُ فِيْمَا كَانَ يَرْغَبُ فِيْهِ اَيَّامَ

اور اپنی زندگی کے دنوں میں جن چیزوں کے بارے میں رغبت ظاہر کرتا تھا ان سے نفرت کر رہا ہے

عُمُرِهٖ وَيَتَمَنّٰى اَنَّ الَّذِيْ كَانَ يَغْبِطُهٗ بِهَا وَيَحْسُدُهٗ

اور تمنا کر رہا ہے کہ کاش جو لوگ اس مال کی وجہ سے اسپر غبطہ اور اس پر اسکے ساتھ حسد کرتے

له یہ ایک محاورہ ہے جسکے معنے یہ ہیں کر راہن کے جملہ رہوں اسکی ملک سے خارج ہوکر مرتہن کی ملک میں داخل ہوگئے اور انکا چھڑانا دشوار ہوگیا اس محل پر ملا صالح علیہ الرحمہ نے اس جملہ کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ غلق رہوں سے حضرت نے استعارہ فرمایا ہے کہ اسکا نفس ان اموال کے رہنوں سے اب نجات حاصل نہیں کر سکتا - ۱۲ - ۱۲

عَلَيْهَا قَدْ حَازَهَا دُوْنَهُ فَلَمْ يَزَلِ الْمَوْتُ يُبَالِغُ فِي جَسَدِهِ حَتّٰى

تھے اسکے بجائے انھیں نے اس مال کو اکٹھا کیا ہو تا غرضکہ موت اسکے جسم میں برابر کد و کاوش کرر ہی تھی تا اینکہ

خَالَطَ لِسَانُهُ سَمْعَهُ فَصَارَ بَيْنَ اَهْلِهٖ لَا يَنْطِقُ بِلِسَانِهٖ

اسنے اسکی زبان کو (بے بسی میں) اس کے کان جیسا بنا دیا جسکے بعد اہل و عیال کے درمیان اسکی یہ حالت ہوگئی کہ نہ اپنی زبان سے بولتا ہے

وَلَا يَسْمَعُ بِسَمْعِهٖ يُرَدِّدُ طَرْفَهُ بِالنَّظَرِ فِي وُجُوْهِهِمْ يَرٰى

نہ اپنے کانوں سے (کچھ) سنتا ہے اپنی نگاہ کو بار بار انکے چہروں پر نظر کرنے وقت گردش دیتا

حَرَكَاتِ اَلْسِنَتِهِمْ وَلَا يَسْمَعُ رَجْعَ كَلَامِهِمْ ثُمَّ ازْدَادَ الْمَوْتُ

انکی زبانوں کی حرکتوں کو دیکھتا ہے لیکن انکے جواب سخن کو سن نہیں سکتا۔ پھر جھپٹنے کے لئے موت اور آگے

اِلْتِيَاطًا فَقُبِضَ بَصَرُهٗ كَمَا قُبِضَ سَمْعُهٗ وَخَرَجَتِ الرُّوْحُ

بڑھی اور اسکی قوت بصارت کو اسی طرح اپنے قبضہ میں لے لیا جس طرح وہ اسکی قوت سماعت پر قبضہ کر چکی تھی اور

مِنْ جَسَدِهٖ فَصَارَ جِيْفَةً بَيْنَ اَهْلِهٖ قَدْ اَوْحَشُوْا مِنْ

بالآخر روح بھی اسکے جسم سے نکل گئی اور وہ اپنے اہل و عیال کے درمیان مردار بن گیا جس سے یہ لوگ وحشت

جَانِبِهٖ وَتَبَاعَدُوْا مِنْ قُرْبِهٖ لَا يُسْعِدُ بَاكِيًا وَلَا يُجِيْبُ

کرنے لگے اور اسکے پاس سے دور ہونے لگے یہ نہ اب رونیوالے کے ساتھ ہمدردی کر سکتا اور نہ

دَاعِيًا ثُمَّ حَمَلُوْهُ اِلٰى مَخَطٍّ فِي الْاَرْضِ وَاَسْلَمُوْهُ فِيْهِ

کسی پکارنیوالے کو جواب دے سکتا ہے پھر اسے (مرنے کے بعد) لوگ اٹھا کر زمین میں کھدی ہوئی لحد کیطرف لیگئے جہاں اسے

اِلٰى عَمَلِهٖ وَانْقَطَعُوْا عَنْ زَوْرَتِهٖ حَتّٰى اِذَا بَلَغَ الْكِتَابُ

انھوں نے اسکے عمل کے حوالہ کر دیا اور (ہمیشہ کے لئے) اسکے دیدار سے محروم ہوگئے یہانتک کہ جب وجود کا نوشتہ

اَجَلَهٗ وَالْاَمْرُ مَقَادِيْرَهٗ وَاُلْحِقَ اٰخِرُ الْخَلْقِ بِاَوَّلِهٖ

اپنی انتہائی معین مدت تک اور مشیت اپنے طے کردہ اندازہ تک پہنچ جائیگی اور مخلوقات کا آخری قافلہ ابتدائی قافلہ سے ملحق ہو جائیگا

وَجَاءَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ مَا يُرِيْدُهٗ مِنْ تَجْدِيْدِ خَلْقِهٖ اَمَادَ

اور اللہ نے کائنات کو نئے سرے سے پیدا کرنے کا جو ارادہ فرمایا ہے اسکا وقت آجائے گا تو وہ

السَّمَاءَ وَفَطَرَهَا وَاَرَجَّ الْاَرْضَ وَاَرْجَفَهَا وَقَلَعَ

افلاک (کے مدارانی نظاموں) کو جنبش دیکر شگافتہ درہم برہم) اور زمین کو زیر و زبر کہ کہہ کے کپکپانیوالی (حرکت دیکر منتشر لرزل) اور

جِبَالَهَا وَنَسَفَهَا وَدَكَّ بَعْضُهَا بَعْضًا مِنْ هَيْبَةِ جَلَالَتِهٖ

اسکے پہاڑوں کو بیخ و بن سے اکھاڑکر ان کے اجزاء کو پراگندہ فرمائے گا اور وہ آپس میں اسکی عظمت کی ہیبت

وَمَخُوْفِ سَطْوَتِهٖ وَاَخْرَجَ مَنْ فِيْهَا فَجَدَّدَهُمْ عَلٰى

اور قہاریت کے خوف سے ٹکرا جائینگے وہ اسکے آغوش میں جو لوگ (مدفون) ہیں انکو باہر نکالے گا اور انھیں انکے کہنہ

لہ اس جملہ سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جب قیامت کا وقت قریب آے گا تو پروردگار عالم کائنات کے نظام میں اختلال پیدا کر دے گا اور اس کی صورت یہ ہوگی کہ سب سے پہلے سیارات اپنے مداروں پر مستقیم حرکتیں چھوڑ کر غیر مستقیم حرکتیں کرنے لگیں گے ورنہ ظاہر ہے کہ جبکہ آسمان کوئی چیز ہی نہیں تو اسکو حرکت دینے کے کیا معنے ہو سکتے ہیں۔ آسمان کی حرکت سے سیارات ہی کی غیر منتظم حرکت مراد لی جائیگی چونکہ اس وقت ان میں نہیں پائی جاتی اور اسی وجہ سے نظام عالم خلل و فساد سے محفوظ ہے اور قیامت کے دن ان میں قدرت کی کرشمہ سازیاں اسے انکے اندر حادث کر دینگی۔۱۲

لہ زمین کی حرکت جدید فلسفہ کی تحقیقات کے لحاظ سے ایک ناقابل انکار مسئلہ ہے اس لئے وارج کے معنے یہ قرار دینا کہ اللہ زمین کو حرکت دے گا گویا کسی موجود کو موجود کر دینے کے مراد ف ہوگا اس کو تحصیل حاصل سے تعبیر کیا جاتا ہے جو عقلاً ناممکن ہے کیونکہ جو چیز یا جو صفت کسی ذات میں پائی جاتی ہو اسکو پیدا کرنے کے عقلاً کوئی معنے ہی نہیں اس لئے جیسا کہ سابق میں اماد کے معنے یہ قرار دئے گئے ہیں کہ وہ افلاک کا نظام منتظم بدل دے گا اسی طرح ارج کے معنے یہ ہوںگے کہ وہ بروز قیامت زمین کی حرکت مستقیمہ کو حرکت غیر مستقیمہ سے بدل دے گا۔۱۲

أخلاقهم وجمعهم بعد تفرقهم ثم ميزهم لما

از سرنو خلق اور متفرق ہونے کے بعد پھر سے اکٹھا فرمائے گا اور اس نے ان کے جن اعمال

يريده من مسألتهم عن خفايا الأعمال وخبايا الأفعال

اور پوشیدہ کاموں کی بازپرس کا ارادہ کر لیا ہے اس کے لئے انھیں جدا جدا (کھرا) کرے گا

وجعلهم فريقين أنعم على هؤلاء وانتقم من هؤلاء

اور محاسبہ کے بعد) انھیں دو گروہ بنا دیگا انہیں یہ جو فرمانبردار ہیں ان پر انعام فرمائے گا اور وہ جو نافرمان ہیں ان سے

فأما أهل طاعته فأثابهم بجواره وخلدهم في داره [2]

انتقام لیگا۔ فرمانبرداروں کو وہ اپنی رحمت کی) ہمسائگی کا اجر دیگا اور انھیں اپنے اس (سلامتی) کے گھر (جنت) میں ہمیشہ ہمیشہ

حيث لا يظعن النزال ولا يتغير لهم الحال ولا تنوبهم

کیلئے جاگزیں بنا دیگا۔ جہاں اترنیوالے کبھی کوچ کریں گے نہ ان کے حالات میں تغیر ہوگا نہ خطرے ان تک پہونچ پائیں گے

الأفزاع ولا تنالهم الأسقام ولا تعرض لهم الأخطار

نہ بیماریاں انھیں پا سکیں گی نہ دہشتیں ان کے سامنے آئیں گی

ولا تشخصهم الأسفار وأما أهل المعصية فأنزلهم

نہ سفر انھیں ان کے گھروں سے باہر نکالیں گے لیکن رہے معصیت کار۔ انھیں وہ بدترین گھر

شر دار وغل الأيدي إلى الأعناق وقرن النواصي

(جہنم) میں اتارے گا (جہاں) وہ انکے ہاتھوں کو انکی گردنوں سے باندھ دیگا اور انکی پیشانیوں کو

بالأقدام وألبسهم سرابيل القطران ومقطعات [1]

انکے پیروں سے متصل کر دے گا اور انھیں قطران کے پیراہن اور شراروں کے لباس پہنائے گا (یہ لوگ) اس

النيران في عذاب قد اشتد حره وباب قد أطبق

عذاب میں (مبتلا) ہوں گے جس کی گرمی سخت اور جس کا دروازہ اپنے ساکنوں کے لئے بند ہوگا

على أهله في نار لها كلب ولجب ولهب ساطع وقصيف

(اور وہ کبھی اس سے باہر نکل سکیں گے) (وہ) آگ میں (جل رہے) ہونگے جسکے لئے جلانے کی حد سے زیادہ لالچ انتہائی جوش و خروش

هائل لا يظعن مقيمها ولا يفادى أسيرها ولا تفصم

بھڑکتے ہوئے شرارے اور مہیب کڑکتی آوازیں ہونگی اسکا اقامت گزیں نہ منتقل ہوگا نہ اسکا قیدی کوئی فدیہ دیکر چھڑایا جا سکے گا نہ اسکی

كبولها لا مدة للدار فتفنى ولا أجل للقوم فيقضى

زنجیریں کبھی ٹوٹیں گی نہ اس گھر کیلئے کوئی مدت ہے کہ وہ فنا ہو جائے اور نہ ان لوگوں ہی کیلئے کوئی میعاد مقرر ہے کہ وہ تمام ہو جائے (اور یہ عذاب

(منها في ذكر النبي صلى الله عليه وآله) قد حقر [3]

سے رہائی پا جائیں) (اسی خطبہ کا ایک حصہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے بیان میں) آنحضرت نے دنیا کو (ہمیشہ) حقیر

---

[1] مقطعات قطع کئے جانیوالے پیراہنوں کو کہتے ہیں جیسے قمیص وغیرہ اس بنا پر جو لباس بغیر قطع و برید استعمال کئے جاتے ہیں جیسے ردا وغیرہ وہ مقطعات میں داخل نہ ہونگے ارباب عرفان نے جہاں جہنم کی عقوبتوں سے پناہ مانگی ہے وہاں اس کا خاص طور پر ذکر کیا ہے چنانچہ ایک پر دعا میں ارشاد ہوا ہے کہ اللھم انی اعوذ بک من مقطعات النیران بارالہا میں تجھ سے جہنم کی آگ سے بنے ہوئے پیراہنوں کے زیب جسم ہونے سے پناہ مانگتا ہوں۔ ۱۲

[2] اس جملہ میں اور اس کے بعد جو جملے مذکور ہیں ان میں عذاب آخرت کے ابدی ہونے کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ ۱۲

[3] چنانچہ بعض روایات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب امین وحی زمین کے خزانوں کی کنجیاں لیکر خدمت پیغمبر میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ پروردگار عالم تحفہ درود و سلام کے بعد ارشاد فرماتا ہے کہ اے ہمارے حبیب زمین کے آغوش میں جتنے خزانے ہیں وہ سب آپ کیلئے موجود ہیں اور انکی کنجیاں آپکی خدمت میں حاضر ہیں آپ جس طرح چاہیں ان پر تصرف کر سکتے ہیں اور اس سے جو دو جاہ آپ کیلئے مخصوص ہیں انہیں کوئی کمی کبھی نہ ہوگی لیکن دنیا پیغمبر اسلام کی نگاہ میں اتنی حقیر تھی کہ آنحضرت نے یہ کنجیاں امین وحی کو واپس فرما دیں کہ اے امین وحی یہ فانی دنیا مجھے محبوب نہیں میری تو تمنا ہے کہ میں جلد سے جلد اپنے خدا سے ملاقات کروں اور اس کے علاوہ میری کوئی خواہش نہیں۔ ۱۲

الدُّنْيَا وَصَغَّرَهَا وَأَهْوَنَهَا وَعَلِمَ أَنَّ اللّٰهَ زَوَاهَا عَنْهُ

دور معمولی سمجھا اور اسکی توہین و تذلیل فرمائی اور انھوں نے یقین کے ساتھ اس امر کو جانا کہ اللہ نے دنیا کو ان سے انھیں برگزیدہ

اخْتِيَارًا وَبَسَطَهَا لِغَيْرِهِ احْتِقَارًا فَأَعْرَضَ عَنْهَا بِقَلْبِهِ

کرنے کی وجہ سے دور رکھا اور دوسروں کیلئے انھیں حقیر سمجھنے کی بنا پر کشادہ کر دیا تو اسکی جانب سے اپنے قلب کے ساتھ روگردانی کرلی

وَأَمَاتَ ذِكْرَهَا عَنْ نَفْسِهِ وَأَحَبَّ أَنْ تَغِيبَ زِينَتُهَا عَنْ

اور اپنے نفس سے اس کی یاد مٹا دی اور (ہمیشہ یہی) چاہا کہ اس کی آرائش ان کی نگاہ سے

عَيْنِهِ لِكَيْلَا يَتَّخِذَ مِنْهَا رِيَاشًا أَوْ يَرْجُوَ فِيهَا مُقَامًا

اوجھل رہی رہے تاکہ وہ نہ اس سے (ظاہری سجاوٹ کے) قیمتی لباس لے سکیں اور نہ اسمیں قیام کی آرزو کر پائیں

بَلَّغَ عَنْ رَبِّهِ مُعْذِرًا وَنَصَحَ لِأُمَّتِهِ مُنْذِرًا وَدَعَا إِلَى

انھوں نے احتجاج کا سد باب کرتے ہوئے اپنے خدا کی طرف سے (بندوں تک) احکام پہونچائے اپنی امت کو ڈرا دھمکا کر وعظ و نصیحت

الْجَنَّةِ مُبَشِّرًا

کی اور (جانفزا) نوید سنا کر انھیں جنت کی طرف بلایا

نَحْنُ شَجَرَةُ النُّبُوَّةِ وَمَحَطُّ الرِّسَالَةِ وَمُخْتَلَفُ الْمَلَائِكَةِ

ہم (اہلبیت) نبوت کا درخت (یا ختم کی اولاد) پیغام الٰہی کا محل نزول ملائکہ کے آمد و رفت کی منزل

وَمَعَادِنُ الْعِلْمِ وَيَنَابِيعُ الْحُكْمِ نَاصِرُنَا وَمُحِبُّنَا يَنْتَظِرُ

علم کی کانیں اور حکمتوں کے چشمے ہیں ہمارا ہر ناصر و دوست رحمت کا منتظر اور

الرَّحْمَةَ وَعَدُوُّنَا وَمُبْغِضُنَا يَنْتَظِرُ السَّطْوَةَ

ہمارا ہر دشمن قہر و عذاب کا متوقع رہتا ہے

خطبہ ۱۱۳

اس خطبہ میں ایمان کی بزرگی اور اس کے اصول و قواعد کا تذکرہ فرمایا ہے

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَوَسَّلَ بِهِ الْمُتَوَسِّلُونَ إِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهُ

نیک کاموں کے ذریعہ خدا سے نزدیک ہونے والے جن چیزوں کے ذریعہ سے تقرب حاصل کرتے ہیں انمیں سب سے بہتر

الْإِيمَانُ بِهِ وَبِرَسُولِهِ وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ فَإِنَّهُ ذِرْوَةُ

اسکی ذات پر اور اس کے رسول پر ایمان لانا اور اسکی راہ میں جہاد کرنا ہے کیونکہ جہاد) اسلام کی بلند چوٹی ہے

الْإِسْلَامِ وَكَلِمَةُ الْإِخْلَاصِ[1] فَإِنَّهَا الْفِطْرَةُ وَإِقَامُ

کلمہ لا الٰہ الا اللہ مقصود آفرینش ہے نماز کا برپا کرنا

[1] کلمہ اخلاص لا الٰہ الا اللہ ہے مگر اسکا جز و متمم محمد رسول اللہ اور علی ولی اللہ ہے اقامۃ الصلوٰۃ سے مقصود یہ ہے کہ اس کے ارکان کو بلا کسی کمی یا بیشی کے اس طرح بجا لایا جائے کہ اسکے تمام افعال اور شرائط بلا کسی خلل کے پورے ہو جائیں کیونکہ اقام العود کے معنے یہ ہیں کہ اس کو بالکل درست کردیا اسی بنا پر اگر کوئی بجائے اقیموا الصلوٰۃ کے صلوا کہے تو اس سے یہ مطلب حاصل نہ ہو سکے گا بہجۃ الحدائق۔ ۱۲

الصَّلٰوةِ فَاِنَّهَا الْمِلَّةُ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ فَاِنَّهَا فَرِيْضَةٌ
روح مذہب اور زکوٰۃ کی ادائگی واجب فریضہ ہے
وَاجِبَةٌ وَصَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَاِنَّهٗ جُنَّةٌ مِّنَ الْعِقَابِ
ماہ رمضان کے روزے عذاب الٰہی سے بچانے والی سپر ہیں
وَحَجُّ الْبَيْتِ وَاعْتِمَارُهٗ فَاِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَيَرْحَضَانِ
خانہ کعبہ کا حج اور اس کا عمرہ بجالانا یہ دونوں چیزیں فقیری کو دور کرتی اور
الذَّنْبَ وَصِلَةُ الرَّحِمِ فَاِنَّهَا مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ وَ
گناہ کو دھو دیتی ہیں قرابتداروں کے ساتھ احسان کرنا محل زیادتی دولت اور
مَنْسَاٰةٌ فِي الْاَجَلِ وَصَدَقَةُ السِّرِّ فَاِنَّهَا تُكَفِّرُ الْخَطِيْئَةَ
تاخیر موت ہے پوشیدہ خیرات گناہ پر پردہ ڈالتی اور رضاء الٰہی کے لئے
وَصَدَقَةُ الْعَلَانِيَةِ فَاِنَّهَا تَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ وَصَنَائِعُ
کھلم کھلا داد و دہش بری موت کو دفع کرتی ہے اور پسندیدہ نیکیاں ذلت و خواری کے
الْمَعْرُوْفِ فَاِنَّهَا تَقِيْ مَصَارِعَ الْهَوَانِ
منازل (افتادگی) سے محفوظ رکھتی ہیں
اَفِيْضُوْا فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ اَحْسَنُ الذِّكْرِ وَارْغَبُوْا فِيْمَا
ذکر خدا کی (منزل) میں اپنی رفتار تیز کردو کیونکہ یہ ذکر بہترین ذکر ہے اور اس
وَعَدَ الْمُتَّقِيْنَ فَاِنَّهٗ اَصْدَقُ الْوَعْدِ وَاقْتَدُوْا بِهَدْيِ
(جنت) کے راغب بنو جس کا اس نے پرہیزگاروں سے وعدہ فرمایا ہے کیونکہ یہ بہت ہی سچا وعدہ ہے
نَبِيِّكُمْ فَاِنَّهٗ اَفْضَلُ الْهَدْيِ وَاسْتَنُّوْا بِسُنَّتِهٖ فَاِنَّهٗ
اور اپنے پیغمبر کی سیرت کی پیروی کرو اسلئے کہ وہ سب سے بہتر سیرت ہے اور انکی سنت پر گامزن ہو جاؤ
اَهْدَى السُّنَنِ وَتَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ اَحْسَنُ الْحَدِيْثِ
کیونکہ وہ بہترین طریقہ پر راہنمائی کرنے والا راستہ ہے قرآن کو سیکھو کیونکہ وہ بہترین کلام ہے
وَتَفَقَّهُوْا فِيْهِ فَاِنَّهٗ رَبِيْعُ الْقُلُوْبِ وَاسْتَشْفُوْا بِنُوْرِهٖ
اور اس کی تفصیل سے اسکے احکام کے حاصل کرنے میں سعی و کوشش کرو کیونکہ یہ دلوں کی بہار ہے اسکی روشنی سے طالب شفا ہو
فَاِنَّهٗ شِفَاءُ الصُّدُوْرِ وَاَحْسِنُوْا تِلَاوَتَهٗ فَاِنَّهٗ اَنْفَعُ
کیونکہ یہ سینوں کی شفا ہے اسکی بہتر طریقہ سے تلاوت کرو کیونکہ یہ داستانوں میں سب سے زیادہ مفید
الْقَصَصِ فَاِنَّ الْعَالِمَ الْعَامِلَ بِغَيْرِ عِلْمِهٖ كَالْجَاهِلِ
داستان ہے (دیکھو) جو عالم اپنے علم کے خلاف عمل کرتا ہے وہ

ــه نماز کی عظیم ترین اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت نے اسے کل دین سے تعبیر فرمایا ہے جیسا کہ بہت زیادہ عدل کرنے والے شخص کو مبالغہ کے طور پر بجائے عادل کے عدل کہا جاتا ہے اسکی اہمیت سے متعلق جو حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان کا استقصاء بہت دشوار ہے صرف چند حدیثیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں (۱) رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے ایک مقام پر ارشاد فرمایا ہے کہ الصلوٰۃ عمود الدین من ترکھا فقد ہدم الدین نماز مذہب کا ستون ہے جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے گویا دین کو منہدم کر دیا (۲) ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوا ہے کہ مفتاح الجنۃ نماز جنت کی کلید ہے ان قبلت قبل ما سواھا وان ردت رد ما سواھا اگر یہ قبول ہو گئی تو کل اعمال قبول ہو جائیں گے اور یہ رد ہو گئی تو کل رد ہو جائیں گے اسی مضمون کو علامہ مفتی میر محمد عباس صاحب اعلی اللہ مقامہ نے صاف اور شستہ اردو میں منظوم فرمایا ہے کہ۔

یہ ہے ستون دین اگر ہو گئی قبول
برکت سے اسکی ہو نگی سب نیکیاں قبول
سمجھو تو گویا نماز کا رتبہ بلند ہے
گر وہ ہے ناپسند تو سب ناپسند ہے
طاعت کی سلطنت کیلئے تاج ہے نماز
لکھا ہے اہل دین کی معراج ہے نماز
... ہے جو نماز کا ہے وجوب سبب
کا ذکر کیا ہے اسکو پیغمبر نے منتخب
منقول ہے حسن سے کہ کہتے تھے جب وضو
ہوتا ... خوف سے حضرت کا رنگ زرد
... کوئی نہیں افضل نماز سے
ہوگا سوال حشر میں اول نماز سے

قومی تعلیم میں ضبط و نظام سب سے اہم ترین چیز ہے جسکی نماز بہترین طریقہ سے تعلیم دیتی ہے اس لئے صرف دینی ہی نہیں بلکہ دنیاوی نقطہ نظر سے بھی نماز کی اہمیت ناقابل انکار ہے ۱۲

ــه ایتاء کے معنی لغت میں اعطاء یعنے دیدینے کے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ کا نکال دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اسے اسکے مستحقین کو دینا بھی ضروری ہے اس میں نہیں ہے کہ یہ اعتراض کیا جائے کہ نماز، حج، جہاد، صوم جبکہ یہ سب واجب فریضے ہیں تو حضرت نے اپنے کلام کو صرف زکوٰۃ ہی کی فریضہ واجبہ کے ساتھ تخصیص کیوں فرمائی اسلئے یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ یہاں واجبہ سے مراد نہیں ہے کہ دوسرے فروع مذہب تو واجب نہیں ہیں مگر یہ واجب ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ وہ فریضہ ہے جسکے سہام معینہ کا اس کے مستحقین کو دینا واجب ہے چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ اور بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ امیروں کے جو اعمال ضائع ہو جاتے ہیں وہ انکے زکوٰۃ دینے کا نتیجہ ہیں ۱۲

ــه اس مضمون کو جناب مفتی صاحب اعلی اللہ مقامہ نے ایک شعر میں یوں نظم فرمایا ہے کہ ۔ روزہ سپر ہے آتش دار البوار کی ۔ ہے نیند بندگی خدا روزہ دار کی (داتی ابھی)

الْحَائِرِ الَّذِي لَا يَسْتَفِيقُ مِنْ جَهْلِهِ بَلِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِ

سرگرداں جاہل کے مانند ہے جو (کسی طرح) اپنی جہالت و نادانی (کی نیند) سے ہوشیار نہو تا ہو بلکہ (قیامت کے دن)

أَعْظَمُ وَالْحَسْرَةُ لَهُ أَلْزَمُ وَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ أَلْوَمُ

جاہل کی بنسبت اسپر اللہ کی حجت زیادہ عظیم اور اسکی حسرت وندامت اسکے لئے لازم تر ہوگی اور وہ خدا کے نزدیک بہ نسبت اسکے زیادہ قابل ملامت ہوگا

خطبہ ۱۱۴

اس میں حضرت نے ناپائیداری دنیا کا ذکر فرمایا ہے اور اس سے لوگونکو نفرت دلائی ہے

أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أُحَذِّرُكُمُ الدُّنْيَا فَإِنَّهَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ

حمد خدا کے بعد واضح ہو کہ میں تمھیں دنیا سے (اس لئے) ڈراتا ہوں کہ یہ انتہائی شیریں اور سرسبز

حُفَّتْ بِالشَّهَوَاتِ وَتَحَبَّبَتْ بِالْعَاجِلَةِ وَرَاقَتْ بِالْقَلِيلِ

اور نفسانی خواہشوں سے گھری ہوئی اپنی فانی لذتوں (کیوجہ) سے ہر ایک کی محبوبہ بنی ہوئی ہے اور

وَتَحَلَّتْ بِالْآمَالِ وَتَزَيَّنَتْ بِالْغُرُورِ لَا تَدُومُ حَبْرَتُهَا

اپنی تھوڑی سی (بے اعتبار) آرائش پر گھمنڈ کرتی آرزوؤں (زیوروں) سے آراستہ اور مکر وفریب سے سجی ہوئی ہے

وَلَا تُؤْمَنُ فَجْعَتُهَا غَرَّارَةٌ ضَرَّارَةٌ حَائِلَةٌ زَائِلَةٌ

نہ اسکی شادمانی ہمیشہ باقی رہے گی اور نہ اسکے دکھ درد سے کبھی چین ملے گا یہ بہت ہی فریب دہ نقصان رساں تغیر پذیر فنا انجام

نَافِدَةٌ بَائِدَةٌ أَكَّالَةٌ غَوَّالَةٌ لَا تَعْدُو إِذَا تَنَاهَتْ

خود ختم اور ہلاک ہو جانیوالی اور دوسرو نکو فنا کر دینے اور ہلاک کر دینے والی ہے جب یہ ان لوگونکی آرزو تک پہونچتی ہے

إِلَى أُمْنِيَّةِ أَهْلِ الرَّغْبَةِ فِيهَا وَالرِّضَاءِ بِهَا أَنْ تَكُونَ

جو اسکے بارے میں رغبت رکھنے والے اور اس سے رضامندی کا اظہار کرنے والے میں تو یہ ویسا ہونے سے قدم آگے

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى سُبْحَانَهُ كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ

نہیں بڑھاتی جیسا کہ مقام تمثیل میں اللہ نے اس کے لئے فرمادیا ہے کہ اسکی مثال تو بس اس پانی کی سی ہے

فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ

جسکو ہم نے آسمان سے نازل کیا پس اس سے زمین کی گھاس مل جلکر سرسبز ہوئی اور پھر وہی ایسے خشک تنکے بن گئی

الرِّيَاحُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُقْتَدِرًا لَمْ يَكُنْ

جسے ہوائیں پراگندہ کر دیتی ہیں اور خدا ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے کوئی انسان ایسا نہیں

امْرُؤٌ مِنْهَا فِي حَبْرَةٍ إِلَّا أَعْقَبَتْهَا عَبْرَةً وَلَمْ يَلْقَ مِنْ

جس نے اسکی خوشی میں گذاری ہو مگر یہ کہ اس نے بعد میں اس کیلئے گریہ وزاری پیش کی

(بقیہ صفحہ ۴۰۰)
تمام عبادات میں خاص طور پر اسے ہی کیوں آتش جہنم کی سپر بتایا گیا ہے اسکی توجیہ اس حدیث میں واضح طور پر موجود ہے جو رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے اور اسمیں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ان الشیطان یجری من ابن آدم مجری الدم فضیقوا مجاریہ بالجوع شیطان بنی آدم کی رگ و پے میں رچ کر اور خون کی طرح رواں رہتا ہے اس کے داخلہ کی راہیں فاقہ سے بند کردو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کو روکنے اور اسے انسان پر تسلط حاصل کرنے سے منع کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ روزہ ہے یہی وجہ ہے کہ اسے خاص طور پر آتش عذاب کی سپر فرمایا گیا ہے ۱۲
۵ فقیری کو دفع کرنے کا بہترین ذریعہ صنعت ہے یا تجارت گرچہ لوگ اصول صنعت و تجارت کا علم رکھتے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مناسب ماحول ہی میں یہ چیزیں کامیاب ہوتی ہیں جب تک صنعتوں کی نمائش و تجارتی اموال کی فروخت کیلئے بازار مہیا نہ ہوں اس وقت تک یہ چیزیں کامیاب نہیں ہو سکتیں انھیں کی تلاش میں لوگ سفر کرتے ہیں حکومتیں جنگیں بھی کرتی ہیں اور امکانی کوششیں صرف کی جاتی ہیں کہ کسی طرح بھی ممکن ہو ایسے مقامات تک پہونچا جائے اور اسکی حقیقت سے معلوم ہوتا ہے کہ جزیرۃ العرب میں سب سے بڑا تجارتی بازار حج کے زمانہ میں مہیا ہوتا ہے جہاں اطراف و جوانب عالم سے مسلمانوں کی کثیر تعداد کے آنے کی وجہ سے خریداروں کی کثرت وغیرہ ملکی نفع بخش تجارت کیلئے اچھی خاصی زمین ہموار کر دیتی ہے اس فضا میں پہونچنا گویا بر آمد کی بہترین فضا میں قدم اٹھانا ہوتا ہے جسکے بعد فقیری کا دولت اور افلاس کا تو انگری سے بدلجانا بالکل واضح و آشکار ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت نے حج وعمرہ کو دفع فقر و افلاس کا سبب بتایا ہے ۱۲ **۵** صلۂ رحم کے متعلق حدیث میں وارد ہوا ہے کہ یہ سب سے بڑی نیکی ہے ۔ ۱۲

الحاشیہ صفحہ ۴۰۱ **لے** متاع دنیا کی جس قلت کی طرف اس کلام میں اشارہ فرمایا گیا ہے اسکے متعلق قرآن مجید میں اس طرح ارشاد فرمایا گیا ہے کہ قل متاع الدنیا قلیل پیغمبر کہدو کہ متاع دنیا جسے تم بہت سمجھ رہے ہو حقیقتاً بہت کم ہے ۔ ۱۲ **لے** حاصل مطلب یہ ہے کہ دنیا کی شادابی اس سبزہ کے مانند ہے جسے پانی کے چھینٹوں نے شادابی کو لباس پہنایا ہو اور خزاں اسے آ کر خشک کر دے اور اسکی تمام سرسبزی نذر فنا ہو جائے کسی شاعر نے اسی مطلب کو کیا خوب ادا کیا ہے کہ ۔ بہا ئیکہ نہے دلفریب و رنگین است ؛ لے چہ سود کہ آر و خزان مرگ از پے ، مقصد یہ ہے کہ عمر کی بہار نا قابل انکار رہے لیکن ایسی بہار سے فائدہ ہی کیا جس کا انجام خزاں ہو

سَرَّائِهَا بَطْنًا إِلَّا مَنَحَتْهُ مِنْ ضَرَّائِهَا ظَهْرًا وَلَمْ تَطُلَّهُ

اور کوئی شخص ایسا نہیں جس نے اسکی کسی راحت اقبال سے ملاقات کی ہو مگر یہ کہ اس کو ان سے زاد بار کی تکلیف دی ہے

فِيهَا دِيمَةُ رَخَاءٍ إِلَّا هَتَنَتْ عَلَيْهِ مُزْنَةُ بَلَاءٍ وَحَرِيٌّ

اسکے اندر جس کسی کو بھی ابر خوشحالی (کے ہلکے چھینٹوں) نے تر کیا اسپر مصیبت کے بڑے بڑے بادل تیزی سے برسے سزاوار ہے کہ

إِذَا أَصْبَحَتْ لَهُ مُنْتَصِرَةً أَنْ تُمْسِيَ لَهُ مُتَنَكِّرَةً وَإِنْ

اگر یہ کسی کے لیے انتقام گیر بنکر صبح کرے تو ناراض ہو کر اس کے لئے شام کرے

جَانِبٌ مِنْهَا اعْذَوْذَبَ وَاحْلَوْلَى أَمَرَّ مِنْهَا جَانِبٌ

اگر اس کا ایک پہلو خوشگوار و شیریں ہوتا ہے تو دوسرا پہلو تلخ اور کثیر دباؤں والا ہوتا ہے

فَأَوْبَى لَا يَنَالُ امْرُؤٌ مِنْ غَضَارَتِهَا إِلَّا أَرْهَقَتْهُ مِنْ

جو انسان اسکی تر و تازگی سے فیضیاب ہوتا ہے اسے یہ اپنی مصیبتوں کے رنج سے ہمکنار بنا دیتی ہے اور جو

نَوَائِبِهَا تَعَبًا وَلَا يُمْسِي مِنْهَا فِي جَنَاحِ أَمْنٍ إِلَّا أَصْبَحَ

اسکے امن و اطمینان کے نرم و نازک پروں میں شام کرتا ہے وہ (یقیناً) اس کے بڑے بڑے خطروں کے

عَلَى قَوَادِمِ خَوْفٍ غَرَّارَةٌ غُرُورٌ مَا فِيهَا فَانِيَةٌ فَانٍ

پروں میں صبح بھی کرتا ہے یہ دھوکہ دینے والی ہے اور جو بھی اس میں ہے وہ دھوکہ ہی ہے یہ فنا ہو جانیوالی ہے

مَنْ عَلَيْهَا لَا خَيْرَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَزْوَادِهَا إِلَّا التَّقْوَى مَنْ

اور اسکی پشت پر جو چیزیں ہیں وہ بھی فنا ہو جانیوالی ہیں یاد رکھو کہ پرہیزگاری کے علاوہ توشوں میں سے کسی توشہ کے اندر کوئی

أَقَلَّ مِنْهَا اسْتَكْثَرَ مِمَّا يُؤْمِنُهُ وَمَنِ اسْتَكْثَرَ مِنْهَا اسْتَكْثَرَ

خوبی نہیں جس نے اس سے کم (مال و متاع) لیا اپنے زیادہ وہ چیز لی جو عذاب سے اسے بچائے گی اور جسنے اس سے زیادہ مال و متاع لیا

مِمَّا يُوبِقُهُ وَزَالَ عَمَّا قَلِيلٍ عَنْهُ كَمْ مِنْ وَاثِقٍ بِهَا فَجَعَتْهُ

اسنے زیادہ وہ چیز لی جو اسے تباہ کر دے گی اور بہت جلد ناپدید ہو جائے گی کتنے ہی اسپر اعتماد کرنیوالے ہیں جنکو اسنے دکھ دیا اور

وَذِي طُمَأْنِينَةٍ قَدْ صَرَعَتْهُ وَذِي أُبَّهَةٍ قَدْ جَعَلَتْهُ

صاحب اطمینان ہیں جنکو اسنے زمین پر گرا دیا ارباب جاہ و جلال ہیں جنکو اس نے

حَقِيرًا وَذِي نَخْوَةٍ قَدْ رَدَّتْهُ ذَلِيلًا سُلْطَانُهَا دُوَلٌ وَ

حقیر بنا دیا اور متکبر ہیں جن کو اس نے ذلیل بنا دیا اس کا اقتدار گردش

عَيْشُهَا رَنِقٌ وَعَذْبُهَا أُجَاجٌ وَحُلْوُهَا صَبِرٌ وَغِذَاؤُهَا

کنان اس کی زندگی مکدر اور (درحقیقت) اسکا شیریں پانی تلخ اس کی (ہر) میٹھی چیز کڑوی اس کی ہر غذا

سِمَامٌ وَأَسْبَابُهَا رِمَامٌ حَيُّهَا بِعَرَضِ مَوْتٍ صَحِيحُهَا

(انجام زندگی کیلئے) زہر اس کے رشتے بوسیدہ اس کا (ہر) ذی حیات موت کے روبرو اور (ہر)

سے عموماً قاعدہ ہے کہ جو شخص کسی سے خوش ہو کر ملاقات کرتا ہے وہ اپنے چہرہ اور شکم کو سامنے رکھتا ہے اور جو کسی سے ناراض ہوتا ہے وہ اس کی طرف سے منہ موڑ کر پشت اسکی جانب کر دیتا ہے اسی بنا پر حضرت نے دنیا کیلئے ظہر و بطن سے اسی کے اقبال و ادبار کی طرف کنایہ فرمایا ۱۲

سے قوادم اڑنے والے جانوروں کے بازوؤں والے بڑے پروں کو کہتے ہیں ۱۲

بِعَرَضِ سُقْمٍ مُلْكُهَا مَسْلُوبٌ وَعَزِيزُهَا مَغْلُوبٌ وَمَوْفُو

صحیح و سالم مرض کے سامنے ہے نیز اسکا ملک چھن جانیوالا اس کا (ہر) عزت دار ذلیل اس کا (ہر) مال

رُهَا مَنْكُوبٌ وَجَارُهَا مَحْرُوبٌ أَلَسْتُمْ فِي مَسَاكِنِ مَنْ

تباہ اور اس کا (ہر) بڑوسی لٹنے والا ہے (سچ بتاؤ) کیا تم ان لوگوں کے گھروں میں

كَانَ قَبْلَكُمْ أَطْوَلَ أَعْمَاراً وَأَبْقَى آثَاراً وَأَبْعَدَ آمَالاً

(مقیم) نہیں ہو جو تم سے پیشتر عمروں کے اعتبار سے بہت زیادہ طویل اور آثار کے لحاظ سے پائندہ تر امیدوں کے اعتبار سے بہت آگے

وَأَعَدَّ عَدِيداً وَأَكْثَفَ جُنُوداً تَعَبَّدُوا لِلدُّنْيَا أَيَّ

شمار کے لحاظ سے بہت زیادہ اور لشکروں کو دیکھتے ہوئے کثیر تر تھے انھوں نے دنیا کی کیسی کیسی

تَعَبُّدٍ وَآثَرُوهَا أَيَّ إِيثَارٍ ثُمَّ ظَعَنُوا عَنْهَا بِغَيْرِ زَادٍ مُبَلِّغٍ

پرستش اور اس کا کیسا کیسا انتخاب کیا مگر اس کے بعد وہ اس سے منزل تک پہونچانے والے توشہ

وَلَا ظَهْرٍ قَاطِعٍ فَهَلْ بَلَغَكُمْ أَنَّ الدُّنْيَا سَخَتْ لَهُمْ

اور راہ کو قطع کرنے والی سواری کے لئے بغیر ہی کوچ کر گئے تو کیا تم تک کوئی خبر پہونچی

نَفْساً بِفِدْيَةٍ أَوْ أَعَانَتْهُمْ بِمَعُونَةٍ أَوْ أَحْسَنَتْ لَهُمْ

کہ اس نے ان لوگوں کیلئے کسی فدیہ کے ساتھ سخاوت یا کسی معونت سے ان کی امداد کی یا انکے لئے از روے رفاقت

صُحْبَةً بَلْ أَرْهَقَتْهُمْ بِالْفَوَادِحِ وَأَوْهَنَتْهُمْ بِالْقَوَارِعِ

کوئی اچھائی کی (کچھ بھی نہیں) بلکہ اس نے تو انھیں (الٹا) مصیبتوں سے ستایا شدید آفتوں سے کمزور کیا

وَضَعْضَعَتْهُمْ بِالنَّوَائِبِ وَعَفَّرَتْهُمْ لِلْمَنَاخِرِ وَوَطِئَتْهُمْ

مصیبتوں کے (جھٹکے) جھنجھوڑ دیئے ان کی ناکیں زمین پر رگڑ دیں ان کو اپنے

بِالْمَنَاسِمِ وَأَعَانَتْ عَلَيْهِمْ رَيْبَ الْمَنُونِ فَقَدْ رَأَيْتُمْ

پیروں سے روندا اور زمانہ کے حادثوں کی ان کے خلاف مدد کی جو لوگ

تَنَكُّرَهَا لِمَنْ دَانَ لَهَا وَآثَرَهَا وَأَخْلَدَ لَهَا حَتَّى ظَعَنُوا

اسکے فرمانبردار تھے اور انھوں نے اسے آخرت پر ترجیح دی تھی اور ہمہ تن اس کی طرف مائل تھے انکے ساتھ تو تم اسکی بدخلقی دیکھ

عَنْهَا لِفِرَاقِ الْأَبَدِ وَهَلْ زَوَّدَتْهُمْ إِلَّا السَّغَبَ أَوْ

چکے تا اینکہ جب وہ اس سے دائمی مفارقت (کا رخ دینے) کیلئے کوچ کر گئے (تو تم خود ہی بتاؤ) کہ کیا اسنے انکو بھوک کے سوا کوئی توشہ دیا

أَحَلَّتْهُمْ إِلَّا الضَّنْكَ أَوْ نَوَّرَتْ لَهُمْ إِلَّا الظُّلْمَةَ

تنگ منزل کے سوا کہیں اتارا یا تاریکی کے سوا انکے لئے کوئی چراغ روشن کیا

أَوْ أَعْقَبَتْهُمْ إِلَّا النَّدَامَةَ أَفَهَذِهِ تُؤْثِرُونَ أَمْ إِلَيْهَا

یا ندامت و پشیمانی کے علاوہ انھیں نتیجہ میں کوئی چیز دی تم اسی دنیا کو پسند کرتے بلکہ اسی پر مطمئن

لے حضرت فرماتے ہیں کہ جس دنیا کی یہ حالت ہے کہ نہ اسکی سلطنت کا کوئی اعتبار ہے نہ دولت کو ثبات و قرار جس کی رنگینیاں فریب نظر جس کی بہاریں آنا جانا خزاں جسکی جوانیاں بڑھاپے اور صحتیں مرض کی زد پر جسکی ابتدا تاریکی جہاں مادر اور انتہا ظلمت قبر ہے کیا ایسی دنیا تمہاری امیدوں کا مرکز بنی ہوئی اور اسی کو تم آخرت کی جاودانی حیات پر ترجیح دے رہے ہو وعظ و نصیحت کا یہ وہ دلپذیر انداز ہے جسے اعجاز خطابت کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے - ۱۲

تطمئنون ام علیها تحرصون فبئست الدار لمن

بلکہ اسی پر حریص ہو یہ دنیا تو اس شخص کے لئے بد ترین گھر ہے جو اسے

لم یتهمها و لم یکن فیها علی وجل منها فاعلموا و انتم

متہم نہ سمجھے اور اس میں رہکر اس سے خوف زدہ نہو دیکھو اچھی طرح جان لو اور تم تو

تعلمون بانکم تارکوها و ظاعنون عنها و اتعظوا

جانتے ہو کہ تم اس دنیا کو چھوڑنے والے اور اس سے رحلت کرنے والے ہو لہذا ان لوگوں سے

فیها بالذین قالوا من اشد منا قوة حملوا الی

اسمیں عبرت حاصل کرو جنھوں نے کہا تھا کہ ہم سے زیادہ کون قوت دار ہے انکو لاد کر قبروں کی طرف

قبورهم فلا یدعون رکبانا و انزلوا الاجداث فلا

لے جایا گیا مگر سوار کہکر آواز نہیں دی گئی (اور باوجود اس کے کہ) قبروں میں اتار دیے گئے لیکن

یدعون ضیفانا و جعل لهم من الصفیح اجنان

مہمان کہکر پکارے نہیں گئے۔ ان کی پتھر سے (بنی ہوئی) قبریں

و من التراب اکفان و من الرفات جیران فهم

مٹی کے کفن اور بوسیدہ ہڈیوں کے وہ پڑوسی قرار دیدیے گئے ہیں یہ

جیرة لا یجیبون داعیا و لا یمنعون ضیما و لا یبالون

نہ تو کسی پکارنیوالے کو جواب دیتے ہیں نہ کسی آفت کو دور کر سکتے ہیں اور نہ کسی نوحہ و زاری

مندبة ان جیدوا لم یفرحوا و ان قحطوا لم یقنطوا

کی پرواہ کرتے ہیں اگر (ابر کے گھنے ٹکڑوں سے) انپر پانی برسایا جاتا ہے تو خوش نہیں ہوتے اور اگر بارش کے چھینٹوں سے انھیں محروم کر دیا جاتا ہے تو مایوس

جمیع و هم احاد و جیرة و هم ابعاد متدانون لا

نہیں ہوتے یہ علیحدہ علیحدہ ہونیکے باوجود اکٹھا پڑوسی ہونیکے باوجود ایک دوسرے سے دور ہیں نزدیک ہیں

یتزاورون و قریبون لا یتقاربون حلماء قد ذهبت

مگر ایک دوسرے کی ملاقات نہیں کرتے قریب ہیں لیکن اپنے کو قریب نہیں سمجھتے وہ بردبار ہیں جنکی عداوتیں ختم ہو چکیں

اضغانهم و جهلاء قد ماتت احقادهم لا یخشی

اور وہ بیحس ہیں جنکے کینے مردہ ہو چکے ہیں اب نہ ان کی ایذا رسانی کا خوف کیا جاتا

فجعهم و لا یرجی دفعهم استبدلوا بظهر الارض

اور نہ انکی مدافعت کی امید کی جاتی ہے انھوں نے زمین کی پشت سے

بطنا و بالسعة ضیقا و بالاهل غربة و بالنور ظلمة

اس کے شکم کو کشادگی سے تنگی کو اہل و عیال سے غربت و تنہائی کو اور نور سے تاریکی کو بدل لیا

ا؎ قبر میں میت کی جو حالت ہوگی اسکی تصویر کشی کرنے کیلئے اس سے بہتر الفاظ دستیاب نہیں ہو سکتے ولا یبالون مندبۃ سے مقصود یہ ہے کہ غم و الم سے اثر پذیر ہونے کی استعداد ان سے چھین لی گئی ہے اور اب انکی یہ حالت ہے کہ قحط کی ہولناک تباہیوں سے نہ ان کے دل ہم و یاس کا مرکز بنتے ہیں نہ ابر کی پیہم بارشوں اور برستے ہوئے بادلوں کے پیہم چھینٹوں سے ان پر خوشی کے آثار مترتب ہوتے ہیں۔ ۱۲

۲؎ عالم کی جس نیرنگی کو اس خطبہ میں تذکرہ فرمایا گیا ہے ممکن ہے کہ اردو کے ان اشعار سے اسکی کچھ ترجمانی ہو سکے ۔

اک حال پر قرار نہیں ہے جہاں کو
گردش ہمیشہ رہتی ہے اس آسمان کو
جو آج ہیں جوان ہے کل ناتوان ہے
جو ہم کو تند و تیز سمجھو جوان ہے
کہا کیا جہاں نہیں کر رنج دیکھیں غم الم کھے
جشم و چراغ وقت تھے باغ و بہار
کیا کھینچے حال انکی لحد کے مزار کا
رکھا نہ کچھ صبا نے اثر بھی غبار کا

فَجَاؤُهَا كَمَا فَارَقُوهَا حُفَاةً عُرَاةً قَدْ ظَعَنُوا عَنْهَا بِأَعْمَالِهِمْ

اور جس طرح اسکو چھوڑا تھا اسی طرح پھر اسکے پاس پابرہنہ لباس اتارے ہوئے آگئے اور اس (کی فانی زندگی) سے اپنے اعمال کیسا تھ

إِلَى الْحَيَاةِ الدَّائِمَةِ وَالدَّارِ الْبَاقِيَةِ كَمَا قَالَ سُبْحَانَهُ

(آخرت کی) دائمی زندگی اور (جنت کے) جاودانی گھر کی طرف کوچ کرگئے جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے جس طرح

كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ

انکو ابتدائے خلقت میں پیدا کیا تھا اسی طرح انہیں دوبارہ پھر لوٹائیں گے یہ ہمارا یقینی وعدہ ہے اور ہم ایسا کرتے رہیں گے

خطبہ ۱۱۵

اس میں حضرت نے ملک الموت اور اسکے قبض روح کا تذکرہ فرمایا ہے

هَلْ تُحِسُّ بِهِ إِذَا دَخَلَ مَنْزِلًا أَمْ هَلْ تَرَاهُ إِذَا تَوَفَّى

کیا جب موت کا فرشتہ کسی مکان میں داخل ہوتا ہے تو تم اسکا احساس کرتے اور جب وہ کسی ایک کو قبض روح کرتا ہے تو تم اسے

أَحَدًا بَلْ كَيْفَ يَتَوَفَّى الْجَنِينَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَيَلِجُ عَلَيْهِ

دیکھتے ہو (نہیں) بلکہ (انتہائی تعجب یہ ہے کہ) بچہ کی روح کو اسکی ماں کے پیٹ میں کیونکر قبض کرتا ہے کیا یہ اس پر اسکے کسی

مِنْ بَعْضِ جَوَارِحِهَا أَمِ الرُّوحُ أَجَابَتْهُ بِإِذْنِ رَبِّهَا أَمْ هُوَ

حصہ جسم (کی راہ) سے وارد ہوجاتا ہے یا روح اپنے پروردگار کی اجازت سے خود ہی اسکی آواز پر لبیک کہتی ہوئی باہر نکل آتی ہے

سَاكِنٌ مَعَهُ فِي أَحْشَائِهَا كَيْفَ يَصِفُ إِلَهَهُ مَنْ يَعْجِزُ عَنْ

یا یہ کہ اسکے اندرونی اعضا میں بچہ کے پہلو بہ پہلو مقیم ہی رہتا ہے خود ہی انصاف کرو کہ) وہ شخص اپنے خدا کے اوصاف کیونکر بیان کرسکتا ہے جو

صِفَةِ مَخْلُوقٍ مِثْلِهِ

اپنے ہی جیسے ایک مخلوق کا وصف کرنے سے عاجز ہو

خطبہ ۱۱۶

اس میں دنیا کی بے ثباتی اور اس کی برائیوں کا ذکر فرمایا گیا ہے

وَأُحَذِّرُكُمُ الدُّنْيَا فَإِنَّهَا مَنْزِلُ قُلْعَةٍ وَلَيْسَتْ بِدَارِ

میں تمہیں دنیا سے ڈراتا ہوں کیونکہ وہ فانی قیام گاہ اور جستجوے آب و گیاہ کے ناقابل منزل ہے یہ

نُجْعَةٍ قَدْ تَزَيَّنَتْ بِغُرُورِهَا وَغَرَّتْ بِزِينَتِهَا هَانَتْ

اپنے فریب (کے زیور) سے آراستہ ہے اور اپنی (ظاہری) تجارت سے دھوکہ دیتی ہے اور اپنے خالق کی

ـــ۱ صاحب درۂ نجفیہ تحریر فرماتے ہیں کہ احادیث واخبار معصومین علیہم السلام کا غائر نظر سے معائنہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ موت روح و بدن کے باہمی ارتباط کے قطع ہوجانے اور ان دونوں کی باہمی ترکیب سے جو نظام قائم ہوتا ہے اسکے منقلب و متغیر ہوجانے کا نام ہے لیکن اس قطع تعلق کا یہ مطلب نہیں ہے کہ روح اس کے بعد باقی ہی نہیں رہتی کیونکہ یہ مسلم ہے کہ روح اس مفارقت کے بعد بھی باقی رہتی ہے صرف اس کے تصرفات جسم سے منقطع ہوجاتے ہیں اور وہ اس رونما ہونے والے انقلاب کے صرف ان چیزوں کا احساس و ادراک کرنے سے مجبور و معطل ہوجاتی ہے جن کے ادراک کے لئے ذریعہ و واسطہ کا ہونا ناگزیر ہے اور اس حالت کا تقاضا اس وقت تک رہتا ہے جب تک یہ بدن کے ساتھ دوبارہ نہ ملا یا جائے۔ رہ گئے وہ امور جنکے ادراک کیلئے یہ کسی ذریعہ اور آلہ کی محتاج نہیں بلکہ بلا واسطہ انکا ادراک کرتی ہے تو انکے ادراک سے یہ اس ترک تعلق کے بعد مجبور نہیں ہوتی واما ملك الموت فالظاهر انه عبارة عن الروح المتولی لا وخبة صورة العدم على اعضاء هذ البدن ولحال مفارقة النفس ثم لما كانت النفوس البشرية انما تدرك المجردات مادامت فی هذا العالم۔ تستثبتها فان تستبقی القوة المتخيلة معها فتحاكی ما كان محبوبًا منها بالنفس مستبشرًا بلقائه اصورة بهيه كصورتها فی صورة الجبرئيل ودحية الكلبی وما كان مستكرها لها منفورًا من لقائه بصورة هائلة لاجرم اختلف رؤية الناس لملك الموت فمنهم من يراه فی صورة بهيه وهم المستبشرون بلقاء الله الذين قلت رغبتهم فی الدنيا ورضوا بالموت ليصلوا الی لقاء محبوبهم الخ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ملک الموت اس روح کا نام ہے جو بدن انسانی کے اعضاء و جوارح پر فنا کے آثار طاری کرتی اور ان سے نفس و روح کے جدا ہوجانے کا سبب بنتی ہے چونکہ بشری نفوس مفارقت کا ادراک کرتے۔ رہتے ہیں اس لئے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آئینہ میں سے مجردات نفس کو محبوب ہوتے ہیں اگر وہ اپنے متخیلہ کی نگاہ سے حسین و خوبصورت اور جو کروہ و ناپسندیدہ ہوتی ہیں اگر وہ بھیانک شکلوں میں ملاحظہ کرتے ہیں۔ ۲ـــ قلعہ لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جو باقی اور پائیدار نہو۔ ۱۲

عَلَىٰ رَبِّهَا فَخَلَطَ حَلَالَهَا بِحَرَامِهَا وَخَيْرَهَا بِشَرِّهَا وَحَيَاتَهَا

نظر میں بہت ہی سُبک اور بے حقیقت ہے اوس نے اس کے حلال کو حرام نیکی کو بدی

بِمَوْتِهَا وَحُلْوَهَا بِمُرِّهَا لَمْ يُصْفِهَا اللّٰهُ تَعَالَىٰ لِأَوْلِيَائِهِ

زندگی کو موت اور شیریں کو تلخ سے مخلوط کر دیا ہے اور اسے نہ تو اپنے برگزیدہ بندوں کیلئے پسند فرمایا ہے

وَلَمْ يَضِنَّ بِهَا عَلَىٰ أَعْدَائِهِ خَيْرُهَا زَهِيدٌ وَشَرُّهَا

اور نہ اسکی بخشش کے ساتھ دشمنوں پر روک تھام کی ہے اس کی اچھائی کم اور

عَتِيدٌ وَجَمْعُهَا يَنْفَدُ وَمُلْكُهَا يُسْلَبُ وَعَامِرُهَا

برائی سامنے موجود ہے اسکے جمع کیے ہوئے سرمایہ ختم ہو جائیں گے اسکی شاہی چھن جائیگی اور اسکے آباد (گھر)

يَخْرَبُ فَمَا خَيْرُ دَارٍ تُنْقَضُ نَقْضَ الْبِنَاءِ وَعُمُرٍ يَفْنَىٰ [له]

ویران ہو جائیں گے بھلا اس گھر کی اچھائی ہی کیا جو (کھوکلی) عمارت کی طرح ٹوٹ جائے اس عمر کی خوبی ہی کیا جو زاد راہ

فِيهَا فَنَاءَ الزَّادِ وَمُدَّةٍ تَنْقَطِعُ انْقِطَاعَ السَّيْرِ اجْعَلُوا مَا

کے مانند تمام ہو اور اس مدت کی حد ہی ہی کیا جو سفر کی تمام ہوگی طرح تمام ہو جائے

افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مِنْ طَلَبِكُمْ وَاسْأَلُوهُ مِنْ أَدَاءِ

اللہ نے جو چیزیں تم پر فرض کر دی ہیں انھیں کو اپنا مقصود قرار دو اور تم سے اپنے جس حق کی ادائگی کا سوال کیا ہے

حَقِّهِ مَا سَأَلَكُمْ وَأَسْمِعُوا دَعْوَةَ الْمَوْتِ آذَانَكُمْ قَبْلَ

اسمیں اس سے (مدد) مانگو اپنے کانوں سے موت کی آواز سن لو قبل اس کے کہ تمہیں پکارا

أَنْ يُدْعَىٰ بِكُمْ إِنَّ الزَّاهِدِينَ فِي الدُّنْيَا تَبْكِي قُلُوبُهُمْ

جائے دنیا میں جو ارباب زہد ہیں ان کے دل روتے ہیں اگرچہ وہ بظاہر ہنستے ہیں

وَإِنْ ضَحِكُوا وَيَشْتَدُّ حُزْنُهُمْ وَإِنْ فَرِحُوا وَيَكْثُرُ

اور انکا رنج بہت زیادہ ہوتا ہے اگرچہ وہ (دیکھنے میں) خوش ہوتے ہیں اپنے نفسوں کے

مَقْتُهُمْ أَنْفُسَهُمْ وَإِنِ اغْتُبِطُوا بِمَا رُزِقُوا قَدْ غَابَ عَنْ

لیے انکی دشمنی بہت زیادہ ہوتی ہے اگرچہ لوگ ان چیزوں پر غبطہ کرتے ہیں جو انھیں خدا کی بارگاہ سے عطا ہوئی ہیں (ایسا) کیا

قُلُوبِكُمْ ذِكْرُ الْآجَالِ وَحَضَرَتْكُمْ كَوَاذِبُ الْآمَالِ [ت]

گیا ہے) موتوں کی یاد تمھارے دلوں سے غائب ہے اور جھوٹی آرزوئیں تمھارے پاس موجود ہیں دنیا آخرت

فَصَارَتِ الدُّنْيَا أَمْلَكَ بِكُمْ مِنَ الْآخِرَةِ وَالْعَاجِلَةُ

سے زیادہ تمھاری مالک بن گئی ہے اور فانی مدت اس باقی مدت سے بڑھ چڑھ کر تمھیں اپنے

أَذْهَبَ بِكُمْ مِنَ الْآجِلَةِ وَإِنَّمَا أَنْتُمْ إِخْوَانٌ عَلَىٰ دِينِ اللّٰهِ

پہلو کھینچ رہی ہے حالانکہ تم خدا کے دین پر (رہنے کی وجہ سے) آپس میں بھائی بھائی

له اس مضمون کو ایک فارسی کے شاعر نے اسطرح ادا کیا ہے ہر دو روزہ زندگی چون میگذرد یکروزہ زعمر ما بسر میاید ۱۲

ت اس سے مراد وہ آرزوئیں اور تمنائیں ہیں جنکا پانا انسان کیلئے ناممکن ہو۔ ۱۲

ث اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ ایمان تمھیں بھائی بھائی دیکھنا چاہتا ہے اور ایسے تمہارے باہمی حسد و کینہ اور اختلافات ناپسند ہیں۔ ۱۲

مَا فَرَّقَ بَيْنَكُمْ اِلَّا خُبْثُ السَّرَائِرِ وَسُوْءُ الضَّمَائِرِ فَلَا

مگر صرف دلوں کی ناپاکی اور ضمیروں کی بدلی نے تمھیں پراگندہ بنا دیا ہے جس کی وجہ سے نہ تم

تَوَازَرُوْنَ وَلَا تَنَاصَحُوْنَ وَلَا تَبَاذَلُوْنَ وَلَا تَوَادُّوْنَ

ایک دوسرے کا بوجھ اٹھاتے ہو نہ آپس میں ایک دوسرے کو نصیحت کرتے نہ باہم ضرورت کی چیزوں کا تبادلہ اور محبت کا برتاؤ کرتے ہو

مَا بَالُكُمْ تَفْرَحُوْنَ بِالْيَسِيْرِ مِنَ الدُّنْيَا تُمْلِكُوْنَهٗ وَلَا

یہ تمہارا کیا حال ہے کہ تم دنیا کی جن معمولی چیزوں کے مالک ہو ان سے خوش ہوتے ہو اور

يُحْزِنُكُمُ الْكَثِيْرُ مِنَ الْاٰخِرَةِ تُحْرَمُوْنَهٗ وَيُقْلِقُكُمُ

آخرت کی وہ کثیر نعمتیں جن سے محروم کر دئے گئے ہو وہ تمھیں غمگین نہیں بناتیں دنیا کی جو

الْيَسِيْرُ مِنَ الدُّنْيَا يَفُوْتُكُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ ذٰلِكَ فِيْ

حقیر چیزیں جب تم سے گم ہو جاتی ہیں تو تمھیں دکھ دیتی ہیں تا اینکہ اس کا اثر تمہارے چہروں تک سے

وُجُوْهِكُمْ وَقِلَّةِ صَبْرِكُمْ عَمَّا زُوِيَ مِنْهَا عَنْكُمْ كَاَنَّهَا

ظاہر ہو جاتا ہے اور اس کی جو چیزیں تم سے روک لی گئی ہیں (انیں) تمہارے صبر کی کمی (ظاہر) ہوتی ہے جیسے کہ یہ

دَارُ مُقَامِكُمْ وَكَاَنَّ مَتَاعَهَا بَاقٍ عَلَيْكُمْ وَمَا يَمْنَعُ اَحَدَكُمْ

روا قعتا) تمہاری سکونت کا گھر ہے اور اسکا متاع فانی تمہارے لئے ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اور تم سے کسی ایک کو اسبات

اَنْ يَسْتَقْبِلَ اَخَاهُ بِمَا يَخَافُ مِنْ عَيْبِهٖ اِلَّا مَخَافَةُ اَنْ

سے کہ وہ اپنے کسی بھائی کا مقابلہ اس عیب (کے اظہار) کے ساتھ کرے جس سے کہ وہ خوف کرتا ہے بجز اسکے اور کوئی بات نہیں روکتی

يَسْتَقْبِلَهٗ بِمِثْلِهٖ قَدْ تَصَافَيْتُمْ عَلٰى رَفْضِ الْاٰجِلِ

کہ وہ بھی اسکا استقبال ایسی ہی طرح کرے گا افسوس کہ تم نے آخرت کو چھوڑنے اور دنیا کے ساتھ

وَحُبِّ الْعَاجِلِ وَصَارَ دِيْنُ اَحَدِكُمْ لُعْقَةً عَلٰى لِسَانِهٖ

محبت کرنے میں باہم صلح کر رکھی ہے اور تم میں سے (ہر) ایک کا دین اس کی زبان پر لعقہ ہے اور تم اس شخص

صَنِيْعَ مَنْ قَدْ فَرَغَ عَنْ عَمَلِهٖ وَاَحْرَزَ رِضَا سَيِّدِهٖ

جیسے کام کر رہے ہو جو عمل سے بے نیاز ہو گیا ہو اور جس نے (اپنے خیال میں) اپنے آقا کی رضا حاصل کر لی ہو

خطبہ ۱۱۷

اس میں حضرت نے پرہیزگاری کا شوق اور دنیا سے نفرت دلائی ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْوَاصِلِ الْحَمْدَ بِالنِّعَمِ وَالنِّعَمَ بِالشُّكْرِ

حمد اس خدا ہی کیلئے سزاوار ہے جو حمد کو نعمتوں اور نعمتوں کو شکر سے پیوستہ قرار دینے والا ہے

لہ اللہ نے حمد کو نعمتوں اور نعمتوں کو شکر سے پیوستہ قرار دیا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ اس نے نعمتوں کے مقابلہ میں حمد کو فریضہ واجب قرار دیکر جس طرح حمد و نعمت کے مابین ایک قسم کا وصل و ارتباط پیدا کر دیا ہے اسی طرح یہ وعدہ فرما کر لئن شکرتم لازیدنکم کہ اگر تم میرا شکریہ ادا کروگے تو میں تمہاری نعمتوں میں اضافہ کروں گا شکر و نعمت کے درمیان بھی پیوستگی قرار دیدی ہے - ۱۲

نَحْمَدُهُ عَلٰى آلَائِهِ كَمَا نَحْمَدُهُ عَلٰى بَلَائِهِ وَنَسْتَعِيْنُهُ

ہم اسکی نعمتوں پر اسی طرح اس کی حمد کرتے جس طرح اس کی آزمائش پر حمد کرتے ہیں اور اس سے

عَلٰى هٰذِهِ النُّفُوْسِ الْبِطَاءِ عَمَّا اُمِرَتْ بِهِ السِّرَاعِ اِلٰى

ان نفوس (کا مقابلہ کرنے) پر مدد مانگتے ہیں جو جن چیزوں کے ساتھ مامور ہیں انکے بجا لانے میں سستی کرتے اور جن

مَا نُهِيَتْ عَنْهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ مِمَّا اَحَاطَ بِهِ عِلْمُهُ وَ

چیزوں سے انھیں باز رکھا گیا ہے انکی جانب تیزی سے قدم بڑھاتے ہیں اور اس سے ان گناہوں کی مغفرت چاہتے ہیں جنکو اسکا علم گھیرچکا

اَحْصَاهُ كِتَابُهُ عِلْمٌ غَيْرُ قَاصِرٍ وَكِتَابٌ غَيْرُ مُغَادِرٍ

اور اسکی کتاب لوح محفوظ شمار کرچکی ہے (ایسا اسکا) علم وہ ہے جو احاطہ اشیاء سے عاجز نہیں اور کتاب وہ ہے جو چھوٹے بڑے کسی عمل کو

نُؤْمِنُ بِهِ اِيْمَانَ مَنْ عَايَنَ الْغُيُوْبَ وَوَقَفَ عَلَى الْمَوْعُوْدِ

چھوڑنیوالی نہیں اور ہم اس پر اس شخص جیسا ایمان رکھتے ہیں جو غیب کی چیزوں کا مشاہدہ کرچکا ہو اور وعدہ کی ہوئی شے (قیامت) پر مطلع ہو

اِيْمَانًا نَفٰى اِخْلَاصُهُ الشِّرْكَ وَيَقِيْنُهُ الشَّكَّ وَنَشْهَدُ اَنْ

ایمان بھی وہ جس کا اخلاص شرک کو اور یقین شک و شبہ کو (دل سے) زائل کرچکا ہو اور ہم گواہی

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ

دیتے ہیں کہ خدا کے علاوہ کوئی قابل پرستش معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں

وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ شَهَادَتَيْنِ

اور محمد اس کے بندہ (خاص) اور رسول ہیں ان پر اور انکے اہلبیت پر ہمیشہ رحمت و سلامتی نازل فرماتا رہے

تُصْعِدَانِ[1] الْقَوْلَ وَتَرْفَعَانِ الْعَمَلَ لَا يَخِفُّ مِيْزَانٌ

یہی دونوں گواہیاں قول کو اونچا بناتی اور عمل کو سربلند کرتی ہیں جس ترازو میں یہ دونوں گواہیاں

تُوْضَعَانِ فِيْهِ وَلَا يَثْقُلُ مِيْزَانٌ تُرْفَعَانِ عَنْهُ

رکھ دی جائیں وہ سبک نہیں ہوسکتی اور جس سے یہ دونوں اٹھالیجائیں وہ بھاری نہیں ہوسکتی

اُوْصِيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ الَّتِيْ هِيَ الزَّادُ

بندگان خدا میں تمھیں اس پرہیزگاری کی وصیت کرتا ہوں جو راہ آخرت کا توشہ ہے اور اسی سے پناہ لینی ہوگی

وَبِهَا الْمَعَاذُ زَادٌ مُبْلِغٌ وَمَعَاذٌ مُنْجِعٌ دَعَا اِلَيْهَا اَسْمَعُ دَاعٍ

یہ توشہ منزل مقصود تک پہونچانیوالا اور یہ بازگشت عذاب سے رہائی دینے والی ہے اسی پرہیزگاری کیطرف بہترین

وَوَعَاهَا خَيْرُ وَاعٍ فَاَسْمَعَ دَاعِيْهَا وَفَازَ وَاعِيْهَا

دعوت دینے والے نے دعوت دی اور بہترین یاد رکھنے والے نے اسے یاد رکھا پس دعوت دینے والے (رسول) نے سب کچھ بتادیا اور

عِبَادَ اللّٰهِ اِنَّ تَقْوَى اللّٰهِ حَمَتْ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ مَحَارِمَهٗ

اسکا یاد رکھنے والا کامیاب ہوگیا بندگان خدا پرہیزگاری ہی وہ صفت ہے جسنے دوستداران خدا کو اسکے محرمات سے بچایا

[1] تصعدان کے بجائے بعض روایات میں تسعدان بھی وارد ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں گواہیاں اقرار باللسان کے بازو کو قوی بنانے والی ہیں ۔ ۱۲

وَأَلْزَمَتْ قُلُوبَهُمْ مَخَافَتَهُ حَتَّى أَسْهَرَتْ لَيَالِيَهُمْ
اور خوف و خشیت کو انکے دلوں کیلئے لازم بنادیا یہاں تک کہ ان کی راتوں کو (عبادت کے لئے)

وَأَظْمَأَتْ هَوَاجِرَهُمْ فَأَخَذُوا الرَّاحَةَ بِالنَّصَبِ
اور انکے دنوں کو (روزے کے ساتھ) مقرر کردیا۔ اور انھوں نے تعب عبادت سے راحت

وَالرِّيَّ بِالظَّمَاءِ وَاسْتَقْرَبُوا الْأَجَلَ فَبَادَرُوا الْعَمَلَ
اور تشنگی صوم سے سیرابی حاصل کی انھوں نے اپنی موت کو نزدیک سمجھا تو عمل کرتے ہیں

وَكَذَّبُوا الْأَمَلَ فَلَاحَظُوا الْأَجَلَ ثُمَّ إِنَّ الدُّنْيَا دَارُ
جلدی کی اور دنیا کی ہر) امید کو جھٹلایا تو دیدہ دل سے موت کو دیکھ لیا پھر (سن لو) کہ یہ عالم

فَنَاءٍ وَعَنَاءٍ وَغِيَرٍ وَعِبَرٍ فَمِنَ الْفَنَاءِ أَنَّ الدَّهْرَ
بے ثباتی و رنج انقلابوں اور عبرتوں کا گھر ہے پس بے ثباتی کی (واضح دلیل) یہ ہے کہ

مُوتِرٌ قَوْسَهُ لَا تُخْطِئُ سِهَامُهُ وَلَا تُوسَى جِرَاحُهُ
وہ اپنی کمان کا چلہ چڑھانے والا ہے جس کے تیر کبھی نشانہ سے ہٹتے ہیں نہ اسکے (لگائے ہوئے) زخموں کی دوا ہو سکتی ہے

يَرْمِي الْحَيَّ بِالْمَوْتِ وَالصَّحِيحَ بِالسُّقْمِ وَالنَّاجِيَ
یہ (ہر) زندہ پر موت (ہر) صحیح پر بیماری اور نجات یافتہ

بِالْعَطَبِ آكِلٌ لَا يَشْبَعُ وَشَارِبٌ لَا يَنْقَعُ وَمِنَ الْعَنَاءِ
پر ہلاکت و گرفتاری کے تیر چلاتا ہے کھانیوالا ہے جو کبھی سیر اور وہ پینے والا ہے جو کبھی سیراب نہیں ہوتا اور

أَنَّ الْمَرْءَ يَجْمَعُ مَا لَا يَأْكُلُ وَيَبْنِي مَا لَا يَسْكُنُ ثُمَّ
اسکے رنج و شدید کے (ثبوتوں میں) سے واضح ثبوت یہ کہ انسان اکثر وہ چیزیں جمع کرتا ہے جنھیں کھا نہیں پاتا اور وہ (عمارتیں) بناتا ہے

يَخْرُجُ إِلَى اللّٰهِ لَا مَالًا حَمَلَ وَلَا بِنَاءً نَقَلَ وَمِنْ
جنمیں ٹھہرتا نہیں پھر جب یہ خدا کی طرف (جانیکے لئے) نکلتا ہے تو نہ کسی مال کو بار کرتا اور نہ کسی عمارت کو نقل کرتا ہے

غِيَرِهَا أَنَّكَ تَرَى الْمَرْحُومَ مَغْبُوطًا وَالْمَغْبُوطَ
اور اسکے نمایاں تغیرات میں سے یہ ہے کہ تم دیکھتے ہو کہ (پہلے) جو قابل رحم فقیر تھا وہ قابل غبطہ دولتمند ہے اور کل جو قابل غبطہ دولتمند

مَرْحُومًا لَيْسَ ذٰلِكَ إِلَّا نَعِيمًا زَلَّ وَبُؤْسًا نَزَلَ
تھا آج وہ قابل رحم فقیر ہے۔ اور یہ سب کہ اس دولت کا ثمر ہے جو چلی گئی اور اس شدت کا نتیجہ ہے جو وارد ہو گئی

وَمِنْ عِبَرِهَا أَنَّ الْمَرْءَ يُشْرِفُ عَلَى أَمَلِهِ فَيَقْتَطِعُهُ
اور اسکی (ناقابل انکار) عبرتوں میں سے یہ ہے کہ انسان جب اپنی آرزوؤں سے قریب ہوتا ہے تو اسکی موت کی

حُضُورُ أَجَلِهِ فَلَا أَمَلٌ يُدْرَكُ وَلَا مُؤَمَّلٌ يُتْرَكُ
آمد اس (کے رشتہ) کو کاٹ دیتی ہے اور اس وقت نہ کوئی امید (کی ہوئی تعبیر) ملتی ہے اور نہ امید کرنیوالا (زندہ) چھوڑا

ل‍ه راحت سے جنت
اخروی اور سیرابی سے
کوثر و تسنیم کی سیرابی
مراد ہے ۔۱۲۔

فَسُبْحَانَ اللّٰهِ مَا أَغَرَّ سُرُورَهَا وَأَظْمَأَ رِيَّهَا وَأَضْحَى

جاتا ہے سبحان اللہ اسکی شادمانی کتنی فریب دہ اسکی سیرابی کسقدر (شراب ظہور سے) پیاسا بنانیوالی اور اسکا سایہ کتنا رُغدا لگا

فَيْئَهَا لَا جَاءٍ يُرَدُّ وَلَا مَاضٍ يَرْتَدُّ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ مَا أَقْرَبَ

دھوپ کے اوپر ہے (اسمیں) نہ آنیوالی (موت) پلٹائی جاسکتی ہے نہ گیا ہوا (وقت) لوٹ سکتا ہے سبحان اللہ

الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ لِلَحَاقِهِ بِهِ وَأَبْعَدَ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ

اسکا سن ہے (ہر) صاحب حیات کو موت اس سے ملحق ہوجانے کیوجہ سے میت سے کتنا قریب تر اور مرنیوالے کو صاحب حیات سے

لِانْقِطَاعِهِ عَنْهُ

جدا ہوجانے کی وجہ سے اس سے کتنا دور تر بنا دیا ہے

إِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ بِشَرٍّ مِنَ الشَّرِّ إِلَّا عِقَابُهُ وَلَيْسَ شَيْءٌ

بیشک کوئی چیز بجز اس کے عذاب کے بد سے بدتر اور کوئی شے

بِخَيْرٍ مِنَ الْخَيْرِ إِلَّا ثَوَابُهُ وَكُلُّ شَيْءٍ مِنَ الدُّنْيَا سَمَاعُهُ

بجز اسکے ثواب کے بہتر سے بہتر نہیں دنیا کی ہر چیز کا سننا اس کے

أَعْظَمُ مِنْ عِيَانِهِ وَكُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْآخِرَةِ عِيَانُهُ أَعْظَمُ

دیکھنے سے زیادہ عظیم اور آخرت کی ہر چیز کا دیدار اس کے

مِنْ سَمَاعِهِ فَلْيَكْفِيكُمْ مِنَ الْعِيَانِ السَّمَاعُ وَمِنَ الْغَيْبِ

سننے سے زیادہ بزرگ تر ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ آخرت کی چیزیں دیکھنے سے انکا سننا اور غیب (کھوج لگانے) سے

الْخَبَرُ وَاعْلَمُوا أَنَّ مَا نَقَصَ مِنَ الدُّنْيَا وَزَادَ فِي الْآخِرَةِ

اسکی خبر بے نیاز بنا دے۔ جان رکھو کہ جو چیزیں دنیا میں کم اور آخرت میں زیادہ ہوتی ہیں وہ ان

خَيْرٌ مِمَّا نَقَصَ فِي الْآخِرَةِ وَزَادَ فِي الدُّنْيَا فَكَمْ مِنْ

چیزوں سے (کہیں) بہتر ہیں جو آخرت میں کم اور دنیا میں زیادہ ہوتی ہیں کیونکہ

مَنْقُوصٍ رَابِحٍ وَمَزِيدٍ خَاسِرٍ إِنَّ الَّذِي أُمِرْتُمْ بِهِ

بہت سی کم چیزیں نفع بخش اور زیادہ چیزیں گھاٹے میں ہیں بلاشبہ جن چیزوں کا تمہیں حکم دیا گیا ہے

أَوْسَعُ مِنَ الَّذِي نُهِيتُمْ عَنْهُ وَمَا أُحِلَّ لَكُمْ أَكْثَرُ

وہ ان سے زیادہ گنجائش رکھنے والی ہیں جنسے کہ تمہیں روکا گیا ہے اور جو چیزیں تمہارے لئے حلال قرار دیدی گئی ہیں

مِمَّا حُرِّمَ عَلَيْكُمْ فَذَرُوا مَا قَلَّ لِمَا كَثُرَ وَمَا ضَاقَ

وہ اس سے زیادہ ہیں جنہیں تمہارے اوپر حرام کر دیا گیا ہے تو کم کو زیادہ کے لئے اور تنگ کو کشادہ

لِمَا اتَّسَعَ قَدْ تَكَفَّلَ لَكُمْ بِالرِّزْقِ وَأُمِرْتُمْ بِالْعَمَلِ

زندگی کیلئے چھوڑ دو اللہ نے تمہارے لئے روزی کی ضمانت کی ہے اور تمہیں اسکی طرف سے عمل کا حکم دیا گیا ہے

لہ حضرت کے اس کلام میں مامور بہ کے اندر واجب و مستحب کیساتھ ساتھ مباح بھی داخل ہے کیونکہ علم اصول کی سیر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اصولیین نے مباح کو بھی مامور بہ کے حدود میں داخل قرار دیا ہے نیز یہ بھی کہ ممکن ہے کہ مباح پر مامور بہ کا اطلاق علی سبیل التغلیب ۱۲۔

فَلَا يَكُونَنَّ الْمَضْمُونُ لَكُمْ طَلَبُهُ أَوْلَى بِكُمْ مِنَ الْمَفْرُوضِ

تو دیکھو جس چیز کی تمہارے لئے ضمانت کر لی گئی ہے اس کی طلب تمہارے واسطے اس چیز سے

عَلَيْكُمْ عَمَلُهُ مَعَ أَنَّهُ وَاللّٰهِ لَقَدِ اعْتَرَضَ الشَّكُّ وَدَخِلَ

زیادہ اہمیت نہ اختیار کرے جس کا عمل تم پر فرض ہے مگر باایں ہمہ خدا کی قسم شک سامنے آگیا اور یقین فساد کی منزل قرار

الْيَقِينُ حَتّٰى كَأَنَّ الَّذِي ضُمِنَ لَكُمْ قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمْ

پاگیا ہے تا اینکہ (نوبت بانیجا رسید) کہ جن چیزوں کی تمہارے لئے ضمانت کر لی گئی ہے وہ گویا تمہارے اوپر واجب بن گئی ہیں

وَكَأَنَّ الَّذِي قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمْ قَدْ وُضِعَ عَنْكُمْ فَبَادِرُوا

اور جو چیزیں تمہارے اوپر فرض کر دی گئی ہیں وہ گویا تم سے ہٹالی گئی ہیں تو عمل کی جانب تیزی سے

الْعَمَلَ وَخَافُوا بَغْتَةَ الْأَجَلِ فَإِنَّهُ لَا يُرْجٰى مِنْ رَجْعَةِ

بڑھو اور موت کے دفعۃً آنے سے خوف کرو کیونکہ گئی گذری ہوئی عمر کے لوٹنے کی ویسی امید نہیں جیسی کہ گئی ہوئی روزی کے پلٹنے کی امید

الْعُمُرِ مَا يُرْجٰى مِنْ رَجْعَةِ الرِّزْقِ مَا فَاتَ مِنَ الرِّزْقِ رُجِيَ

کیجاتی ہے سوجو روزی آج فوت ہوگئی ہے کل اسکی زیادتی کی امید ہے اور کل جو زندگی ہاتھ سے جاتی رہی ہے

غَدًا زِيَادَتُهُ وَمَا فَاتَ أَمْسِ مِنَ الْعُمُرِ لَمْ يُرْجَ الْيَوْمَ رَجْعَتُهُ

آج اس کے پلٹنے کی کوئی امید نہیں (دنیا برین تو عجب) آنیوالی روزی کی امید ہے لیکن گذری ہوئی عمر (کے پلٹنے) کی

الرَّجَاءُ مَعَ الْجَائِي وَالْيَأْسُ مَعَ الْمَاضِي فَاتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ

کوئی امید نہیں تو خدا سے جو ڈرنے کا حق ہے اس طرح اس سے ڈرو اور ہرگز موت سے بغلگیر نہو مگر اسی وقت

وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ

جبکہ تم اسلامی تعلیمات کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والے ہو

خطبہ ۱۱۸

جسمیں آپنے نزول باران کی دعا فرمائی ہے

اَللّٰهُمَّ قَدِ انْصَاحَتْ جِبَالُنَا وَاغْبَرَّتْ أَرْضُنَا وَهَامَتْ

بارالہا ہمارے پہاڑ خشک ہماری زمین غبار آلود ہمارے جوپائے

دَوَابُّنَا وَتَحَيَّرَتْ فِي مَرَابِضِهَا وَعَجَّتْ عَجِيجَ الثَّكَالٰى

پیاسے ہیں اور اپنے آرام کرنیکی جگہوں میں سرگرداں اور جس طرح پسر مردہ عورتیں فریاد کرتی ہیں اور طرح

عَلٰى أَوْلَادِهَا وَمَلَّتِ التَّرَدُّدَ فِي مَرَاتِعِهَا وَالْحَنِينَ إِلَى

فریاد کر رہے ہیں اور چراگاہوں میں بار بار آنے جانے اور پانی پینے کی جگہوں کے اشتیاق کیوجہ سے ملول ہیں

لہ استسقاء کے معنے لغت میں طلب سیرابی کے ہیں شرعی حیثیت سے قحط سالی کے موقع پر مستحب قرار دیا گیا ہے کہ طلب باران کیلئے لوگ پاپیادہ صحرا میں آئیں اور پروردگار عالم سے خلوص دل کیساتھ دعا کریں اسکا ادنی درجہ معمولی قحط سالی کے موقع پر دعا ہے جسکی صورت یہ ہے کہ نماز عید کیطرح دو رکعتیں دو خطبوں کے ساتھ بجالائے اور قنوت میں سچے امور کے تذکرہ کے ابتی قحط سالی کی تکلیفوں کا تذکرہ کرکے نزول باراں کی دعا کرے اس محل پر بعض فقہاء نے اس امر کو بھی مستحب قرار دیا ہے کہ انسانوں کی طرح چوپایوں کو بھی صحرا میں لانا چاہیئے اور سلسلہ باراں کے منقطع ہوجانے اور آب وگیاہ کی کمیابی نے جانوروں میں جو اثرات پیدا کردئے ہیں انکی ترجمانی کرتے ہوئے نزول باران کی خواہش کیجائے حضرت نے اپنے کلام میں اس چیز کو ملحوظ رکھا ہے چنانچہ استسقاء کی جو دعا فرمائی گئی ہے اسکا صاف مطلب یہ ہے کہ بارالہا آب باران کے کرم گستر ذخیروں سے اگر تونے ہمکو ہماری بداعمالیوں کی بنا پر محروم فرمادیا ہے تو ان بیچارے تباہ حال اور ناکردہ گناہ چوپایوں نے کیا کیا ہے ان پر رحم فرما اور ہماری بدعملیوں کی وجہ سے انھیں محل مواخذہ نہ قرار دے۔ ۱۲

لہ اسکے معنے یہ ہیں کہ ہمارے پہاڑ خشک سالی کیوجہ سے شگافتہ ہوگئے ہیں نیز اس کا یہی ترجمہ ہوسکتا ہے کہ خشک ہوگئے ہیں جیسے کہ گھر جب خشک ہوجاتا ہے تو اس کیلئے کہا جاتا ہے کہ انصاح ثوب یعنے اس کی تری دور ہوگئی۔ ۱۲

مَوَارِدِهَا اَللّٰهُمَّ فَارْحَمْ اَنِيْنَ الْاٰنَّةِ وَحَنِيْنَ الْحَانَّةِ

تو پروردگار (ان) فریادی چوپایوں کی فریاد اور ان آہ و زاری کرنیوالے مشتاقوں کی پر از اشتیاق آہ و زاری پر رحم فرما

اَللّٰهُمَّ فَارْحَمْ حَيْرَتَهَا فِيْ مَذَاهِبِهَا وَاَنِيْنَهَا فِيْ مَوَالِجِهَا

اور راستوں میں انکی اور داخلہ کی جگہوں میں ان کی آہ و زاری پر ترس کھا

اَللّٰهُمَّ خَرَجْنَا اِلَيْكَ حِيْنَ اعْتَكَرَتْ عَلَيْنَا حَدَابِيْرُ

بار الہا ہم اپنے گھروں سے نکل کر تیری طرف (اس وقت) آئے ہیں جبکہ قحط سالی کے ناقے ہمارے اوپر

السِّنِيْنَ وَاَخْلَفَتْنَا مَخَائِلُ الْجُوْدِ فَكُنْتَ الرَّجَاءَ لِلْمُبْتَئِسِ

ہجوم کر رہے ہیں اور (تیرے) کرم کی بارشیں ساتھ چھوڑ چکی ہیں تو چونکہ (ہر) تباہ حال کی امید گاہ

وَالْبَلَاغَ لِلْمُلْتَمِسِ نَدْعُوْكَ حِيْنَ قَنَطَ الْاَنَامُ وَمُنِعَ

اور (ہر) طالب کو اسکی منزل مقصود تک پہونچانیوالا ہے (اسلئے) ہم تجھ سے دعا کرتے ہیں جبکہ (ساری دنیا مایوس ہو چکی ہے

الْغَمَامُ وَهَلَكَ السَّوَامُ اَنْ لَا تُؤَاخِذَنَا بِاَعْمَالِنَا وَلَا

بادل (برسنے سے) رکے ہوئے ہیں اور چوپایہ (ہلاک ہو رہے ہیں کہ تو ہمارے اعمال کا ہم سے مواخذہ نہ کر

تَاْخُذَنَا بِذُنُوْبِنَا وَانْشُرْ عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ بِالسَّحَابِ

ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہمیں عقاب نہ فرما اور اپنی رحمت کو تیز برسنے والی بارش

الْمُنْبَعِقِ وَالرَّبِيْعِ الْمُغْدِقِ وَالنَّبَاتِ الْمُوْنِقِ سَحًّا

فراوان بہار اور (ہری ہری) خوشنما گھانس کے ساتھ ہمپر کھولدے جبکہ وہ ابر اس تیزی سے برسنے والے شدید مینھ

وَابِلًا تُحْيِيْ بِهٖ مَا قَدْ مَاتَ وَتَرُدُّ بِهٖ مَا قَدْ فَاتَ اَللّٰهُمَّ

کی شکل میں اٹھکر آئے جس سے تو مردہ زمینوں کو زندہ اور گئی ہوئی قوت نامیہ کو واپس کردے بار الہا

سُقْيًا مِنْكَ مُحْيِيَةً مُرْوِيَةً تَامَّةً عَامَّةً طَيِّبَةً مُبَارَكَةً

تو اپنے کرم سے ہمیں اس بارش سے سیراب فرما جو زندہ کرنے والی سیراب بنانیوالی کامل ہمہ گیر پاکیزہ بابرکت

هَنِيْئَةً مَرِيْعَةً زَاكِيًا نَبْتُهَا ثَامِرًا فَرْعُهَا نَاضِرًا وَرَقُهَا

دلپسند اور بہارپوش ہو اس کے درخت پھیلنے والے اس کی ٹہنیاں بارآور اس کے پتے سرسبز ہوں

تَنْعَشُ بِهَا الضَّعِيْفَ مِنْ عِبَادِكَ وَتُحْيِيْ بِهَا الْمَيِّتَ

اور اس سے اپنے کمزور بندوں کو طاقت اور بے جان شہروں کو

مِنْ بِلَادِكَ اَللّٰهُمَّ سُقْيًا مِنْكَ تُعْشِبُ بِهَا نِجَادُنَا

جان بخشدے بار الہا اپنی وسیع برکتوں

وَتَجْرِيْ بِهَا وِهَادُنَا وَتُخْصِبُ بِهَا جَنَابُنَا وَتُقْبِلُ

اور اپنی محتاج مخلوق اور قید نگہبانی سے آزاد وحشی

اس صفحہ میں جن الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے انمیں سے بعض اہم لفظوں کا ترجمہ یہ ہے کہ۔ حدابیر۔ حدبار کی جمع ہے حدبار اس ناقہ کو کہتے ہیں جو کثرت سفر سے لاغر ہو گیا ہو۔ مخائل مخیلہ کی جمع ہے مخیلہ ابر کو کہتے ہیں منبعق بہت زیادہ برسنے والا خفرہ معدّ اسکا خفر ہے جسکے معنے ڈھکیلنے کے ہیں۔ شفان ٹھنڈی ہوا نجد اونچی زمین اور وہد پست زمین کو کہتے ہیں جہام اس ابر کو کہتے ہیں جو پانی سے خالی ہو۔ ۱۲

بِهَا ثِمَارُنَا وَ تَعِيْشُ بِهَا مَوَاشِيْنَا وَ تَنْدَى بِهَا اَقَاصِيْنَا

جانوروں پر جو تیری مرحمتیں ہیں ان کے واسطہ سے تو ہمیں اس پانی

وَ تَسْتَعِيْنُ بِهَا ضَوَاحِيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ الْوَاسِعَةِ وَ عَطَايَاكَ

سے سیراب فرما جس سے ہماری بلند زمینوں کے کھیت پر گیاہ ہماری پست زمینوں کے اندر نہریں رواں ہو جائیں

الْجَزِيْلَةِ عَلٰى بَرِيَّتِكَ الْمُرْمِلَةِ وَ وَحْشِكَ الْمُهْمَلَةِ وَ

ہمارے شہروں کے اطراف اس سے سر سبز ہمارے میوے (پھلنے کیطرف) متوجہ ہمارے چوپایہ زندہ ہمارے بعید لوگ فیضیاب ہو جائیں

وَ اَنْزِلْ عَلَيْنَا سَمَاءً مُخْضِلَةً مِدْرَارًا هَاطِلَةً يُدَافِعُ

اور ہمارے اطراف اس سے مدد حاصل کریں ۔ اور ہمارے اوپر وہ مینھ نازل کر جو زمین کے مدمیں کو بھگو دینے والا تیز برسنے والا اور موسلا

الْوَدْقُ مِنْهَا الْوَدْقَ وَ يَحْفِزُ الْقَطْرُ مِنْهَا الْقَطْرَ غَيْرَ خُلَّبٍ

دھار ہو جسکی ایک بارش دوسرے کو دفع کر رہی اور جسکی (پچھلی صف والی) بوندیں (اگلی صف والی) بوندوں کو دھکیل رہی ہوں

بَرْقُهَا وَ لَا جَهَامٍ عَارِضُهَا وَ لَا قَزَعٍ رَبَابُهَا وَ لَا شَفَّانٍ

نہ اسکی برق بے باران نہ اس کا وسیع ابر بے آب نہ اسکا سفیدہ بادل باریک مختصر اور نہ اسکے خوشگوار بارشیں

ذِهَابُهَا حَتّٰى يُخْصِبَ لِاِمْرَاعِهَا الْمُجْدِبُوْنَ وَ يَحْيٰى

ٹھنڈی ہواؤں والے ہوں (کہ انسے پھلوں کو نقصان پہونچ جاے) تاکہ اسکی عطا کی ہوئی سر سبزی سے قحط زدہ خوشحال اور اسکی

بِبَرَكَتِهَا الْمُسْنِتُوْنَ[1] فَاِنَّكَ تُنْزِلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا

برکت سے خشک سالی کی تکلیفیں اٹھانیوالی مخلوق زندہ ہو جاے اور بیشک تو ہی ہے جو لوگوں کے مایوس ہونیکے بعد بارش کو آسمان

قَنَطُوْا وَ تَنْشُرُ رَحْمَتَكَ وَ اَنْتَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ

سے) نازل فرماتا اور اپنی رحمت (کا دامن) پھیلاتا ہے اور لوگوں کے امور (رزق وغیرہ کا) متکفل اور سزاوار ستائش ہے

(قوله عليه السلام) انصاحت جبالنا اى تشققت

(علامہ رضی فرماتے کہ حضرت کا یہ قول) کہ انصاحت جبالنا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے پہاڑ خشک

من المحول يقال انصاح الثوب اذا انشق ويقال ايضا

سالی کی وجہ سے شگافتہ ہو گئے جیسا کہ جب کپڑا شگافتہ ہو جاتا ہے تو اس کیلئے کہا جاتا ہے کہ انصاح الثوب اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ

انصاح النبت وصاح وصوّح اذا جفّ ويبس وقوله

انصاح النبت یا صاح النبت وصوح النبت جبکہ گھاس سوکھ جاتی ہے (جسکی معنے یہ ہوے کہ انصاح کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خشک

وهامت دوابنا اى عطشت والهيام العطش و

ہو گئے ہیں ہامت دوابنا کے معنے یہ ہیں کہ ہمارے چوپایہ پیاسے ہیں کیونکہ ہیام کے معنے پیاس کے ہیں

قوله حدابير السنين جمع حدبار وهى الناقة

نیز حضرت کا کلام حدابیر السنین اس میں حدابیر حدبار کی جمع ہے اور حدبار وہ

[1] مسنتون مسنت کی جمع ہے اور مسنت قحط زدہ کو کہتے ہیں ۱۲-۱۲-۱۲

التی انضاها السیر فشبه بها السنة التی فشا فیها الجدب
ہے جس کو سفر نے لاغر کر دیا ہو اسی ناقہ سے حضرت نے اس سال کو تشبیہ دی ہے جس میں قحط ظاہر ہوا ہے

قال ذوالرّمة
ذوالرمہ عرب کے مشہور شاعر نے کہا ہے

حدابیر ما تنفك الا مناخة علی الخسف او نرمی
یہ وہ سفر کے لاغر بنائے ہوئے اونٹ ہیں جو کبھی سیر و سفر سے جدا نہیں ہوتے مگر اسی وقت جبکہ یہ بیچارے اپنی خوابگاہ پر بیں ہوں

بها بلدًا قفرا و قوله و لا قزع ربابها) القزع القطع
یا انھیں کسی بے آب و گیاہ شہر کی طرف پھینکدیا گیا ہو اور ولا قزع ربابھا میں جو قزع ہے اس سے بادل کے

الصغار المتفرقة من السحاب و قوله (ولا شفّان
چھوٹے چھوٹے پراگندہ ٹکڑے مراد ہیں اور حضرت کا یہ کلام کہ ولا شفان ذھا بھا

ذهابها) فان تقدیره ولا ذات شفان ذهابها والشفان
یہ پورا جملہ یوں ہے کہ ولا ذات شفان ذھا بھا تو شفان

الریح الباردة والذهاب الامطار اللینة فحذف
ٹھنڈی ہوا کو اور ذھاب ہلکی بارشوں کو کہتے ہیں بس اس مقام پر لفظ ذات پوشیدہ ہے

ذات العلم السامع به
کیونکہ قرینہ سے سامع اس سے باخبر ہوتا ہے

خطبہ ۱۱۹

اسمیں پیغمبر اسلام کے اوصاف اور آخرت کے احوال کا ذکر فرمایا گیا ہے

اَرْسَلَهٗ دَاعِيًا اِلَى الْحَقِّ وَ شَاهِدًا عَلَى الْخَلْقِ فَبَلَّغَ رِسَالَاتِ
اللہ نے آنحضرت کو حق جانب دعوت دینے والا اور مخلوق کی فرمانبرداری و نافرمانی کی شہادت دینے والا رسول بنا کر بھیجا

رَبِّهٖ غَيْرَ وَانٍ وَ لَا مُقَصِّرٍ وَجَاهَدَ فِي اللّٰهِ اَعْدَاءَهٗ غَيْرَ
اور انھوں نے اپنے رب کے تمام پیغامات سست اور کوتاہ عمل بنے بغیر (انسانوں تک) پہونچا دیے اور اسکی راہ میں اسکے دشمنوں سے بلا کسی

وَاهِنٍ وَ لَا مُعَذِّرٍ[1] اِمَامُ مَنِ اتَّقٰى وَبَصَرُ مَنِ اهْتَدٰى
کاہلی اور عذر کے جہاد فرمایا وہ (اہر) پرہیزگار کے امام اور (رہبر) ہدایت یافتہ کی بینائی تھی

(مِنْهَا) لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ مِمَّا طُوِيَ عَنْكُمْ غَيْبُهٗ اِذًا
(اسی خطبہ کا ایک حصہ) اگر تم ان چیزوں سے متعلق جنکی غیبی باتیں تم سے پوشیدہ کر دی گئی ہیں وہ جان جاؤ جو میں جانتا ہوں

[1] اس شخص کو کہتے ہیں جو بدون عذر عذر خواہ ہو۔

خَرَجْتُمْ اِلَی الصُّعُدَاتِ تَبْكُوْنَ عَلٰی اَعْمَالِكُمْ وَتَلْتَدِمُوْنَ

اطراف عالم کی طرف اپنے اعمال پر روتے اور اپنے نفوس کی سینہ کوبی کرتے ہوئے نکل کھڑے ہوا ور اپنی

عَلٰی اَنْفُسِكُمْ وَلَتَرَكْتُمْ اَمْوَالَكُمْ لَاحَارِسَ لَهَا وَلَا خَالِفَ عَلَيْهَا

تمام دولتوں کو اس طرح چھوڑ دو کہ نہ انکی کوئی نگہبانی کرنیوالا ہو اور نہ ان پر کوئی تمہارا قائم مقام ہو

وَلَهَمَّتْ كُلَّ امْرِءٍ نَفْسُهُ لَا تَلْتَفِتُ اِلٰی غَيْرِهَا وَلٰكِنَّكُمْ

نیز تم میں سے ہر شخص کو اسکا نفس کچھ ایسا رنجیدہ بنا دے کہ وہ اسکے غیر کی طرف توجہ ہی نہ کر سکے مگر تم تو

نَسِيْتُمْ مَا ذُكِّرْتُمْ وَاَمِنْتُمْ مَا حُذِّرْتُمْ فَتَاهَ عَنْكُمْ رَاْيُكُمْ

جو چیزیں تمہیں یاد دلائی گئی تھیں انھیں بھول گئے اور جن چیزوں سے تمہیں ڈرایا گیا تھا ان سے بیخوف بن گئے سو

وَتَشَتَّتَ عَلَيْكُمْ اَمْرُكُمْ وَلَوَدِدْتُ اَنَّ اللّٰهَ فَرَّقَ بَيْنِيْ وَ

تمہاری رائیں پریشان اور تمہارے امور پراگندہ ہو گئے میں چاہتا ہوں کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان

بَيْنَكُمْ وَاَلْحَقَنِيْ بِمَنْ هُوَ اَحَقُّ بِيْ مِنْكُمْ قَوْمٌ وَاللّٰهِ

جدائی ڈالدے اور مجھے ان لوگوں سے ملادے جو تم سے زیادہ میرے لئے سزاوار ہیں بخدا یہ وہ لوگ تھے

مَيَامِيْنُ الرَّاْيِ مَرَاجِيْحُ الْحِلْمِ مَقَاوِيْلُ بِالْحَقِّ مَتَارِيْكُ

جو بابرکت رائے دینے والے بے انتہا حلیم و بردبار حق گو اور وہ برائیوں کے ترک

لِلْبَغْيِ مَضَوْا قُدُمًا عَلَی الطَّرِيْقَةِ وَاَوْجَفُوْا عَلَی الْمَحَجَّةِ

کر دینے والے تھے جو سبقت فرما بنکر شریعت کے راستہ پر گذر گئے صراط مستقیم کو تیز رفتاری سے طے کیا

فَظَفِرُوْا بِالْعُقْبَی الدَّائِمَةِ وَالْكَرَامَةِ الْبَارِدَةِ اَمَا وَاللّٰهِ

اور ہمیشہ باقی رہنے والی (حریم) آخرت (جنت) اور خوشگوار (دائمی) کرامت کیساتھ کامیاب ہوگئے آگاہ ہو جاؤ

لَيُسَلَّطَنَّ عَلَيْكُمْ غُلَامُ ثَقِيْفٍ الذَّيَّالُ الْمَيَّالُ يَاْكُلُ

تم پر قبیلہ بنی ثقیف کا ایک وہ لڑکا یقینی طور پر تسلط حاصل کریگا جو اپنے دامن کو زمین پر خط دینے والا (متکبر) اور دین سے منحرف ہوگا

خَضِرَتَكُمْ وَيُذِيْبُ شَحْمَتَكُمْ اِيْهٍ اَبَا وَذَحَةَ

یہ تمہاری سبزی اور سبز دنیا کو کھا جائیگا (تباہ کر دیگا) اور تمہاری چربی گھلا کر تمہیں لاغر بنا دیگا اے خنفسا (کالے بیگ کے باپ (حجاج خنفسا تو ہی ہے) آگے

اقول الوذحة الخنفساء وهذا القول يومیٔ به الی

(علامہ رضی فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ وذحہ سے مراد خنفسا ہے اور اس کلام) سے حضرت نے حجاج کی جانب

الحجاج وله مع الوذحة حديث ليس هذا موضع

اشارہ فرمایا ہے جس کا خنفسا کیساتھ ایک قصہ (نقل کیا گیا) ہے مگر یہاں اس کے تذکرہ کا محل

ذكره

نہیں ہے

لہ اس کلام میں امیر المومنین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ نے مستقبل بعید میں رونما ہونیوالے ایک تاریخی واقعہ کیجانب اشارہ فرمایا ہے جو آپ کے غیبی امور سے مطلع ہونیکی ایک واضح ترین مثال ہے اسکی تفصیل یہ بیان کی جاتی کہ حجاج ایک دن نماز پڑھ رہا تھا کہ اتفاقاً ایک کالا بیگ اُسکے مصلے کی طرف نظر آیا اس نے پہلے تو مصلے کے قریب آنیسے اس کو روکا لیکن جب وہ بار بار پیچھے دفع کئے جانیکے باوجود آگے بڑھتا رہا تو اسنے اُسے اپنے ہاتھ سے پکڑ کر دور پھینکدیا اس واقعہ کے تھوڑے ہی دیر بعد اسکے ہاتھ پر ورم آگیا اور پروردگار عالم نے جس طرح نمرود کی خدائی کا دعوی غلط کرنے کیلئے اپنی مخلوقات ہی سے ایک بہت چھوٹی سی مخلوق مچھر کے ذریعہ اسے ہلاک کر دیا تھا اسی طرح ابن ظالم و جابر اموی خلیفہ کی سفاکیوں ظلم آمیز اور رسم کوششوں کی پاداش میں اپنی ایک حقیر ترین مخلوق خنفسا کے ذریعہ ہلاک کر دیا بعض اہل تاریخ کی تحقیق ہے کہ حجاج مخنث تھا اور اسکی عادت تھی کہ یہ کسی خاص لذت کے حاصل کرنیکے لئے خنفسا یعنے کالے بیگ کو اپنی کنارہ سرین پر رکھکر اسے کاٹنے کا موقع دیتا تھا ایک عمر تک اسکا مشغلہ ابوجہل کے مانند جاری رہا اور بالآخر یہی چیز اسکی ہلاکت کا ذریعہ بن گئی۔ علامہ ابن ابی الحدید کے ان تمام اقوال کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ میرے ذہن میں اسکے ایک اور معنی بھی آتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ عادت عرب میں چونکہ داخل تھی کہ وہ جب کسی کی عظمت کا اظہار کرتے تھے تو اس کیلئے اچھی کنیت استعمال کرتے تھے اور اگر کسی کی تذلیل مقصود ہوتی تھی تو اس کے واسطے حقیر کنیت استعمال کیا کرتے تھے مثلاً اگر کسی کی بہادری کی تعریف کا محل ہوتا تھا تو وہ اس کیلئے ابوالہیجا اور اگر کسی مذمت کا موقع ہوتا تھا تو اس کے لئے ابوزنہ جیسے الفاظ استعمال کرتے تھے یہاں بھی حضرت کا مقصود صرف واقعہ کی خبر دینا نہیں بلکہ حجاج کی توہین کرتا ہے۔

خطبہ ۱۲۰

اسمیں حضرت نے اپنے اصحاب کی خدا کی راہ میں جان چرانے اور مال کیساتھ کنجوسی کرنیکی مذمت کی ہے

فَلَا اَمْوَالَ بَذَلْتُمُوْهَا لِلَّذِيْ رَزَقَهَا وَلَا اَنْفُسَ خَاطَرْتُمْ

نہ اپنے مالوں کو تمنے اس اہم مقصد میں خرچ کیا جسکے لئے اللہ نے تمھیں یہ مال عطا کئے تھے نہ نفسوں کو اس بلند مرتبی خدا کے حصول کر نیکے

بِهَا لِلَّذِيْ خَلَقَهَا تَكْرُمُوْنَ بِاللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ وَلَا تُكْرِمُوْنَ

لئے (جہاد کے اس) خطرہ میں ڈالا جسکے لئے اس نے انھیں خلق فرمایا تھا خدا کے دین کے طفیل میں تمہاری عزت کی جاتی ہے

اللّٰهَ فِيْ عِبَادِهٖ فَاعْتَبِرُوْا بِنُزُوْلِكُمْ مَنَازِلَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

لیکن تم اسکے بندوں کے درمیان اسکی تنظیم نہیں کرتے تو جو لوگ تم سے بیشتر (اس دنیا میں) تھے انکی منزلوں میں سکونت

وَانْقِطَاعِكُمْ عَنْ اَوْصَلِ اِخْوَانِكُمْ

پذیر ہونے اور اپنے نزدیک ترین بھائیوں سے علیحدہ ہو جانے (کی آفت) سے عبرت حاصل کرو

خطبہ ۱۲۱

اسمیں حضرت نے اپنے اصحاب کی مدح فرمائی ہے

اَنْتُمُ الْاَنْصَارُ عَلَى الْحَقِّ وَالْاِخْوَانُ فِي الدِّيْنِ

تم حق کے مددگار دین میں ایک دوسرے کے بھائی جنگ کے

وَالْجُنَنُ يَوْمَ الْبَاْسِ وَالْبِطَانَةُ دُوْنَ النَّاسِ بِكُمْ

دن حفاظت کرنیوالی (سپریں عام لوگوں کے نزدیک مجھ سے خاص تعلق رکھنے والی ہستیاں ہو تمہارے ہی ذریعہ سے میں

اَضْرِبُ الْمُدْبِرَ وَاَرْجُوْ طَاعَةَ الْمُقْبِلِ فَاَعِيْنُوْنِيْ

حق سے منھ موڑنیوالوں کو مارتا اور اسکی طرف بڑھ آنے والوں کی فرمانبرداری کی امید کرتا ہوں

بِمُنَاصَحَةٍ خَلِيَّةٍ مِنَ الْغِشِّ سَلِيْمَةٍ مِنَ الرَّيْبِ

تو تم میری شائبہ عیب سے خالی اور شک سے بری اخلاص کے ساتھ اعانت کرو

فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَوْلَى النَّاسِ بِالنَّاسِ

کیونکہ خدا کی قسم میں لوگوں کی خیر خواہی کرنے میں سب سے بہتر انسان ہوں

ؔ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ بندگان خدا پر اپنا فضل ظاہر کرنیکا شرف صرف اس بنا پر حاصل کر سکے کہ تم اسلام کی بدولت خدا کی طرف منسوب ہو گئے تھے تو ظاہر ہے کہ تمھیں خدا کی وجہ سے بزرگی حاصل ہوئی مگر تم لوگ باوجود اسکے اسکی عظمت و توقیر نہیں کرتے - ۱۲ - ۱۲

خطبہ ۱۲۲

جس وقت حضرت نے لوگوں کو جمع فرمایا اور منافقوں سے جنگ کرنے پر اُبھارا اور اُنھوں نے

وقد جمع النّاس وحضھم علی الجھاد فسکتوا ملیا
دیر تک سکوت کیا تو آپ نے فرمایا
فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَمُخْرَسُوْنَ اَنْتُمْ فَقَالَ قَوْمٌ مِّنْهُمْ
کیا تم لوگ گونگے ہو اس پر ان لوگوں میں سے کچھ نے کہا کہ
يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنْ سِرْتَ سِرْنَا مَعَكَ فَقَالَ عَلَيْهِ
اے امیرالمومنین اگر آپ چلیں گے تو ہم بھی آپکے ساتھ چلیں گے حضرت نے انھیں جواب دیتے ہوئے کہا کہ
السَّلَامُ مَا بَالُكُمْ لَا سُدِّدْتُمْ لِرُشْدٍ وَلَا هُدِيْتُمْ لِقَصْدٍ
یہ تمھارا کیا حال ہے کیا تمھیں راہ راست کیلئے درست اور صراط مستقیم کیلئے ہدایت نہیں کی گئی ہے
اَفِيْ مِثْلِ هٰذَا يَنْبَغِيْ اَنْ اَخْرُجَ اِنَّمَا يَخْرُجُ فِيْ مِثْلِ هٰذَا
کیا اس جیسے کام کیلئے یہی مناسب ہے کہ میں نکلوں اس کے لئے تو وہ نکلے گا جسے میں تمہارے
رَجُلٌ مِّمَّنْ اَرْضَاهُ مِنْ شُجْعَانِكُمْ وَذَوِيْ بَاْسِكُمْ وَلَا
بہادروں اور طاقتوروں میں سے پسند کرتا ہوں میرے لئے (ہرگز) مناسب نہیں کہ
يَنْبَغِيْ لِيْ اَنْ اَدَعَ الْمِصْرَ وَالْجُنْدَ وَبَيْتَ الْمَالِ وَجِبَايَةَ ۱؎
میں شہر کو لشکر کو بیت المال کو زمین کے خراج کی تحصیل کو
الْاَرْضِ وَالْقَضَاءَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالنَّظَرَ فِيْ حُقُوْقِ
مسلمانوں کے درمیان فیصلے کرنے اور طلبگاروں کے حقوق میں غور و فکر کرنے
الْمُطَالِبِيْنَ ثُمَّ اَخْرُجَ فِيْ كَتِيْبَةٍ اَتْبَعُ اُخْرٰى اَتَقَلْقَلُ تَقَلْقُلَ
کو چھوڑ دوں اور اسکے بعد ایک لشکر (کی ہمراہی) میں نکلوں اور دوسرے لشکر کو عقب میں لاؤں اور جسطرح خالی ترکش
الْقِدْحِ فِي الْجَفِيْرِ الْفَارِغِ وَاِنَّمَا اَنَا قُطْبُ الرَّحٰى ۲؎ تَدُوْرُ
میں تیر جنبش کرتا ہے اسی طرح جنبش کروں بس تو چکی کی کیلی ہوں کہ جب تک اپنی جگہ ہوں
عَلَيَّ وَاَنَا بِمَكَانِيْ فَاِذَا فَارَقْتُهَا اسْتَحَارَ مَدَارُهَا وَ
اس وقت تک چکی میرے ادہر گردش کرتی رہے گی اور میں جب اپنی جگہ چھوڑ دونگا تو اسکا مدار سرگرداں اور
اضْطَرَبَ ثِفَالُهَا هٰذَا لَعَمْرُ اللّٰهِ الرَّاْيُ السُّوْءُ وَاللّٰهِ
چکی کے نیچے بچھی ہوئی کھال مضطرب ہو جائے گی بخدا یہ بہت بری رائے ہے

۱؎ کے لغوی معنے خراج کے ہیں۔ ۱۲

۲؎ چکی کے سنگ زیریں کو اور بقول بعض شارحین اس کپڑے کو کہتے ہیں جو چکی کے نیچے آٹے کی حفاظت کرنے کے لئے بچھادیا جاتا ہے ۱۲

لَوْلَا رَجَائِي الشَّهَادَةَ عِنْدَ لِقَائِي الْعَدُوَّ وَلَوْ قَدْ حُمَّ لِي

اگر میری آرزو دشمن کے قریب ہو کر، اگر میری تقدیر میں اس سے ملاقات کرنا ہے شہادت کیلئے امیدوار بننا نہ ہوگی

لِقَاؤُهُ لَقَرَّبْتُ رِكَابِي ثُمَّ شَخَصْتُ عَنْكُمْ فَلَا أَطْلُبُكُمْ

تو میں اپنی سواریوں کو اپنے سے قریب کرکے تم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو جاؤں گا

مَا اخْتَلَفَ جَنُوبٌ وَشِمَالٌ إِنَّهُ لَا غَنَاءَ فِي كَثْرَةِ عَدَدِكُمْ

اور جبتک جنوبی اور شمالی ہوائیں چلتی رہیں گی اسوقت تک کبھی تمھاری نہ تلاش کرونگا دیکھو تعداد کی زیادتی کافی نہیں ہے جبکہ

مَعَ قِلَّةِ اجْتِمَاعِ قُلُوبِكُمْ لَقَدْ حَمَلْتُكُمْ عَلَى الطَّرِيقِ

تمہارے دل اکٹھا ہونے میں کم ہیں میں نے تمہیں اس روشن راستہ کا مالک بنا دیا ہے

الْوَاضِحِ الَّتِي لَا يَهْلِكُ عَلَيْهَا إِلَّا هَالِكٌ مَنِ اسْتَقَامَ

جس پر بس یقینی طور پر گمراہ ہونے والا ہی ہلاک ہو سکتا ہے سنو جسنے استقامت اختیار کی

فَإِلَى الْجَنَّةِ وَمَنْ زَلَّ فَإِلَى النَّارِ[۱]

وہ جنت کی طرف اور جسنے لغزش کی وہ جہنم کی طرف جائے گا

خطبہ ۱۲۳

اس میں آپ نے اپنی فضیلتوں کا اظہار فرمایا ہے

تَاللّٰهِ لَقَدْ عُلِّمْتُ تَبْلِيغَ الرِّسَالَاتِ وَإِتْمَامَ الْعِدَاتِ

خدا کی قسم میں الہی پیغامات کی تبلیغ خدا کے وعدوں کی تکمیل

وَتَمَامَ الْكَلِمَاتِ وَعِنْدَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَبْوَابُ الْحُكْمِ

اور تمام حکمت کی باتوں سے واقف ہوں دیکھو ہم اہلبیت رسول کے پاس حکمت کے دروازے اور

وَضِيَاءُ الْأَمْرِ أَلَا وَإِنَّ شَرَائِعَ الدِّينِ وَاحِدَةٌ وَسُبُلَهُ

دین خدا کی روشنی موجود ہے آگاہ ہو جاؤ کہ دین کی شریعتیں ایک اور اس کے راستے سیدھے ہیں

قَاصِدَةٌ مَنْ أَخَذَ بِهَا لَحِقَ وَغَنِمَ وَمَنْ وَقَفَ عَنْهَا

جو اسے پالے گا وہ حق تک پہنچ جائے گا اور فائدہ پالے گا اور جو نہ پا سکا وہ

ضَلَّ وَنَدِمَ اعْمَلُوا لِيَوْمٍ تُذْخَرُ لَهُ الذَّخَائِرُ وَ

گمراہ اور پشیمان ہوگا دیکھو اس دن کیلئے عمل کرو جسکے واسطے نیک کاموں کے ذخیرے جمع کئے جاتے ہیں

تُبْلَى فِيهِ السَّرَائِرُ وَمَنْ لَا يَنْفَعُهُ حَاضِرُ لُبِّهِ فَعَازِبُهُ

اور جسمیں راز فاش کئے جائیں گے اور یاد رکھو جسے اسکی حاضر عقل فائدہ نہ دے گی اسے

[۱] بعض شارحین کے افادہ کے بموجب اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنی زندگی میں اپنی عقل سے استفادہ نہ کرسکے وہ مرنے کے بعد جبکہ وہ مفقود ہوگی اس وقت اس سے کیا فائدہ حاصل کر پائیگا ۱۲ - ۱۲ - ۱۲

عَنْهُ أَعْجَزُ وَغَائِبُهُ أَعْوَزُ وَاتَّقُوا نَارًا حَرُّهَا شَدِيدٌ وَ

اسکی غائب عقل نفع پہونچانے سے عاجز اور مجبور ہو گی (سنو) اس آگ سے بچو جسکی حرارت سخت

قَعْرُهَا بَعِيدٌ وَحِلْيَتُهَا حَدِيدٌ وَشَرَابُهَا صَدِيدٌ أَلَا

جسکی گہرائی بہت زیادہ جسکا زیور لوہا اور جسکی شراب خون آلودہ پیپ ہو گی اور آگاہ ہو کہ

وَإِنَّ اللِّسَانَ الصَّالِحَ يَجْعَلُهُ اللّٰهُ لِلْمَرْءِ فِي النَّاسِ

اللہ لوگوں کے اندر انسان کا جو ذکر خیر قرار دیدیتا ہے وہ اس مال سے کہیں بہتر ہوتا ہے

خَيْرٌ لَهُ مِنَ الْمَالِ يُوَرِّثُهُ مَنْ لَا يَحْمَدُهُ

جسے یہ اس شخص کے لئے میراث بنا دیتا ہے جو کبھی اسکی تعریف نہیں کرتا

خطبہ ۱۲۴

۱؎ عقد مصالح پر غور و فکر کرنے کو کہتے ہیں ۔ ۱۲

پہلے امیر المومنین نے حکم بنانیکی مخالفت فرمائی لیکن جب لوگوں کا اصرار بہت بڑھا تو آپنے اسکی مجبوراً اجازت دیدی

وقد قام اليه رجل من اصحابه فقال نهيتنا عن

تو آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ پہلے تو آپ نے ہمیں حکم بنانے سے

الحكومة ثمّ امرتنا بها فلم ندر اى الامرين ارشد

روکا اور پھر اسکی اجازت دیدی ہم نہیں جانتے کہ ان دونوں امروں میں سے کون امر زیادہ حق سے نزدیک

فصفق عليه السلام احدى يديه على الاخرى

تو یہ سنکر حضرت نے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا اور

ثم قال

پھر ارشاد فرمایا

هٰذَا جَزَاءُ مَنْ تَرَكَ الْعُقْدَةَ أَمَا وَاللّٰهِ لَوْ أَنِّي حِينَ

یہ حیرانی و سرگشتگی سزا ہے اس کی جو مصالح پر غور و فکر کرنا چھوڑ دے آگاہ ہو کہ بخدا میں نے تمہیں جسوقت

أَمَرْتُكُمْ بِمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ حَمَلْتُكُمْ عَلَى الْمَكْرُوهِ الَّذِي

اپنے حکم کے ساتھ مامور کیا تھا اگر اسوقت میں تمہیں اس ناپسندیدہ امر (جنگ) پر بار کر دیتا جس میں

يَجْعَلُ اللّٰهُ فِيهِ خَيْرًا فَإِنِ اسْتَقَمْتُمْ هَدَيْتُكُمْ وَإِنِ

خدا تمہارے لئے بھلائی قرار دے رہا تھا اور اس وقت تم اگر سیدھے ہوتے تمہاری ہدایت کرتا اگر ٹیڑھے

اعْوَجَجْتُمْ قَوَّمْتُكُمْ وَإِنْ أَبَيْتُمْ تَدَارَكْتُكُمْ لَكَانَتِ

ہوتے تو تمہیں سیدھا کرتا اور اگر انکار کرتے تو تمہارا تدارک کرتا تو یہ چیز زیادہ

الْوُثْقٰى وَلٰكِنْ بِمَنْ وَاِلٰى مَنْ اُرِيْدُ اَنْ اُدَاوِيَ بِكُمْ وَاَنْتُمْ

محکم و استوار ہوتی مگر رہا ہے) کس سے مدد مانگوں اور کس کی طرف رجوع کروں چاہتا ہوں کہ اس مرض کا علاج تمہارے ہی ذریعے کروں

دَائِيْ كَنَاقِشِ الشَّوْكَةِ بِالشَّوْكَةِ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّ ضَلْعَهَا

در انحالیکہ تم خود ہی میرا مرض ہو اور تم سے مدد چاہنے والا ایسا ہی ہے) جیسے کانٹے سے کانٹا نکالنے والا جبکہ وہ جانتا ہو کہ اس کانٹے کا میلان

مَعَهَا اَللّٰهُمَّ قَدْ مَلَّتْ اَطِبَّاءُ هٰذَا الدَّاءِ الدَّوِيِّ وَ

کانٹے ہی کی طرف ہے بارالہا اس جانکاہ درد کے معالج تھک چکے اور کنوئیں کی رسیوں سے

كَلَّتِ النَّزَعَةُ بِاَشْطَانِ الرَّكِيِّ[1] اَيْنَ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ دُعُوْا

پانی کھینچنے والے عاجز ہو چکے ہیں (تو ہی بتا) وہ لوگ اب کہاں ہیں جنہیں (رغیب) اسلام کی طرف

اِلَى الْاِسْلَامِ فَقَبِلُوْهُ وَقَرَؤُا الْقُرْاٰنَ فَاَحْكَمُوْهُ

دعوت دی گئی تو انھوں نے اسے قبول کیا انھوں نے قرآن کی قرارت کی تو اسکے احکام پر عمل ہی کیا

وَهِيْجُوْا اِلَى الْقِتَالِ فَوَلِهُوْا وَلَهَ اللِّقَاحِ[2] اِلٰى اَوْلَادِهَا وَ

ان کو لڑائی کیطرف جانے کے لئے ابھارا گیا تو وہ اس طرح اسکے مشتاق بنگئے جس طرح دودھ پلانیوالی اونٹنیاں بچوں کو

سَلَبُوا السُّيُوْفَ اَغْمَادَهَا وَاَخَذُوْا بِاَطْرَافِ الْاَرْضِ

مشتاق ہوتی ہیں انھوں نے تلواروں کو نیاموں سے چھین کر گروہ در گروہ وصف بصف ہو کر زمین

زَحْفًا زَحْفًا وَصَفًّا صَفًّا بَعْضٌ هَلَكَ وَبَعْضٌ نَجَا لَا يُبَشَّرُوْنَ

کے اطراف و جوانب پر قبضے کئے اور (اس سلسلہ میں) کچھ ہلاک ہوئے اور کچھ زندہ بچے (مگر) نہ

بِالْاَحْيَاءِ وَلَا يُعَزَّوْنَ بِالْمَوْتٰى مُرْهُ الْعُيُوْنِ مِنَ الْبُكَاءِ

انھیں زندہ رہنے والوں کی مبارکباد دی گئی اور نہ مرجانے والوں کی تعزیت گریہ و بکا سے انکی آنکھیں خراب

خُمْصُ الْبُطُوْنِ مِنَ الصِّيَامِ ذُبُلُ الشِّفَاهِ مِنَ الدُّعَاءِ

روزوں کی وجہ سے ان کے شکم خالی دعا (کی کثرت) سے انکے لب پژمردہ بیداری سے

صُفْرُ الْاَلْوَانِ مِنَ السَّهَرِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ غُبْرَةُ الْخَاشِعِيْنَ

انکے رنگ زرد (نظر آتے) تھے ان کے رخساروں پر ارباب خشوع کی تیرگی تھی

اُولٰئِكَ اِخْوَانِيَ الذَّاهِبُوْنَ فَحَقَّ لَنَا اَنْ نَظْمَاَ اِلَيْهِمْ

یہی لوگ میرے (صراط مستقیم پر) گذر جانیوالے بھائی ہیں اور ہمارے لئے سزاوار ہے کہ ہم انکے (وصل کے) پیاسے ہوں

وَنَعَضَّ الْاَيْدِيَ عَلٰى فِرَاقِهِمْ اِنَّ الشَّيْطَانَ يُسَنِّيْ

اور انکے ہجر میں اپنی انگلیاں کاٹیں (یاد رکھو کہ) شیطان اپنی گمراہی کے راستے تمہارے لئے

لَكُمْ طُرُقَهُ وَيُرِيْدُ اَنْ يَحُلَّ دِيْنَكُمْ عُقْدَةً عُقْدَةً وَ

سہل و آسان بناتا اور تمہارے دین کی ایک ایک گرہ کھولدینا چاہتا

[1] رکی رکیہ کی جمع ہے اور رکیہ کنوئیں کو کہتے ہیں۔ ۱۲

[2] لقاح لقوح کی جمع ہے اور لقوح اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو دودھ دینے والی ہو۔ ۱۲

يُعْطِيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ الْفُرْقَةَ فَاصْدِفُوْا عَنْ نَزَغَاتِهٖ

اجتماع کے عوض میں تمہیں جدائی عطا کرتا ہے تو تم اسکی وسوسہ اندازیوں اور وسوسوں سے منہ موڑ لو

وَ نَفَثَاتِهٖ وَاقْبَلُوا النَّصِيْحَةَ مِمَّنْ اَهْدَاهَا اِلَيْكُمْ

اس کی نصیحت مان لو جس نے تمہارے جانب اسے ہدیہ بنا کر بھیجا ہے

وَاعْقِلُوْهَا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ

اور اس کو کسی حالت میں بھی فراموش نہ کرو

خطبہ ۱۲۵

امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے

قاله للخوارج وقد خرج الى معسكرهم وهم مقيمون

کلام خوارج کے سامنے ارشاد فرمایا ہے جب وہ بھی اپنے انکار

على انكار الحكومة فقال عليه السلام اكلكم شهد

پر مُصر تھے تو حضرت ان کے لشکر گاہ کی طرف برآمد ہوئے اور ارشاد فرمایا ہے

معنا صفين؟ فقالوا منا من شهد ومنا من لم يشهد

کیا تم سب لوگ ہمارے ساتھ صفین میں موجود تھے خوارج نے جواب دیا کہ جی نہیں ہم میں سے کچھ وہاں موجود تھے اور کچھ

قال فامتازوا فرقتين فليكن من شهد صفين فرقة

موجود نہ تھے امیر حضرت نے فرمایا کہ اچھا تو پھر تم دو گروہ بنکر ایک دوسرے سے ممتاز ہو جاؤ اور جو صفین میں حاضر تھے وہ ایک گروہ

ومن لم يشهدها فرقة حتى اكلم كلا بكلامه ونادى

ہو جائیں اور جو وہاں حاضر نہ تھے وہ دوسرے گروہ میں ہو جائیں تاکہ میں ہر ایک سے اسی کے مطابق کلام کروں

الناس فقال امسكوا عن الكلام وانصتوا لقولي

اور آپ نے منادی فرمائی اور کہا کہ دیکھو ذرا خاموش ہو جاؤ میری بات کو غور سے سنو

واقبلوا بافئدتكم الي فمن نشدناه شهادة فليقل

اور میری جانب اپنے دلوں کے ساتھ متوجہ رہو اور سنو جس سے ہم گواہی طلب کریں وہ اس کے

بعلمه فيها ثم كلمهم عليه السلام بكلام طويل منه)

بارے میں اپنے علم کے مطابق بیان کرے پھر حضرت نے ان سے ایک طویل خطاب فرمایا جس کے کچھ اجزا یہ ہیں کہ

اَلَمْ تَقُوْلُوْا عِنْدَ رَفْعِهِمُ الْمَصَاحِفَ حِيْلَةً وَّغِيْلَةً وَّمَكْرًا

کیا تم نے شام والوں نے جب دھوکہ و حیلہ فریب اور دھوکہ سے قرآن نیزوں پر بلند

وَخَدِيعَةً إِخْوَانُنَا وَأَهْلُ دَعْوَتِنَا اسْتَقَالُونَا وَاسْتَرَاحُوا

کئے گئے تھے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ ہمارے بھائی اور ہمیں مراعات کیطرف دعوت دینے والے ہیں جنھوں نے ہم سے فسخ بیعت کی خواہش کرتے ہو کتاب اللہ

إِلَى كِتَابِ اللهِ سُبْحَانَهُ فَالرَّأْيُ الْقَبُولُ مِنْهُمْ وَالتَّنْفِيسُ

کے دامن میں پناہ لی ہے تو مناسب رائے یہی ہے کہ انکی درخواست قبول ہو اور انکی

عَنْهُمْ فَقُلْتُ لَكُمْ هٰذَا أَمْرٌ ظَاهِرُهُ إِيمَانٌ وَبَاطِنُهُ

تکلیف دور کردیجائے اور میں نے تم سے یہ کہا تھا کہ اس امر کا ظاہر ایمان اور باطن

عُدْوَانٌ وَأَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَآخِرُهُ نَدَامَةٌ فَأَقِيمُوا

کینہ و عداوت آغاز نرم دلی اور خاتمہ ندامت و پشیمانی ہے بہتر یہی ہے کہ

عَلَى شَأْنِكُمْ وَالْزَمُوا طَرِيقَتَكُمْ وَعَضُّوا عَلَى الْجِهَادِ بَنَوَاجِذِكُمْ

اپنے حال پر قائم رہو اپنے راستہ پر جمے رہو سختی کے ساتھ جہاد کرتے رہو اور

وَلَا تَلْتَفِتُوا إِلَى نَاعِقٍ نَعَقَ إِنْ أُجِيبَ أَضَلَّ وَإِنْ تُرِكَ

چیخنے والا گدھا (عمرو عاص) جو کہ چیختا ہے اسکی طرف (کوئی) توجہ نہ کرو کیونکہ اگر اسکی آواز پر لبیک کہی گئی تو یہ گمراہ کریگا اور اگر اسے

ذَلَّ وَقَدْ كَانَتْ هٰذِهِ الْفَعْلَةُ وَقَدْ رَأَيْتُكُمْ أَعْطَيْتُمُوهَا

یونہیں اسکے حال پر چھوڑ دیا گیا تو خود ہی ذلیل ہو جائیگا یہ جو کچھ بھی کارگذاری تھی میں نے تمہیں دیکھا کہ تمہیں نے اسے (کامیابی کی صورت) عطا

وَاللهِ لَئِنْ أَبَيْتُهَا مَا وَجَبَتْ عَلَيَّ فَرِيضَتُهَا وَلَا حَمَّلَنِي

کی تو بخدا اگر میں نے اسکا انکار کر دیا تو نہ اسکی وجہ سے عائد ہونیوالا (کوئی) فرض مجھ پر لازم ہوگا اور اسکے نہ ماننے کے گناہ پر

اللهُ ذَنْبَهَا وَوَاللهِ إِنْ جِئْتُهَا إِنِّي لَلْمُحِقُّ الَّذِي يُتَّبَعُ

اللہ مجھے (مواخدہ کی پشت پر) بار فرمائیگا اور اسکی قسم اگر (جیسا کہ تم کہتے ہو) یہ کام میں نے کیا ہے تو میں وہ صاحب حق ہوں

وَإِنَّ الْكِتَابَ لَمَعِي مَا فَارَقْتُهُ مُذْ صَحِبْتُهُ فَلَقَدْ كُنَّا

جو ہر حال میں پیروی کئے جانیکا مستحق ہے اور خدا کی کتاب میرے ساتھ ہے (جسکے متعلق اور تمہیں یہ معلوم ہے کہ) جب سے میں نے اسکا ساتھ دیا ہے کبھی اسے

مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَإِنَّ الْقَتْلَ لَيَدُورُ

چھوڑا ہی نہیں ہم اسوقت رسول کریم کے ساتھ تھے جبکہ جنگ (کی چکی) ہمارے آبا و اجداد ہماری اولاد

عَلَى الْآبَاءِ وَالْأَبْنَاءِ وَالْإِخْوَانِ وَالْقَرَابَاتِ فَلَا نَزْدَادُ

ہمارے بھائیوں اور قرابتداروں کے درمیان گردش کر رہی تھی پس ہر مصیبت و سختی

عَلَى كُلِّ مُصِيبَةٍ وَشِدَّةٍ إِلَّا إِيمَانًا وَمُضِيًّا عَلَى الْحَقِّ

پر راہ حق پر سلوک حق کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے

وَتَسْلِيمًا لِلْأَمْرِ وَصَبْرًا عَلَى مَضَضِ الْجِرَاحِ وَلٰكِنَّا إِنَّمَا

اور زخموں کی تکلیف پر صبر کرنے کے علاوہ ہم میں کسی اور چیز کا اضافہ نہ ہوتا تھا

ل۵ سے مراد اس
مقام پر عمرو عاص اور
معاویہ ہے - ۱۲ -

نا وَاَهْلُ دَعْوَتِنَا اسْتَقَالُونَا وَاسْتَرَاحُوا

ئی اور ہمیں مراعات کیطرف دعوت دینے والے ہیں جنہوں نے ہم سے فسخ بیعت کی خواہش کرتے ہوئے کنارا کشی

سُبْحَانَهُ فَالرَّأْيُ الْقَبُولُ مِنْهُمْ وَالتَّنْفِيسُ

تو مناسب رائے یہی ہے کہ انکی درخواست قبول ہو اور انکی

نُمْ هٰذَا اَمْرٌ ظَاهِرُهُ اِيْمَانٌ وَبَاطِنُهُ

اور میں نے تم سے یہ کہا تھا کہ اس امر کا ظاہر ایمان اور باطن

وَّلُهُ رَحْمَةٌ وَّاٰخِرُهُ نَدَامَةٌ فَاَقِيْمُوا

م دلی اور خاتمہ ندامت و پشیمانی ہے بہتر یہی ہے کہ

لْزَمُوا طَرِيقَتَكُمْ وَعَضُّوا عَلَى الْجِهَادِ بَنَوَاجِذِكُمْ

ے راستہ پر جمے رہو سختی کے ساتھ جہاد کرتے رہو اور

نَاعِقٍ نَعَقَ اِنْ اُجِيْبَ اَضَلَّ وَاِنْ تُرِكَ

ہے اسکی طرف (کوئی) توجہ نہ کرو کیونکہ اگر اسکی آواز پر لبیک کہی گئی تو یہ گمراہ کریگا اور اگر اسے

نْ هٰذِهِ الْفَعْلَةَ وَقَدْ رَاَيْتُكُمْ اَعْطَيْتُمُوْهَا

) ذلیل ہو جائیگا یہ جو کچھ بھی کارگزاری تھی میں نے تمہیں دیکھا کہ تمہیں نے اسے (کامیابی کی) صورت عطا

نْهَا مَا وَجَبَتْ عَلَيَّ فَرِيْضَتُهَا وَلَا حَمَّلَنِيْ

ہ یا تو نہ اسکی وجہ سے عائد ہونیوالا (کوئی) فرض مجھ پر لازم ہوگا اور اسکے نہ ماننے کے) گناہ پر

للّٰهِ اِنْ جِئْتُهَا اِنِّيْ لَلْمُحِقُّ الَّذِيْ يُتَّبَعُ

بار فرمائیگا اور اسکی قسم اگر (میسا کہ تم کہتے ہو) یہ کام میں نے کیا ہے تو میں وہ صاحب حق ہوں

مَعِيْ مَا فَارَقْتُهُ مُذْ صَحِبْتُهُ فَلَقَدْ كُنَّا

سکتی ہے اور خدا کی کتاب میرے ساتھ ہے (جسکے متعلق اور نہیں یہ معلوم ہوگا کہ) جب سے میں نے اسکا ساتھ دیا ہے کبھی اسے

ِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاِنَّ الْقَتْلَ لَيَدُوْرُ

لم کے ساتھ تھے جبکہ جنگ (کی چکی) ہمارے آبا و اجداد ہماری اولاد

لْاَبْنَاءِ وَالْاِخْوَانِ وَالْقَرَابَاتِ فَلَا نَزْدَادُ

شتہ داروں کے درمیان گردش کر رہی تھی پس ہر مصیبت و سختی

ةٍ وَشِدَّةٍ اِلَّا اِيْمَانًا وَمُضِيًّا عَلَى الْحَقِّ

حق کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے

وَصَبْرًا عَلٰى مَضَضِ الْجِرَاحِ وَلٰكِنَّا اِنَّمَا

بر کرنے کے علاوہ ہم میں کسی اور چیز کا اضافہ نہ ہوتا تھا

اَصْبَحْنَا نُقَاتِلُ اِخْوَانَنَا فِي الْاِسْلَامِ عَلٰى مَا دَخَلَ فِيْهِ

لیکن اس وقت ہم اپنے برادران اسلامی سے جنگ کر رہے ہیں صرف اس انحراف کجی شک

مِنَ الزَّيْغِ وَالْاِعْوِجَاجِ وَالشُّبْهَةِ وَالتَّاْوِيْلِ فَاِذَا

اور (بیجا) تاویل کی بنا پر جو (انکے) اسلام میں داخل ہوگئی ہے (اور اسیوقت نہیں بلکہ) جب (کبھی) ہم کسی

طَمِعْنَا فِيْ خَصْلَةٍ يَلُمُّ اللّٰهُ بِهَا شَعَثَنَا وَنَتَدَانٰى بِهَا

ایسے خصلت کے آرزومند ہونگے جس سے پروردگار عالم ہماری پراگندگی کو جمع کر دے اور اسکے ذریعہ سے ہم اسلامی احکام

اِلَى الْبَقِيَّةِ فِيْمَا بَيْنَنَا رَغِبْنَا فِيْهَا وَاَمْسَكْنَا عَمَّا سِوَاهَا

کیجائی سبقت کرنے میں ایک دوسرے سے قریب تر ہو جائیں تو اسکی جانب سبقت کرینگے اور اسکے غیر کیجانب سے منہ موڑ لیں گے

سلسبیلِ فصاحت

حصۂ دوم مع ترجمہ و شرح

نہج البلاغہ

مع مقدمہ

از ادیب العصر علامۂ بے بدل
جناب محمد صادق صاحب قبلہ مدظلہ العالی
آل سرکار نجم العلماء طاب ثراہ